

اُردو ترجمہ — مع — عربی متن

حُمَامَةُ الْبُشْرِی

اِلٰی
اَهْلِ مَكَّةَ وَصَلَحًا اِمَامِ الْقُرَى

تصنیف :

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مجدد صد چہار دہم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

جس نے اولیاء الرحمن سے دشمنی
کی اس نے اپنا ایمان مفت
میں گنوا دیا،

میں نے اپنی بعض کتب میں بیان کیا ہے کہ اللہ
ان لوگوں کا ایمان سلب کر لیتا ہے جو اس کے اولیاء
سے دشمنی رکھتے ہیں۔ اس پر مجھ سے بعض لوگوں نے پوچھا
ہے کہ اس سلب ایمان کے کیا اسباب ہیں اور کہا ہے
کہ ایمان تو اللہ کی کتاب کو ماننے اور اس کے رسول کی
منت کی پیروی کرنے سے پورا ہو جاتا ہے پس ہم نہیں
سمجھتے کہ کسی مسلمان کی عداوت سے ایمان کو کیا ضرر پہنچتا
ہے بلکہ ہم کہتے ہیں کہ یہ ایسی باتیں ہیں جی جی کوئی بنیادی نہیں
اور یہ صرف وہم کرنیوالوں کا وہم ہے پس یہ جان لے کہ یہ
وائے کمزور ہے بلکہ تکلوں سے زیادہ خف اور کمزور کے پچوں
سے زیادہ ضعیف ہے اور ایسی طبیعت قلت تدبر سے پیدا
ہوئی ہے جس نے فکرِ صحیح کے موتی کو کھودیا اور لاپلی دل
کے ساتھ دنیا پر جھک گیا اور معارفِ دینیہ سے
غفلت برقی۔

اس باب میں اصل بات یہ ہے کہ تمام بنی آدم
ایک شخص کی طرح ہیں۔ بعض ان میں سے سر، دل، بگڑ
معدہ، گردہ اور سانس لینے والے اعضاء کی
طرح ہیں اور وہ بنی نوع انسان کے سردار ہیں اور

مَنْ عَادَى أَوْلِيَاءَ الرَّحْمَنِ فَقَدْ

نَبَذَ الْإِيمَانَ بِالْمُجَان

افى قلت فى بعض كتبى ان الله
يسلب ايمان قوم يعادون اوليائه
فسئلنى بعض الناس عن علل هذا
السلب وقال انما الايمان يتم باتباع
كتاب الله وسنن رسوله فما ندري
اى ضرر للايمان بعداوة احد من
المسلمين بل نقول انها اقوال لا
اصل لها وان هى الاوهم المتوهمين
فاعلم ان هذا الراى راي ركب
اغف من المغازل واضعف من
الجواذل وانما نشاء من قلة التدبر
من طبع فقد در الفكر الصحيح
واكب على الدنيا بالقلب الشحيح
وكان من معارف الدين من الغافلين
والاصل فى هذا الباب ان بنى
ادم كشخص واحد بعضهم كالراس
والقلب والكبد والمعدة والكلية و
اعضاء التنفس وهم سرورات نوع

الانسان وبعضهم كاعضاء اخرى
 فالذين جعلهم الله كالراس والقلب
 وغيرهما من الاعضاء الرئيسية
 فجعلهم مدارا للحياة كل من سمى
 انسانا وكما ان الانسان لا يعيش
 من غير وجود هذه الاعضاء كذلك
 الناس لا يعيشون بحياة تقم الروحاني
 من غير وجود هؤلاء السادات من
 الرسل والنبيين والصدّيقين
 والمحدثين والشهداء والصالحين
 فظهر من ههنا ان الموت الروحاني
 هو مطرح بغض الاولياء فالذي
 اشتد بغضه ومهارته بهذه الطائفة
 المقبولة وتواترت مباراته بتلك
 الفئة المحبوبة وما امتنع وما تاب و
 مادعا الله ان يتداركه وما ترك
 السب واللعن والطعن والخصومة
 فاخرجزاة عند الله سلب الايمان
 وتركه في نيران الحسد والفسق والعصيان
 حتى يلتهق برهط الشيطان ويكون
 من الخاسرين والستري في ذلك ان

بعض ان میں سے دوسرے اعضاء کی مانند ہیں۔ پس
 وہ لوگ جنہیں اللہ نے سر یا دل اور ان کے علاوہ دیگر
 اعضاء سے کسی کی مانند بنایا ہے۔ اللہ نے انہیں ہر
 انسان کے لیے مدار بنایا ہے اور جیسے انسان ان اعضاء
 کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا، اسی طرح لوگ ان بزرگوں
 یعنی رسولوں، نبیوں، صدّیقوں، محدثوں اور
 شہیدوں اور صالحین کے وجود کے بغیر
 اپنی زندگیوں کو روحانیت کے رنگ میں
 بسر نہیں کر سکتے۔ پس اس سے ظاہر
 ہوا کہ بغضِ اولیاء موتِ روحانی کا موجب
 ہے۔ جس شخص کا بغض اور کینہ اس
 مقبول گروہ سے زیادہ ہو اور وہ متواتر
 اس محبوب گروہ کے مقابل آئے اور
 اس بات سے نہ رُکے اور نہ اس سے
 توبہ کرے اور نہ اللہ سے دُعا کرے کہ وہ اسکا
 تدارک کرے اور گالی گلوچ، لعن و طعن اور
 جھگڑے کو نہ چھوڑے، تو اس کی آخری سزا
 اللہ کے پاس اس کا ایمان سلب کرنا اور حسد
 فسق اور نافرمانی کی آگ میں پھوڑ دینا ہے۔
 یہاں تک کہ وہ شیطان کے گروہ میں شامل ہو
 جاتا ہے اور زیاں کاروں میں سے ہو جاتا ہے۔

اولیاء اللہ قوم یحبہم اللہ ویحبونہ
ولہم برہم تعلقات قویۃ ولہ
الیہم توجہات عجیبۃ وعنایات
لطیفۃ وبینہم و بین اللہ اسرار
لا یعلمہا الا حبہم فیحبہم اللہ حباً
عجیباً ویعادی من عاداہم ویوالی
من والاہم ولا یدری احد لم
احبہم الی تلک المرتبۃ ولعالمہم
وظائف الوداد کما ولہم صاروا
من المحبوبین

وقد جرت عادة اللہ تعالیٰ
انہ یفیض الحق علی قلوبہم ویجری
لطائف العلوم فی خواطرہم ویطہر
فکرتہم وینقح حکمتہم ویعطی لہم
علم تبصر العواقب واتقاء مواضع
المعاطب ویقود کل خیر الیہم ویطرد
کل شر منہم ویطلعہم علی معارف
کتابہ وعلوم نبیہ ویربہم من عندہ
ویہدیکہم الی صراطہ وینعم علیہم
بنعمائہ الظاہرۃ والباطنۃ ویحفظہم
من مقامات مزلۃ الاقدام یجعلہم

اور اس میں راز یہ ہے کہ اویسا اللہ وہ
لوگ ہیں جن سے اللہ محبت کرتا ہے ان کے اپنے
رب سے مضبوط تعلقات ہیں اور اللہ ان پر عجیب رنگ
میں توجہات اور لطیف عنایات کو بخشتا ہے انکے اور اللہ کے
درمیان ایسے اسرار ہیں جنہیں صرف ان سے محبت کرنیوالا
ہی جانتا ہے پس وہ ان سے عجیب رنگ میں محبت کرتا ہے
اور وہ انکے دشمنوں سے دشمنی اور انکے دوستوں سے دوستی رکھتا
ہے اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ ان سے اس حد تک محبت کیوں
کرتا ہے اور کیوں ان کیلئے محبت کی تمام شرائط پوری کر دی
ہیں اور یہ لوگ کیوں اس کے محبوبوں سے ہو گئے ہیں۔

اللہ کی یہ قدیم عادت ہے کہ وہ ان کے دلوں
پر برحق جاری کرتا ہے اور ان کے دل میں علوم کے
لطائف و ولعیت کرتا ہے۔ ان کے فکر کو جلا بخشتا ہے
اور ان کی حکمت کی تفتیح کرتا ہے اور انہیں ایسا علم عطا
کرتا ہے جن سے وہ عواقب اور ہلاکت کی جگہوں سے
بچنے کو جان لیتے ہیں۔ وہ ہر خیر انہیں پہنچاتا ہے اور
ہر برائی کو ان سے دور ہٹاتا ہے۔ انہیں اپنی کتاب کے
معارف اور اپنے نبی کے علوم سے اطلاع دیتا ہے۔ خود انکی
تربیت کرتا ہے اور انہیں اپنے راستہ کی طرف ہدایت
دیتا ہے۔ ان پر ظاہری و باطنی انعامات کرتا ہے اور
انہیں لغزشوں سے محفوظ رکھتا ہے اور انہیں ایسے

من المحفوظين ويجعلهم من حماة
حوزة الاسلام ويشرح صدورهم
ويوجههم الى حضرته التي هي
مبداء الفيوض فيايتهم الفيض في
كل يوم غصاً طرياً وينفسح في
صدورهم من ذلك الفيض الالهي
انواع لوامع والناس يعملون الخيرات
تطبعاً وهم طباعاً ولا تصدرا لعمال
الصالحه منهم تكفا بل تقتضيها
فطرتهم السليمة وتجري فيها ارادات
الصالح كفوران العين ولا يتكاعد هم
من الاعمال الشاقة ما يتكاعد غيرهم
تراهم كالجبال عند الازجال وتبين
شجاعتهم عند تبين احوال يتخلون
بمحاسن الاخلاق ويتخلون بمحاسن
بالاخلاق يصبرون تحت مجاري الاقدار
حباً ومواطاة لا لتنوء الاقدار ويطيعون
ربهم ببذل الروح واقتحام الاخطار
ابتغاء لمرضات الله لا لارتفاع
الخطار لا يريدون ملل الخلائق
ولا تجدد فيهم سوء الطبع وتوشين

محفوظ رہنے والے بناتے ہیں جو اسلام کے مرکز کی حمایت
کرنے والے ہوں۔ اللہ انکے سینوں کو کھولتا اور انھیں
اپنی ذات کی طرف جو تمام فیوض کا منبع ہے، متوجہ
کرتا ہے۔ پس ان کے پاس ہر روز تازہ بہ تازہ
فیض آتا ہے اور ان کے سینوں میں اس الہی فیضان
کی وجہ سے طرح طرح کی روشنیاں پھوٹتی ہیں اور
لوگ تکلف سے نیکی کرتے ہیں، لیکن وہ طبعاً نیکیاں
بجالاتے ہیں۔ ان سے نیک اعمال تکلف کے طور
پر صادر نہیں ہوتے بلکہ ان کی فطرتِ سلیمہ اس
امر کا تقاضا کرتی ہے اور اس میں نیکی کے ارادے
چشمہ رواں کی طرح بہتے ہیں۔ انھیں اعمالِ شاقہ
سے وہ تکلیف نہیں ہوتی جو ان کے غیر کو ہوتی ہے
تم انھیں ڈر اور خوف کے وقت پہاڑوں کی مانند پاؤ گے
خطرات کے وقت ان کی شجاعت ظاہر ہوتی ہے۔
وہ اخلاقِ فاضلہ سے مزین اور اخلاق کو انداز کر نیوالی
باتوں سے علیمدہ رہتے ہیں۔ اور قضا و قدر
کے اجراء کے وقت وہ محبت و رغبت
سے صبر کرتے ہیں نہ کہ قضا و قدر
سے در ماندہ ہو کر

محض اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس سے مطابقت
اختیار کرتے ہوئے اپنی جانوں کو قربان کرتے ہوئے

الخلاق الراحمون المحسنون الى عباد
 الله مال الامل و شمال اليتامى والا
 رامل يبعدون عن كل كد ورة وظلام
 وعن الهيئة الظلمانية ويملؤن
 من الانوار والجواهر الایمانیة و
 يصيروا صحن صدورهم مسعى للابد
 الروحانيه ويخرجون امام السدة
 الربانية وتغرق ارواحهم في بحار
 حضرتہ ساجدین ويخرجون من
 النفس والهواء الارادة ولا يدرون
 النفس ولذاتها ويقلبهم الله بينا و شمالا
 حكمة من عنده ويمجد لهم ارادته من الا
 مرادات النفسانية كلها ثم يرسلهم الى
 عبادة رحمة منه فيدعون الناس الى
 الخير والصلاح والسعادة والنجاح
 فالذين يقبلونهم ويتبعونهم ويحذون
 حذوهم في كل اعمالهم واقوالهم
 وحركاتهم وسكناتهم ولا يفارقون
 اظلالهم ولا يخرجون عما امرهم
 فينالون السعادة ويفوزون فوز
 السعلاء ويرضون الله ورسوله

اور مشکلات کو برداشت کرتے ہوئے رضائے الہی کے
 حصول کے لیے وہ اپنے رب کی اطاعت اختیار کرتے
 ہیں۔ ان خطرات کو دور کرنے کیلئے لوگوں سے میل جول
 انہیں پسند نہیں ہوتا۔ تم ان میں بد خلقی نہیں پاؤ گے۔
 اور اللہ تعالیٰ کے بندوں پر احسان کرے گا۔ وہ
 امید گاہ اور یتیمی اور یتیموں کے فریادوں میں۔ وہ
 ہر کدورت اور تاریکی اور ظلمانی صورت سے دور رہتے
 اور انوار اور ایمانی جوہر سے بھرپور ہوتے ہیں اور ان کے سینوں کا
 صحن روحانی پرندوں کے اترنے کی جگہ بن جاتا ہے اور وہ
 خدا تعالیٰ کے دروازہ کے آگے گرتے ہیں اور ان کی رُحیں اُطاعت
 کرتے ہوئے حضرت باری کے سمندر میں غرق ہوجاتی ہیں اور وہ
 نفس خواہش اور ارادہ سے نکل جاتے ہیں اور وہ نفس
 اور اس کی لذات کو نہیں جانتے۔ اور اللہ اپنی حکمت کے
 تحت انہیں دایتیں اور بایں پلٹاتا ہے۔ اور نفسانی ارادوں
 کے کامل طور پر مٹ جانے کے بعد ان کے اندر نئے ارادے پیدا کرتا
 ہے۔ پھر اپنی رحمت کی وجہ سے انہیں اپنے بندوں کی طرف
 بھیجتا ہے۔ پس وہ لوگوں کو خیر و صلاح اور سعادت کا میاں بنی
 کی طرف بلاتے ہیں۔ پس جو لوگ انہیں قبول کر لیتے ہیں اور ان کی
 پیروی کرتے ہیں اور تمام اعمال اقوال حرکات و سکنات میں
 ان کے قدم بہ قدم چلتے ہیں اور وہ ان کے سایوں سے دور نہیں
 رہتے اور وہ ان کے احکام سے باہر نہیں ہوتے۔ وہ سعادت

کو پالیتے ہیں اور خوش نصیبوں کی سی کامیابی حاصل کرتے ہیں وہ اللہ اور اسکے رسول سے راضی ہو جاتے ہیں اور بابرکت بن جاتے ہیں پس حاصل کلام یہ ہے کہ ان بزرگوں کی خدمت خوش نصیبی کی نشانی اور انکی محبت معرفت کے پس حاصل کرنا ہے۔ اُنکی دوستی اللہ کی دوستی اور انکی تعریف کی اشاعت زمام کامیابی اور انکی عیوب تلاش کرنا شرارت کی علامات ہے۔ اور ان کے عیوب کا پیچھا کرنا نیکیوں کو مٹانے والا اور انکی بے تکالیف برداشت کرنا برائیوں کا کفارہ ہے پس وہ لوگ جو انکی ٹری میں منسکب اور انکی جماعت میں داخل نہیں ہوئے اور انکی گردہ سے نیس ملے بلکہ انھوں نے ان سے دشمنی کی اور ان کی مخالفت کی اور جھگڑوں میں ان سے ناراضگی میں حد سے گذر گئے ہیں اور گفتگو میں انہوں نے ادب کو ترک دیا۔ اللہ نے ان کے عمل کو ضائع اور انہیں ہلاک کر دیا ہے اور وہ اللہ کی ناراضگی کو لے کر لوٹے اور ان کی طرف اللہ کا عذاب اور اس کا غضب ٹوٹا پس اللہ نے ان کے دلوں سے ایمان کی ہر جلادت اور نور عرفان چھین لیا ہے اور ان کو تاریکی میں ناکام و نامراد چھوڑ دیا۔

پھر جان لے کہ جو کچھ ہم نے کہا ہے وہ غافلین کے ایمان سلب ہونے کی روحانی بیماریاں ہیں اور جہانمک ان کے گھائے میں پڑنے اور جہنم سے ان کی دوری کا تعلق ہے اس کے خارجی اسباب وہ

ویکونون مبارکین۔ فالْحاصل ان خدمة هؤلاء الكرام عنوان السعادة ومحببتهم استشمار المعرفة مصافاتهم مصافات الله وبث مدائحهم زمام الفلاح وتطلب مثالبهم من امارات الطلاح وتنبع عيوبهم مدحض المحسنات وتكلف كلفهم كفارة السيئات فالذين ما انتظوا في سمطهم وما انخرطوا في جماعتهم وما التحقوا برهطهم بل عادوهم وخالفوهم وتجاوزوا لعد في مقتهم عند المخاصمات وتعدوا الادب في المكالمات فاحبط الله عملهم وارذهم وباؤا بسخط من الله ورجع اليهم نكال من الله وغضب من عنده فذرع الله من قلوبهم كل حلاوة الايمان ونور العرفان وتركهم في ظلمات خاسرين مخذولين -

ثم اعلم ان كل ما قلناه على روحانية لسلب ايمان الخالفين واما الاسباب الخارجية لخسرانهم وبعدهم عن الحق فهي اسباب اعدوهم والهم

من عند انفسهم فهي انهم يخالفون
امام الوقت وخليفة الزمان في كل قوله
وفعله وعقيدته مع انه على الحق و
موثوق من الله تعالى فكلماء يخالفونه
ويتركون طريقة يبعثون عن
طرق السعادة والصدق والصواب
ويطرحهم شقوقهم في فلول الخسران
والتياب فيصيرون من الهالكين -

ومن المعلوم ان الرجل الذي
خالف الحق وخالف الذي يدعوا الى
الحق على بصيرة فلا بد له ان يقع
في هوة الخطايا فانه خالف المحفوظ
المصيب المؤيد من الله ثم معلوم
ان المخالفة اذا بلغت منتهىها فتزيد
شقاوة المخالف يوما فيوما فيكون حريصا
على رد كل كلمة الحق والحكمة والصدقة
التي اعطيت لامام الزمان بل هذا
هو النتيجة الضرورية اللازمة لكمال
العناد فان العناد اذا بلغ كماله فيجترأ
المعاند لشدة عناده لا يوما فيوما
على المخالفة حتى يقع يوما في مخالفة

ہیں جو انھوں نے اپنے لیے خود تیار کیے ہیں اور وہ یہ کہ وہ امام
دقت اور خلیفہ زمان کی اس کے ہر قول و فعل
اور عقیدہ میں مخالفت کرتے ہیں؛ حالانکہ وہ حق پر ہوتا
ہے اور اللہ کی تائید اسے حاصل ہوتی ہے پس جب
وہ اس کی مخالفت کرتے ہیں اور اس کے رستہ کو چھوڑتے
ہیں تو وہ سعادت، صدق اور صواب کے رستوں سے
دور ہو جاتے ہیں اور ان کی بدنیتی انہیں گھاٹے اور ہلاکت
کے جنگلوں میں پھینک دیتی ہے پس وہ ہلاک ہونیوالوں سے ہو جاتے
اور یہ بات ظاہر ہے کہ جو شخص حق کی اور علی
وجہ البصیرت کی طرف بلانے والے کی مخالفت کریگا
تو وہ خطا دل کے گڑھے میں گر جائے؛ کیونکہ اس
نے محفوظ اور صحیح رائے والے اور مؤید من اللہ کی
مخالفت کی ہے اور یہ بات بھی ظاہر ہے کہ جب
مخالفت اپنی انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو مخالفت کی
بدنیتی بھی دن بدن زیادہ ہوتی جاتی ہے اور
وہ ہر کلمہ حق و حکمت اور صداقت کے رد کرنے پر
حریص ہو جاتا ہے جو امام الزمان کو عطا کی جاتی ہے
بلکہ یہ انتہا کی عناد کا ضروری اور لازمی نتیجہ ہے
کیونکہ جب عناد اپنے کمال کو پہنچ جاتا ہے تو معاند
شدت عناد کی وجہ سے دن بدن مخالفت پر جرات
کرتا ہے یہاں تک کہ وہ ایک دن ایسی مخالفت

عظيمة تهلكه وتسلب ايمانه فيلحق
 بالمخذولين - اذ اتري انك اذا اخترت
 طريقاً على وجه البصيرة وتعلم انه
 طريق مستقيم يوصلك الى منزلك
 ودارك سالما غانماً ومعك في سفرك
 عد وشقي فحمله عدو لك على ان
 يختار لنفسه طريقاً آخر يخالف
 طريقك مع ان فيه قطاع الطريق
 وسباع وافاعي وافات اخرى فلا شك
 انه القى نفسه الى التهلكة فان هلك
 فما كان سبب هلاكه الا مخالفتك
 فتدبروا اتق الله ولا تكن الامع الصادق
 ولا تؤذ صادقاً ولا تعن الذي ابلى في
 هيجاءه بل لا تكن من الذين هم
 نظارة ذلك الحرب ورضوا بالظعن
 والضرب وافاضوا في سماع كلمات
 فيها استخفافه وتب مع الذي تاب
 فان الصالحين قوم اذا اراد الله نصرهم
 فيخلق من لدنه الاسباب ويبدى
 العجائب ويبقى المعادين من حيث
 لا يعلمون ولا يخزي عبادة المحبوبين

شروع کر دیتا ہے جو اُسے ہلاک کر ڈالتی ہے اور اس کے
 ایمان کو سلب کر لیتی ہے اور وہ بے یار و مددگار ہو جاتا ہے۔
 جب تو دیکھے کہ تو نے علی وجہ البصیرت کی راہ کو اختیار کیا ہے
 اور تو جانتا ہے کہ یہ سیدھا راستہ ہے جو تجھے صحیح سلامت
 تیری منزل و گھر تک پہنچائے گا اور تیرے ساتھ سفر میں ایک
 بد بخت دشمن ہے تو تیری عداوت اُسے اس بات پر آمادہ
 کرے گی کہ وہ اپنے لیے کوئی دوسرا راستہ اختیار کرے
 جو تیرے رستے کے مخالف ہے اگرچہ اس میں ڈاکو، درندے،
 سانپ اور دوسری آفات ہوں تو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ
 اپنی جان کو ہلاکت میں نہیں ڈالے گا۔ پس اگر وہ ہلاک ہو
 گیا تو اس کی ہلاکت کا سبب تیری مخالفت ہی ہوگی۔ پس تو
 تیرے پروردگار اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کر اور صرف صادقوں کے
 ساتھ ہی ہو۔ اور کسی صادق کو ایذا نہ دے اور اس سے لڑائی
 کے لیے نکلنے والے کی مدد نہ کر بلکہ اس جنگ کا نشانہ نہ کرنے
 والوں میں سے بھی نہ بن جو ظعن و ضرب کو پسند کر کے ان
 باتوں کو سننے لگتے ہیں جس میں اس کا استخفاف ہوتا ہے۔
 اور تو یہ کہہ کر یہ صالحین وہ لوگ ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ ان کی مدد
 کرنا چاہتا ہے تو اپنی جناب کے لیے اسباب پیدا کر دیتا ہے
 اور عجائبات ظاہر کرتا ہے اور دشمنوں کے پاس وہاں سے
 آتا ہے جہاں سے ان کو ظلم بھی نہیں ہوتا اور وہ اپنے محبوب
 بندوں کو نتائج میں نہیں کرتا۔ پس میں تمہیں وصیت کرتا

مومن کہن سے جھگڑا نہ کرو اور ان کی باتوں کی ناقص فہم اور خشک عقل کی بنا پر مخالفت نہ کرو اور لڑائی نہ فہم اور علم کو نہیں پہنچ سکتا خواہ تیرے پاس سینکڑوں کتب ہوں کیونکہ انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم و فہم دیا جاتا ہے اور ان کے فہم روشن ہو جاتے ہیں، عقلیں جلا پاتی ہیں اور سمجھنے کی قوتیں وسیع ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ہاتھ انہیں برافزائش سے بچاتا ہے اور بعض لوگ تو ان کی زبان سے ایسے کلمات منساہے جو تیرے نزدیک کلمات کفر اور تدار کی باتیں ہوتی ہیں، لیکن اگر تو اور تیرے ساتھی ان پر آزادی دے دے اور قلب سلیم کے ساتھ غور کریں اور تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ وہ تجھے سمجھا دے کیونکہ وہ حکمت کے معارف اور معرفت کے موقی ہیں اور اگر تو سعادت مند ہے تو سمجھنے کے بعد انہیں قبول کرے گا اور اگر تو شقی ہے تو انکار پر مصر رہے گا اور تکذیب کی راہ اختیار کر کے اپنے ہاتھوں اپنے ایمان کا خون کرے گا اور جان بوجھ کر ایمان ضائع کرنے والوں اور ہدایت نہ پانے والوں میں سے ہو جائے گا۔

اے مسکین حبلہ بازی نہ کر

اور ایک ایسے آدمی کی تکفیر نہ کر جسے اللہ تعالیٰ نے چن لیا ہے اور تو اُسے نماز پڑھتے روزہ رکھتے اور قبلہ کی طرف

فاوصیک ان لا تمارہم ولا تخالف قولہم
یفہم لغل وعقل اقل ولن تبلغ افہامہم
وعلوہم ولو کان عندک جیل من
الکتب فانہم یؤتون علماً وفہماً
من لدن ربہم وتنور افہامہم و
تصفی عقولہم وتوسع مدارکہم
ويعصمہم ید الرب من کل مزلۃ و
ربما تسمع من افواہہم کلمات ہی
عندک کلمات الکفر واقوال الارتداد
واما اذا فکرت انت وامثالک فی
کلماتہم بقلب سلیم ورأی حید و
دعوت اللہ ان یفہم فاذا ہی
معارف الحکمة والالی المعرفۃ
فان کنت سعیداً فتقبلہا بعد ما
فہمتہا وان کنت شقی فتنبی علی
انکارک تجحد وتختار التکذیب
لنفسک فتسفک دم ایمانک بیدک
وتلحق بالذین ہم ضیعوا ایمانہم
وہم یعلمون وما کانوا ھتدین -
یا مسکین لا تعجل ولا تکفر عبداً
اصطفاه اللہ وتراہ یصلی ویصوم

وَيَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ وَتَجِدُ فِيهِ سِمَةَ
الْصَّالِحَاءِ وَاتَّبَاعِ السُّنَّةِ وَلَا تَجْعَلْ عَلَى
مَا دَعَى مِنَ الْكَمَالَاتِ وَالْمَعَارِفِ فَإِنَّ
فِي الْإِسْلَامِ قَوْمًا يُؤْتُونَ حِكْمَةً وَرُحَاةً
مِنْ رَبِّهِمْ لَا يَفْهَمُ اقْوَالَهُمْ كُلِّ غَبِيٍّ
وَبَلِيدٍ فَارْأَيْتُمْ قَدْ أُوتِيتَ مِنَ
الْإِصَابَةِ وَعُقُولُهُمْ فَاقَتْ عُقُولَ
الْعَصَابَةِ وَفَهُمُ يَفْصَحُ عَنْ كُلِّ
مَعْنَى وَلَا يُطِيشُ سَهْمَهُمْ فِي مَرْمَى وَ
مَا يَضُرُّهُمْ شَيْطَانٌ وَيَتَّبِعُهُ الشَّهَابُ
وَمَا يَصِلُ إِلَيْهِمْ سَهْمٌ وَإِنْ تَخَلَّوْا
الْجَعَابُ يُؤْتُونَ مِنْ لَطَائِفِ الْعِرْفَانِ
وَلَهُمْ يَدٌ طَوِيلٌ فِي الْبَيَانِ وَتَعْرِيفِهِمْ
أَوَّلُ مَنْ تَصَرَّحَ بِهِمْ وَكَلَامُهُمْ
تَجَلَّى فِي الْأَلْوَانِ وَيَسْمَحُ خَوَاطِرَهُمْ
الْإِفَاضَاتِ وَهُمْ أَعْمَدَةُ الدُّنْيَا وَ
عِمَدُ الدِّينِ وَلِلْمَخْلُوقِ وَجُودُهُمْ كَرُوحِ
الْحَيَاتِ وَمَنْ عَادَاهُمْ فَقَدْ بَارَزَهُ اللَّهُ
لِلْحَرْبِ فَتَارَةً يَأْخُذُهُ مِنْ غَيْرِ
أَمْهَالٍ وَتَارَةً يُؤَجِّلُهُ أَجَلًا وَبِرَّخِي
لَهُ طَوْلًا حَتَّى إِذَا جَاءَ وَقْتُهُ ذِي حَرِّقِ

منکر کرتے دیکھتا ہے اور اس میں اتباع سنت اور صلحا
کی نشاںیاں پاتا ہے اور جن کمالات و معارف کا
وہ دعویٰ کرتا ہے ان کی (تکذیب) میں جلد بازی نہ کر
کیونکہ اسلام میں ایک ایسی جماعت ہے جنہیں
اپنے رب کی طرف سے حکمت روحانی عطا کی جاتی
ہے اور ہر غبی اور کمند ذہن ان کی فراست کو نہیں سمجھ
سکتا تجھے اصابت رائے دی گئی ہے، لیکن ان کی عقلیں
پوری جماعت کی عقل پر فوقیت رکھتی ہیں اور انکا فہم ہر
معنی کو کھول دیتا ہے اور ان کا تیر نشانے سے خطا
نہیں جانا اور شیطان ان کو نقصان نہیں پہنچا سکتا بلکہ
شباب اس کا پیچھا کرتا اور کوئی تیر ان تک نہیں پہنچتا
اگرچہ وہ تشرش خالی کر دیں۔ انہیں لطائف معرفت عطا
کیے جاتے ہیں اور بیان میں ید طولیٰ حاصل ہوتا ہے اور
دوسروں کی نسبت ان کی تصریح اولیٰ ہے اور ان کا کلام
مختلف رنگوں میں چمک دکھاتا ہے اور ان کے دلوں
میں فیضان کی بارش ہوتی ہے اور وہ دین و دنیا کے
ستون ہوتے ہیں اور مخلوق کے لیے ان کا وجود روح
حیات کی طرح ہے اور جو ان سے عداوت رکھتا ہے
اللہ تعالیٰ ان سے جنگ کے لیے نکلتا ہے اور کبھی
اسے بغیر ملت کے پکڑ لیتا ہے اور کبھی کچھ مدت تک ملت
دیتا ہے اُسے فراخی عطا کرتا ہے یہاں تک کہ جب اس کا

کشتبہ صاعقة العذاب ويجعله
کار لم یکن من العائشین :-

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ

بِرَحْمَتِكَ اسْتَعِثْتُ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ :-

الحمد لله الذی علم بالقلم -
علم الانسان ما لم يعلم وبلغه الى
مراتب العرفان والیقین والصلوة
والسلام علی رسولہ نبیِّ اُمّیِّ امام
المعلّمین من الانبیاء والمرسلین
وامام کلّ من نطق عن الوحی وکتب
علم الحکمة ومعارف الدین الذی
ما بری القلم قَطُّ وما قَطُّ وما احتجر
اللوح وما خَطَّ وخلقہ اللہ فی احسن
تقویم ففاق خلق العلمین - و
اصحابہ الہادین المہتدین و
الطیبین الطّہرین - اَدْبَعْد
فانہ قد وصل الی مکتوب من
مکّة شرفها اللہ وعظّمہا فبما قرّنتہ
علمت انہ مکتوب کتبہ بعض
احبابی من المبايعین - وعرفت

وقت آجاتا ہے تو عذاب کی کجی اس کی پونجی کو جلا دیتی ہے
اور اسے اس طرح کر دیتا ہے گویا زندوں میں سے نہ ہو۔

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے قلم
سے سکھایا اور انسان کو وہ سب کچھ بتایا جو وہ پہلے نہیں
جانتا تھا اور اسے عرفان اور یقین کے مراتب تک پہنچایا
اور درود و سلام ہو۔ اس کے رسول اُمّی پر جو بیرون
اور رسولوں میں سے بننے بھی معلّمین گذر چکے ہیں، ان
سب کا امام — اور وحی سے بولنے والے ہر شخص
کا راہ نما ہے اور اس نے علم و حکمت اور دین کے معارف
سکھلائے جس نے نہ کبھی قلم تراشا اور نہ قلم لکھایا اور نہ تختی
بغل میں رکھی اور نہ اس پر لکھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسے
احسن تقویم میں پیدا کیا اور وہ سب مخلوقات پر توقیت
سے گیا اور اس کے اصحاب پر جو ہدایت دینے والے
اور ہدایت یافتہ ہیں، اور اس کی آل پر جو طیب و طاہر ہے۔
درود و سلام ہو۔ اب بعد واضح ہو کہ مجھے کہہ کر مرے
(اللہ تعالیٰ اس کو شرف اور عظمت دے) ایک خط ملا ہے۔
میں نے جب اس کو پڑھا تو مجھے معلوم ہوا کہ اے کسی مباح
دوست نے لکھا ہے اور مجھے معلوم ہوا کہ وہ چاہتا ہے کہ

میں اہل مکہ کو اپنے بعض حالات سے متعارف کراؤں پس میرے
 دل نے پسند نہ کیا کہ میں ان کی طرف عمل اور مختصر خط لکھوں
 بلکہ میں نے چاہا کہ میں اس طرح کھول کر بیان کروں کہ
 اُن کے دل اس مضمُن ہوں، انھیں معرفت حاصل
 ہو۔ اُن کی رائے، وجدان اور فراست اس سے مضبوط
 ہو اور یہ ارادہ میرے دل پر استولی ہو گیا اور میرے دل
 میں اہل مکہ کے لیے کچھ پوشیدہ باتیں ڈالی گئیں۔ یہاں تک
 کہ میری جان اور رُوح اس سے پُر ہو گئے اور میں
 نے اُنہیں ایک خط لکھا اور اُن کی طرف بھیج دیا۔
 پھر مجھے خیال آیا کہ میں انھیں ایک رسالہ کی شکل
 میں مُرتب کروں اور طبع کرانے کے بعد لوگوں میں
 شائع کروں تا مغلوق اس سے فائدہ حاصل کرے
 اور تاکہ وہ متلاشیان حق کے لیے روشن چراغ کا کام
 دے۔ اب ہم اصل مقصد کی طرف آتے ہیں اور
 پہلے وہ مکتوب درج کرتے ہیں جو مکہ سے آیا ہے
 پھر ہم وہ خط لکھیں گے جو ان کی طرف بھیجا اور میں
 اللہ تعالیٰ ہی تو فین دینے والا ہے جو اپنے بندوں کا
 متولی سب رحم کر نیوالوں سے زیادہ رحم کر نیوالا ہے۔
 وہ خط جو مکہ سے (اللہ تعالیٰ اس کے شرف کو
 قائم رکھے اور اس کے رہنے والوں کو عزت دے) آیا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
 نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

انہ یرید لاعرف اهل مکة من
 بعض حالاتی فمارضی قلبی بان
 اکتب الیہم الامرا المجلد المطوی بل
 اردت ان ابین بیانا نظمئن به قلوبکم
 وتحصل لہم معرفۃ ویتقوی بہ راہہم
 ووجدانہم وفراستہم فغلب ہذا
 المقصد علی قلبی ونفت فی سراع
 اسر لاهل مکة حتی امتلأت نفسی
 ونسمتی بہا وکتبتہا فی مکتوب
 وارسلت الیہم ثم بد الی ان ارتبہ
 بصورة رسالۃ واشیعہ فی الناس بعد
 طبعہ لینتفع بہ خلقٌ ویكون
 کسراج منیر للطالبین۔ فالان نشرع
 فی المقصود ونکتب اورا المکتوب
 الذی جاء من اهل مکة ثم نکتب
 مکتوبا ارسلنا الیہم وما توفیقنا الا
 باللہ الذی یتولی عبادہ وهو ارحم
 الراحمین۔

المکتوب الذی جاء من مکة
 شرفہا اللہ واعز اہلہا
 بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ فحجۃ ونصلی علی
 رسولہ الکریم

سلام اللہ تعالیٰ ورحمنہ وبرکاتہ و
 اذکی تھیئتہ علی حضرة جناب مولانا
 وھادینا وھسیح زماننا غلام احمد
 کان اللہ تعالیٰ فی عونہ امین یارب
 العلمین۔ اما بعد اعرفکوائی وصلت
 مکة بخیر وعافية وکلما جلست فی
 مجلس اذکرکمر واذکر قولکرم وجميع
 الذی ادعیتموه من الایات والاحادیث
 فصار الناس یتعجبون والبعض منهم
 یصدقون ویقولون اللهم ارنا وجهه
 فی خیبر ولما فرغنا من شهر الحج
 وھل علینا شھرا شورا مررت
 یومًا من الایام علی واحد من
 اصحابنا اسمہ علی طایع فجلست
 عنده فسالنی عن الھند وعن
 السفر واحوالہ فاخبرته بالذی
 حصل واخبرته عن دعاکم و
 فہمتہ علی احسن ما یكون ففرح بذلك
 وقلت له هو رجلٌ حلیمٌ عظیمٌ اذا
 رآہ المؤمن یمتدق بہ فالكلمت التي
 فہمتنا ایاہ طفق یدکرھا عند کل احد

اللہ تعالیٰ کا سلام رحمت اور برکتیں اور پاک تحیات
 ہمارے مولا و ہادی مسیح زماں غلام احمد پر۔
 اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرے۔ آمین یا رب
 العالمین۔ اما بعد میں آپ سے عرض
 کرتا ہوں کہ میں بخیر و عافیت مکہ پہنچ گیا
 ہوں اور جب کبھی میں کسی مجلس میں بیٹھتا ہوں،
 آپ کا ذکر کرتا ہوں اور آپ کی باتوں کا اور جن
 آیات اور احادیث کی بنا پر آپ نے دعویٰ کیا
 ہے، ذکر کرتا ہوں، تو لوگ تعجب کرتے ہیں۔ کچھ
 تصدیق کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے خدا
 تو ہمیں اس کا مبارک چہرہ دکھا۔ جب ہم حج
 سے فارغ ہوں اس حال میں کہ ہم پر عرم کا
 چاند طلوع ہو چکا ہے۔ ایک دن میں اپنے ایک
 دوست علی طائع کے پاس سے گزرا اور اس
 کے پاس بیٹھ گیا۔ تو اس نے مجھ سے ہندوستان
 اور میرے سفر اور دیگر احوال کے متعلق استفسار
 کیا تو میں نے اسے سب حالات بتائے۔ اور
 آپ کے دعویٰ سے اطلاع دی اور اسے اچھی
 طرح سمجھایا تو وہ اس سے بہت خوش ہوا۔ اور
 میں نے اس کو کہا کہ وہ ایک عظیم اور جبار
 شخص ہے جب کوئی مومن اس کو دیکھتا ہے، تو ضرور

من الناس وقال لي متى يجيئ الى مكة
قلت له اذا اراد الله سبحانه وتعالى يجيئ الى مكة
شرفها الله تعالى عن قريب والآن الف كتباً عربية
في اثبات دعواه يريد ان يرسلها ان شاء الله تعالى
هذا ما قلت لعل طائع ثعلباً ان اردت
ارسال هذا الكتب قلت له انا اريد
ان ارسل لمولنا كتاباً فقال لي قل
في الكتب يجعل بارسال الكتب التي
الفها ويجعل بالمجيئ بنفسه الى مكة
فقلت له حتى يا ذن الله وقلت له
لولا مخافة الفتن ما تركت الكتب
التي الفها لمولنا وجئت بها فقال
لي لا تخف لو جئت بها لكان خيراً
ثع قال لي اكتب لمولنا يرسل الكتب
على اسمي وانا افسحها واطلع عليها
شريف مكة والعلماء وجميع الناس
ولا ابالي من احد وقال انا اعرف ان
المؤمن اذا سمع ذكر هذا الرجل يفرح
والمنافق يغضب - وهذا الرجل المذكور
الذي اسمه على طائع ساكن في شعب
عامر وهو رجل طيب من الاغنياء

اس کی تصدیق کرتا۔ اس کے بعد اس نے ان باتوں
کا تمام لوگوں کے پاس ذکر کرنا شروع کیا جو میں نے
اس کو بتائی تھیں اور اس نے مجھ سے پوچھا کہ وہ مکہ
کب آئینگے، تو میں نے کہا کہ جب خدا تعالیٰ چاہے گا
تو وہ جلد مکہ آئینگے۔ اور اب آپ نے کچھ کتابیں عربی
زبان میں اپنے دعویٰ کے اثبات میں لکھی ہیں جو وہ یہاں
بھیجنا چاہتے ہیں۔ علی طائع سے میری یہ گفتگو ہوئی۔
پھر جب میں نے یہ خط ارسال کرنا چاہا تو میں نے
اس سے کہا کہ میں اپنے آقا کی خدمت میں یہ خط
بھیجنا چاہتا ہوں، تو اس نے مجھ سے کہا کہ ان سے
عرض کریں کہ وہ اپنی آلیفات جلد ارسال فرمائیں
اور بنفس نفیس جلد مکہ تشریف لائیں۔ میں نے اس سے
کہا کہ اللہ تعالیٰ جب چاہے گا تو وہ تشریف لائینگے
اور میں نے اس سے یہ بھی کہا کہ اگر فتنہ کا خوف نہ ہوتا
تو میں ان کی تالیفات چھوڑ کر نہ آتا۔ بلکہ ضرور ساتھ لاتا۔
اس نے کہا کہ تم ڈر کیوں گئے۔ اگر تم لے آتے تو بہت
بہتر ہوتا۔ پھر اس نے کہا کہ میرے آقا کی خدمت
میں لکھ دو کہ وہ کتابیں میرے نام ارسال کریں۔ میں انہیں تقسیم
کر دوں گا اور شریف مکہ اور علما گرام اور دوسرے تمام لوگوں
کو اس سے اطلاع دوں گا اور میں کسی کی پروا نہیں کرتا اور اس نے
کہا کہ میں جانتا ہوں کہ مومن شخص کا ذکر سن کر خوش اور منافق

وصاحب بیوت واملایک و تاج عظیم
فانتم ارسلوا الکتب باسمه وبهذا
العنوان یصل ان شاء الله تعالی -
الی مکة المشرفة ویسلم بید علی طالع
تاجر الحشیش فی حارة الشعب یعنی
شعب عامر -

وسلم منا علی مولانا نور الدین
وعلی مولینا السید الحکیم حسام الدین
وسلم منا علی کافة اخواننا کل واحد
منهم باسمه صغیرهم وکبیرهم
وخصوصاً فضل الدین وولد اخته
مولانا عبد الکریم وانا لهم من الداعین
فی بیت الله الحرام وخص نفسك
بالف سلام -

الراقم بذلک احقر عباد الله الصمد
محمد بن احمد ساکن شعب عامر
۲۰ - شهر عاشوراء ۱۳۱۱ھ

اور ہماری طرف سے مولانا نور الدین
حکیم حسام الدین اور تمام چھوٹے بڑے بھائیوں
کو خصوصاً مولینا فضل دین اور
ان کے مجانبے مولانا عبد الکریم کو
سلام کہہ دیں - ہم بیت الحرام
میں ان کے لیے دعا کرتے
ہیں - خاص طور پر حضور کو ہزاروں
سلام -

داقتم احقر :
عباد الله الصمد محمد بن احمد
ساکن شعب عامر ۲۰ محرم ۱۳۱۱ھ

الجواب

بسم الله الرحمن الرحيم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الجواب

بسم الله الرحمن الرحيم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الى المحبّ المخلص حبّی فی الله محمد
بن احمد المکی

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته
اصابعل فانه قد وصلنی مکتوبک
وقرأته من اوله الى اخره وسترنی
کلما ذکرته فی مکتوبک وشکرت الله
علی انک وصلت وطنک وبيتک
بالخير والعافیة ولقیة الاحباب و
عشیرتک الاقربین واما ما ذکرک
طرفاً من حسن اخلاق السید الجلیل
الکریم علی طائع وسیرته الحمیدة
واثاره الجمیلة ومودّته وحسن توجهه
عند سماع حالنی ومن انّه سرّ
بذلک فانما اشکرک علی هذا واشکر
ذلک الشریف السعید الرشید و
اسئل الله لک وله خیراً وبرکة و
فضلاً ورحمة الی یوم الدین -

وقد التقی فی قلبی انّه رجل طیب
صالح وعسی ان ینفعنا فی امرنا و
یکمل الله لنا بعض شاننا بتوجّههم
وحسن ارادته وعلی یدہ واللہ یدبّر

بخدمت محب وخلص محمد بن احمد
المکی -

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

اما بعد واضح ہو کہ آپ کا خط مجھے ملا۔ اور
میں نے اسے اول سے آخر تک پڑھا اور
جو باتیں آپ نے اس خط میں لکھی ہیں۔ ان سے
مجھے بہت خوشی ہوئی اور میں نے اس بات پر
خدا کا شکر کیا کہ آپ بخیر و عافیت اپنے گھر اور وطن
پہنچ گئے۔ اور اپنے دوستوں اور قریبی رشتہ
داروں سے ملے اور جو کچھ آپ نے جلیل القدر بزرگ
سید علی طائع کے حسن اخلاق، نیک سیرت اور
پسندیدہ اوصاف بیان کیے ہیں اور میرے حالات
کے سننے پر ان کی محبت اور حسن توجہ کا اظہار فرمانے کا ذکر
کیا ہے اور یہ کہ انھوں نے یہ حالات منکر بڑی خوشی محسوس
کی ہے میں سپر آپ کا اور اس سعید و رشید شخص کا شکر یاد
کرتا ہوں اور میں آپ کیلئے اور اس کیلئے تاقیامت خدا
تعالیٰ سے خیر و برکت اور فضل اور رحمت کیلئے دعا گو ہوں۔
اور میرے دل میں ڈالا گیا ہے کہ وہ صالح اولیٰ پاک
آدمی ہے اور امید ہے کہ وہ ہمارے کام میں مفید ثابت
ہو گا اور اللہ تعالیٰ ہمارے بعض کاموں کو اس کی
توجہ اور حسن ارادہ سے اس کے ہاتھ سے پورا کریگا

امور دینہ کیف یشاء ویجعل من یشاء
وسیلۃً لتکمیل مہمات الاسلام
ویجعل من یشاء لدینہ من الخادمین
وفطنت بفراسی أن ذلک السعید
الذی ذکرتم محامدہ فی مکتوبک
رجل متجاع فی سبیل اللہ لا یحاف
لومة لادیم عند اظہار الحق وانشاعہ
وتائیدہ وتشییدہ وقد جمع اللہ
فیہ سیرۃً محمودۃً واخلاقاً فاضلۃً
مع الفتوۃ والشجاعة وانتراح الصدق
وجود النفس والورع والتقوی ومن
علیہ بتوفیق الاخلاص والاجتهاد
فی سبیل اللہ کما من علیہ باعطاء
الثروة والغناء وجعلہ فی الدنیا والآخرۃ
من المنعمین۔

وذلك اذا اراد الله بعبدٍ خيراً
فیعطیہ من لدنہ قوۃً فی الخیرات
وطاقۃً فی الحسنات ویجعل من
سیرۃ القیام بمہمات الدین والفکر
لاحیاء الملتۃ وانشاعۃ کتبہا وتمزیق
دساتیر الشیاطین الملعونین فلا

اور اللہ جیسا چاہتا ہے اپنے دین کے
امور کی تدبیر کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے تمہات
اسلام کی تکمیل کے لیے وسیلہ بنا دیتا ہے اور
جس کو چاہتا ہے اپنے دین کا خادم بنا دیتا ہے اور
میں نے اپنی فراست سے معلوم کیا ہے کہ وہ سعادتمند
شخص جس کی خوبیوں کا آپ نے اپنے مکتوب میں
ذکر کیا ہے وہ اللہ کی راہ میں بہادر ہے۔ وہ حق کے
اظہار اور اس کی اشاعت، تائید اور تقویت میں کسی
ملامت کرنیوالے کی ملامت سے نہیں ڈرتا اور جو انفری
اور شجاعت اور انشراح صدر اور زہد و تقویٰ کے ساتھ
ساتھ اللہ تعالیٰ نے اس میں اخلاق فاضلہ و صفات
محموہ جمع کر دی ہیں اور اس پر اخلاص کی توفیق اور اجتہاد
فی سبیل اللہ کے ساتھ ایسا ہی احسان کیا ہے جیسا کہ اس
نے مال و دولت وینے کے ساتھ اس پر احسان کیا ہے
اور اسکو دنیا اور آخرت میں اسودہ حال لوگوں سے بنادیا
اور اسی طرح اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ کے لیے
بہتری چاہتا ہے، تو اسے اپنی طرف سے خیرات اور حسنات
میں قوت اور طاقت دیدیتا ہے اور اس کی عادات
میں تمہات دین کی خدمت اور احیاء ملت کے لیے فکر
اور اس کی کتابوں کی اشاعت اور ملعون شیطان کے
قوانین کا پارہ پارہ کرنا رکھ دیتا ہے۔ پس وہ

يَخَافُ إِلَّا اللَّهَ وَانْ يَخِيرِ الدِّينَ فِي
 امْرِئٍ مِنْ بَذْلِ رُوحِهِ وَاهْرَاقِ دَمَهُ
 فَيَقُومُ مُسْتَبْشِرًا الشَّهَادَةَ فَيُعْتَصِمُ
 بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا مِنْ قُوَّةِ بَدَنِهِ
 وَقَلْبِهِ وَجَوَارِحِهِ وَعَقْلِهِ وَفَهْمِهِ
 وَيَنْهَضُ كُلَّ ذُرَّاتِهِ لَطَاعَةَ اللَّهِ وَالْقِيَا
 أَوَامِرِهِ وَلَا يَغْفِلُهُ عَنْ رَبِّهِ طَرْفَةَ عَيْنٍ
 وَيَقِفُ بِالْمِرْصَادِ فِي كُلِّ حِينٍ - وَيَشْتَمُرُ
 الذَّلِيلُ لَا فِشَاءَ أَحْكَامِ اللَّهِ وَاعْلَاءَ هَا
 وَانْ كَانَ فِيهِ خَطَرٌ عَظِيمٌ أَوْ عَذَابُ
 الْإِيمِ وَيَبَارِزُ كَالْفَحُولِ وَلَا يَقْرِبُهُ أَثَرُ
 الْجَبَنِ وَالْحَوُولِ وَلَا يَتَأَخَّرُ لَخَطْبِ
 خَشْيٍ وَخَوْفٍ غَشْيٍ وَيَنْصُ لِلدِّينِ
 رُكَابِ السَّرَى وَيَجِبُ لَتَأْمِيدِهِ كُلِّ
 وَعُورٍ وَجِبَالٍ عَلَى لِيَرْضَى اللَّهُ الْمَوْلَى
 وَيَدْخُلُ فِي الْمَحْبُوبِينَ وَاقِيَّ أَرْمَى
 انْ اذْكَرْ لِهَذَا الْفَتَى النَّجِيبِ قَلِيلًا
 مَنْ حَالَتِي وَمَتَا أَنَا عَلَيْهِ مِنْ هَدَايَةِ
 رَبِّي وَاكْشَفْ لَهُ عَمَّا مَنَّ اللَّهُ بِهِ عَلَى
 وَأَعْرِفْهُ مِنْ بَعْضِ سَوَاحِي لَعَلَّهُ يَزِيدُ
 مَعْرِفَتِي فِي أَمْرِي وَلَعَلَّهُ يَتَفَكَّرُ وَيَعْلَمُ

اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا اور گردہ وین کی بہتری
 اپنی جان نثار کرنے اور اپنا خون بہانے میں ٹیکتا ہے تو
 وہ خوشی سے شہادت کے لیے کھڑا ہوتا ہے پس وہ
 اپنی بدنی و قلبی قوت اور اپنے جوارح اور اپنی عقل اور
 فہم کے ساتھ خدا تعالیٰ کی رستی کو مضبوطی سے پکڑ
 لیتا ہے اور اس کے سارے ذرات خدا تعالیٰ کی
 اطاعت اور اس کے احکام کی تابعداری میں مستعدی
 کے ساتھ لگ جاتے ہیں اور وہ آنکھ نہ پھٹکنے کے وقفہ
 کے برابر بھی اپنے رب سے غافل نہیں ہوتا اور ہر وقت
 دھیان میں لگا رہتا ہے اور وہ خدا تعالیٰ کے احکام کے
 پھیلانے اور ان کو بلند کرنے کے لیے کمر ہمت کس لیتا ہے
 اگرچہ ایسا کرنے میں اسے بھاری خطرہ یا عذاب الیم ہی
 کیوں نہ ہو اور وہ بہادروں کی طرح میدانِ مقابلہ میں
 نکل کھڑا ہوتا ہے اور بزدلی اور بھاگنے کا خیال اس
 کے قریب نہیں جاتا اور نہ کسی ڈرا نیوالے اور بے ہوش
 کر دینے والے خون سے پیچھے ہٹتا ہے اور دین کے لیے
 رات کے سفر کی سواریوں کو تیار کرتا ہے اور اسکی تائید
 کے لیے نیشہٴ فزائے طے کرتا ہے تاکہ خدا اس سے خوش
 ہو اور وہ اسکے محبوبوں میں داخل ہو اور میں مناسب
 سمجھتا ہوں کہ اس شریف نوجوان کے لیے اپنے کچھ حالات
 بیان کر دوں اور اس ہدایت کو بھی بیان کر دوں جو میں

ما اراد الله رب العالمين - فاعلموا
يا اخواننا رحمكم الله وحماكم و
حفظكم ان الله اطلع على الارض
في هذا الزمان فوجد هاممولةً
من الفسق والكفر والميثاك والبدلت
وانواع المعاصي ومكائد المنتصرين
ورأى ان ارض قلوب الناس قد
فسدت وكل قرية عامرة ومزارع
صلاحها تعطلت وغلبت الضلالة
على كل برٍّ ومجرٍّ وافواج الفتن من كل
جهةٍ ظهرت وقتل اشرار الصالحين -
ورأى الناس انهم قد مالوا الى
اعتقاداتٍ رديّةٍ فاسدةٍ وعزوا
أُموراً الى حضرة الوتر سبحانه يجب
تنزيه عنها ورأى ان النصاري جعلوا
عبداً عاجزاً الها وخرقوا لاثبات
الالهية دلائل من التوراة والانجيل
بتاويلات منحوتةٍ من عند انفسهم
وصاروا في الارض ائمة المفسدين
وقد اضلوا خلقاً كثيراً وارتبط بهم
كل قلب فاسدٍ ارتباط ذراري الشيطان

اپنے رب کی طرف سے لایا ہوں اور خدا نے مجھ پر جو احسان
کیا ہے وہ اسپر کھولوں اور اپنے کچھ سوانح بھی اسکو بتاؤں تاکہ
میرے معاملہ کے بارے میں اس کی معرفت زیادہ ہو جائے
اور شاید غور و فکر کرے اور اللہ کے ارادہ کو پائے اور جان لے
جو رب العالمین نے ارادہ کیا ہے پس بھائیو! اللہ تم پر رحم
کرے اور تمہاری حفاظت کرے۔ جان لو کہ اللہ نے اس زمانہ
میں زمین کی طرف دیکھا — اور اس کو فسق کفر، شرک
اور بدعات اور قسم قسم کے گناہوں اور طرح طرح کے فریبوں
سے پُر پایا اور اس نے دیکھا کہ لوگوں کے دلوں کی زمین خراب
ہو گئی ہے اور ہر ایک آباد گاہوں اور اسکی جگہ کے کھیت بیکار
ہو گئے ہیں اور مگر اسی خشکی اور تری پر غالب آگئی ہے اور ہر طرف
فتنوں کی فوجیں چڑھ آئی ہیں اور نیکیوں کا اثر کم ہو گیا ہے۔
اور اس نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ ردی اور فاسد اعتقادات
کی طرف مائل ہو گئے ہیں اور انھوں نے اللہ تعالیٰ کی
طرف ایسی باتیں منسوب کی ہیں کہ جن سے اس کا پاک
ہونا ضروری ہے اور اس نے یہ بھی دیکھا کہ نصاریٰ نے
ایک عاجز انسان کو خدا بنا لیا ہے اور اسکی خدائی کو ثابت
کرنے کے لیے انھوں نے خود تراشیدہ تاویلوں کے ساتھ
تورات اور انجیل سے دلائل بھی گھڑ لیے اور وہ زمین میں
مفسدوں کے سمرابن گئے ہیں اور انھوں نے بہت سی
مخلوق کو گمراہ کر دیا ہے اور ہر ایک فاسد دل کا انکے ساتھ

بالشیطن وجاء وامن لطائف حیلهم
بسحر مبین۔

یستجلبون الناس الی دینهم
بانواع من التداویر الی لانها یت
لها فرغ الیهم کثیر من عبدة
الوثان وجهلاء المسلمین المحجوبین
واذعن المرتدون لهم وصلّوا
مفتریاتهم واموا بتنبویاتهم واخلوا
فی دینهم الباطل ونزعوا عن الفسهم
ثیاب دین الاسلام وغشیهم الغی
کالسیل المنهدم وادّ رکهم العطب
کما زبّاع العام فهدکوامع الهالکین۔

وما بقی قوم فی الهند ولا قبيلة فی
هذه الدیار الا دخل بعض منهم
فی دین التنصر الا ما شاء الله و
کانت هذه بلیة عظمی علی دین
الاسلام ما سمع نظیرها من قبل
وما وجد مثلها فی الاولین۔ ولو
فصلنا انواع فتنهم واقسام مکائدہم
لرئیت امرًا یهولک الاطلاع علیه
ولم لئت خوفًا وحزنًا ولبکیت علی

ایسا تعلق پیدا ہو گیا ہے جیسا کہ شیطان سے اسکی ذریت کا اور
وہ اپنے باریک درباریک چیلوں سے کھلے جادو کا کام لے رہے ہیں
وہ قسم قسم کی لانا انتہا تدبیروں کے ساتھ لوگوں کو اپنے دین
کی طرف کھینچ رہے ہیں اور بت پرستوں اور جاہل اور مجرب
مسلمانوں میں سے ایک بڑی تعداد ان کی طرف راغب
ہو گئی ہے۔ مرتد لوگ ان کے مطیع ہو گئے ہیں اور انھوں نے
ان کے افتراؤں کی تصدیق کی ہے اور انکی تلمیح شدہ باتوں
پر ایمان لے آئے ہیں اور وہ ان کے باطل دین میں داخل
ہو گئے ہیں اور انھوں نے اپنے جسموں سے دین اسلام
کے جائزے اُتار دیے ہیں اور کج روی نے انھیں سخت سیلاب
کی مانند گھیر لیا ہے اور ہلاکت نے ان کو دبائے عام کی
طرح اپنے قبضہ میں لے لیا ہے، پس وہ ہلاک ہونے والوں
کے ساتھ ہلاک ہو گئے اور ہندوستان میں کوئی قوم اور قبیلہ
ایسا نہیں رہا جس میں سے ایک حصہ دین نصاریٰ میں
داخل نہ ہو گیا ہو۔ الا ماشاء اللہ اور اسلام پر یہ الی غنیم
میسبت ہے کہ جس کی نظیر پہلے زمانہ میں سننے میں نہیں
آتی اور نہ اس کی کوئی نظیر پہلے لوگوں میں پائی گئی ہے
اور اگر ہم ان کے طرح طرح کے فتنوں اور قسم قسم کے
حیلوں کی تفصیل بیان کریں تو تو ایسا
امر دیکھے گا کہ جس کو دیکھ کر تو ڈر جائیگا
اور خوف اور غم سے پُر ہو کر اسلام کے

مصائب پر رد وینگا۔

مصائب المسلمین۔

اور الوہیت مسیح پر ان کے پاس بجز اس کے کوئی دلیل نہیں کہ انھوں نے خیال کیا ہے کہ مسیح نے اپنی قدرت سے بہت سی مخلوق کو پیدا کیا اور اپنی خدائی طاقت سے بہت سے مردوں کو زندہ کیا اور بحمدِ العنصری آسمان پر زندہ ہے اور وہ قائم بنفسہ ہے اور دوسروں کے لیے قیوم ہے وہ بعینہ رب اور رب بعینہ وہ ہے اور ان میں سے ایک کا دوسرے پر محمول کرنا ایک چیز کے دو ناموں کی طرح ہے اور اگر ان دونوں میں سے کسی دوسرے کو کچھ فضیلت حاصل ہے تو وہ صرف اعتباری ہے۔ اور وہ ازلی وابدی اور غیر فانی ہے اور وہ اللہ کیلئے مختلف مادی اجسام میں اترناجا نزق قرار دیتے ہیں پھر اس نزول کو جہالت اور بیوقوفی کی وجہ سے مسیح علیہ السلام کے جسم سے مخصوص قرار دیتے ہیں اور ان کے پاس اس پر کوئی واضح دلیل نہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گایاں دیتے ہیں اور آپ کی شان میں قسم قسم کے بتان باندھتے ہیں اور وہ آپ کی نسبت جب بھی کوئی بات کرتے ہیں تو ترش روی، بدگوئی اور توہین کے رنگ میں کرتے ہیں اور انھوں نے اسلام کے رد اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین میں ہزاروں کتابیں لکھی ہیں اور انہیں طبع کر کر ملکوں میں شائع کیا ہے اور انھوں نے ابلیس بعین کے آثار کی پیروی

وما کان دیلہم علی الوہیۃ
المسیح الا انہم زعموا انہ خلق
المخلوق بقدرتہ واحیا الاموات بالوہیتہ
وہو حی بجسمہ العنصری علی السماء
قائم بنفسہ مقوم لغیرہ وھو عین
الرب والرب عینہ وحمل احدھا
علی الآخر حمل المواطاة وانما
التفاضل فی الامور الاعتباریۃ ازلی
ابدی وما کان من الفانین۔ و
یحوزون للہ تنزلات فی مظاہر
الاکوان ثم یختصونہا بجسم المسیح
جہلا وحمقا وایس عندہم علی ہذا
من دلیل مبین۔

ویسبون رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ویشتمون ویبحتون فی
شانہ بہتانات ولا یتکلمون الا
بسبیل التعنیف والتہجین والتوہین
والقوافی الرد علی الاسلام وتوہین
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الوفا
من الکتب طبعوها وانشاعوها فی البلاد

تجافوا عن الاشتطاط وما سمعوا قول
 ناصحٍ ونسواوا الغوا وعيد الله الذي
 أعدّ لقوم مجرمين - وصدّوا خلق
 الله عن سبيله وارادوا أن يطفؤا
 نور الحق بافواههم وقاموا في كل
 طريق فاجل شرورهم سئمت
 التكليف وتعتيت ومع ذلك خاطبتهم
 بالبين القول وطريق الرّفق والموعظة
 الحسنة ومهدتهم وعفوت عنهم
 صبراً امتي فاتهم لا يرون مجالى الحق
 وظهوراته ولا يعرفون المعارف
 الدقيقة وماخذها ولا يقبلون
 جنوبهم الا كالنائمين -

ويجاد لونني في اسرار قبل
 ان ينظر وايها ويفتسوا حقيقةها
 وقد عجزوا ان يحتجوا على بوجه
 المعقول والمنقول وسقطوا على
 كالجلاء والسفهاء وارادوا ان
 يغلبوا بالسبب والشتم والتكفير
 والبهتان وقفوا ما لم يكن لهم به علم
 وتركوا سبيل المتقين - وما تركوا

کو بھلا دیا جو مجرم قوم کے لیے مقرر ہے اور انھوں
 نے اللہ کی مخلوق کو اس راستہ سے روکا اور انھوں
 نے ارادہ کیا کہ اپنے منہ کی پھونکوں سے حق کے نور
 کو بجھا دیں اور وہ ہر اس راستہ میں کھڑے ہو گئے
 جس کا میں نے قصد کیا پس ان کی شرارتوں
 کی وجہ سے میں تکالیف سے تھک گیا۔ میں نے
 تکالیف برداشت کیں اور اس کے باوجود میں نے
 ان کو نرم ترین بات اور نرمی کے طریق اور
 عمدہ وعظ سے مخاطب کیا اور میں نے ان کو
 مہلت دی اور میں نے صبر کرتے ہوئے ان سے
 درگزر کیا کیونکہ وہ حق کی چمکاروں اور اس کے ظہور کو
 نہیں دیکھتے اور دقیق معارف اور انکے مانعہ کو نہیں
 جانتے اور وہ سوئے ہوؤں کی مانند ہی کروٹ بدلتے ہیں
 اور اسرار میں نظر کرنے اور ان کی حقیقت کو تلاش

کرنے سے قبل وہ مجھ سے بھگڑتے ہیں اور عقلی اور نقلی
 طور پر میرے خلاف محبت پیش کرنے سے عاجز آگئے ہیں
 اور وہ جاہلوں اور بیوقوفوں کی طرح مجھ پر ٹوٹ پڑے
 ہیں اور انھوں نے اس بات کی پیروی کی جس کا انہیں
 علم نہیں اور متقیوں کے طریق کو انھوں نے ترک کر
 دیا اور انھوں نے بدظنی، بے ادبی، افتراء اور
 حق کی مخالفت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔

اور اُنھوں نے سوائے جھوٹ کے نہ کوئی شہادت دی اور نہ شیطانی فریبوں کے سوا کسی اور بات کے ساتھ مقابلہ کیا۔ پس جب فساد کی آگ بھڑک اٹھی اور ان کے قدم فتنوں کے دھوئیں کی طرف چل پڑے تو یوں نے اپنے رب سے دُعا کی کہ وہ اپنے پاس سے میری اعانت اور تائید کرے اور میں نے کہا اے ہمارے رب تو ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان سچا فیصلہ کر اور تو ہی اچھا فیصلہ کر نیوالا ہے۔

پس میرے رب نے بڑے بڑے نشانوں کے ساتھ میری تائید کی اور برکات کے ساتھ میری شان کو روشن کر دیا اور طالبوں پر میری محبت کو پورا کیا، لیکن اُنھوں نے میرے راستہ کو غالی نہ کیا اور نہ وہ شرارت سے باز آئے اور اُنھوں نے ہدایت اور ضلالت میں امتیاز نہ کیا اور حق کے ظاہر ہونے کے بعد بھی انکار کیا اور انکے انکار اور قساوتِ قلبی نے مجھے تعجب میں ڈال دیا ہے کہ اُنھوں نے میرے صدق اور میری قبولیت کے نشانات دیکھے پھر بھی اُنھوں نے حق کی طرف رجوع نہ کیا اور وہ رجوع کر نیوالے نہ تھے۔ ان پر افسوس کہ وہ واقعات کی

شیئاً من سوء الظن وترك الادب والافتراء والقيام بمخالفة الحق ومانتهدوا الا بزور وما جادلوا الا بمكائد الشیطين۔ فلما اضطربت نار الفساد بايديهم وانطلقت الى دخان الفتن ارجلهم سئلت الله ربی ان یعیننی من لدنہ ویؤید فی من عندہ وقلت ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق وانت خیر المفاخین۔

فایّد فی ربی بایّتی و انا رمی ببرکاتٍ و اتمّ حجّتی علی الطالبین و لکنّهم ما خلوا سبیلی و ما کانوا منتهین۔ و جحدوا و قد تبین الرش من الغی و حصّص الحق فاعجبنی انکارهم و قساوة قلوبهم انّهم رعدوا علامات صدقی و ایت قبولیتی و ما رجعوا الی الحق و ما کانوا راجعین۔ یحسرة علیهم انّهم لا ینفهمون حقیقة الواقعات ولا یقبلون الایّات بل یجتالون عند رؤیتها و یتعامون

مع وجود الابصار ویفترون علیّ اشیا
ویریدون ان یطفؤا نور الاسلام
وصاروا ظہیر الکافرین۔ وکان
الحق واضحاً صریحاً مشرقاً کالشمس
ولکن اخذتهم العزّة والحسد البخل
فطبع اللہ علیّ قلوبہم وجعل علی
ابصارہم غشاوة فما استطاعوا
ان یروا الحقیقة کالمبصرین۔ انہم
شابهوا الیہود ونزلوا منازلہم بتوارد
الاعمال والافعال والنیات والخواطر
ودقع هذا التوارد کما یقع الحافر
علی الحاضر وما انقوا بلی یزیدون
فی کل حین۔

والذین من اللہ علیہم بالہدایۃ
وارلہم نہج الصدق والصواب
فاولئک الذین ینظرون الی بحسن
الظن ویفکرون فی امری بنور القلب
فینبئہم نورہم بحقائق صدق
ویقبلون ما قول لہم ولا یشاہون
تلك السفہاء الجہلاء ویسلكون
مسلك الاتقیاء ویتبعون سبل

حقیقت کو نہیں سمجھتے اور نشانوں کو قبول نہیں کرتے
بلکہ وہ ان کو دیکھ کر حیلہ سازی کرتے ہیں اور باوجود
آنکھیں رکھنے کے اندھے بنتے ہیں اور مجھ پر قسم کا
افترار کرتے ہیں اور وہ اسلام کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں
اور کافروں کے مددگار بن گئے ہیں حق تو سورج کی مانند
واضح اور چمک رہا تھا، لیکن ان کو ٹھٹھی عزت کچے خیال اور
حداد زغل نے پکڑ لیا۔ پس اللہ نے
ان کے دلوں پر مہر کر دی اور ان کی آنکھوں پر پردہ
ڈال دیا، اور بنیادوں کی طرح وہ حقیقت کو دیکھنے پر
قادر نہ ہوئے، وہ یہود کے مشابہ ہو گئے اور اعمال و
افعال نیات اور دلوں کی مشابہت کی وجہ سے وہ ان
کے مرتبہ پر جا ٹھہرے اور ایسا توارد ہے جیسے ایک قدم
دوسرے پر پڑتا ہے اور وہ باز نہ آئے بلکہ لمحہ مخالفت نیز کڑی۔

اور جن لوگوں کو خدا نے ہدایت دی اور ان کو صدق
وصواب کا راستہ دکھایا، وہ میری طرف منظر من سے
دیکھتے ہیں اور میرے بائے میں نور قلب کے ساتھ فکر کرتے
ہیں اور ان کا نور انہیں میرے صدق کے حقائق سے
باخبر کرتا ہے اور جو انہیں کہتا ہوں، وہ اسے قبول
کرتے ہیں اور ان بیوقوفوں اور جاہلوں سے مشابہت
اختیار نہیں کرتے اور وہ متقیوں کی راہ پر چلتے
ہیں اور نیک نحتوں کی پیروی کرتے ہیں اور صلحی امر کا

السعداء وياخذون ادب الصالحا
وقد انزل الله عليهم سكينۃً من
عندہ وجعلهم من المستيقنين
يتقون الله ويخافون مقامه وليسوا
كالذي يذر الآخرة ويلغيها ويحب
العاجلة ويتغيها ويظلم الفسقة
الصالحة ويؤذيها ويسعى في الارض
ليفسد فيها ويضل اهلها ويكفر
قومًا مؤمنين -

وان احبائي المتقون جميعهم
ولكن اقواهم بصيرةً واكثرهم علمًا
وافضلهم رفقًا وحلمًا واكملهم ايمانًا
وسلمًا واشدهم حبًا ومعرفۃً وخشيۃً
ويقينًا وثباتًا رجلٌ كريم تقى
عالم صالح فقيه محدث جليل القدر
حكيم حاذق عظيم الشان حاج الحرمين
حافظ القرآن الفرشي قومًا وفاروق
نسبًا واسمہ الشريف مع لقبه اللطيف
المولوی الحکیم نور الدین البهیدری
اجزل الله مثوبته في الدنيا والدين
وهو اول رجال بايعوني صدقًا وصفًا

طریق اختیار کرتے ہیں اور خدا نے اپنے پاس سے
ان پر سکینت اتاری ہے اور ان کو یقین کرنیوالوں میں
بنادیا ہے۔ وہ تقویٰ اللہ اختیار کرتے ہیں اور خدا
کے حضور حاضر ہونے سے ڈرتے ہیں اور وہ اس
شخص کی مانند نہیں جو آخرت کو چھوڑتا ہے
اور دنیا کو پسند کرتا اور اسے چاہتا ہے اور صالح
گروہ پر ظلم کرتا ہے اور زمین میں فساد کرنے اور
اسکے رہنے والوں کو گمراہ کرنے اور مومنوں کو کافر قرار
دینے کی کوشش کرتا ہے۔

اور میرے سب دوست متقی ہیں، لیکن ان میں
سے بصیرت میں زیادہ قوی، علم میں زیادہ، نرمی اور
بردباری میں افضل، ایمان و صلح میں زیادہ کامل،
محبت اور معرفت، خشیت و یقین اور ثبات قدمی میں
زیادہ مضبوط وہ شخص ہے جو مبارک بزرگ متقی عالم صالح
فقیہ جلیل القدر محدث اور عظیم الشان، حاذق حکیم علمی
الحرمین، حافظ قرآن، قوم کا قریشی اور نسب کے
لحاظ سے فاروقی ہے اور اس کا نام نامی مع لقب
گرامی مولوی حکیم نور الدین بھیروی ہے۔ اللہ اس
کو دین و دنیا میں بڑا اجر دے اور وہ صدق و صفات
اخلاق و محبت اور وفا کے لحاظ سے اول المباحین ہے
اور وہ انقطاع، ایثار اور خدمات دین میں عجب

وَإِخْلَاصًا وَحُبَّةً وَوَفَاءً وَهُوَ رَجُلٌ
عَجِيبٌ فِي الْإِنْقِطَاعِ وَالْإِثَارِ وَخِدَاتِ
الدِّينِ أَنْفَقَ مَا لَا كَثِيرًا إِلَّا عِلَاءَ كَلِمَةِ
الْإِسْلَامِ بِوَجْهِ نَشْئِي وَآتَى وَجْدَتَهُ
مِنَ الْمُخْلِصِينَ الَّذِينَ يُؤْتِرُونَ رِضَى
اللَّهِ سُبْحَانَهُ عَلَى كُلِّ رِضَاءٍ وَنِسَاءٍ
وَبَنَاتٍ وَبَنِينَ وَوَجْدَتَهُ مِنْ قَوْمٍ
يَبْتَغُونَ مَرْضَاتِ اللَّهِ وَيَجْتَهِدُونَ
لِرِضْوَانِهِ بِذَلِ الْأَمْوَالِ هُمْ وَالْأَنْفُسِ هُمْ
وَيَعِيشُونَ فِي كُلِّ حَالٍ شَاكِرِينَ - وَ
أَنَّهُ رَجُلٌ رَقِيقُ الْقَلْبِ نَقَّى الطَّبِيعِ
حَلِيمٌ كَرِيمٌ جَامِعٌ مَا أَثَرُ الْخَيْرِ كَثِيرٌ
الْإِنْسِلَاخُ عَنِ الْبَدَنِ وَلِذَلِكَ لَا
يَفُوتُهُ مَوْقِعٌ مِنْ مَوَاقِعِ الْبَرِّ وَلَا مَوْضِعٌ
مِنْ مَوَاضِعِ الْحَسَنَاتِ وَجِبَتْ أَنْ
يَسْكُبَ دَمَهُ كِمَاءٍ فِي أَعْلَاءِ دِينِ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ
يَتَمَتَّى أَنْ تَذْهَبَ نَفْسُهُ فِي تَأْمِيلِ
سَبِيلِ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ - وَيَقْفُو أَثَرَ
كُلِّ خَيْرٍ وَيَنْغَمِسُ فِي كُلِّ بَحْرِ الْجِلَاحَةِ
فِتَنِ الْمَتَمَرِّ دِينَ -

شخص ہے اس نے اعلائے کلمۂ اسلام
کے لیے مختلف طریق سے بہت مال خرچ
کیا ہے اور میں نے اُس کو ان مخلصین سے
پایا ہے جو اللہ کی رضا کو اپنی ہر رضا، ازواج،
بیٹوں اور بیٹیوں پر مقدم رکھتے ہیں اور میں نے
اس کو ان لوگوں سے پایا جو اللہ کی رضا
کو چاہتے ہیں اور اس کی رضا کو حاصل
کرنے کے لیے اپنے مال و جان کو قربان کرتے
ہیں اور ہر حالت میں شکر گزار بن کر زندگی
 بسر کرتے ہیں اور وہ شخص رقیق القلب،
صاف طبع، بردبار، کریم اور جامع الخیرات ہے۔
بدن کے تعمّد اور اس کی لذّات سے
بہت دُور۔ اس سے نیکی کا کوئی موقع
فوت نہیں ہوتا اور وہ چاہتا ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
دین کی سربلندی کے لیے اس کا
خون پانی کی طرح بہے اور اس کی
تمتّٰی ہے کہ اس کی جان خاتم النبیین کے
مذہب کی تائید میں صرف ہو اور وہ ہر بھلائی
کے پیچھے چلتا ہے اور سرکشوں کے فتنوں کی نیخ
کئی کے لیے ہر سمندر میں غوطہ زن ہوتا ہے۔

فاشكر الله على ما اعطاني كمثل
 هذا الصديق الصدوق الفاضل
 الجليل الباقر ذي النظر عميق الفكر
 المجاهد لله والمحب في الله بكمال
 اخلاص ما سبقه احد من المحبين
 واشكر الله على ما اعطاني جماعة
 اخرى من الاصدقاء الاتقياء من
 العلماء والصلحاء العرفاء الذين
 رفعت الاستار عن عيونهم وملئت
 الصدق في قلوبهم ينظرون الحق
 ويعرفونه ويسعون في سبيل الله
 ولا يمشون كالعميين - وقد خصوا
 باضافة تفتان الحق وابل العرفان
 ورضعوا ثدي لبانه واشربوا في
 قلوبهم وجبه الله وطرق غفرانه و
 شروح الله صد ورح وفتح اعينهم
 واذا انهم وسقا هم كأس العارفين -
 فمنهم الاخ المكرم العالم المحدث
 الفقيه الجليل السيد المولوي
 محمد احسن كان الله معه في
 كل موطن ونصرة في الميادين انه

پس میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے یہ
 ایسا صديق دیا جو راستباز اور جلیل القدر فاضل ہے
 باریک بین، گہری فکر رکھنے والا، اللہ کیلئے مجاہدہ کرنے والا
 اور کمال خلاص سے اللہ سے ایسی محبت رکھنے والا ہے
 کہ کوئی محب اس سے سبقت نہیں لے گیا اور میں اللہ
 کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک دوسری جماعت
 راستباز اور متقی علما اور صالح اور عارف لوگوں کی عطا
 کی ہے۔ جن کی آنکھوں سے حجاب اٹھائے گئے اور
 ان کے دلوں میں صدق بھرا گیا اور وہ حق کو دیکھتے
 اور اُسے پہچانتے ہیں اور اللہ کی راہ میں کوشش
 کرتے ہیں اور اندھوں کی طرح نہیں چلتے اور حق کی
 معرفت کی بارش کے ساتھ وہ مخصوص کئے گئے ہیں اور
 ان کو معرفت کے پستانوں سے دودھ پلایا گیا اور ان
 کے دلوں میں اللہ کی رضا اور اس کی مغفرت کی
 راہوں کی محبت پلائی گئی اور انھیں شرح صدر
 دیا گیا اور ان کی آنکھیں اور کان کھولے گئے اور
 انھیں اس نے عارفوں کا پیالہ پلایا۔

اور ان میں سے بزرگ بھائی عالم محدث اور
 جلیل القدر فقیہہ سید مولوی محمد احسن ہیں۔ اللہ
 تعالیٰ ہر مقام پر ان کے ساتھ ہو اور تمام
 میدانوں میں ان کی نصرت کرے۔ وہ ایک متقی اور

رَجُلٌ صَالِحٌ تَقِيٌّ غَيْرٌ لِلَّاسْلَامِ هَدْمٌ
 هَيْكَلُ جَهَالَةِ الْعُلَمَاءِ الْمُخَالِفِينَ بِتَالِيفَاتٍ
 لَطِيفَةٍ وَاطْفَاءً رَهْمٌ وَجَاءَ بِنُورٍ مَبِينٍ
 وَاطْفَاءً لِفِتَنِ الْمَتَطَايِرَةِ بِمَاءٍ مَعِينٍ
 وَرَزَقَ اللَّهُ ذَخِيرَةً كَثِيرَةً مِّنْ عُلُومِ
 الدِّينِ وَالْأَثَارِ النَّبَوِيَّةِ وَلَهُ بِسُطَّةٍ عَجِيبَةٍ
 فِي فَنِّ الْإِحَادِيثِ وَتَنْقِيدِهَا وَاقْمِيزِ
 بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ وَالْمُخَالَفَ لَا يَمُكِّثُ
 فِي مِيدَانِهِ طَرْفَةَ عَيْنٍ وَهُمْ مَعَ
 تَحْرِيكَاتٍ غَيْظِهِمْ وَغَضَبِهِمْ وَكَثْرَةِ
 أَمْعَانِهِمْ وَخَوْضِهِمْ وَنَشْدِ الْأَحْصَاءِ
 عَلَى الْمَنَاضِلَةِ يَقْرَءُونَ مِنْهُ كَفَرَارِ الْحَمِيدِ
 مِنَ الْأَسَدِ وَإِنْ هَذَا لَا تَأْيِيدُ اللَّهُ
 الَّذِي هُوَ مُؤَيِّدُ الصُّدُقِيِّينَ - وَمَعَ
 ذَلِكَ أَنَّهُ زَاهِدٌ مُّتَّقِيٌّ كَثِيرُ الْبَكَاءِ مِنْ
 خَوْفِ اللَّهِ يَخَافُ مَقَامَ رَبِّهِ وَيُعِيشُ
 كَالْمُسْكِينِ -

هَذَا مَا رَدَّتْ أَنْ أَقْصَى عِلْدٌ قَلِيلًا
 مِّنْ شَمَائِلِ أَحِبَّائِي وَمَا هَذَا إِلَّا الْفَضْلُ
 رَبِّي وَرَحْمَتُهُ إِنَّهُ كَانَ بِي حَفِيًّا مَّا كُنْتُ
 صَغِيرًا وَمَا أَيْفَعْتُ وَتَوَلَّاهُ وَكَفَلَنِي

اور اسلام کے لیے غیرت رکھنے والا مروہے جس نے
 اپنی لطیف تصانیف کے ذریعہ مخالف علماء کی جہالت
 کی عمارت کو مسمار کر دیا ہے اور ان کی آگ کو بجھا دیا ہے
 اور ایک واضح نور لایا ہے اور اس نے فتنوں کے
 بھرکتے ہوئے شعلوں کو صاف پانی کے چشمہ سے بجھا
 دیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کو علوم وینیہ اور
 آثار نبویہ کا بڑا ذخیرہ دیا ہے اور احادیث کے فن اور
 ان کی تنقید کے سلسلہ میں اور ان میں سے بعض کو بعض
 سے ممتاز کرنے میں اسے عجیب مہارت حاصل ہے
 اور مخالف اسکے سامنے میدان میں آنکھ بھپکنے کے دفعہ
 کے برابر بھی نہیں ٹھہر سکتا اور باوجود مخالفوں کے
 غیظ و غضب کی تحریکات اور بہت زیادہ
 سوچنے اور غور کرنے کے اور مقابلہ کیلئے انکی شدت عرص کے
 وہ اس سے اس طرح بھاگتے ہیں جیسے گدھا شیر سے
 اور یہ صرف اللہ کی تائید ہے جو ہمیشہ صادقوں کیساتھ ہوتا ہے
 اور باوجود ان صفا کے وہ زاہد متقی اور اللہ کے خوف سے بہت ونبوالا
 ہے اور خدا کے ساتھ ہونے پر رہتا ہے اور مسکینوں کی زندگی گزارتا ہے

یہ وہ ہے جو میں نے اپنے دوستوں کے اخلاق
 کا کچھ حصہ آپ کے سامنے بیان کیا ہے اور یہ صرف
 میرے رب کا فضل ہے اور اس کی رحمت ہے اور
 وہ مجھ پر بچپن اور جوانی میں بہت مہربان رہا اور وہ میرا

فی کل امری وکذلک صرف الے
نفراً من العرب العرباء فبايعوني
بالصدق والصفاء ورأيت فيهم
نوراً لخالص وسمت الصدق و
حقيقة جامعةً لأنواع السعادة و
كانوا متصرفين بحسن المعرفة بل
بعضهم كانوا فاضلين في العلم والادب
وفي القوم من المشهورين - والف
بعضهم رسالة * في تصديق وتأييد
وردة على الذين كانوا من المنكرين
ورأيت انهم يبيلون الى بالتودد
والتحبب ولا يشابهون بعض علماء

متولی رہا ہے اور ہر کام میں میرا مشغل رہا ہے اور
اسی طرح اس نے خالص عربوں میں سے کچھ لوگ میری
طرف بھیج دیے جنہوں نے صدق و صفاء سے میری
بیعت کی اور میں نے ان میں اخلاص کا نور اور سچائی
کے نشانات اور ہر قسم کی نیک نیتی جمع کرنی والی حقیقت
دیکھی اور وہ حُسن معرفت سے موصوف تھے بلکہ
بعض ان میں سے علم و ادب میں فاضل اور قوم
میں مشہور تھے اور بعض نے میری تصدیق اور
تائید میں رسالہ * لکھا اور انکار کرنے والوں کی
تردید کی اور میں نے دیکھا کہ وہ میری طرف
محبت اور پیار کے ساتھ مائل ہیں اور وہ ہندوستان
کے بعض علماء کے مشابہ نہیں اور وہ سمجھنے

تلك الرسالة المسماة "أيقاظ الناس"
* الفهاجی فی اللہ اول المباحثین
اخلاصاً وصدقاً من بلاد الشام
السید العالم التقی محمد سعیدی
الطرابلسی الشامی النشار
الحمیدانی وقد الحققتها بمکتوبی
هذا لينتفع بها كل فهمیم
من الناظرین - منه

* یہ "ایقاظ الناس" نام کا ایک رسالہ ہے
جسے اللہ کی خاطر میرے دوست نے تالیف
کیا ہے اور جو اخلاص اور صدق کی وجہ سے
بلاد شام سے پہلا بیعت کرنی والا ہے اور وہ عالم
متقی سید محمد سعید الطرابلسی الشامی النشار الحمیدانی
ہے۔ میں نے اسے اپنے اس خط کے ساتھ ملحق کر
دیا تا ناظرین میں سے ہر فہیم اس سے فائدہ
اٹھائے۔ - منه

وَلَا يَصْرَوْنَ عَلَى الْإِنْكَارِ بَعْدَ مَا فَهَمُوا
 فَهَذَا هُوَ السَّبَبُ الَّذِي حَمَلَنِي عَلَى
 تَالِيفِ بَعْضِ الرِّسَالِ الْعَرَبِيَّةِ وَحَثْنِي
 عَلَى دَعْوَةِ ذَلِكَ الشَّرَافِ وَالْمَسْعُودِيْنَ
 وَكُنْتُ أَرِيدُ أَنْ أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ
 ذَلِكَ الرِّسَالُ وَلَكِنِّي سَمِعْتُ أَنَّ بَعْضَ
 عَمَلَةِ السُّلْطَانِ يَفْتَشُونَ فِي الطَّرِيقِ
 وَيَقْرَأُونَ الْكُتُبَ وَيَحْرِفُونَهَا بِأَدْنَى
 ظَنٍّ فَإِنَّهَا الْإِعْزَازَةُ أَنْبِئُونِي كَيْفَ أُرْسِلُ
 وَبِأَيِّ تَدْبِيرٍ تَصِلُ إِلَيْكُمْ وَأَنَا اجْتَهِدُ
 فِي مَكَانِي لِهَذَا الْمَقْصِدِ وَأَشَاوِرُ الْمُجْتَهِدِينَ
 وَأَنِّي مَعَكُمْ يَا نَجْبَاءَ الْعَرَبِ بِالْقَلْبِ
 وَالرُّوحِ وَأَنْ رُبِّي قَدْ بَشَّرَنِي فِي الْعَرَبِ
 وَالْهَمْنِي أَنْ أَمُونَهُمْ وَأَرْيَهُمْ طَرِيقَهُمْ
 وَأَصْلَحَ لَهُمْ شَيْئُونَهُمْ وَاسْتَجِدُّونِي
 فِي هَذَا الْأَمْرِ أَنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الْفَائِزِينَ
 إِنَّهَا الْإِعْزَازَةُ أَنَّ الرَّبَّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى
 قَدْ تَجَلَّى عَلَيَّ لِتَأْيِيدِ الْإِسْلَامِ وَتَجْدِيدِهِ
 بِأَخْصِ التَّجَلِّيَّاتِ وَمَنْحِ عَلَيَّ وَأَبْلِ
 الْبَرَكَاتِ وَالنِّعَمِ عَلَيَّ بِأَنْوَاعِ الْإِنْعَامَاتِ
 وَبَشَّرَنِي فِي وَقْتِ عُبُوسٍ لِلْإِسْلَامِ وَ

کے بعد انکار پر اصرار نہیں کرتے اور یہی وہ سبب
 ہے جس نے مجھے عربی رسائل کی تالیف پر آمادہ
 کیا اور ان شریف اور نیک نحت لوگوں کو دعوت
 دینے پر مجھے ترغیب دلائی۔

اور میں چاہتا ہوں کہ میں یہ رسائل آپ کی
 طرف بھیجوں لیکن میں نے سنا ہے کہ سلطان کے
 عملہ کے بعض لوگ راہ میں تفتیش کرتے ہیں اور کنہوں
 کو پڑھتے ہیں اور ان کی نگاہ سے انہیں بدل دیتے ہیں۔
 پس اے عزیزو! آپ ہی بتاؤ کہ میں انہیں کیسے روانہ کروں
 اور کس تدبیر سے یہ آپ کے پاس پہنچیں اور میں اپنی جگہ پر
 اس مقصد کے لیے بہت کوشش کرتا ہوں اور تجربہ کاروں
 سے مشورہ کرتا رہتا ہوں اور اے عرب کے شرفاء میں دل و
 جان سے تمہارے ساتھ ہوں اور میرے رب نے عرب
 کی نسبت مجھے بشارت دی ہے اور مجھے اہمًا بتایا ہے کہ
 میں ان کی خبر گیری کروں اور انہیں رستہ دکھاؤں اور ان کی
 حالت درست کروں اور آپ اس معاملہ میں انشاء اللہ
 مجھے کامیاب پائیں گے۔ اے میرے عزیزو! اللہ تعالیٰ
 نے اسلام کی تائید اور تجدید کے لیے مجھ پر خاص
 تجلّی کی ہے مجھ پر برکات کی بارشیں برساتی ہیں اور مجھ پر
 طرح طرح کے انعامات نازل کیے ہیں اور اسلام کی تنگی
 کیوقت اور اُمت خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم کی مصیبت

وعيش بؤس لامة خيرا لانام بالفضلات
والفتوحات والتأييدات فصبوت الى
اشراككوبيا معشر العرب في هذه
النعم وكنت لهذا اليوم من المنتشوقين
فهل ترغبون ان تلحقوا بي لله رب
العلمين

وان بعض علماء هذه الديار
لم يزالوا يبتغون بي الغوائل ويبدلون
بي السوء ويتربصون على الدوائر
ويتطلبون لي العثرات ويكبتون
فتاوى التكفيرات وكنت اقول في نفسي
اللهم فاطر السموات والارض عالم
الغيب والشهادة ان تحكم بين عبادك
فيما كانوا فيه يختلفون - فالهمني
ربي مبشراً بفضل من عنده وقال
انك من المنصورين - وقال يا احمد
بارك الله فيك ما رميت اذ رميت
ولكن الله رمى - لتذر قوماً ما اذار
اباءهم ولتستبين سبيل المجرمين
وقال قل ان افتريته فعلى اجماع
هو الذي ارسل رسوله بالهدى و

يوقت خدا نے مجھے بہت سے فضلوں اور فتوحات
اور تائیدات کی بشارتیں دی ہیں پس اے عرب کے
گروہ! مجھے آپ کو ان میں شریک کرنے کا بہت شوق
پیدا ہوا۔ اور میں اب تک مشتاق ہوں۔ تو کیا تمہیں
بھی خواہش ہے کہ تم اللہ کی خاطر میرے
ساتھ مل جاؤ۔

اس ملک کے بعض علماء ہمیشہ میرے لیے آفتوں
کے طالب رہے۔ وہ مجھے ایذا دینا چاہتے ہیں اور میرے
لیے گردشِ آیام کے منتظر اور میری لغزشوں کے آرزو مند
ہیں اور کفر کے فتوے لکھتے رہتے ہیں اور میں اپنے دل
میں کتا رہتا ہوں۔ اے اللہ آسمان اور زمین کے
پیدا کر نیوالے اور غیب و ظاہر کے جاننے والے
اپنے بندوں کا تو ہی فیصلہ کرنے والا ہے اس پر
خدا نے بشارت دیتے ہوئے اپنے فضل سے مجھے امام
فرمایا کہ یقیناً تو منصور ہے اور اس نے کہا۔ اے احمد!
اللہ نے تجھ میں برکت رکھ دی ہے جو کچھ تو نے پھینکا یہ
تو نے نہیں پھینکا بلکہ خدا نے پھینکا تا تو اس قوم کو
ڈرائے جن کے آباد اجداد ڈرائے نہیں گئے اور تاجرِ مومن
کی راہ کھل جائے اور فرمایا کہ اگر میں نے افتر کیا ہے
تو میرا گناہ میری گردن پر ہے۔ خدا وہ ذات ہے جس
نے اپنا رسول اپنی ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا

دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ
 لا مبدل لکلمت اللہ وانا کفینک
 المستہزین - وقال انت علی بیدۃ
 من ربک رحمۃ من عندہ وما انت
 بفضلہ من تجانین - ویخوفونک
 من دونہ انک باعیننا سمیتک للمتوکل
 یحمدک اللہ من عرشہ - ولن ترضی
 عنک الیہود ولا النصری ویکرون
 ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین -
 فادخل اللہ سبطنہ فی لفظ الیہود
 معشر علماء الاسلام الذین تشابہ
 الامر علیہم کالیہود وتشابہت القلوب
 والعادات والجزبات والکلمات من
 نوع المکائد والبهتان والافتراءات
 وان تلك العلماء قد اثبتوا هذا
 التشابه علی النظارة باقوالہم و
 اعمالہم والنصرافہم واعتسافہم
 وفقرارہم من دیانۃ الاسلام ووصیۃ
 خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم و
 کونہم من المسرفین العادین -
 وکنت اظن بعد هذه التسمیۃ

اس دین کو تمام ادیان پر غالب کرے۔ خدا کی باتوں کو کوئی
 ٹال نہیں سکتا۔ وہ لوگ جو تیرے پر ہنسی کرتے ہیں انکے لیے
 ہم تیری طرف سے کافی ہیں اور اس نے فرمایا تو اپنے رب کی
 طرف سے اعلیٰ درجہ کی شہادت کے ساتھ ہے اور تو اس کے
 فضل سے محزون نہیں ہے اور تجھے اللہ کے سوا دوسروں
 سے ڈراتے ہیں ہم خود تیری نگرانی کر نیوالے ہیں میں
 نے تیرا نام متوکل رکھا ہے۔ اللہ اپنے عرش سے تیری
 تعریف کرتا ہے۔ یہود و نصاریٰ تجھ سے کبھی راضی نہ ہونگے
 اور تدبیریں کرتے رہینگے اور اللہ بھی تدبیر کریگا اور تدبیر
 کرنے میں اللہ بہتر تدبیر کریوالا ہے۔ پس خدا نے یہود کے
 لفظ میں اسلام کے علمائے اس گروہ کو شامل کر دیا جن پر
 یہود کی طرح یہ کمر مشتبہ ہو گیا ہے اور جھکے دل اور عادات اور
 جذبات اور کلمات جو فریب و بہتان کی قسم
 سے ہیں مشابہ ہو گئے ہیں اور ان کے علماء
 نے اپنی یہ مشابہت دیکھنے والوں پر
 اپنی باتوں، اپنے کاموں، اپنی حق
 سے روگردانی، اپنے ظلم، دیانت
 اسلام اور وصیت خیر الانام صلی اللہ
 علیہ وسلم سے فرار اور حد سے تجاوز کرنے
 والوں میں شامل ہونے سے ثابت کی ہے۔
 اور میں اس نام کے رکھنے کے بعد بھی

ان المسيح الموعود خارج وما
كنت اظن انه انا حتى ظهر السر
المخفي الذي اخفاه الله على كثير
من عباده ابتداءً من عنده وسماي
ربي عيسى ابن مريم في الهام
من عنده وقال يعيسى اتي متوفيك
ورافعك الي ومطهرك من الذين
كفروا وجاعل الذين اتبعوك فوق
الذين كفروا الى يوم القيامة - انا
جعلتك عيسى ابن مريم وانت
متي بمنزلة لا يعلمها الخلق وانت
متي بمنزلة توحيدى وتفريدى
وانك اليوم لدينا مكيين امين -

فهذا هو الدّعى الذي يجادلني
قوى فيه ويحسبونني من المرتدين
ونكلموا جهاداً ومارجوا ملهم الحق
وقاراً وقالوا انه كافر كذاب دجال
وكادوا يقتلونني لولا خوف سيف
الحكام وحتوا كل صغير وكبير على
ايذائي وايداء اصدقائي والله يعلم
تطاول المعتدين - وبعدة الله و

خیال کرتا تھا کہ مسیح موعود آئیوا ہے اور میں
یہ خیال نہیں کرتا تھا کہ وہ میں ہوں یہاں تک کہ اللہ
نے مجھ پر وہ پوشیدہ بھید ظاہر کر دیا جو اس نے ابتداءً
کے طور پر بہت سے بندوں سے پوشیدہ رکھا تھا اور
اس نے اپنے امام میں میرا نام عیسیٰ ابن مریم رکھا
اور فرمایا اے عیسیٰ میں تجھے وفات دینے والا ہوں
اور تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور تجھے
کافروں کے الزامات سے پاک کرنے والا ہوں
اور جو تیرے پیرو ہیں انھیں ان لوگوں
پر جو منکر ہیں قیامت تک قبلہ دینے والا
ہوں۔ ہم نے تجھے عیسیٰ بن مریم بنایا ہے۔ تو مجھ
سے ایسا ہے جیسے میری توحید اور تفرید - اور تو
میرے نزدیک با مرتبہ اور امین ہے۔

پس یہ وہ دعویٰ ہے کہ جس میں میری قوم مجھ
سے جھگڑتی ہے اور مجھے مرتد سمجھتی ہے اور انھوں
نے اُدچی آواز سے باتیں کیں اور حق کے کلمہ کی کچھ
غرّت نہ کی اور انھوں نے کہا کہ وہ کافر کذاب
اور دجال ہے اور اگر حکام کی تلوار کا خوف نہ ہوتا
تو قریب تھا کہ وہ مجھے قتل کر دیتے اور انھوں
نے ہر ایک چھوٹے بڑے کو میری تلوار میرے
دوستوں کی ایذا دہی پر آمادہ کیا اور خدا ظالموں

کی دست درازی کو خوب جانتا ہے اور اللہ کے عزت و جلال کی قسم ہے مجھے کہ میں ایک مومن مسلمان ہوں اور اللہ اور اس کی کتابوں اور رسولوں اور فرشتوں اور موت کے بعد اٹھائے جانے پر ایمان رکھتا ہوں اور اس پر بھی ایمان رکھتا ہوں کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الرسل اور خاتم النبیین ہیں اور ان لوگوں نے مجھ پر انفرادی کیا اور کہا کہ یہ شخص نبی ہونے کا داعی ہے اور بیٹے کی شان میں میں استخفاف کے کلمات کہتا ہے

جلالہ انی مؤمنٌ وأؤمن بالله وكتبه ورسله وملكه والبعث بعد الموت وبأن رسولنا محمدٌ لمصطفً صلی اللہ علیہ وسلم افضل الرسل وخاتم النبیین۔ وإن هؤلاء قد افتروا علی وقالوا ان هذا الرجل يدعی انه نبی ویقول فی شان عیسیٰ ابن مریم کلمات الاستخفاف

اور انھوں نے کہا کہ مسلم اور دیگر صحاح میں عیسیٰ اور دجال معمود کا کچھ اس طرح ذکر ہوا ہے کہ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ عیسیٰ بن مریم دجال کو قتل کرنے کے لیے اترے گا اور دجال معمود ایک کانائش ہے جس کی داہنی آنکھ پھوٹے ہوئے انچور کے دانہ کی طرح ہے اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان (پیشانی پر) ک ف ن لکھا ہوگا اور جب وہ اترے گا تو اس کے ساتھ جنت و دوزخ ہوں گے۔ پس جس کو وہ جنت کے گانی الحقیقت وہ دوزخ ہوگی اور وہ بیٹھی ہوئی آنکھ والا ہے جس پر موٹا سا ناخن ہوگا اور وہ جوان

وقالوا ان فی حدیث مسلم وغیره من الصحاح قد جاء ذکر عیسیٰ علیہ السلام و ذکر الدجال المعهود بنحو یظهر منه ان عیسیٰ ابن مریم ینزل لقتل الدجال والدجال المعهود رجل اعور عین الیمنی کان عینہ عنبة طافیة ومکتوبٌ بین عینیه ک ف ن وانه یجئ معہ بمثل الجنة والنار فالتی یقول أنها الجنة هی النار وهو مسح العین علیها طفرة غلیظة وانه شاب قططٌ خادج خلّة بین الشام والعراق فعاث

اور کہتا ہے کہ وہ وفات پا گیا ہے اور ارضِ شام
میں مدفون ہے اور وہ اس کے معجزات، اس کے
خالقِ طیور ہونے، مردوں کو زندہ کر نیوالا ہونے اور
اب تک آسمان پر زندہ اور قائم رہنے اور عالم الغیب
ہونے پر ایمان نہیں لاتا اور وہ اس

وَيَقُولُ إِنَّهُ تَوَفَّى وَدَفِنَ فِي أَرْضِ الشَّامِ
لَا يُؤْمِنُ بِمُعْجَزَاتِهِ وَلَا يُؤْمِنُ بِأَنَّهُ
خَالِقُ الطُّيُورِ وَهِيَ الْأَمْوَاتُ وَعَالِمُ
الْغَيْبِ وَحَيٌّ قَائِمٌ إِلَى الْآنَ فِي السَّمَاءِ
وَلَا يُؤْمِنُ بِأَنَّ اللَّهَ قَدْ خَصَّهُ وَأَمَّهُ

اور گھنٹھریاے بالوں والا ہے اور وہ شام و عراق

کے درمیان ایک ٹیلہ سے نکلیگا اور دائیں بائیں
فساد پھیلےگا اور اس کا زمین میں ٹھہرنا چالیس
روز ہوگا۔ ایک دن سال کے برابر ہوگا اور ایک
دن مہینہ کے برابر اور ایک دن جمعہ کی مانند
ہوگا اور اس کے باقی دن زمین کے عام دنوں
کی طرح ہوں گے اور زمین میں اس کا چھنا س
بادل کی طرح ہوگا جسے تیز ہوا چسلائی
کرے۔

يَمِينًا وَعَاطِ شَمَالًا وَلِبَشَّةِ فِي
الْأَرْضِ أَرْبَعُونَ يَوْمًا يَوْمَ كَسَنَةِ وَ
يَوْمَ كَشْفِهِ وَيَوْمَ كَجَمْعَةِ وَسَائِرِ
أَيَّامِهِ كَأَيَّامِ أَهْلِ الْأَرْضِ وَاسْرَاعِهِ
فِي الْأَرْضِ كَغَيْثِ اسْتَدْبَرْتَهُ الرِّيحُ
وَيَأْمُرُ السَّمَاءَ فَتَمْطُرُ وَالْأَرْضَ
فَتَنْبِتُ وَتَتْبَعُهُ كَنُوزِ الْأَرْضِ
كَيْعَاسِيبِ الْخَلِّ وَيَدْعُو رَجُلًا
مِمَّنْ لَا شَبَابًا۔

وہ بارش سے لگے گا اور زمین کو

شام و بکا تو وہ آگاہی اور زمین کے خزانے اس
کے پیچھے اس طرح چلیں گے جس طرح شہد کی
مکھیاں اپنی ملکہ کے پیچھے چلتی ہیں اور وہ ایک
نوجوان کو بلائیگا اور تلوار مار کر اس کے دھڑکڑے
کر دیگا اور ان کو تیر کی مار پر پھینک دیگا پھر وہ

فِيضْرِبُهُ بِالسَّيْفِ فَيَقْطَعُهُ جَزَاءً
رَمِيَةِ الْعَرَضِ ثُمَّ يَدْعُوهُ فَيَقْبَلُ وَ
يَتَهَلَّلُ وَجْهَهُ يَضْحَكُ فَبَيْنَمَا هُوَ
كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ اللَّهُ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ
فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ
دِمَشْقَ بَيْنَ مَهْرُودَتَيْنِ وَاضْعًا

بات پر ایمان نہیں لاتا کہ خدا نے اسے اور اس کی ماں کو
مصومیت تامہ سے مخصوص کیا ہے اور مس شیطان اور
اس کے لازم سے بچایا اور وہ اس بات کا اقرار نہیں کرتا کہ
وہ دونوں عصمت مذکورہ میں مخصوص و منفرد ہیں اور رسولوں
اور نبیوں میں کوئی ان کا شریک نہیں۔

اور کہتے ہیں کہ یہ شخص ملائکہ اور ان کے نزول و
صعود پر ایمان نہیں رکھتا اور سورج اور چاند اور ستاروں
کو ملائکہ کے اجسام خیال کرتا ہے اور یہ اعتقاد نہیں
رکھتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء اور
فتمائے مرسلین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی
نہیں۔ یہ سب افتراء اور تحریف ہے۔ میرا

بالمعصومیۃ التامة من مس الشیطن
ومن کل ما هو من لوازم المس ولا
یقربا ٔنهما مخصوصان ومتفردان
فی العصمة المذكورة لا شریک لهما
فیها احدٌ من الرسل والنبیین۔

و یقولون ان هذا الرجل لا
یؤمن بالملئكة ونزولهم وصعودهم
و یحسب الشمس والقمر والنجوم
اجسام الملائكة ولا یعتقد بان محمداً
صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء
ومنتهی المرسلین لا نبی بعدہ و هو

اُسے بلائیکا اور وہ خوش خوش چمکتے دیکتے چہرے
کے ساتھ آجائیکا اور اس اشار میں خدا مسیح
ابن مریم کو مبعوث فرمائیکا اور وہ دمشق کے مشرقی
طرف سفید مینارہ کے قریب دو زرد چادریں اُڑھے
آئیکا اور وہ اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے
کندھوں پر رکھے ہوئے ہوگا جب وہ سر جھکائے
گا، تو قطرے گریں گے اور جب اسے اُٹھائیکا تو
مونہ کی طرح قطرے نیچے گرتے ہوئے معلوم
ہو گئے پس جس کا فر کو اسکی سانس پہنچے گی وہ جلائیگا

کفّیہ علی اجنحة ملکین اذا طأ طأ
راسه قطروا اذا رفعه تحت رمنه
مثل جمان کاللولوء فلا یحل
لکافر یجد من ریح نفسه الآفات
ونفسه ینتھی طرفه فی طلبه
حتی یدرکہ باب لد فیقتله ثم یاتی
عیسی قوم قد عصمهم اللہ منه
فی مسح عن وجوههم ویحدّثهم
بدرجاتهم فی الجنه فبیخا هو

جنہ
الجنہ
الجنہ

خدا پاک ہے۔ میں نے کبھی ایسی بات نہیں کی۔ یہ محض جھوٹ ہے اور اللہ جانتا ہے کہ یہ دجال ہیں اور مجھ پر ٹوٹ پڑے ہیں اور انھوں نے میرے اقوال کا احاطہ نہیں کیا اور نہ میری باتوں کے حقائق کو سمجھا ہے اور جو کچھ ہم نے کہا ہے وہ اس کے دسویں حصہ تک بھی نہیں پہنچے اور انھوں نے خیانت کی ہے اور بیان کو بدل دیا ہے اور بہتان تراشا ہے اور حیس بیس میں پڑ گئے ہیں اور انھوں نے سوہن سے کام لیا ہے۔ پس ان بدظنی کرنے والوں کے لیے ہلاکت ہے اور اللہ جانتا ہے کہ میں نے وہی کہا جو اللہ نے کہا ہے اور میں نے کوئی ایسا کلمہ نہیں کہا جو اس کے خلاف ہو، لیکن ان کا یہ کہنا کہ

خَاتَمُ النَّبِيِّينَ - فَهَذِهِ كُلُّهَا مَفْذِيَّةٌ
وَتَحْرِيفَاتٌ سَبَّحْنَ رَبِّي مَا تَكَلَّمْتُ مِثْلَ
هَذَا اِنْ هُوَ اِلَّا كَذِبٌ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَنَّهُمْ
مِنَ الدّٰجَالِيْنَ - وَقَدْ سَقَطُوا عَلٰى
وَمَا احَاطُوا بِمَعَارِفِ اقْوَالِى وَمَا فَهِمُوا
حَقَائِقَ مَقَالِى وَمَا بَلَغُوا مَعَشَارَ مَا قُلْنَا
وَمَا خَانُوا وَحَرَّفُوا الْبَيَانَ وَغَنَوُا الْبَهْتَانَ
وَوَقَعُوا فِيْ حِيصٍ بِيْعٍ وَظَنُّوا ظَنَّ السُّوءِ
فَتَعَسَا لَكَ الظّٰلِمِيْنَ - وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَنِّىْ
مَا قُلْتُ اِلَّا مَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَلَوْ اَقْلَ
كَلِمَةً قَطٍ يَخَالِفُهُ وَمَا مَسَّهَا قُلْسِىْ فِيْ
عَمْرِىْ وَمَا قَتَلَهُمْ اِنْ الْمَسِيحُ

اور اسکا سانس حد نظر تک پہنچے گا۔ پھر وہ دجال کو
تلاش کریگا اور اُسے بابِ لُد میں پالے گا اور قتل
کر دیگا پھر وہ لوگ عیسیٰ کے پاس آئینگے جنکو خدا نے
بچایا ہوگا پھر وہ اُنکے مُونہ پونچھے گا اور اُن کے
جنت میں درجات اُنھیں مطلع کریگا پھر اسی اشار
میں خدا عیسیٰ پر وحی بھیجے گا کہ میں نے اپنے ایسے بندے
پیدا کیے ہیں جن سے لڑنے کی کسی کو طاقت نہیں
پس میرے بندوں کو طور کی طرف لیجاتا اللہ

كَذٰلِكَ اِذَا وَحٰى اِلَيْهِ اِنِّىْ
قَدْ اَخْرَجْتُ عِبَادًا اِلٰى لَآئِدَاتٍ
لِّاَحَدٍ بِقَاتِلِهِمْ فَحَرَزَ عِبَادِىْ اِلَى
الطُّورِ وَيَبْعَثُ اللّٰهُ يَاجُوجَ وَيَاجُوجَ
وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُوْنَ
فَيَمْزِزُ اَوَّلَهُمْ عَلٰى بَحْرِ طَبْرِىَّةٍ
فَيَشْرَبُوْنَ مَا فِيْهَا وَيَمْزِزُ اٰخِرَهُمْ
فَيَقُوْلُ لَقَدْ كَانَ بِهٰذِهِ مَرَّةٍ مَّاءٌ

مسیح پرندوں کا خالق تھا اور یہ کہ اس کی خلق بعینہ
خدا کی خلق کی مانند ہے اور اس کا زندہ کرنا بعینہ خدا
کے زندہ کرنے کی طرح تھا۔ اس میں کوئی فرق نہیں
اور وہ مکمل طور پر معصوم اور مس شیطان سے محفوظ تھا
اور اس معصومیت میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
اس جیسے نہیں سو یہ میرے نزدیک ظلم اور جھوٹ
ہے۔ یہ بہت بڑی بات ہے جو ان کے ٹوٹنے
سے نکلتی ہے اور وہ ان باتوں میں جھوٹے
ہیں اور ان کا مجھ پر افترا اور ان کا یہ خیال
کہ میں ملائکہ پر ایمان نہیں لاتا سو میں ان
فاسد ظنوں کے جواب میں جن کی کوئی
بُنیاد نہیں، مجھ اس کے کچھ نہیں کہتا کہ میں

كان خالق الطيور و كان خلقه كخلق
الله تعالى بعينه و كان احياءه كاحياء
الله تعالى بعينه بلا تفاوت و كان
معصوماً تاماً و محفوظاً من مس
الشيطان و ليس كمثله في هذه
العصمة نبينا صلى الله عليه وسلم
فهذا عندى ظلم و زور و كبرت
كلمة تخرج من افواههم و انهم في
هذه الكلمات من الكذابين و اما
افتراءهم على و ظنهم كاذباً و من
بالملائكة فما اقول في جواب هذه
الظنون الفاسدة التي لا اصل لها

یا جوج ماجوج کو بھیجے گا اور وہ ہر بلندی گزر جائیں
گے پھر انکا ہر اول دستہ بحیرہ طبریہ کے پاس سے
گزرے گا اور وہ اسکا سب پانی پی جائیگا اور جب
ان کی آخری جماعت گزرے گی، تو وہ کہے گی کہ یہاں
کبھی پانی ہو کرتا تھا پھر وہ چلیں گے یہاں تک کہ
جبل خمر تک پہنچ جائیں گے اور وہ بیت المقدس
کا ایک پہاڑ ہے پھر کہیں گے کہ ہم نے سب نبین
والوں کو قتل کر دیا۔ آؤ اب ہم آسمان والوں کو ماریں

ثم یسیدون حتی ینتھوا الی جبل
الخمر و هو جبل بیت المقدس
فیقولون لقد قتلنا من فی الارض
ھلّم فلنقتل من فی السماء فیرمون
بنشائبہم الی السماء فیردّ اللہ علیہم
نشائبہم مخضوبۃ دمّاً و یحصر نبی
اللہ و اصحابہ حتی یتکون راس الثور
لاحدھم خیراً من مائة دینار

اپنے اللہ کے حضور تضرع سے دُعا کرتا ہوں اور
 میں کہتا ہوں، اے اللہ اگر میں نے ایسی بات کہی ہے
 تو تو مجھ پر لعنت ڈال، اور نہ ان مفسرین پر لعنت
 ہو جو مجھ پر بغیر علم کے افترا کرتے ہیں اور بلا وجہ مجھے
 کافر قرار دیتے ہیں اور وہ اللہ کا تقویٰ اختیار نہیں
 کرتے اور نہیں ڈرتے اور حق بات یہ ہے کہ میں نے
 کوئی ایسی بات نہیں کی جو درحقیقت اہلسنت کے
 عقیدہ کے خلاف ہو۔ ایسے الفاظ میری زبان پر جاری
 نہیں ہوئے اور میرے دل پر ایسے افتراء کی شبیہ بھی
 نہیں گزری، لیکن انھوں نے قلت تدبر، سوہنہم اور
 فسادِ قلب کی وجہ سے میرے کلمات کو نہیں
 سمجھا اور ان میں ہر ایک نے ظاہر پر نظر کر کے
 میری تکھیریں جلدی کی ہے۔ پھر میں اس
 قوم کو کیونکر ہدایت دے سکتا ہوں؟ ہاں میں

ولا اشر غیرانی ابتھل فی حضرۃ اللہ
 سبحنہ و اقول، رب العتی ان کنت
 قلت مثل هذا و الاذعن المفترین
 الذین یفترون علی بغیر علم و
 یکفرون بغیر الحق ولا یتقون اللہ
 وما کانوا خائفین۔ والامر الحق انی
 ما قلت قولا ینال عقیدة اهل السنة
 حقیقةً و ما جری علی لسانی مثل
 تلك اللفاظ و ما خطر فی قلبی شبیه
 هذه الافتراءات و لكنهم ما فهموا
 کلماتی من قلة التدبر و سوء الفکر
 و فساد القلب و ابتدر کل واحد
 منهم الی التکفیر عجولاً بادی الرأی
 فکیف اهدی قومًا حاسدین۔ نعم

پس وہ اپنے تیرا آسمان کی طرف پھینکیں گے اور خدا
 ان کے تیروں کو غون آلودہ کر کے واپس کرے گا۔
 اور نبی اللہ (عیسیٰ بن مریم) اور اسکے ساتھی گھر
 جائینگے۔ یہاں تک کہ بیل کا سر تھما لے لے اس
 وقت کے ایک سودینار سے بہتر ہو گا۔ پس نبی اللہ
 عیسیٰ اور اسکے ساتھی خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ

لاحدکم الیوم فیدرغب نبی اللہ
 عیسیٰ واصحابہ الی اللہ فیرسل
 علیہم النعم فی رقابہم فیصبحون
 فرسی کموت نفس واحدۃ
 ثم یهبط نبی اللہ عیسیٰ واصحابہ
 الی الارض فلا یجدون فی الارض

انی قلت و اقول ان عیسیٰ ابن مریم
 علیہ السلام قد توفیٰ کما اخبرنا القرآن
 العظیم والرسول الکریم فکیف نرتاب
 فی قول اللہ ورسولہ وکیف نوثر علیہ
 اقوالاً اخریٰ؟ اختار الضلالة بعد
 ما هدانی اللہ والقرآن حکمٌ عدل
 بینی و بین المخلفین۔ وبائی حدیث
 بعد اللہ وایتہ یؤمنون۔ المرکیف
 لهم ما قل رب العلمین ولكنهم ما
 یقبلون شهادة القرآن ویتکون
 علی اقاویل اخریٰ التی لا یدرون

نے کہا ہے اور اب بھی رکھتا ہوں کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ
 السلام وفات پا گئے ہیں جیسا کہ قرآن کریم اور رسول
 کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خبر دی ہے پس ہم خدا
 اور اس کے رسول کی بات میں کس طرح شک کر
 سکتے ہیں اور کس طرح دوسری باتوں کو اس پر ترجیح
 دے سکتے ہیں۔ کیا بعد اس کے مجھے اللہ نے ہدایت
 دی ہے۔ میں گمراہی اختیار کر سکتا ہوں اور قرآن میرے
 اور میرے مخالفوں کے درمیان حکم و عدل ہے اور اللہ اور
 اس کی آیات کے بعد وہ کس بات پر ایمان لادیں گے۔
 کیا انھیں قرآن کا قول کافی نہیں ہے لیکن وہ قرآن کی
 شہادت کو قبول نہیں کرتے اور دوسری جھوٹی باتوں پر

موضع شبر الا ملاء زہہم وتثم
 فی رغب بنی اللہ عیسیٰ واصحابہ
 الی اللہ فی رسل اللہ طیراً کاعناق
 الیخت فتحملہم فتطرحہم
 حیث شاء اللہ ویستوقد المسلمون
 من قسبہم ونشأہم وجعابہم
 سبع سنین ثم یرسل اللہ مطراً
 لا یکن منه بیتٌ مدّ ولا وبر
 فیغسل حتیٰ یترکھا کالزلفۃ ثم

ہو گئے یعنی ہمارے لئے تو خدا ان پر ایک کڑا عذاب ہے گا
 جو ان کی گردنوں میں کاٹے گا اور وہ ایک شخص کی
 طرح مرسے پر لٹے ہوئے اور پھر اللہ کے نبی عیسیٰ اور
 اس کے ساتھی زمین پر اتر آئیں گے اور وہ زمین میں
 باشت بھر جگہ بھی ایسی نہ پائیں گے جو ان کی برہنہ اور
 گندگی سے خالی ہو۔ پس عیسیٰ اور اصحاب عیسیٰ
 اللہ کی طرف رجوع کریں گے۔ خدا اُونٹ کی
 گردن کی مانند پرندے بھیجے گا جو ان کو خدا جہاں
 چاہے گا پھینک دیں گے اور سات سال تک

حقیقہا فلایت شعری الی الی امر
یدعوننی الی الجہل والعلی بعد
ما کنت من المتبصرین۔ واللہ انی
علی بصیرۃ من ربی وعندی شہادات

اعتماد کرتے ہیں جن کی حقیقت کو وہ نہیں سمجھتے۔
کاش مجھے علم ہوتا کہ وہ مجھے کس امر کی طرف بلا
رہے ہیں۔ کیا وہ مجھے صاحب بصیرت ہونے کے بعد
جہالت اور نابینائی کی طرف بلا رہے ہیں اور

یقال للارض انبتی ثمرک وردی
برکتک فیومشئ تاكل العصابة
من الرمانة ویستظنون بقحفہا
ویبارک فی الرسل حتی ان اللقحة
من الابل لتلقى الغنم من الناس
واللقحة من البقر لتکف القبيلة
من الناس واللقحة من الغنم
لتکف الفخذ من الناس فیہا
کذلک اذ بعث اللہ رجلاً طیبہ
فتاخذہم تحت اباطہم فتقبض
روح کل مؤمن وکل مسلم ویبقی
شرار الناس یتہارجون فیہا
تہارج الحمر فعلیہم تقوم الساعة
وجاء فی حدیث اخر ان المسیح
الجال یاتی من قبل المشرق
وہمہ المدینة حتی ینزل

ان کے تیر و کمان اور ترکشوں سے آگ جلاتے رہیں گے
پھر خدا ایسی بارش برسانے لگا جس کے آگے کوئی مٹی
کا مکان اور خیمہ نہ ٹھہر سکے گا۔ یہاں تک کہ زمین ایک
صاف پتھر کی طرح دھل جائیگی پھر زمین کو کما جائیگا
کہ اپنے پھل اگا اور اپنی برکت کو لوٹا تو پھر ایک انداز
کو ان دونوں ایک بڑی جماعت کھائیگی اور اس کے
پھلکوں کے سایہ میں پناہ لے سکے گی اور پوشیوں
میں ایک ایسی برکت رکھی جائیگی کہ ایک دودھیل
اُونٹنی ایک بڑے گروہ کے لیے کافی ہوگی اور ایک
دودھیل گائے ایک قبیلہ کے لیے کافی ہوگی اور
ایک دودھیل بکری ایک چھوٹے گھرانے کے لیے
کافی ہوگی پس اسی اثنا میں اللہ تعالیٰ ایک
پاکیزہ ہوا یہ بھیجے گا جو انہی بخلوں کے نیچے لگے گی،
تو ہر ایک مومن اور مسلم کی رُوح کو قبض کر لیگی اور شریہ
لوگ باقی رہ جائیں گے جو لگدھلوں کی مانند سرعام بے
حیائی کریں گے۔ پس انہی پر قیامت قائم ہوگی۔ ایک

من الله وكتابه والهامة وكشفه
فهل من طالب يأخذ سهم رشده
متى ويأبى دواعي البخل والحسد
ويقبل الحق كالمسترشد بن - و
لا اظن احدا من العاملين العالمين
المتقين ان يقدم غير القرآن
على القرآن او يضع القرآن تحت
حديث مع وجود التعارض بينهما
ويرضى له ان يتبع احاد الآثار و
يترك بينت القرآن ويؤثر المشك
على اليقين ويختار الجهل بعد ما
كان من العارفين -

اللہ کی قسم! میں اپنے رب کی طرف سے پوری بصیرت پر
ہوں اور میرے پاس اللہ کی شہادتیں ہیں اور اس کی
کتاب الہام اور کشف ہے پس کیا کوئی طالب ہے جو مجھ سے
اپنی ہدایت کا حصہ لے اور نخل اور حسد کے اسباب بچا
رہے اور ہدایت چاہنے والوں کی طرح حق کو قبول کرے۔
اور میں کسی باطل اور متقی عالم پر بدگمانی نہیں کرتا کہ وہ
غیر قرآن کو قرآن پر مقدم کر لیا یا باوجود تعارض
کے قرآن کو حدیث کے ماتحت کر دے گا۔
اور اپنے لیے یہ پسند کر لیا کہ وہ احاد آثار
کی پیروی کرے اور قرآن کی بینات کو ترک کر دے
اور شک کو یقین پر ترجیح دے اور عارف ہو کر
جہالت کو اختیار کرے۔

دبراً حید ثم تصرف الملائكة وجهه
قبل الشام وهنالك يهلك ولا
يدخل المدينة رعبه لها يومئذ
سبعة ابواب على كل باب ملكان و
يمكنك في الارض اربعين سنة و
يخرج على حمار اقرم ما بين اذنيه
سبعون باعاً - وينزل عيسى حكماً
عدلاً فيكسرون الصليب ويقتلون

اور حدیث میں آیا ہے کہ مسیح و جمال مشرق کی طرف
سے آئیگا اور اس کا ارادہ مدینہ میں آئیگا ہوگا۔
یہاں تک کہ وہ اُحد کے پیچھے جا آئیگا، لیکن ملائکہ
اس کا موہنہ شام کی طرف پھیرینگے اور وہ وہاں
ہی ہلاک ہو جائیگا اور اس کا رعب مدینہ پر
نہیں پڑیگا اور اس دن مدینہ کے سات ہر دانے
ہوں گے اور ہر ایک دروازہ پر دو فرشتے ہوں گے
اور وہ زمین میں چالیس سال بٹھریگا اور وہ

اور مسلمانوں اور ان کے پختہ کار علماء کو یہی حکم دیا گیا تھا کہ وہ بیّنات کی پیروی اور شبہات سے اجتناب کریں اور وہ جانتے ہیں کہ بیّنات ہی پیروی کے لائق ہیں اور بیّنات ہی وہ معانی ہیں جو عقل سلیم کے آگے کھلے اور واضح ہیں

وَأَنَّ الْمُسْلِمِينَ وَعُلَمَاءَهُمْ
الرَّاسِخِينَ كَانُوا قَدْ أَمَرُوا أَنْ يَتَّبِعُوا
الْبَيِّنَاتِ وَيَجْتَنِبُوا الشُّبُهَاتِ وَكَانُوا
يَعْلَمُونَ أَنَّ الْبَيِّنَاتِ أَحَقُّ أَنْ تَتَّبَعَ
وَأَنَّ الشُّبُهَاتِ هِيَ الْمَعَانِي الَّتِي قَدْ

وہ ایسے اہلِ گدھے پر سوار ہو گا جس کے دونوں کانوں کے درمیان ستر گز کا فاصلہ ہو گا اور عیسیٰ حکم عدل ہو کر اترے گا۔ وہ صلیب کو توڑے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا اور لڑائی کو ختم کرے گا اور اونٹیاں ترک کر دی جائیں گی اور اپنی سواری نہیں کی جائیگی اور ہمیشہ ایک جماعت مسلمانوں کی حق پر لڑتی رہے گی اور قیامت کے دن تک غالب رہے گی پھر عیسیٰ نازل ہو گا اور وہ شادی کرے گا اور اس کے اولاد ہو گی اور دوسری حدیثوں میں آیا ہے کہ وہ قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں زندہ موجود تھا اور اسے تیمم داری نے دیکھا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا ہے کہ وہ نعم اور جزا م قبیلوں کے تیس آدمیوں کے ہمراہ ایک بحری جہاز پر سوار ہوا اور سمندر کی موجیں انکو ایک ماہ تک سمندر میں چکر دیتی رہیں پھر وہ مغرب کے

الْخَنَزِيرِ وَيُضَعُ الْحَرْبُ وَلِيَتَرَكَ
الْقَلَصُ فَلَا يَسْعَى عَلَيْهِ وَلَا تَزَالُ
طَائِفَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يِقَاتُونَ عَلَى
الْحَقِّ ظَاهِرِينَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ
فَيَنْزِلُ عِيسَى فَيَنْزِلُ وَيُولِدُ لَهُ وَ
جَاءَ فِي أَحَادِيثِ أُخْرَى أَنَّ الدَّجَالَ
كَانَ مُوجُودًا حَيًّا فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ رَأَى
تِيمِمَ الدَّارِي وَحَدَّثَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ رَكِبَ فِي
سَفِينَةٍ بَحْرِيَّةٍ مَعَ ثَلَاثِينَ رَجُلًا
مِنَ لَحْمٍ وَجَزَائِرٍ فَلَعَبَ بِهِمُ الْمَوْجُ
شَهْرًا فِي الْبَحْرِ فَأَرَادَ إِلَى جَزِيرَةٍ
حِينَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ فَجَلَسُوا فِي
أَقْرَبِ السَّفِينَةِ فَدَخَلُوا الْجَزِيرَةَ

اور قرآن میں متواتر آئے ہیں اور وہ فہم مستقیم سے زیادہ قریب ہیں اور تنقص کی آفات سے زیادہ دُور پائے گئے ہیں اور سنت اللہ اور قانونِ قدیم میں داخل اور دوسرے معانی سے زیادہ روشن اور ظاہر ہیں۔ پھر یہ گروہ اس مبارک ضابطہ کو بھول گیا۔ گویا وہ کچھ نہیں جانتے، گویا وہ حاصل تھے اور میں جانتا ہوں

اُنكشفت وتبينت عند المعقل السليم
وتواترت في القرآن العظيم ووجدت
اقرب من الفهم المستقيم وابتعد
عن آفات التناقض وادخل في
سنة الله والقانون القديم واجس
واظهر من معانٍ اخرى ثم ذهبت
هذه الطائفة تلك الضابطه المباركة

وقت ایک جزیرے میں اترے اور ایک نزدیک کی کشتی میں بیٹھ گئے پھر اس جزیرے میں داخل ہوئے اور وہاں انھیں ایک گنجان اور بہت بالوں والا جانور ملا اس کے زیادہ بالوں کی وجہ سے وہ نہیں جانتے کہ اس کا پھرہ کدھر اور بیٹھ کدھر ہے۔ انھوں نے کہا، تو ہلاک ہو۔ تو کون ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ میں جسامتوں۔ تم اس مرد کے پاس گر جا میں جاؤ کیونکہ وہ تمہاری آمد کا مشتاق ہے اُس نے کہا جب اُس نے ہمارے سامنے اس مرد کا نام لیا تو ہم ڈرے کہ یہ کوئی شیطان عورت نہ ہو۔ کہا پھر ہم جلدی جلدی چلے یہاں تک کہ اس گر جا میں داخل ہو گئے وہاں ہم کیا دیکھتے ہیں کہ خلقت کے لحاظ سے ایک

فلقيتم دابة اهل كثر المشعر
لا يدرون ما قبله من دبره
كثرة الشعر قالوا ويليك ما انت قالت
انا الجساسة اطلقوا لي هدا
الرجل في الديرة فانه الى خبركم
بالاشواق قال لما سمعت لنا رجلاً
فرقنا منها ان نكون شيطانة قال
فانطلقنا سراعا حتى دخلنا الدّير
فاذا فيه اعظم انسان راينا قط
خلقاً راشداً وثاقاً مجموعة يده
الى عنقه ما بين ركبتيه الى كعبيه
بالحد يد قلنا ويليك ما انت قال
قد قد تم على خبري فاخبروني

کہ وہ یہ اعتقاد نہیں رکھتے کہ قرآن ایک زندہ کلام اور
سچا اہم اور حق کا نگہبان اور معیارِ کامل
ہے بلکہ وہ اس کی تحقیر کرتے ہیں اور اس
کو احادیث کے قدموں کے نیچے ڈالتے

كَانَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ شَيْئًا وَكَانَهُمْ
مِنَ الْجَاهِلِينَ وَآيٍ اَرٰى اَنَّهُمْ لَا
يَعْتَقِدُونَ بَانَ الْقُرْآنِ كَلَامٌ مُّحِيٌّ و
اِمَامٌ صَادِقٌ وَهَيِّجٌ وَمَعْيَارٌ كَامِلٌ بَل

بڑا عظیم انسان ہے جس کی نظیر ہم نے کبھی نہیں دیکھی۔
اس کی شکیں کسی ہوتی ہیں اور اس کے دونوں گھٹنوں
اور ٹخنوں کے درمیان وہے کی زنجیر ہے۔ ہم نے کہا
تجھ پر لعنت ہو تو کون ہے اُس نے کہا تم میری عمر
تو سن چکے ہو، ایسے تم بتاؤ کہ کون ہو۔ اُنھوں نے کہا
ہم چند آدمی ایک بحری جہاز پر سوار ہوئے تھے۔
ایک مہینہ تک ہم گرداب میں پھنسے رہے۔ پھر ہم

مَا اَنْتُمْ قَالُوا اِنْحِ اُنَاسٌ رَّكِبْنَا فِي
سَفِينَةٍ بَحْرِيَةٍ فَلَعَبَ بَنُو الْبَحْرِ
شَهْرًا فَدَخَلْنَا الْجَزِيرَةَ فَلَقِيتُنَا
ذَابَةَ اَهْلِبَ فَقَالَتْ اَنَا الْجَسَّاسَةُ
اعْمَدُوا اِلٰى هَذِهِ اِنِّي الْذِيْرُ فَاَقْبَلْنَا
اِلَيْكَ سَرَعًا فَقَالَ اخْبِرُونِي
عَنْ نَخْلٍ * بَيْسَانَ هَل

یہ اخبار غیبیہ بتاتی ہے کہ یہ حدیث
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے کیونکہ یہ قرآن
مکرم کی معارض اور اس کی حکمت
کی مخالفت ہے یہ کس طرح ممکن ہے کہ
غیبیت و حال مستقبل کی خبریں بتانے
پر قدرت پائے اور خدا تعالیٰ نے اپنی
حکم کتاب میں بتایا ہے کہ خدا اپنے غیب
پر مجسذ اپنے رسول کے کسی کو اطلاع

* هَذِهِ الْاَنْبَارُ الْغَيْبِيَّةُ تَدُلُّ عَلَى
اَنْ هَذَا الْحَدِيثُ لَيْسَ مِنْ رِسُولِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
الْقُرْآنُ وَتَخَالَفَ مُحْكَمَاتِهِ وَكَيْفَ
يُمْكِنُ اَنْ يَقْدِرَ الدَّجَالُ الْخَبِيثُ
عَلٰى بَيَانِ الْاَنْبَاءِ الْمُسْتَقْبَلَةِ وَقَالَ
اللّٰهُ تَعَالٰى فِي كِتَابِهِ الْمَحْكُومِ فَلَا
يُظْهَرُ عَلَى غَيْبِهِ اَحَدًا اِلَّا مَنْ ارْتَضٰى

ہیں اور احادیث کو اس پر قاضی مقرر کرتے ہیں۔ اس سے پہلے کہ وہ ان کی پوری تحقیق کریں اور قطعی بات کا قطعی بات سے موازنہ کریں بلکہ وہ تو سختی سے حکم دیتے ہیں اور ظلم سے کہتے ہیں کہ احادیث اپنی تمام قطعی اور شکی صورتوں کے ساتھ قرآن کی نسبت قبول کرنے

يُحْقِرُونَهُ وَيُضْعِفُونَهُ تَحْتَ اِتِّدَامِ
الاحاديث وَيَجْعَلُونَ الْاِحَادِيثَ قَاضِيَةً
عَلَيْهَا مِنْ قَبْلِ اَنْ يَفْتَشُوا الْاَثَارَ حَقَّ
تَفْتِيشِهَا وَيُثْبِتُوا مِوَازَنَةَ الْقَطْعِيَّاتِ
بِالْقَطْعِيَّاتِ بَلْ هُمْ يَأْمُرُونَ تَحْكَمًا
وَيَقُولُونَ ظَلَمْنَا اِنْ الْاِحَادِيثَ بِجَمِيعِ

جزیرہ میں داخل ہو گئے وہاں ہیں ایک بہت گھنے باؤں والا جانور ملا۔ اس نے ہمیں بتایا کہ میں جیسا کہ تم کہتے ہو اس گرجا میں جاؤ۔ پھر ہم جلدی سے تیرے پاس آ گئے۔ پھر اس نے کہا تم بتلاؤ کہ بیان

تَشْمَرُ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ اِمَّا اَنْتَ اَوْ شَاكَ
اِنْ لَا تَشْمَرُ قَالَ اَخْبَرُونِي عَنْ بَحِيرَةَ
الطَّبْرِيَّةِ هَلْ فِيهَا مَاءٌ تَنْتَ لَنَا هِيَ
كَثِيرَةُ الْمَاءِ قَالَ اِنْ مَاءُهَا يَوْشَكَ اِنْ

بِقَوْلِهِ
الْحَالِ
بِقَوْلِهِ

نہیں دیتا — پھر دجال نے کیسے غیب کی خبر بتائی جو ایک واضح اور صحیح واقعہ کے مطابق ہے اور دجال نے یہ کیسے بتایا کہ لوگوں کی بھلائی اس میں ہے کہ وہ اس اُمتی اور عربی نبی کی پیروی کریں کیونکہ وہ سچا ہے حالانکہ دجال کافر ہے۔ خدا کا مطیع و فرمانبردار نہیں ہے پھر وہ کیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم دیتا ہے! حالانکہ وہ لوگوں کے خیال کے مطابق اپنے سوا کسی اور

مِنْ رَسُوْلٍ فَكَيْفَ اَخْبَرَ الدَّجَالَ
عَنِ الْغَيْبِ خَيْرًا وَّ اَضَمًّا صَحِيحًا مُطَابِقًا
لِلْوَاقِعِ وَكَيْفَ قَالَ الدَّجَالُ اِنْ الْخَيْرُ
لِلنَّاسِ اِنْ يَطِيعُوْا هَذَا النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ
الْعَرَبِيَّ فَاِنَّهُ صَادِقٌ مَعَ اَنْ الدَّجَالَ
كَافِرٌ لَا يَطِيعُ اِلَّا اللَّهَ فَكَيْفَ يَأْمُرُ بِاطَاعَةِ
نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ
ذَلِكَ هُوَ لَيْسَ بِقَائِلٍ بِزَعْمِ الْقَوْمِ
بِالْهَمِّ مِنْ دُونِ نَفْسِهِ فَكَيْفَ قَالَ وَ

بِقَوْلِهِ
الْحَالِ
بِقَوْلِهِ

کے زیادہ لائق اور قرآن پر حاکم ہیں اور یہ ایسا
 علم اور جھوٹ ہے کہ قریب ہے کہ اس سے
 آسمان پھٹ جائیں اور قرآن اور احادیث رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ان بتانوں کی طرف کوئی اشارہ
 نہیں پایا جاتا بلکہ صحابہ تو ہر حال میں قرآن کو
 مقدم کرتے تھے اور کسی ایسی حدیث سے اس
 کو ترک نہیں کرتے تھے جو احادیث کی قسم سے
 ہے۔ بحکم تو نے اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ

صورها الظنية والمشكية احق قبولاً
 من القرآن وحكمة عليه وان هو
 الا ظلم وزور تكاد السموات يتفطرن
 منه ولا يوجد في القرآن وحديث
 رسول الله صلى الله عليه وسلم
 ايماض الى ذلك ولا ايماء الى
 هذه البهتان بل الصحابة كانوا
 يقدّمون القرآن في كل حال ولا

کی کجوریں پھیل دیتی ہیں۔ ہم نے کہا۔ ہاں۔ پھر اس
 نے کہا۔ ایک وقت آیا والا ہے کہ وہ پھل نہیں دینگی
 اس نے کہا مجھے بخیرہ طبرہ کے متعلق بتاؤ کہ اس
 میں پانی ہے۔ ہم نے کہا اس میں بہت پانی ہے۔
 اس نے کہا وہ عنقریب خشک ہو جائے گا۔

يذهب قال اخبروني عن عين زغر
 هل في العين ماء وهل يزرع
 اهلها بماء العين قلنا نعم هي
 كثيرة الماء واهلها يزرعون

خدا کا قائل نہیں۔ پھر اس نے یہ کیسے کہا
 کہ عنقریب مجھے نکلنے کا حکم دیا جائیگا۔
 پھر میں نکلوں گا بلکہ دلالت کرتا ہے کہ وہ بحر اللہ
 کے اہام اور وحی کے گرجا سے نہیں نکلیگا۔ پس اس
 سے لازم آتا ہے کہ وہ جال بھی ایک نبی ہو۔
 حالانکہ سب لوگوں کے نزدیک یہ مسلم ہے کہ وہ بڑے
 مُفسدوں سے ہے۔ پس سوچ اور غافلوں سے بن۔ منہ

اني يوشك ان يؤذن لي في الخرج
 فاخرج بل ان هذا اللفظ يدل
 على انه لا يخرج من الدبر الا بالهام
 الله تعالى ووحيه فيذكر من هذا
 ان يكون الدجال احد امن الانبياء
 وقد تفكر عند هم انه من اكابر المفسدين
 فتفكروا تكن من الغفيلين - منه

کو نہیں دیکھا کہ انھوں نے کس طرح قرآن کی خاطر احادیث کی تاویلیں کی ہیں اور احادیث کی وجہ سے قرآن کی تاویل نہیں کی اور جب کسی حدیث اور قرآن میں تناقض پایا گیا، تو وہ اس حدیث کی

يَتَرَكُونَهُ لَا تَرْجُو مِنَ الْاَحَادِيثِ * الْاَلَا تَرَى
اِلَى الصِّدْقِ اَمْرَ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهَا كَيْفَ اَوَّلَ الْاَحَادِيثِ لِلْقُرْآنِ وَ
مَا اَوَّلَ الْقُرْآنِ لِلْاَحَادِيثِ وَمَا التَّفْتَتِ

اس نے کہا مجھے زعفر چترہ کے متعلق بتاؤ کیا اس میں پانی ہے اور کیا اس کے ارد گرد رہنے والے اس کے پانی سے کھیتوں کو سیراب کرتے ہیں۔ ہم نے کہا ہاں اس میں بہت پانی ہے اور اس کے گرد رہنے والے اپنے کھیت بھی سیراب کرتے ہیں۔ پھر کہا کہ مجھے ایتوں کے نبی کے متعلق بتاؤ کہ اس نے کیا کیا۔ ہم نے کہا کہ وہ مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کر گیا ہے۔ اس نے کہا کیا اس سے عربوں نے روانہ کی ہے، ہم نے کہا ہاں۔ اس نے کہا پھر اس نے ان کے ساتھ کیا بتاؤ کیا، تو ہم نے اس کو بتایا کہ وہ عربوں پر غالب آ گیا اور عرب اس کے مطیع ہو گئے ہیں۔ اس نے کہا ان کے لیے یہی بہتر ہے کہ سب اسکی اطاعت کریں

قَالَ اخْبِرُونِي عَنْ نَبِيِّ الْاَمِيَّةِ
مَا فَعَلَ قُلْنَا قَدْ خَرَجَ مِنْ مَكَّةَ وَنَزَلَ
بِثَرْبٍ قَالَ اَقَاتَهُ الْعَرَبُ قُلْنَا نَعَمْ
قَالَ كَيْفَ صَنَعَ بِهِمْ فَاخْبَرْنَاهُ اَنَّهُ
قَدْ ظَهَرَ عَلٰى مَنْ يَلِيهِ الْعَرَبُ وَ
اطَاعُوهُ قَالَ اِمَا اَنْ ذَلِكْ خَيْرٌ لِّهِمْ
اَنْ يَطِيعُوهُ وَاِنِّي مُخْبِرُكُمْ عَنِّي اِنِّي
اَنَا الْمَسِيحُ وَاِنِّي يَوْشَاكَ اِنْ يُوْذَنَ
لِيْ فِي الْخُرُوجِ فَاَخْرَجَ فَاَسِيرُ فِي
الْاَرْضِ فَلَا اَدْعُ قَرْبَةَ اِلَّا اَهْبَطَهَا
فِي اَرْبَعِينَ لَيْلَةً غَيْرَ مَكَّةَ وَطَيْبَةَ
هُمَا مُحَرَّمَتَانِ عَلَيَّ كُلَّمَا هُمَا كُلَّمَا

حدیثِ معاذ کو دیکھو جس میں وہ وصیت بیان ہوئی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں کی۔

۱. * انظروا الى حديث معاذ الذي فيه وصية رسول الله صلى الله عليه وسلم لمعاذ ۱۲ منه

طرف متوجہ نہیں ہوئیں اور آپ بڑی فقیہہ فاضلہ
توفیق یافتہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبہ
تھیں اور صحابہ ہر دقیق مسئلہ میں آپ کی طرف
رجوع کرتے تھے اور اگر تجھے اس میں شک
ہے تو تدبر سے بخاری کو پڑھ۔ پس تو یہ قصے
اکثر مقامات میں موجود پائیگا۔ پس ان علماء کا
کیا حال ہے کہ وہ قرآن کریم سوتے ہوئے غافل
لوگوں کی طرح پڑھتے ہیں اور اس کو پوری طرح

الی حدیث بعد وجود المعارضة بینہ
وبین القرآن فكانت فقیہة فاضلة
موققة جیبة نبینا صلی اللہ علیہ
وسلم وکانوا یرجعون الیہا فی کل
مسئلة دقت ماخذها وان کنت
فی شک فاقراء البخاری تدبراً فستجد
تلك القصص فی اکثر مقاماته فما
حال هؤلاء انہم لا یقرؤن القرآن

اب میں تم کو اپنے متعلق بتانا ہوں کہ میں سیح و تہال
ہوں اور غریب مجھے نکلنے کی اجازت مل جائیگی پھر
میں نیگوں گا اور زمین میں پھروں گا اور چالیس راتوں
میں سبستیوں میں اتر دنگا سوائے میرے اور تم کے
کہ وہ دونوں مجھ پر حرام ہیں جب میں ان میں
سے کسی میں داخل ہر نیکی کو کشش دنگا تو ایک فرشتہ تلوار
سونت کر میرے سامنے آئیگا اور مجھے روکے گا اور اس
کے ہر دستے پر فرشتے اسکی نگرانی کر رہے ہوں گے پھر رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنو! بحرامین میں
سے نہیں بلکہ وہ مشرق کی طرف سے نکلیگا اور اپنے
ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ فرمایا۔ (راوہ مسلم)
میں کہتا ہوں یہ وہ امور ہیں جو اختلاف اور تناقض

اردت ان ادخل واحدًا منہما
استقبلنی ملک بیدہ السیف
صلتا یصدنی عنہا وان علی کل
نقب منہما ملئکة یحرسونہا ثم قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
الا انہ فی بحر الشام او بحر الیمین
لا بل من قبل المشرق ما هو وافی
بیدہ الی المشرق - رواہ المسلم
اقول هذا ما جاء فی الاحادیث
مع اختلافات و تناقضات و ذهب
وہل بعض الناس بل اکثرہم
الی ان تلك الاخبار والاثر محمولة

نہیں سمجھتے بلکہ قرآن ان کے حلقوں سے نہیں اترتا اور وہ نہ اس کی پیروی کرتے ہیں اور نہ اس کے نور کو چاہتے ہیں بلکہ وہ اسے جنازہ کے طور پر اٹھاتے ہیں اور اس کی طرف استفادہ اور علوم و معارف اخذ کرنے کی نیت سے نہیں دیکھتے گویا کہ وہ بہت بڑے شک میں ہیں اور وہ اس کی زندگی اور برکات اور انوار کی طرف نہیں دیکھتے اور اس کی پوری قدر نہیں کرتے اور نہیں جانتے کہ اس کی شان اور برہان کیا ہے اور اللہ کے

الَّا كَالْغَافِلِينَ النَّاسِ وَلَا يَفْهَمُونَهُ
حَقَّ فَهْمِهِ بَلِ الْقُرْآنُ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِمَهُمْ
وَلَا يَتَّبِعُونَهُ وَلَا يَسْتَعْنُونَ نُورَهُ بَلِ
يَحْمِلُونَهُ عَلَىٰ هَيْئَةِ الْجَنَاحِ وَلَا
يَنْظُرُونَ إِلَيْهِ بِزِيَّةِ الْأَسْتِفَادَةِ وَاخْذِ
الْعُلُومَ وَالْمَعَارِفَ كَالَّذِي فِي شَأْنِ
عَظِيمٍ وَلَا يَرُونَ حَيَاتَهُ وَبَرَكَاتَهُ
وَأَشْرَاقَاتَهُ وَلَا يَقْدِرُونَ عَلَىٰ قُدْرَةِ
وَلَا يَدْرُونَ مَا شَانَهُ وَمَا بَرَهَانَهُ

کے ساتھ احادیث میں آئے ہیں اور بعض بلکہ اکثر لوگوں کا خیال اس طرف گہیہ ہے کہ یہ آثار ظاہر پر محمول ہیں اور حق یہ ہے کہ انھوں نے بہت بڑی خطائی کی اور یہ اللہ کی طرف ایک استلزام تھا تا وہ ان میں سے صابروں، مومنوں اور جلد باز مکتوبوں کو جان لے اور تو جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء اور مرسلوں سے مجاز استعارہ اور تمثیل کے رنگ میں دہی کرتا ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دہی میں اس کی بہت سی نظائر موجود ہیں۔ بخمخملہ ان کے ایک مثال انش کی حدیث

عَلَىٰ ظَوَاهِرِهَا وَالْحَقُّ أَنَّهُمْ
قَدْ أَخْطَؤْا أَخْطَاءً كَبِيرًا وَكَانَ
هَذَا ابْتِلَاءً مِّنَ اللَّهِ تَعَالَىٰ لِيَعْلَمَ
الصَّابِرِينَ الْمُؤْمِنِينَ مِنْهُمْ
وَالْمُكْذِبِينَ الْمُسْتَعْجِلِينَ - وَ
أَنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَىٰ قَدْ يُوحِي
إِلَىٰ أَنْبِيَائِهِ وَرُسُلِهِ فِي حُلُلِ
الْمَجَازَاتِ وَالْإِسْتِعَارَاتِ وَالْمَثَلَاتِ
وَنَظَائِرِهَا كَثِيرَةٌ فِي وَحْيِ خَيْرِ الرُّسُلِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا
مَا جَاءَ فِي حَدِيثِ أَنَسٍ قَالَ

وینبذون صحف اللہ وراء ظهورهم
وبکتون علی حدیث ضعیف ولو
يعارض القرآن وما كانوا من المنتهين۔

صحیفوں کو اپنی پیٹھوں کے پیچھے پھینکتے ہیں
اور ضعیف حدیث پر گرتے ہیں، چاہے وہ
قرآن کے مخالف ہی ہو اور وہ اس سے باز

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
رايت ذات ليلة فيما يرى النائم
كاثاني دار عقبة ابن رافع فأتينا
برطب من رطب بن طاب فاولت
ان الرفعة لنا في الدنيا والعافية
في الآخرة وان ديننا قد طاب
ومنها ما جاء في حديث ابى موسى
قال قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم ريت في رؤياي اني هزرت
سبيغا فانقطع صدره فاذا هو ما
أصيب من المؤمنين يوم أحد
ثم هزرت اخري فعاد احسن ما
كان فاذا هو ما جاء الله به من
الفتح واجتماع المؤمنين فانظر
كيف رئي رسول الله صلى الله عليه
وسلم الكيفيات الروحانية
في الصور الجسمانية ولا يخفى

میں آئی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے ایک رات
ایک دیسا ہی خواب دیکھا جیسے ایک سونے والا بکھنا
ہے کہ گویا ہم عقبہ بن رافع کی حویلی میں ہیں اور بن طاب
کی کھجوروں میں سے کچھ کھجوریں ہمارے پاس لائی گئی
ہیں۔ میں نے اسکی تعبیر کی ہے کہ ہمارے لیے دنیا
میں رفعت اور آخرت میں عافیت ہے اور ہمارا دین
طیب ہے اور اس کی ایک مثال ابو موسیٰ کی حدیث
میں آئی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے رویا دیکھا کہ میں نے ایک
دفعہ تلوار چلائی اس کی نوک ٹوٹ گئی ہے۔ اس
کی تعبیر وہ مومن ہیں جو احد کے دن شہید ہوئے پھر
اسے دوبارہ چلایا تو وہ پہلے کی طرح بہت عمدہ ہو
گئی تو اس کی تعبیر فتح اور مومنوں کا اجتماع ہے
پس تو دیکھ کہ کس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے روحانی کیفیات جسمانی صورتوں میں یکھیں
اور یہ بات آپ پر غفی نہیں کہ انبیاء

ووالله ما قلت قولاً في وفات
المسيح وعدم نزوله وقيامي
مقامه الا بعد الالهام المتواتر المتتابع
النازل كالوابل وبعد مكاشفات
صریحة بینه منيرة كفلق الصبح و
بعد عرض الالهام على القرآن الكريم

نہیں آئیں گے اور بخدائیں نے وفات مسیح اور
اس کے عدم نزول اور اپنے اس کے قائم
مقام ہونیکے بارے میں کوئی بات اس وقت تک نہیں کہی
مجھ پر موصلا دھار بارش کی طرح متواتر الہامات نہیں ہوئے
اور جیتنگہ مجھ پر طلوع صبح کی مانند کھلے کھلے صریح اور روشن مکاشفات
نہیں ہوئے اور جیتنگہ کہ میں نے ان الہامات کو قرآن کریم اور
احادیث صحیحہ نبویہ پر پیش نہیں کر لیا، اور پھر میں نے

عليك ان رؤيا الانبياء وحى
فثبت من ههنا ان وحى الانبياء
قد يكون من نوع المجاز والاستعارة
وقد اول رسول الله صلى الله عليه
وسلم مثل ذلك الوحي وتاويلاته
كشيرة كما في رؤية سوار الذهب
والقميص والبقر وغيرها من الرؤيا
التي هي مشهورة في القوم فلاحا
الى ان نقص عليك وقد رأيت
رسول الله صلى الله عليه وسلم في
رؤيا أخرى الدجال المسيح
واضعاً يديه على منكبي رجلين
يطوف بالبيت فلو حملنا ذلك
الوحي على الظاهر لوجب ان يكون

کی رؤیا وحی ہوتی ہے پس اس سے ثابت ہوا
کہ نبیاء کی وحی کبھی مجاز اور استعارہ
کی قسم سے ہوتی ہے اور اس قسم کی وحی کی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاویل کی
ہے اور آپ کی تاویلات بہت ہیں جیسا کہ سونے
کے کنگنوں اور قمیص اور گائے والی اور دوسری
رؤیا جو لوگوں میں مشہور تھیں اور ہمیں انھیں تیرے
سناٹے بیان کر نیکی حاجت نہیں اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور خواب
میں مسیح الدجال کو دو آدمیوں کے کندھوں
پر ہاتھ رکھے ہوئے اور خانہ کعبہ کا طواف
کرتے دیکھا۔ اگر ہم اس وحی کو ظاہر
پر محمول کریں تو لازم قرار دیا جائیگا کہ دجال
مومن اور مسلمان ہو کیونکہ طواف مسلمانوں

یہ بات استخراؤں اور رب العالمین کے حضور
تضرعات اور گریہ و زاری کے بعد کہی ہے۔ پھر میں
نے اپنے معاملہ میں جلدی بھی نہیں کی بلکہ میں
نے اس میں دس سال سے بھی زیادہ تاخیر کی اور
میں واضح اور صریح حکم کا منتظر رہا اور میں نے
اس زمانہ میں ایک کتاب تصنیف کی ہے
جس پر اب دس سال گزر گئے ہیں اور
اس کا نام میں نے براہین احمدیہ رکھا ہے اور
میں نے اس میں اپنے بعض وہ الہامات کھے

والاحادیث الصیحة النبویة وبعد
استغاراتٍ وتضرعاتٍ وابتہالاتٍ
فی حضرة رب العالمین۔ ثم ما
استعجلت فی امری هذا بل اخرته
الی عشرين سنین بل زدت علیها و
كنت لحکم واضحٍ و امر صریح من
المنتظرین۔ و كنت صنت کتباً
فی تلك الايام التي مضت علیها
عشر سنین وسميتها البراهین

کا شمار ہے۔ پھر یہ احادیث بتاتی ہیں
کہ دجال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے زمانہ میں موجود تھا اور تیم الداری
نے اس کو دیکھا اور بعض لوگوں کا خیال
ہے کہ وہ آخری زمانہ میں نکلے گا اور وہ ہر
بستی میں داخل ہوگا اور اس پر غالب آجائے گا
اور تمام شہروں پر مسلط ہو جائے گا اور اسکے زمانہ
میں سوائے مکہ اور مدینہ کے زمین کا کوئی
حصہ ایسا نہ ہوگا جس پر اس کا قبضہ
نہ ہو، لیکن دوسری حدیثیں اس کی
معارض ہیں اور ان قصوں کو بھٹلاتی

الدجال مسلماً مؤمناً لا ن الطواف
من شعائر المسلمین۔ ثوران
هذه الاحادیث تدل علی ان
الدجال کان موجوداً فی زمان
النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقد
راہ تیم الداری وزعم القوم
انه یخرج فی اخر الزمان ولا یدع
قریة الا یدخلها ویتملك ویسلط
علی البلاد کلها ولا یتقی فی زمانہ
ارض الا یدخلها غیر مکة و طيبة
ولکن الاحادیث الاخری تعارضها

جو اس کتاب کی تالیف سے قبل مجھے اپنے رب سے ہونے تھے اور منجملہ ان کے یہ الہام بھی ہے کہ اے عیسیٰ میں تجھے وفات دوں گا۔ اور تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا اور تجھے منکروں کی تمہتوں سے پاک کروں گا اور تیرے پیروی کرنے والوں کو مخالفوں پر قیامت تک غالب کروں گا اور اللہ تعالیٰ نے اس الہام میں میرا نام عیسیٰ رکھا ہے اور منجملہ ان کے ایک اور الہام بھی ہے جس میں میرے رب نے مجھے مخاطب کیا ہے اور کہا ہے کہ میں نے تجھے کو عیسیٰ کے جوہر سے پیدا کیا ہے اور تو اور عیسیٰ ایک ہی جوہر سے ہو اور ایک ہی چیز

وكتبت فيها بعض الهاماتي التي الهمت من ربّي من قبل تاليف ذلك الكتب وكانت من جملتها هذا الالهام اعني يعيسى اتي متوفيك ورافعاك اليّ ومطهرك من الذين كفر واوجاعل الذين اتبعوك فوق الذين كفر والي يوم القيمة وان الله قد سماني في هذا عيسى ومن جملتها الهام اخر خاطبني ربّي فيه وقال اني خلقتك من جوهر عيسى وانك وعيسى من جوهر واحد وكشيّ واحد ومن

ہیں۔ پس پہلے تو انصاف اور تدبر سے مسلمان کی اس حدیث کو دیکھ جو جابر سے مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی وفات سے ایک ماہ پہلے سنا۔ آپ فرماتے تھے تم مجھ سے قیامت کی بابت پوچھتے ہو۔ اس کا علم تو اللہ ہی کو ہے اور میں حلفا کرتا ہوں کہ اب جو لوگ زمین پر زندہ ہیں ایک

وتكتب هذا القصص فانظر انك لاترأ وانصافا في حديث مسلم عن جابر قال سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول قبل ان يموت بشهر تسألوني عن الساعة وانما علمها عند الله واقسم بالله ما على الارض من نفيس منفوسة ياتي عليها مائة

جملتها الهامُ سمَّٰ فيه كلَّ من
خالفني من العلماء اليهود والنصرى
ثم اَلهمت الى عشر سنين بمثل
هذه الالهامات وما كنت ادرى انى
اُمر بعد هذه المدَّة الطويلة واسمى
مسيحاً موعوداً من الله تعالى بل
كنتُ خلت ان المسيح نازلٌ من
السَّماء كما هو مركزى مدارك القوم

کی مانند ہو اور منجملہ ان کے ایک الہام ہے
جس میں اس نے میرے تمام مخالف علماء کا نام
یہود اور نصاریٰ رکھا ہے۔ پھر دس سال تک
مجھے کوئی ایسا الہام نہیں ہوا اور میں نہیں جانتا تھا
کہ اس لمبی مدت کے بعد میں مامور کیا جاؤں گا۔
اور خدا کی طرف سے میرا نام مسیح موعود رکھا جائیگا
بلکہ جیسا کہ دوسرے لوگوں کے ذہن میں یہ بات
مرکوز ہے میں بھی یہ خیال کرتا تھا کہ مسیح

سنة وهى حية يومئذٍ وعن
ابن مسعود لا يأتى مائة سنة
وعلى الارض نفسٌ منقوسة اليوم
رواه مسلمٌ وهكذا ذكر البخارى
في صحيحه والمضمون واحدٌ
لا حاجة الى الاعداد فوجب
من هذا على كل مؤمن ان يؤمن
بموت الدجال بعد المائة من
زمان رسول الله صلى الله عليه
وسلم والا فكيف يمكن التخلف
فيما قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم بوجي من الله تعالى

سوسال گزرنے کے بعد ان میں سے ایک
شخص بھی زندہ موجود نہ ہوگا اور ابن مسعود
سے مروی ہے کہ ایک صدی کے گزرنے
کے بعد آج کے موجودہ لوگوں میں سے کوئی
بھی رونے زمین پر نہ ہوگا۔ اس کو مسلم نے
روایت کیا ہے اور بخاری نے بھی اپنی
صحیح میں ایسا ہی ذکر کیا ہے اور مضمون ایک ہی
ہے اس لیے اعادہ کی ضرورت نہیں۔
پس اس سے ہر مومن پر لازم آیا کہ وہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے ایک سو
سال بعد دجال کے مرجانے پر ایمان لائے؛
ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اللہ

آسمان سے نازل ہوگا، لیکن میں تعجب سے اپنے دل میں کتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے متواتر الہامات میں میرا نام عیسیٰ بن مریم کیوں رکھا ہے اور اس نے یہ کیوں کہا ہے کہ تو اور وہ ایک ہی جوہر سے ہو اور پھر اس نے مخالفین کو یہود اور نصاریٰ کیوں کہا۔ تب دس سال کے بعد ہزاروں لوگوں میں براہین کی اشاعت کے بعد اور

والکنی کنت اقول فی نفسی تعجباً ان الله لم سمانی عیسی ابن مریم فی الہامہ المتواتر المتتابع ولم قال اذک والله من جوہر واحد ولم سمي المخلصین الیہود والنصرى فظهرت علی معانی تلك الالہامات والاشارات بعد عشر سنین وبعد

کی دجی سے بیان فرمایا اور اسے قسم سے ہوگد کیا اس میں تخلف کیسے ہو سکتا ہے اور قسم صاف بتاتی ہے کہ خبر ظاہر پر محمول ہے نہ تو اس کی تاویل کی جاسکتی ہے اور نہ اس میں کوئی استثناء، ورنہ قسم کے ذکر کرنے کا فائدہ ہی کیا ہے پس تو محقق اور مفتش لوگوں کی طرح تدبر کر، البتہ ان دو حدیثوں میں تطبیق، حدیث و جہال کی تاویل اور اس کو استعارہ قرار دینے کے بعد ہی ہو سکتی ہے۔ پس ہم کہتے ہیں خروج و جہال والی حدیث آخری زمانہ میں نصاریٰ کے ایک بھوٹے گروہ کے نکلنے پر دلالت کرتی ہے اور حدیث میں اشارہ ہے کہ وہ لوگ اپنے گمراہی کو دھوکہ اور قسم قسم

مؤكد ابقسمہ والقسم يدل علی ان الخبر محمول علی الظاهر لا تأویل فیہ ولا استثناء ولا فائی فائدة کانت فی ذکر القسم فتدبر کالمفتشین المحققین۔ واما تطبیق هذین الحدیثین فلا یمكن الا بعد تأویل حدیث الدجال وجعله من قبیل الاستعارات فنقول ان حدیث خروج الدجال يدل علی خروج طائفة الکذابين فی اخر الزمان من قوم النصاری وفي الحدیث اشارۃ الی انهم یشابهون ابناءهم المتقدمین

مسلمانوں اور مشرکوں کی ایک کثیر تعداد
میں ان اسماء کی اشاعت کے بعد
مجھ پر ان اسماء کے معافی ظاہر ہوئے۔

پس ان لوگوں سے پوچھو جو یہ خیال کرتے
ہیں کہ یہ خود ساختہ افتراء ہے۔ کیا یہ مفسرین کی
علامات ہیں؟ وہ اس سے پہلے میری کتاب

اشاعة ابراهيم في الوفاء من الناس
وبعد اشاعة هذه الالهامات في
خلق كثير من المسلمين والمشركين
فاستدلوا الذين يظنون ان الله
افتراء من حوت اهذه علامات
المفسرين - وكانوا يقرؤن من قبل كتابي

کے فتوے اور لوگوں کو گمراہ کرنے کی حرص میں
اپنے پہلے حد سے تجاوز کرنے والے ابا و اجداد
کے مشابہ ہوں گے کہ گویا یہ دہی ہیں۔ ہاں
وہ طوفانوں اور زنجیروں میں مقید تھے، لیکن یہ
لوگ اس قید سے نکل جائینگے اور اللہ تعالیٰ
ان کے طوفانوں کو دور کر دیگا۔ پس وہ دائیں
اور بائیں پھریں گے اور زمین میں فساد کریں
گے اور ان کا خروج اہل زمین کے لیے ایک
بڑی مصیبت ہوگی۔ پھر جیسے تیم داری نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں
دجال کو ایسی سچی اور کشفی روایاں دیکھا تھا
جو عالم مثال کی قسم سے تھا کہ اس کے ہاتھ
اس کی گردن تک باندھے ہوئے تھے
اور اس کے گھٹنوں اور ٹخنوں کے درمیان

في مكرهم وخديعتهم وانواع فتنهم
وحرصهم على اضلال الناس
كان همهم الا ان اباءهم كانوا
مقيدين بالسلاسل والاعلال
ولكن هؤلاء يخرجون من ذلك
السجن ويضع الله عنهم اغلالهم
فيعيشون يميناً وشمالاً ويفسدون
في الارض وكان خروجهم بلاءً
عظيماً لاهل الارضين فكما ان
تيمار على الدجال في زمان النبي
صلى الله عليه وسلم بالرؤية
الكشفية الصادقة التي كانت
من قبيل عالم المثال مجموعة
يد له الى عنقه ما بين ركبتيه الى

براہین احمدیہ پڑھتے تھے اور جو باتیں اب میں نے
مفصل کہی ہیں وہ انھیں اس میں محل طور پر پاتے
تھے اور وہ اس کتاب کو پسند کرتے تھے اور اس
میں مذکور المامات کی تصدیق کرتے تھے اور منکر بن
کی طرح اعراض نہیں کرتے تھے اور جب میرے رب
کا مقررہ وقت آگیا اور مجھے حکم دیا گیا کہ میں اس کام
اعلان کروں جس کے ساتھ مجھے اس کتاب میں

البراسین ویجدون فیہ جملاً کلاً
قلت فی ہذہ الايام مفصلاً وکانوا
یحبون ذلک الکتاب ویصدقون
الھمت مذکورۃ ولا یعرضون
کالمکرین۔ فلما جاء میقات ربی
وامرت لاصدع بما سمیت فی
الکتاب المذکور انقلبوا منکرین مکفرین

زنجیر تھی اور وہ ایک گرجا میں پڑا تھا۔ اسی
طرح عیسائی اسلام کے اقبال کے زمانہ میں مقہور
و مغلوب اور دست بستہ گرجا میں بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر
وہ بارہویں صدی کے بعد وہاں سے نکالے
گئے۔ ان کے طوق اور زنجیریں اُتار دی گئیں
اور انھیں ارضی علوم کے خلعت پہنا دیے
گئے اور یہ اللہ کی طرف سے بطور آزمائش
تھا۔ پس انھوں نے زمین میں کھلے
ہاتھوں فتنے پھیلانے اور اللہ کی طرف
سے یہ مقدر تھا اور حدیث الایات
بعد المائین میں ان کے خروج کی طرف
اشارہ ہے اور اسی میں نزول مسیح کی طرف
اشارہ ہے جو مفسدوں کا منہ بند کر نوا ہے۔

کعبیہ بالحدید فی الدیر فکلک
کانت النصری فی زمن اقبال
الاسلام مقہورین مغلوبین غلت
ایدھم قاعدین فی الدیر ثم
اُخرجوا بعد المائین والالفت
وضع اللہ عنہم الا غلال
والسلاسل وخلع علیہم خلعة
العلوم الارضیۃ ابتلاءً من
عندہ فاشاعوا الفتن فی الارض
بایدی مبسوطۃ وکان قد راہق ذلاً
من رب العلمین والی خروجہم
اشارۃ فی حدیث الایت بعد
المائین یعنی بعد المائۃ والالفت

كَانَهُمْ سَمِعُوا كَلِمَةً غَرِيبَةً اَوْ جَاءَهُمْ
ذَكَرٌ مُّحَدَّثٌ وَكَانَهُمْ مَا كَانُوا مُطْلَعِينَ
عَلَى مَا كَتَبْتُ فِي الْبِرَاهِينِ - وَلَوْ كَانُوا
عَاقِلِينَ مُنْصَفِينَ طَالِبِينَ لِلْحَقِّ
مُفْتَشِّينَ لِلْحَقِيقَةِ لَتَفَكَّرُوا فِي قَوْلِ
وَقَدْ كَتَبَ مَنْ قَبْلَ فَطْبَعُ وَاشْتَبَعُ فِي
زَمَانٍ مَا كَانَ أَشْرَهُ هَذَا الدَّعَاوَى فِيهِ

پھر اس کے بعد جب ہم کلام اللہ کی طرف
دیکھتے ہیں تو ہم اس کو بھی خروج و جہاں سے
متعلق احادیث کے ظاہری معنوں کے خلاف
پاتے ہیں اور ہم اس میں ان معنوں کا ادنیٰ سا
احتمال اور وہی سا اشارہ بھی نہیں پاتے بلکہ وہ
تو ان خیالات کی پوری بیخ کنی کرتا
ہے۔ کیا ایک طالب کے لیے خدا کا یہ
قول کافی نہیں کہ میں تیری پیروی کر نیوالوں
کو منکروں پر قیامت کے دن تک غالب
رکھوں گا اور ایک تدبیر کرتے والے پر
یہ امر مخفی نہیں کہ یہ آیت اس بات
پر قطعی دلالت کرتی ہے کہ مسلمان اور
نصاری قیامت تک روئے زمین کے

وَإِشَارَةً إِلَى نَزُولِ الْمَسِيحِ الَّذِي
هُوَ مُفْجِعُ الْمُفْسِدِينَ ثُمَّ بَعْدَ
ذَلِكَ إِذَا أَنْظَرْنَا إِلَى كَلَامِ اللَّهِ تَعَالَى
فَوَجَدْنَا أَيْضًا مُخَالَفًا لِّظَوَاهِرِ
أَحَادِيثِ خُرُوجِ الدَّجَالِ وَمَا وَجَدْنَا
فِيهِ أَحْتِمَالًا ضَعِيفًا وَإِشَارَةً وَهْمِيَّةً
إِلَى ذَلِكَ بَلْ هُوَ يَجُوزُ هَذَا الْخِيَالُ
بِالِاسْتِصْصَالِ التَّامِّ الْمُرَكِّفِ لَطَالِبِ
قَوْلِهِ تَعَالَى وَجَاعِلِ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ
فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ
وَلَا يَخْفَى عَلَى الْمُتَدَبِّرِ أَنَّ هَذِهِ
الْآيَةَ دَلِيلُ قَطْعِي عَلَى أَنَّ الْمُسْلِمِينَ
وَالنَّصَرِيَّيْنِ يَرْتَوْنَ الْأَرْضَ وَيَمْلِكُونَ

ولتفکروا فی سوانح عمری ولقد لبت
 فیہم عُمراً من قبل ولتفکروا فی
 رأس المائة وضرورة المجدد بما
 وعد الله ورسوله ولتفکروا فی مفسد
 الزمان وبدعائها ونسل النصری
 من کلّ حدیب فی حصره علیہم
 انہم ظنوا ظن السوء بغير فکر
 وتحقیق وامعان وما کان لہم

شائع ہو گئی تھی جس میں ان دعاوی کا کوئی اثر
 اور نشان نہ تھا اور پھر وہ میری سابقہ زندگی میں
 بھی غور کرتے کہیں اس سے پہلے ان میں عمر کا بڑا حصہ
 گزار چکا ہوں اور صدی کے سرادقِ مُردتِ مجدد اور
 اللہ اور اس کے رسولؐ کے وعدوں میں غور کرتے اور
 پھر وہ زمانہ کے مفسد اور اس کی بدعات اور ہر
 ایک بلندی سے نصاریٰ کی ذریت کے اُترنے کو
 سوچتے۔ پس ان پر افسوس ہے کہ اُنھوں نے بغیر

اہلہا الی یوم القیمة لان المسلمین
 اتبعوا المسیح اتباعاً حقیقیّاً
 والنصری اتبعوه اتباعاً ادعائیّاً
 وقد وقع فی الخارج كما قال الله
 تعالیٰ وكانت الکثرة الاولى للمسلمین
 فی غلبتہم علی الارض ثم فی زماننا
 هذا غلبت النصری ونسلوا من
 کل حدیب فوقہما کما اخبر عنہ
 فی الایة الکریمة فالایة متحکم
 ان التملک والغلبة محدودة فی
 المسلمین والنصری الی یوم القیمة
 والدجال المعهود المتصور فی

وارث رہیں گے اور اس کے رہنے والوں پر
 حکومت کرنے رہیں گے کیونکہ مسلمانوں نے
 مسیحؑ کی حقیقی پیروی کی ہے اور نصاریٰ صرف
 دعویٰ کے رنگ میں اس کے متبع ہیں اور
 اللہ تعالیٰ کے قول کے مطابق اس کا خارج
 میں وقوع بھی ہو گیا ہے۔ زمین پر غلبہ کی
 پہلی نوبت مسلمانوں کی تھی پھر ہمارے اس
 زمانہ میں نصاریٰ غالب آ گئے اور وہ ہر
 بلندی کو پھلانگنے لگے۔ پس وہ واقع ہو گیا
 جس کی اس آیت میں خبر دی گئی تھی پس یہ
 آیت فیصلہ کرتی ہے کہ تملک اور غلبہ قیامت
 تک مسلمانوں اور نصاریٰ میں محدود ہے اور

أَنْ يَتَكَلَّمُوا فِي الْمُؤْمَنِ الَّذِي جَسَدَ
الظَّنِّ وَمَا كَانَ لَهُمْ أَنْ يَسَارِعُوا عَلَى
مُجْتَرِئِينَ وَمَا حَمَلَهُمْ عَلَى الْإِنْكَارِ
الَّذِي اسْتَجَالَهُمْ وَسُوءُ ظَنِّهِمْ وَبَخْلَهُمْ
وَعِنَادَهُمْ وَقِلَّةُ تَدَبُّرِهِمْ فَيَحْسِرُ
عَلَى الْحَاسِدِينَ وَالْمُعَانِدِينَ
وَالظَّالِمِينَ ظَنِّ السُّوءِ وَالسَّالِقِينَ

سوچنے اور تحقیق کرنے اور باریک بینی کے بدظنی کی اور
انکھیلے یہ جائز نہیں تھا کہ ایک مومن کے بارہ میں
بجز حُسن ظن کے بات کرتے۔ اور ان کے لیے یہ جائز نہ تھا
کہ وہ جلد بازی کرتے ہوئے مجھ پر افترا کی جرأت کرتے
ان کی اسی جلد بازی، بدظنی، بخل، عناد اور قلتِ تدبّر
نے ان کو انکار پر آمادہ کیا ہے پس انفس ہے ان
حاسدوں، بدظنی کریموالوں اور بدکلامی کریموالوں پر

أَذْهَانَ الْمُسْلِمِينَ لَا يَكُونُ عَلَى
عَقِيدَةِ النَّصْرِيِّ وَلَا عَلَى عَقِيدَةِ
أَهْلِ الْإِسْلَامِ بَلْ هُوَ بِزَعْمِهِمْ
يُخْرِجُ بَادِعَاءَ الْإِلَهِِيَّةِ وَيَقُولُ
إِنِّي إِلَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَيَغْلِبُ أَمْرُهُ
عَلَى الْأَرْضِ كُلِّهَا غَيْرَ مَكَّةَ وَطَيْبَةَ
فَهَذَا يُخَالِفُ نَصَّ الْقُرْآنِ الْكَرِيمِ
لَا إِنَّ الْقُرْآنَ كَمَا ذَكَرْتُ أَنْفَاقًا
وَعَدَ الْمُتَّبِعِي عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ
عَلَيْهِ السَّلَامُ وَعَدًّا مُؤَكَّدًا بِاللَّامِ
وَقَالَ جَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ
الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ مُعْلُومٌ
أَنَّ الدَّجَالَ الَّذِي يَنْتَظَرُ أَقْوَمُنَا

دجال معبود جس کا مسلمانوں کے ذہنوں میں تصور
بیٹھا ہوا ہے، وہ نہ تو نصاریٰ کے عقیدہ پر ہوگا
اور نہ مسلمانوں کے عقیدہ پر ہوگا بلکہ انکے خیال میں وہ خلائی
کا دعویٰ کریگا اور کہے گا میں خدا کے سوا
ایک معبود ہوں اور اس کا امر سوائے مکہ اور
مدینہ کے ساری زمین پر غالب آجائے گا اور
یہ بات نصِ قرآنینہ کے خلاف ہے کیونکہ جیسا
کہ میں نے ابھی ذکر کیا ہے خدا تعالیٰ نے
عیسیٰ علیہ السلام کے تابعین کے لیے پختہ
اور دائمی وعدہ کیا ہے اور کہا ہے کہ میں تیرے
پیروکاروں کو مخالفوں پر قیامت تک غالب
رکھوں گا اور یہ بات معلوم ہے کہ وہ دجال
جس کا ہماری قوم انتظار کر رہی ہے۔ وہ

اور جو کچھ میں نے وفاتِ مسیح کی بابت کہا ہے وہ میں
اپنی طرف سے نہیں کہہ سکتا تھا۔ بلکہ میں نے اللہ کے
قول کی پیروی کی ہے اور میں اُس کے اس
فرمودہ پر ایمان لاتا ہوں کہ اے عیسیٰ میں تجھے
وفات دُوں گا اور تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا۔
اور منکروں کی تہمتوں سے تجھے پاک کروں گا اور تیری
پیردی کرنیوالوں کو مخفیین پر قیامت تک غلبہ
دینگا۔ پس دیکھ کہ خدا نے اپنی روشن کتاب میں
اس کی وفات پر کیسے شہادت دی ہے اور ظاہر

واما ما قلت فی وفات المسیح فما کان
لی ان اقول من عند نفسي بل اتبعت
قول الله تعالى وامننت بما قال
الله تعالى عز وجل يعیسیٰ ائی متوفیک
ورافعک الی ومطهرک من الذین
کفروا وجاهل الذین اتبعوک فوق
الذین کفروا الی یوم القیمة فانظر
کیف تشهد الله علی وفاته فی
کتابه المبین۔ ومعلوم ان الرفع

ان کے خیال میں عیسیٰ علیہ السلام کے پیرو
کاروں سے نہیں اور نہ وہ مسیح اور اس کی پھیل
پرایمان لاتا ہے۔ اور مسلمانوں کے علماء میں
سے کوئی بھی اس طرف نہیں گیا کہ وہ مسیح
ابن مریم پر ایمان لائیگا بلکہ وہ کہتے ہیں کہ وہ
کے گائیم خود خدا ہوں اور وہ نہ خدا پر ایمان
لائیگا اور نہ اُس کے کسی نبی پر ایمان لائیگا
مگر قرآن اُسے کسی زمانہ میں بھی قدم رکھنے کی
جگہ نہیں دیتا بلکہ قیامت تک مسلمانوں اور
نصاری کے غلبہ کی خبر دیتا ہے۔ پس مفروضہ
دجال کے وجود کے باطل ہونے اور کئے والوں

هو بزعمهم ليس من متبعی عیسیٰ
علیه السلام ولا یؤمن بالمسیح
ولا بانجیله وما ذهب احد من
علماء مسلمین الی انہ یؤمن
بعیسی بن مریم بل یقولون انہ
یقول ائی انا الله ولا یؤمن بالله ولا
باحد من الانبیاء فالقرآن لا یجوز
له موضع قدم فی زمان من الارض
محل یخبر عن غلبة المسلمین او
غلبة النصری الی یوم القیمة فای
دلیل یكون اوضح من هذا علی

ہے کہ مسیح کا رفع اور اس کے دامن کا یہود کے
بہتانوں سے پاک کرنا اور اہل حق کا غلبہ اور یہود
پر ذلت کی مار اور ان کا نصاریٰ اور مسلمانوں
کے ماتحت مغلوب و مقهور ہونا۔ یہ سب وعدے
اور خبریں اپنی صورت اور ترتیب میں پورے

و تظہیر ذیل المسیح من الزامات
اليهود و بهتاناتهم و غلبة اهل
الحق و ضرب الذلة على اليهود و
جعلهم مغلوبين مقهورين
تحت النصرى و المسلمين - لقد

کے قول کے جھوٹا ہونے پر اس سے بڑھ
کر اور کونسی واضح دلیل ہو سکتی ہے اور
تو جانتا ہے کہ قرآن قطعی اور یقینی ہے اور
تو اتر اور حق کی حفاظت اور اپنی عصمت
میں اس جیسی کوئی حدیث نہیں۔ پس اگر
تو تابعین حق سے ہے تو اس بات کو خوب سمجھ لے
اور بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ وہاں بیٹھی
قوم میں سے ہو گا۔ یہ بات پہلے قول سے
بھی زیادہ عجیب ہے۔ کیا وہ قرآن کریم
میں یہ نہیں پڑھتے کہ ان پر مسکنت اور
ذلت مسلط کر دی گئی ہے۔ پس جن یہود
پر اللہ تعالیٰ نے قیامت تک ہر قسم کی
ذلت مسلط کر دی ہے اور اپنی حکم کتاب
میں یہ بتایا ہے کہ یہود ہمیشہ کسی
بادشاہ کے ماتحت ذلیل و خوار ہو کر

ابطال وجود الدجال المفروض
وعلى ثبوت كذب قول القائلين
وانت تعلم ان القرآن يقيني
قطعي وليس كمثله حديث
في التواتر وحفظ الحق وعصمته
فافهم ان كنت من الطالبين -
واما قول بعض العلماء ان
الدجال يكون من قوم اليهود
فهذا القول اعجب من القول
الدول لا يقرءون في القرآن آية
ضربت عليهم الذلة والمسكنة
فالذين ضرب الله عليهم الى
يوم القيمة كل ذلة واخبر في
كتابه الكامل المحكم ان اليهود
يعيشون دائماً تحت ملك من

اور ظاہر ہو چکے ہیں اور ان کے ظہور اور وقوع پر ایک لمبا زمانہ گزر چکا ہے۔ پس ایک عاقل اور بالغ جو عقل سلیم اور فہم مستقیم رکھتا ہو کیسے اعتقاد رکھ سکتا ہے کہ توفیٰ کا وعدہ جو آیت موصوفہ کی ترتیب میں سب خبروں سے مقدم ہے۔ وہ اب تک واقع نہیں ہوا اور عیسیٰ بن مریم اس زمانہ تک فوت نہیں ہوئے جو اس کی امت کی گمراہیوں کی وجہ سے غراب ہو چکا ہے بلکہ وہ اپنے نزول کے بعد کسی غیر معلوم

وقعت هذه الانباء والمواعيد كلها و تمت و ظهرت و ما وقعت الا على صورتها و ترتيبها و قد انقضت مدة طويلة على ظهورها و وقوعها فكيف يعتقد عاقل بالغ ذو عقل سليم و فهم مستقيم بان خبر التوفى الذى قدّم على هذه الاخبار فى ترتيب الآية الموصوفة هو غير واقع الى وقتنا هذا و امات عيسى ابن مريم الى

رہیں گے اور اب تک ان کی حکومت نہیں ہوگی پھر ان سے وہ دجال کہاں پیدا ہو سکتا ہے جو سب روئے زمین کا مالک ہو جائیگا سُبْحٰنَ اللّٰہ کے کلمات پتھے ہیں وہ تبدیل نہیں ہو سکتے، لیکن ہماری قوم نے احادیث کے معنوں کو نہیں جانا اور انہیں پورے طور پر نہیں سمجھا اور اللہ جس پر چاہتا ہے احسان کرتا ہے اور اس کو وہ باتیں سمجھا دیتا ہے جو عالین سے کہی اور کو نہیں سمجھتا۔ اور میں نے سنا ہے کہ ان میں سے بعض فقہ نزول عیسیٰ میں لفظ نزول

الملوك صاغرین مقہورین ولا یكون لهم ملك الى الابد كيف یخرج منهم الدجال و یملك الارض كلها الا ان کلمت الله صادقة لا تبدل لها والکرب القوم ما علموا معانى الاحادیث و ما فهموا حق فهمها و الله یمن علی من یشاء من عبادہ فیفقهہ ما لم یفقهہ احدٌ ا من العلمین و سمعت ان بعضهم یظنون لفظ النزول فى قصة نزول المسيح

وقت میں وفات پائے اور سوچنے
والوں پر اس رائے کا ضعف
اور فساد پوشیدہ نہیں۔

اور حیاتِ مسیح کا عقیدہ رکھنے والوں
نے جب یہ دیکھا کہ آیت موصوفہ اس کی وفات

هَذَا الزمان الذي فسد بضلالات
أمتهم بل يموت بعد نزوله في وقت
غير معلوم ولا يخفى سخافة هذا
الرائي على المتفكرين۔

والقائلون بحيات المسيح لما
رواها الآية الموصوفة تبين فاقته

کو دیکھتے ہیں اور ان کا فہم اس نکتہ کو سمجھنے
سے عاجز آجاتا ہے اور ان کی طبائع مضطرب ہو
جاتی ہیں اور ان کے انکار بہک جاتے
ہیں پس وہ اپنی سطحی رائے سے خیال کر لیتے
ہیں کہ عیسیٰ بن مریم آسمان سے نازل ہو گا۔
اور وہ نہیں دیکھتے کہ قرآن نے غفلت متانے
میں لفظ نزول کو اختیار کیا ہے۔ مثلاً
اس نے فرمایا ہے کہ ہم نے لوہا نازل کیا اور
ہم نے چار پائے نازل کیے اور ہم نے تھامے
لے لباس نازل کیا اور غابریہ کے لوہا آسمان
سے نازل نہیں ہوا کرتا بلکہ وہ تو کانوں میں تیار
ہوتا ہے۔ اسی طرح گدھا گدھی سے گھوڑا گھوڑی
سے پیدا ہوتا ہے اور کسی نے نہیں دیکھا کہ
یہ حیوانات آسمان سے اترتے ہوں اور

ويعجز عن درك هذه النكتة
فهمهم وتضلل طبائعهم و
تلغب افكارهم فيحسبون
بارائهم السطحية ان عيسى
ابن مريم ينزل من السماء ولا
يرون ان القرآن قد اختار
لفظ النزول في مقامات شتى
وقال انزلنا الحديد۔ وانزل
من الانعام وانزلنا عليكم لباساً
ومعلوم ان الحديد لا ينزل
من السماء بل يتكون في المعادن
وكذلك ينزل الحمير من الحمير
والخيل من الخيل ومارأى
احد من الناس ان هذه الحيوانات

کو بتصریح بیان کرتی ہے اور اس کا انکار ممکن نہیں
تو وہ رکیک اور واہیات تاویلین کرنے لگے اور
اُصفوں نے کہا کہ یا عیسیٰ انی متوفیک میں لفظ توفی
فی الحقیقت تمام واقعات سے مؤخر ہے یعنی رفع
عیسیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (جو آپ کے
مصدق ہیں) کی بعثت کے ساتھ بہتاؤں سے آپ
کی تطہیر کرنے اور مسلمانوں کے یہود پر غالب

بتصریح لا یمکن اخفاء لا جعلوا
یؤدّو لونها بتاویلات رکیکۃ واهیۃ
وقالوا ان لفظ التوفی فی ایۃ یعیسیٰ
انی متوفیک کان مؤخرًا فی الحقیقة
من کل هذه الواقعات یعنی من
رفع عیسیٰ و تطہیرہ من البہتانات
بعث النبی المصدق وغلبة المسلمین

باس، روٹی، اُون، چڑے اور ریشم سے بنایا
جاتا ہے اور یہ تمام اشیاء ہوتی تو زمین میں
میں لیکن خدا کے حکم سے ہوتی ہیں۔ اگر سارے
زمین والے جمع ہو کر ان اشیاء کو اپنی
قوت اور تدبیر سے پیدا کرنا چاہیں تو وہ
اس کو طاقت نہیں رکھتے۔ پس گویا وہ
سب آسمان سے اُترتی ہیں اور اللہ تعالیٰ
نے فرمایا ہے کہ سب اشیاء کا ہمارے
پاس خزانہ ہے اور ہم انہیں ایک غاص اندازہ
سے اُتارتے ہیں۔ پس ہر چیز آسمان سے
اور ایک اندازہ سے ارضی اور سماوی اسباب
کے ذریعہ اُترتی ہے جیسا کہ اللہ کی حکمت
تقاضا کرتی ہے۔ پس برکت والا ہے اللہ جو

تنزل من السماء وکذلک الالبسة
تتخذ من القطن والصوف
والجلود والحریر وهذه الاشیاء
کلها تكون فی الارض ولكن بحکمہ
رب السموات ولوا جمع اهل الارض
جميعًا علی ان یخلقوا هذه الاشیاء
بقوتهم وتدبیرهم لم یستطیعوا
ابدًا فکانها نزلت من السماء وقد
قال الله تعالیٰ وان من شیء الا
عندنا خزائنه وما ننزله الا بقدر
معلوم فکل شیء منزل من اسماء بقدر
معلوم بتوسط علل واسباب
ارضیۃ وسماویۃ اقتضتها حکمة
الله تعالیٰ فتبارک الله احسن الخالقین

ہونے اور یہود کے دُیس و مضنوب یکے جاتے سے، لیکن اللہ تعالیٰ نے لاجار اور بیگس لوگوں کی مانند نظم کلام کی رعایت کی خاطر بعض ضروری فقرات کو حدت کر کے لفظ توئی کو رانک اور مٹرک اور دُوسرے الفاظ پر مقدم کر دیا ہے اور لفظ مذکور انی متونیک آیت کے آخر میں تھا، لیکن اللہ تعالیٰ

على اليهود وجعل اليهود من الساقيلين ولكن الله قدّم لفظ المتونى على لفظ رافعك وعلى لفظ مطهرك وغيرها مع حذف بعض الفقرات الضرورية رعاية لصفاء نظم الكلام والمضطربين وكان اللفظ المذكور يعنى انى متونيك

بہتر پیداکر نوا لایہ۔ اور نزول کے ایک ادا معنی ایک جگہ سے سفر کر کے دوسری جگہ میں اُترنا بھی ہیں جیسا کہ مسلم کی حدیث میں آیا ہے کہ مسیح دجال اُسر کے پیچھے اُترے گا اور عیسیٰ دمشق کی شرقی طرف سفید نارا کے پاس اُترے گا۔ پھر اس قوم پر تعجب ہے کہ وہ نزول عیسیٰ سے اس کا آسمان سے اُترنا مراد لیتے ہیں اور اپنے پاس سے آسمان کا لفظ زیادہ کر لیتے ہیں؛ حالانکہ اُس کا کسی حدیث میں کوئی نشان نہیں پایا گیا اور نزول عیسیٰ کے سلسلہ میں جو یہ قصہ آیا ہے کہ وہ فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اُترے گا تو یہ لفظ اس کے آسمان سے اُترنے پر دیں نہیں کیونکہ علم دین کے حصول کی خاطر

وللنّزول معنى اخر وهو الانّزال من مكان والنّزول فى مكان اخر كما جاء فى حديث مسلم انّ المسيح الدّجال ينزل دبر اُحُد وعيسى ينزل عند المنارة البيضاء شرقى دمشق والعجب من لقوم انّهم يفهمون من نزول عيسى نزوله من السّماء ويضيفون لفظ السّماء من عند هم ولا يفتقد اثر اُمنه فى حديث واُما ما ذكر فى قصّة نزول عيسى انّہ ينزل واضعاً كفيه على جناحي الملائكة فليس هذا اللفظ دليلاً على نزوله من السّماء وقد جاء مثل

فی آخر الفاظ الآية فوضعه الله
 فی اولها اضطراراً للرعاية النظم
 المحکم وكان الله فی هذا التأخیر
 والتقديم من المعذورین - فاجل
 هذا الاضطرار وضع الالفاظ فی
 غیر مواضعها وجعل القرآن عظیم
 والایة بزعمهم كانت فی الاصل
 علی هذه الصورة یا عیسیٰ اُتِ رافعاً
 الیّ ومطهرک من الذین کفروا و
 جاعل الذین اتبعوک فوق الذین
 کفروا الی یوم القيمة ثم منزلک من
 السماء ثم متوفیک فانظر کیف

نظم حکم کی رعایت کی خاطر اسے آیت شروع میں رکھ دیا اور
 اس تقدیم و تاخیر میں گویا خدا معذور تھا پس اس
 اضطرار کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ کو ایسی جگہوں
 پر رکھ دیا ہے جو ان کی اصل جگہ نہیں اور قرآن کو
 مکمل و مکمل کیا ہے اور یہ آیت ان کے
 خیال میں درحقیقت اس صورت میں ہوئی
 چاہیے تھی یا عیسیٰ انی رافعک الیٰ ومطهرک
 من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین
 کفروا الی یوم اقامتہ ثم منزلک من السماء
 ثم متوفیک (اے عیسیٰ میں تجھے اپنی طرف اٹھاؤں
 گا اور تجھ کو منکروں کی تہمتوں سے پاک
 کر دوں گا اور تیرے پیروکاروں کو مخالفوں

گھر سے نکلنے والے کی فضیلت میں بھی حدیث
 میں ایسا ہی آیا ہے اور اس کی احادیث میں
 بہت سی نظیریں پائی جاتی ہیں اور اگر خطا کے
 لبا ہو جانے کا خوف نہ ہوتا تو میں ان سب
 کو بیان کرتا۔ بلکہ حق وہ ہے جو اللہ تعالیٰ
 نے مجھ پر ظاہر کیا ہے اور وہ ایسی بات ہے
 جسے ہر طالب حق جو من قبول کرتا ہے اور اس کا
 انکار وہی شخص کرتا ہے جو ہدایت یافتگان

هذا اللفظ فی فضائل الذی
 ینخرج من بیتہ لطلب علم
 الدین وکذا الک نظائر کثیرة
 فی الاحادیث ولولم یکن خوف
 طول المکتوب لذکرت کلها
 بل الحق الذی کشف الله علیّ
 امرٌ یقبله کل مؤمن طالب
 الحق ولا یابی الا الذی لا یتخذ

يُبْدُونَ كَلَامَ اللَّهِ وَيَحْرَفُونَ الْكَلِمَ عَنِ
مَوَاضِعِهَا وَلَيْسَ عِنْدَهُمْ مِنْ بَرَهَانٍ
عَلَى هَذَا أَنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا أَهْوَاءَهُمْ وَ
مَا كَانَ لَهُمْ أَنْ يَتَكَلَّمُوا فِي الْقُرْآنِ إِلَّا
خَائِفِينَ - وَأَنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ مُنْذِرٌ
عَنْ هَذِهِ الْأَصْطِرَاطَاتِ وَكَلَامُهُ كُلُّهُ
مُرْتَّبٌ كَالْجَوَاهِرَاتِ وَالتَّكْلِيفُ فِي شَأْنِهِ

پر قیامت تک غالب رکھوں گا۔ پھر آسمان سے
تجھے تاروں کا پھر اس کے بعد تجھے دُعاؤں (دُعاؤں)
پس دیکھو کس طرح وہ کلام الہی کو بدلتے اور
اس کے کلمات کو ان کی جگہوں سے ہٹاتے ہیں اور
اس پر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ وہ محض اپنی خواہشوں
کی اتباع کرتے ہیں، حالانکہ ان کے لیے —
مناسب تھا کہ وہ قرآن کے بار میں کلام نہ کرتے مگر

سَبِيلَ الْمُهْتَدِينَ - وَهُوَ أَنْ نَزَلَ
الْمَسِيحُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ
دِمَشْقٍ وَاضْعًا كَقِيهِ عَلَى اجْنَحَةِ
مَلِكَيْنِ إِشَارَةً إِلَى مَسِيحٍ أَمْرَةٍ فِي
بِلَادِ الشَّامِ خَالِصًا مِنَ الْعِلَلِ السَّمَاوِيَّةِ
مَنْذَرًا عَنْ دُخُلِ الْأَسْبَابِ الْأَرْضِيَّةِ
وَعَنْ دُخُلِ الْأَسْبَابِ وَدَوْلَتِهَا وَ
عَسَاكِرِهَا وَأَفْوَاجِهَا وَمَسْ تَدَابِيرِهَا
بَلْ يَعْلَمُ أَمْرًا بِحِمَايَةِ اللَّهِ وَجَنَّةِ
السَّمَاوِيَّةِ كَأَنَّهُ نَزَلَ عَلَى اجْنَحَةِ
الْمَلَائِكَةِ وَأَمَّا الدُّجَالُ فَيُخْرِجُ
بِالْحِيلِ الْأَرْضِيَّةِ وَالتَّدَابِيرِ الْمُنَوَّتَةِ
مِنْ عِنْدِ نَفْسِهِ وَالتَّلْبِيسَاتِ الَّتِي

کے رستہ کو اختیار نہیں کرتا اور وہ یہ ہے کہ مسیح
کے سفید منارہ کے پاس دمشق کے مشرق میں
اور دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے
ہوئے اترنے میں اس بات کی طرف اشارہ
ہے کہ اس کی بات ملک شام میں محض آسمانی
اسباب سے پھیل جائیگی اور ارضی اسباب
اور زمین کی بادشاہت و حکومت اور اس کے
شکروں، افواج اور تدابیر کا کچھ دخل نہیں
ہوگا بلکہ اس کی بات اللہ کی حمایت
اور اس کے آسمانی شکر کی مدد سے غالب ہو
جائیگی گویا کہ وہ ملائکہ کے پردوں پر اترے
اور دجال زمینی حیلوں اور من گھڑت تدابیر
اور فریبوں سے نکلے گا جو ہر وقت بدلتی

بمثل ذلك جهالة عظيمة وسفاهة شنيعة. وما يقع في هذه الوسواس الا الذي نسي قدرة الله تعالى وقوته وحوله واحتقاره وما قدره حق قدره وما عرف شان كلامه بل اجترء والحق كلام الله بكلام الشعراء

ڈرتے ڈرتے اور تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ ایسے اضطرار میں سے پاک ہے اور اس کا کلام سب کا سب جو اہل کمال کی طرح مرتب ہے اور اس کی شان میں ایسی بات کہنا بڑی جہالت و نہایت کینگی ہے اور ایسے دوسروں میں بجز اس شخص کے کوئی نہیں پڑتا جو اللہ کی قدرت، اس کی طاقت کو بھول جائے اور اسے حقیر خیال کرے اور اس کی پوری قدر نہ کرے اور اس کے کلام کی شان کو نہ پہچانے بلکہ کلام جبرأت کرے اور اس کے کلام کو شاعرانہ کلام سے ملا کر

تجدد فی کلی حین -

وانی سمعت ان بعض علماء هذه الدّیاریقولون ان جملة يعيسى انی متوفیل مؤخرۃ من جملة و رافعك الی ومقدّمة من جملة ومطهرک من الذین کفروا ومن جملة وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا والی يوم القيامة ولكن انت تعلم يا اخی ان هذا التأویل باطل بالبداهة ومستنکر جدّاً لان الامر لو کان كذلك لوجب ان یموت المسیح بعد الرفع وقبل هذه الوقعات الّتی ذکرها القرآن بعد ذکر الرفع یعنی قبل تطہیر

رہتی ہیں۔

اور میں نے سنا ہے کہ اس ملک کے بعض علماء کہتے ہیں کہ ”انی متونیک“ کا جملہ ”رافعک الی“ سے مؤخر اور جملہ ”مطهرک من الذین کفروا“ اور جملہ ”وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا“ الی ”یوم القيامة“ سے مقدم ہے، لیکن اے میرے بھائی تو جانتا ہے کہ یہ تاویل بالبداهت غلط ہے اور بہت چلبھی ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو لازم تھا کہ مسیح رفع کے بعد اور ان واقعات سے پہلے وفات پاتا جن کا ذکر قرآن نے رفع کے ذکر کے بعد کیا ہے یعنی یہود کے بتانوں سے اس کے دامن کچپاک ہونے سے

وکیف یخولاحد من المسلمین
ان یتکلم بمثل هذا ویبدل کلام
الله من تلقاء نفسه ویخرفه عن
مواضعه من غیر سند من الله
ورسوله الیست لعنة الله علی المحدثین
ولو کانوا علی الحق فلم لا یأتون
ببرهان علی هذا التحریف من آیه
اوحادیث اوقول صحابی اور ائی
امام مجتهد ان کا دامن الصدقین

اور کسی مسلمان کے لیے یہ کیسے جائز ہو سکتا
ہے کہ وہ ایسا کلام کرے اور اللہ کے کلام کو اپنی
طرف سے بدلے اور اسے اپنی جگہ سے ہٹائے اور
خدا اور رسولؐ سے اس کے پاس کوئی سند نہ
ہو۔ کیا تحریف کر نیوالوں پر اللہ کی لعنت نہیں ہے؟
اگر وہ لوگ حق پر ہیں تو کیوں وہ اس تحریف
پر دلیل کے طور پر کوئی آیت یا حدیث یا
کسی صحابی یا مجتہد امام کا قول پیش
نہیں کرتے اور ہم ان کی تحریفات کو کیسے

ذیلہ من بہتانات الیہود و قبل
جعل متبعیہ الغلبین علی الذین
کفروا وہم یعتقدون باب
المسیح مامات الی هذا الزمان
وقد تمت هذه المواعید کما هو
وقعت باسرها فالعجب من عقلم
لم یقولون علی خلاف ما یعتقدون
وقد اتفقوا علی ان المسیح لا یموت
بعد الرفع فقط بل بعد الرفع و
بعد تطہیر ذیلہ من بہتانات
الیہود ببعث خاتم النبیین و بعد

پہلے اور اس کے پیروکاروں کو اس
کے مخالفوں پر غالب کرنے سے پہلے
اور وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ مسیحؑ
اب تک نہیں مرے اور یہ سب وعدے
پورے ہو چکے ہیں، پس ان کی
عقل پر تعجب ہے کہ وہ اپنے اعتقاد
کے خلاف یہ کیوں کہتے ہیں، حالانکہ وہ
سب متفق ہیں کہ مسیحؑ صرت رفع کے
بعد نہیں مرے بلکہ وہ زندہ رہے اور
خاتم النبیین کی بعثت کے ساتھ اپنے
دامن کو یہود کے بتانوں سے پاک

قبول کریں جن پر قرآن اور سنت کی کوئی دلیل
نہیں اور ہم ان کی تحریف کو یہودی تحریف
کی مانند پاتے ہیں جو شیطانِ تلبیس تھی اور

وکیف نقبل تحریفاتهم التي لا دليل
عليها من الكتب والسنة ولا نجد لها
الا تحريف اليهود من تبليس الشيطان

ہونے اور اپنے پیروکاروں کے مخالفوں پر
غلبہ کے بعد مر گیا۔ پس اس کی وجہ سے ان
پر لازم آتا ہے کہ وہ عقیدہ رکھیں کہ جملہ "یا
عیسیٰ ائی متوفیک" جملہ "وجاعل الیوم القیامت" سے
فوق الذین کفروا الی یوم القیامت سے
مؤخر ہے پس ان پر لازم آتا ہے کہ وہ کہیں
کہ آیت کی ترتیب دراصل اس طرح ہے
کہ اے عیسیٰ میں تجھے اپنی طرٹ اٹھائیوں والا ہوں
اور یہود کے بہتانوں سے پاک کر نیوالا ہوں
اور پھر تیرے پیروکاروں کو تیرے مخالفوں پر
قیامت تک غلبہ کر نیوالا ہوں پھر قیامت
کے بعد تجھے آسمان سے نازل کر نیوالا ہوں۔
پھر اس کے بعد تجھے وفات دینے والا ہوں
پس انہیں ان آیات میں تحریف کرنے اور
ان کی اپنے خیال کے مطابق تقدیم اور
تاخیر کرنے سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا جب
یک وہ یہ تسلیم نہ کریں کہ مسیح قیامت کے

غلبة متبعية على الذين كفروا فعلى
هذا يلزمهم ان يعتقدوا بان
جملة يعيسى ائی متوفيك مؤخر
من جملة وجاعل الذين اتبعوك
فوق الذين كفروا الى يوم القيامة
فلزمهم ان يقولوا ان ترتيب
الآيات كان في الاصل هكذا
اعنى يعيسى ائی رافعك الى
مطهرتك من الذين كفروا وجاعل
الذين اتبعوك فوق الذين كفروا
الى يوم القيامة ثم بعد القيامة
منزلتك من السماء ثم متوفيك
فلا سبيل لهم الى تحريف هذه
الآيات وتقديمها وتأخيرها من
عند انفسهم الا ان يقولوا ان
المسيح لا ينزل ولا يموت الا بعد
يوم القيامة وهذا خلف فيحسروا

وَأَمَّا السَّلَفُ الصَّالِحُ فَمَا تَكَلَّمُوا فِي هَذِهِ
الْمَسْئَلَةِ تَفْصِيلًا بَلْ آمَنُوا بِحَمَلِ
بَنَاتِ الْمَسِيحِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ قَدْ
تَوَفَّى كَمَا وَرَدَ فِي الْقُرْآنِ وَآمَنُوا
بِمَجْدٍ دِيَّانِيٍّ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ فِي
آخِرِ الزَّمَانِ عِنْدَ غَلْبَةِ النَّصَارَى
عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ اسْمُهُ عِيسَى ابْنُ
مَرْيَمَ وَفَوْضُوا تَفْصِيلَ هَذِهِ الْحَقِيقَةِ

عَلَيْهِمْ لَمْ يَجِزُّ فَوْنُ كَلِمَاتِهِ عَنْ
مَوَاضِعِهَا مَعَ عَجْزِهِمْ عَنْ وَضْعِهَا
فِي مَوَاضِعِ آخِرِ ذَالِكَ مِنْ
عَجَازَاتِ الْقُرْآنِ أَنْ يَحْرِفَ آيَاتِهِ
وَلَا يَسْتَطِيعَ أَنْ يَحْرِفَ وَيَبْدُلَ
تَوْتِيْبَهُ الْحُكْمَ الْمَرْصُوعَ الْإِبْلَغَ
فِي تَكْشُفِ كَذِبِهِ عَلَى النِّسَاءِ الصَّبِيَّاتِ
فَضْلًا عَنِ الْعُلَمَاءِ الرَّاسِخِينَ فِي سَبْعِينَ
مِنْ أَنْزَلِ الْقُرْآنِ بِأَعْجَازٍ مُبِينٍ -
وَالْعَجَبُ مِنْ قَوْمِنَا أَنَّهُمْ كَانُوا يَقْرَأُونَ
فِي الْبُخَارَى وَغَيْرِهِ مِنَ الصَّحَاحِ أَنَّ
الْمَسِيحَ الْمَوْعُودَ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ

سلف صالحین نے اس مسئلہ کے بارے میں مفصل کچھ
نہیں لکھا بلکہ وہ اجمالی طور پر اس بات پر ایمان لائے
کہ عیسیٰ بن مریم فوت ہو گیا ہے جیسا کہ قرآن میں
آیا ہے۔ اور وہ اس مجدد پر ایمان
لائے جو زمین پر نصاریٰ کے غلبہ کے وقت آخری
زمانہ میں اس امت سے آئیگا جس کا نام عیسیٰ بن
مریم ہوگا اور انھوں نے اس کی تفصیل کو اللہ
کے سپرد کیا اور وقوع سے پہلے اس کی تفصیل
میں دخل نہ دیا اور یہی عادت ان کی آئندہ
زمانہ کی پیشگوئیوں کے متعلق تھی۔ جیسا کہ

بعد ہی نازل ہوگا اور میرا اور یہ بات صریح
طور پر باطل ہے۔ پس ان لوگوں پر افسوس
ہے۔ وہ کلام الہی میں کیوں تحریف کرتے ہیں
جبکہ وہ ان کو دوسری جگہ رکھنے سے عاجز ہیں
اور قرآن کریم کا یہ بھی ایک معجزہ ہے کہ کوئی
شخص اس کی کسی آیت کی محکم اور مرصع
تزیین کو بد سے کٹاقت نہیں رکھتا اگر
وہ ایسا کرے گا تو علامتیں آئیں گی تو ایک طرف
رہے اس کا جھوٹ عورتوں اور بچوں پر
بھی ظاہر ہو جائیگا۔ پس پاک ہے وہ خدا جس
نے قرآن کو اس بین اعجاز کے ساتھ اتارا ہے
اور ہماری قوم پر تعجب ہے کہ وہ بخاری اور دوسری

إلى الله تعالى وما دخلوا في تفاصيله
 قبل الوقوع وكذلك كان سيدنهم
 في اتباع المستقبل كما هي سنة
 الصالحين فخلع من بعدهم خلف
 أضاعوا سنتهم وتركوا سيرتهم و
 أولوا قول الله ورسوله إلى ما شئت
 أنفسهم ثم اصرّوا عليه وكانهم
 عرفوا أسرار الله يقيناً وكانهم كانوا
 من المستيقنين - الله يعلمون
 الله صرح في القرآن العظيم بأن
 المنتصرين ما أشركوا وما ضلّوا إلا
 بعد وفات المسيح كما يفهم
 من آية فلما توفيتني كنت أنت

سلف صالحين کی سنت ہے۔ پھر ان کے بعد ان کی
 ایسی ذریت آئی جنہوں نے ان کے طریق کو ترک کر دیا
 اور ان کی سیرت کو چھوڑ دیا اور انہوں نے اپنی خواہش
 کے مطابق اللہ اور اس کے رسول کے قول کی تاویل
 کی پھر اس پر ایسا اصرار کیا کہ گویا انہوں نے اللہ کے
 راز قطعی طور پر معلوم کر لیے اور گویا وہ یقین کرنے
 والوں میں سے ہیں۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ
 نے قرآن عظیم میں اس بات کی تصریح
 کی ہے کہ نصاریٰ مسیح کی وفات کے بعد ہی
 مشرک بنے ہیں اور گمراہ ہوئے ہیں جیسا کہ اس
 آیت سے سمجھا جاتا ہے کہ جب تو نے مجھے وفات
 دے دی تو تو ہی ان پر نگبان تھا اگر اس
 زمانہ تک مسیح نے وفات نہیں پائی تو اس

وإمامهم منهم ولا يعبئ نبي بعد
 رسول الله صلى الله عليه وسلم
 وهو خاتم النبيين وما كان
 لاحد ان ينسخ القرآن بعد
 تكمله ثم نسوا كلما علموا وعرفوا
 واعتقدوا وضلوا واضلوا كثيراً
 من الجاهلين -

صحاح میں یہ تو پڑھتے آئے ہیں کہ مسیح موعود اسی
 آئندہ ہوگا اور انہیں میں سے ان کا امام ہوگا اور
 پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی بھی نہیں
 آسکتا کیونکہ آپ خاتم الانبیاء ہیں اور کوئی قرآن کو اسکی
 تکمیل کے بعد منسوخ نہیں کر سکتا۔ پھر جو کچھ انہوں نے
 لکھا، جانا اور مانا وہ بھول گئے اور خود بھی گمراہ ہوئے
 اور نہت سے جاہلوں کو بھی انہوں نے گمراہ کیا۔

سے لازم آتا ہے کہ نصاریٰ اب تک حق پر ہیں اور
مومن و موحد ہیں۔ ان پر انفس کہ وہ کیوں
ان آیات میں فکر نہیں کرتے کیا ان میں
کوئی عقل مند، سمجھدار اور فہیم اور امانت دار نہیں
ہے؟ اور تم جانتے ہو کہ آیت ”فلا توفیقین“
صریح اور واضح طور پر ولایت کرتی ہے

الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ فَلَوْلَمْ يَتُوفِ الْمَسِيحُ
إِلَى هَذَا الزَّمَانِ لِلزَّمَنِ هَذَا إِنْ
يَكُونُ الْمُتَنَصِّرُونَ عَلَى الْحَقِّ إِلَى
هَذَا الْوَقْتِ وَيَكُونُوا مُؤْمِنِينَ مُوَحِّدِينَ
يَحْسِرُ عَلَيْهِمْ لَمْ لَا يَتَفَكَّرُونَ فِي
هَذِهِ الْآيَةِ أَلَيْسَ فِيهِمْ رَجُلٌ رَشِيدٌ

جو اختلافات الٰہی توحید فی
ہذا الاحادیث فلا یخفی علی
مہرۃ الفکر تفصیلہا وقد ذکرنا
شطرًا منها فی رسالتنا الازالۃ
فلیرجع الطالب الیہا وقد جاء
فی حدیث ان المسیح
والمہدی یجیئان فی زمن
واحد وجاء فی حدیث اخر
انہ لا مہدی الا عیسی
وجاء فی حدیث ان المسیح
والمہدی یتلاقیان ویشاور
المہدی المسیح فی مہمات
الخلافة ویکون زمانہما زمانًا
واحدًا و فی حدیث اخر ان

جو اختلافات احادیث میں پائے جاتے ہیں
ان کی تفصیل ماہرین فن پر پوشیدہ نہیں
اور ہم نے کسی قدر اپنے رسالہ
ازالہ اوہام میں اس کا کچھ ذکر کیا ہے۔
طالب حق کو چاہیے کہ اس کی طرف رجوع
کرے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ مسیح
اور مہدی ایک ہی زمانہ میں آئیں گے
اور ایک اور حدیث میں ہے کہ عیسیٰ کے
سوا اور کوئی مہدی نہیں اور ایک حدیث
میں آیا ہے کہ مسیح اور مہدی دو دنوں
ملاقات کریں گے اور مہمات خلافت
کے بارے میں مہدی مسیح سے مشورہ کریگا
اور ان دونوں کا ایک ہی زمانہ ہوگا۔
اور ایک اور حدیث میں ہے کہ مہدی

نصاری کی گمراہی اور ان کا ایک بندہ کو خدا
بنا کر مسیح علیہ السلام کی وفات کے ساتھ
مشروط ہے اور اس کا وہی شخص انکار کرتا ہے
جس نے اپنی بدتمیزی کی وجہ سے حق سے
غافل کیا۔۔۔ اور تنگم کو اپنی جہالت اور

وفہیم و اہین وانت تعلم ان آية
فلما توفيتني قد دلت بدلالة صريحة
واضحة بينة على ان صلالة النصري
وانت اخذهم العبد الهام مشروطة
بوفات عيسى عليه السلام ولا ينكر

اس امت کے درمیانی زمانہ میں اور
مسیح اس کے آخر میں آئیگا اور بخاری
کی ایک حدیث میں ہے کہ مسیح حکم عدل
بن کر آئیگا اور صلیب کو توڑے گا۔ یعنی
وہ صلیب پرستوں کے غلبہ کے وقت
آئے گا اور صلیب کی شوکت کو توڑیگا
اور نصاریٰ کے خنزیریوں کو قتل کریگا۔
اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ وہ زمین پر جال کے
غلبہ کے وقت آئیگا اور اسکو اپنے ہتھیار کے ساتھ
قتل کریگا پس جان لے کہ یہ مقام دیکھنے والوں
کے لیے حیرت اور تعجب کا مقام
ہے اور اس کی تفصیل یہ ہے
کہ مسیح کا نصاریٰ کی صلیب توڑنے
اور ان کے خنزیریوں کو قتل کرنے کے
لیے آنا بلند آواز سے یہ شہادت
دیتا ہے کہ مسیح اسی وقت آئیگا

البہدی یبعث فی وسط قرون
ہذا الامّة والمسیح یزل فی
آخرها۔ وفی حدیث من البخاری
ان المسیح یجئ حکماً عدلاً
فیکسر الصلیب یعنی یجئ فی
وقت غلبۃ عبد الصلیب فیکسر
شوكة الصلیب ویقتل خنازیر
النصری وفی حدیث اخراثة
یجئ فی وقت غلبۃ الدجال علی
وجہ الارض فیقتله بحربۃ
فاعلم ان هذا المقام مقام حیدر
وتعجب للتظہیر۔ وتفصیلہ
ان مجئ المسیح لکسر صلیب
النصری وقتل خنازیرہم یشہد
بصوت عال علی ان المسیح الموعود

حماقت کی وجہ سے استعمال کیا ہو اور اس نے عمداً ہدایت یاب ہونے سے انکار کیا۔ اور جب ان کو کہا جاتا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں وفات مسیح اور نصاریٰ کے آپ کی وفات کے بعد نہ کہ زندگی میں گمراہ ہونے کو راحت سے بیان کیا ہے۔

جس، زمین پر نصاریٰ کا غلبہ اور تسلط ہوگا اور صلیبی مذہب اپنی پوری شوکت، قوت اور سلطنت اور حکومت کی مدد سے دُنیا کی تمام اطراف میں پھیل جائیگا۔ پھر جب ہم خروج دجال کی حدیثوں پر نظر ڈالتے ہیں تو ہم ان میں پاتے ہیں کہ مسیح اس وقت نازل ہوگا، جب دجال کا زمین پر غلبہ ہوگا اور جب ہم یہ بات تسلیم کریں کہ مسیح اس وقت آئیگا جب روئے زمین پر نصاریٰ کا تسلط ہوگا اور جب ہم یہ عقیدہ رکھیں کہ مسیح نصاریٰ کی صلیب اور ان کے مذہب کی شوکت کو توڑنے آئے گا، تو اس سے لازم آتا ہے کہ ہم اس

الّا من عاند الحق بسوء تمییزہ واستعمل المكابرة والتحكم بجهلة وحمقه وأبی متعمداً من ان يكون من المهتدين - واذا قبل لهم امنوا بما صرح الله في كتبه من وفات المسيح وضلالة

لا يجئ الا في وقت غلبة النصارى على وجه الارض وتسلطهم عليها وشيوع المذهب الصليبي في جميع اقطار العالم بالشوكة التامة والقوة الكاملة وحماية السلطنة والدولة - ثم اذ انظرنا الى احاديث خروج الدجال فنجد فيها كان المسيح لا ينزل الا في وقت غلبة الدجال على وجه الارض وانا اذا صدقنا حديث مجيئ المسيح عند تسلط النصارى على وجه الارض واعتقدنا بآئته يجئ لكسر صليب النصارى واستيصال شوكة مذهبهم

النَّصْرِيَّ بَعْدَ وَفَاتِهِ كَافِي زَمَنِ حَيَاتِهِ
 قَالُوا اَنْتُمْ مِمَّنْ يَخَالِفُ الْاَحَادِيثَ
 وَقَدْ كَانُوا يَعْلَمُونَ النَّاسَ اَنَّ الْخَبَرَ
 الْوَاحِدَ يَرِدُ بِمَعَارِضَةٍ كَتَبَ اللَّهُ
 فَتَسُوَامَا ذَكَرَ وَالنَّاسَ وَانْقَدُوا إِلَى
 الْجَهْلِ بَعْدَ مَا كَانُوا عُلَمَاءَ - وَمَا
 يَجِدُ فِي حَدِيثِ ذَكَرَ رَفَعَ الْمَسِيحَ حَيًّا
 بِجَسَمِهِ الْعَنْصَرِيَّ بَلْ يَجِدُ ذِكْرَ وَفَاتِ
 الْمَسِيحِ فِي الْبُخَارِيِّ وَالطَّبْرَانِيِّ وَغَيْرِهِمَا
 مِنْ كُتُبِ الْحَدِيثِ فَلْيَرْجِعْ إِلَى مَلِكِ
 الْكُتُبِ مَنْ كَانَ مِنَ الْمُرْتَابِينَ -

اس پر ایمان لاؤ تو کہتے ہیں
 کیا ہم ایسے معنی مان لیں جو
 احادیث کے مخالف ہیں اور حال یہ ہے
 کہ وہ لوگوں کو یہ تعلیم دیا کرتے تھے کہ خبر واحد
 کو قرآن سے متعارض کی صورت میں
 رد کر دیا جاتا ہے پس وہ بھول گئے جسے وہ لوگوں
 کو یاد دلایا کرتے تھے اور عالم ہونیکے باوجود وہ
 جہالت کی طرف لوٹ گئے اور ہم حدیث میں مسیح کے
 بجز عسری زندہ اٹھائے جائیکا ذکر نہیں پاتے بلکہ ہم بخاری
 اور طبرانی اور دوسری کتب حدیث میں مسیح کی دنیا کا ذکر پاتے
 ہیں پس جو کونٹک ہو وہ ان کتب کی طرف رجوع کرے

فَلْيَرْجِعْ مَنْ ذَلِكَ اَنْ تَكْذِبَ حَدِيثًا
 اخْرَاجَ يَدْلُ عَلَى اَنَّ الْمَسِيحَ
 يَبْقَى لِقَتْلِ الدَّجَالِ عِنْدَ غَلَبَتِهِ
 عَلَى وَجْهِ الْاَرْضِ كُلِّهَا غَيْرَ مَكَّةَ
 وَطَيْبَةَ فَانْ تَسَلَّطَ الدَّجَالُ عَلَى
 وَجْهِ الْاَرْضِ كُلِّهَا وَتَسَلَّطَ النَّصْرِيُّ
 عَلَى وَجْهِ الْاَرْضِ كُلِّهَا فِي زَمَانٍ
 وَاحِدٍ نَقِضَانِ مَتَخَالِفَانِ وَ
 مَعْلُومٌ اَنَّ النَّقِضَيْنِ لَا يَجْتَمِعَانِ

دوسری حدیث کو بھٹلا دیں جو اس بات
 پر دلالت کرتی ہے کہ مسیح اس وقت دجال کے
 قتل کے لیے آئیگا جب اس کا سوائے
 مکہ اور مدینہ کے سب زمین پر غلبہ ہوگا،
 کیونکہ دجال کا تمام روئے زمین پر مستط
 ہونا اور اسی زمانہ میں نصاریٰ کا بھی زمین
 پر مستط ہونا دونوں امر باہم نقیض و مخالف
 ہیں اور ظاہر ہے کہ دو نقیض ایک
 وقت میں جمع نہیں ہوتے اور نہ

وَمَا ذَكَرْنَزُولَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ
فَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَحْمِلَ هَذَا
الاسْمَ الْمَذْكُورَ فِي الْإِحَادِيثِ عَلَى
ظَاهِرِ مَعْنَاهُ لِأَنَّهُ يَخَالِفُ قَوْلَ اللَّهِ
عَزَّوَجَلَّ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ
رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ
النَّبِيِّينَ - لَا تَعْلَمَانِ الرَّبُّ الرَّحِيمُ
الْمُتَفَضِّلُ سَمَّى نَبِيًّا نَصَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

اور جو عیسیٰ کے نزول کا ذکر ہے کسی مومن کے لیے
جائز نہیں کہ وہ ان احادیث میں مذکور اس
نام کو ظاہری معنوں پر محمول کرے کیونکہ وہ خدا
کے اس قول کے مخالف ہے کہ ”ما کان
محمد اباحد من رجالکم ولكن رسول اللہ و
خاتم النبیین“ (یعنی محمد تمہارے مردوں میں سے کسی
کے باپ نہیں۔ ہاں وہ اللہ کے رسول اور نبیوں
کو ختم کر نیوالے ہیں۔ کیا تو نہیں جانتا کہ فضل

فِي وَقْتٍ وَاحِدٍ وَلَا يَرْتَفَعَانِ
فَثَبَّتْ بِالضَّرُورَةِ أَنَّ مِنْ هَذِهِ
الْمُخْبَرِينَ خَبْرٌ حَقٌّ وَخَبْرٌ بَاطِلٌ
ثُمَّ إِذَا انْظَرْنَا إِلَى الْوَاقِعَاتِ الْمَوْجُودَةِ
فَوَجَدْنَا حُكُومَةَ النَّصْرِى قَدْ
أَحَاطَتْ كَالدَّائِرَةِ عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِينَ
وَنَرَى أَنَّ السَّلَاطِينَ كُلَّهُمْ يَتَعَرَّضُونَ
مِنْ هَوْلِهِمْ وَقَدْ ظَهَرَتْ عَلَى
قُلُوبِهِمْ خَوْفٌ وَانْجِعَامٌ وَاعْتِقَادٌ
بِأَنَّهُمْ عَلَيْهِمْ غَلَبُونَ وَلَكِنَّا لَا نَرَى
مِنَ الدُّجَالِ الْمَوْهُومِ الْمُنْتَصَرِ
فِي خَيَالَاتِ الْقَوْمِ أَثَرَ أَوْ لَا عِلَامَةً

دونوں رنح ہو سکتے ہیں پس بالضرورت
ثابت ہو گیا کہ ان دونوں حدیثوں میں
سے ایک حق ہے اور ایک باطل ہے۔
پھر جب ہم موجودہ واقعات کی طرف
دیکھتے ہیں تو یہ پاتے ہیں کہ نصاریٰ کی
حکومت ایک دائرہ کی طرح تمام اہل زمین
پر محیط ہو گئی ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ تمام
بادشاہ ان کے خوف سے کانپتے ہیں اور
ان کے دلوں پر خوف اور سکتہ کا عالم
طاری ہو گیا ہے اور ان کا یہ عقیدہ ہے
کہ یہ لوگ ہم پر غالب آئیں گے لیکن
قوم کے دہشت اور خیالی و تجال کا ہم

وسلم خاتم الانبياء بغير استثناء
وفسره نبينا في قوله لا نبى بعدى
ببيان واضح للطالبين - ولوجودنا
ظهور نبى بعد نبينا صلى الله عليه

اور رحم کر نواے رب نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کا نام بغیر کسی استثناء کے خاتم انبیاء
رکھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لا نبی بعدی
طالبوں کے لئے بیان واضح سے اسکی تفسیر کی ہے کہ میرے بعد
کوئی نبی نہیں اور اگر ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی کے ظہور

ونرى ان فتن النصرى قد
تكاثرت وامتدت الارض من
مكائد هم فهذا دليل واضح
على ان المعنى الصحيح نزول
المسيح عند غلبة النصرى
على اهل الارض ولا سبيل الى
تطبيق هذه الاحاديث المتعاضة
الا ان نقول ان قتيبي النصرى
هم الدجال المعهود ووجب
علينا ان تفسر الاحاديث بنحو
ظهرت معانيها في الخارج فان
الاحاديث التي ذكرناها انفا كان
بعضها قائدا الى ان المسيح
ينزل عند شوكة النصرى وشوكة
صليبههم وتسلطهم في الارض
وكان بعضها قائدا الى انه لا

کوئی نشان اور علامت نہیں پاتے اور ہم
دیکھتے ہیں کہ نصاریٰ کے فتنے بڑھ گئے ہیں اور
زمین ان کے فریبوں سے بھر گئی ہے پس یہ
ایک واضح دلیل ہے کہ صحیح معنی یہی ہیں کہ مسیح
اس وقت نازل ہوگا جب زمین پر نصاریٰ کا
غلبہ ہوگا اور ان متعارض احادیث میں
تطبیق کا سوائے اس کے اور کوئی طریق
نہیں کہ ہم یہ کہیں کہ نصاریٰ کے علماء ہی
دجال معهود ہیں اور ہم پر واجب ہے کہ ہم
بعض احادیث کی ایسی تفسیر کر لیں جیسے کہ وہ
واقعہ میں ظاہر ہوتی ہیں کیونکہ جن احادیث کا
ابھی ہم نے ذکر کیا ہے ان میں سے بعض تو
اس طرف لے جاتی ہیں کہ مسیح نصاریٰ کی
شوکت انکی صلیب کی شوکت اور انکے زمین پر تسلط
ہو جانے کے وقت نازل ہوگا اور ان میں سے بعض اس طرف
جاتی ہیں کہ وہ اسوقت نازل ہوگا جب دجال کا خروج
ہوگا اور وہ تمام زمین پر تسلط ہو

کو جائز قرار دیں تو ہم وحی نبوت کے دروازہ کے بند ہونے کے بعد اسکا کھلنا جائز قرار دیں گے جو بالبدہا است باطل ہے۔ جیسا کہ مسلمانوں پر غنئی نہیں اور ہمارے رسول کے بعد کوئی نبی آئیے سکتا ہے جبکہ آپ کی

وَسَلَّمَ لِجَوَازِ الْفَتْاحِ بِأَبِ وَحْيِ النَّبِيِّ
بَعْدَ تَعْلِيْقِهَا وَهَذَا أَخْلَفُ كَمَا لَا
يُخْفَى عَلَى الْمُسْلِمِينَ - وَكَيْفَ يَجِئُ
نَبِيٌّ بَعْدَ رَسُولِنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

جائیگا۔ پس ہم نے پہلی احادیث کے آثار تو دیکھ لیے اور ان کو اپنے زمانہ میں وقوع پذیر پایا اور ہم نے یہ بھی دیکھا کہ کہ صلیب کی شوکت سے متعلق احادیث بھی پوری ہو گئی ہیں اور اسی طرح واقع ہوئی ہیں جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی۔ یہاں تک کہ ہم نے انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھا لیکن وہ احادیث جو ان کی مخالفت اور ان کے معنوں کی معارض میں یعنی حدیث خروج الدجال پر اس کا کوئی اثر اب تک ظاہر نہیں ہوا پس دونوں معنوں میں سے جو ظاہر ہو گیا وہی حق ہے اور جو ظاہر نہیں ہوا وہ باطل ہے کراس میں فکر کرنا لوں کی نظر نے غلطی کھائی ہے۔

اس بارے میں احادیث میں ایک بہت بھاری اختلاف یہ ہے کہ بعض احادیث

يَنْزِلُ الْآفِي وَقْتُ خُرُوجِ الدَّجَالِ
وَنَسْطُهُ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ كُلِّهَا
فَرَأَيْنَا أَثَارَ الْقَاعِدِ الْأَوَّلِ وَوَجَدْنَاهَا
وَاقِعَةً فِي زَمَانِنَا وَنَرَى أَنَّ أَخْبَارَ
شَوْكَةِ الصَّلِيبِ قَدْ تَمَّتْ وَدَقَّعَ كُلُّهَا
كَمَا أَخْبَرْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى رَأَيْنَاهَا بِأَعْيُنِنَا
وَأَمَّا الْقَاعِدُ الَّذِي كَانَ مُخَالَفًا لَهَا
وَمُعَارِضًا لِمَعَانِيهَا أَعْنَى حَدِيثِ
خُرُوجِ الدَّجَالِ فَمَا ظَهَرَ أَثَرُهُ
فَالَّذِي ظَهَرَ مِنْ الْمَعْنِيَيْنِ هُوَ الْحَقُّ
وَالَّذِي مَا ظَهَرَ مِنَ الْمَعْنِيَيْنِ
هُوَ الْبَاطِلُ الَّذِي أَخْطَأْنِيهِ نَظَرُ
الْمُتَفَكِّرِينَ -

وَمِنْ الْأَخْتِلَافَاتِ الْعَظِيمَةِ فِي
أَحَادِيثِ هَذَا الْبَابِ أَنَّ بَعْضَ

وفات کے بعد وحی منقطع ہو گئی ہے اور اللہ نے آپؐ کے ذریعہ نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا۔ کیا ہم یہ عقیدہ رکھیں کہ عیسیٰ جس پر انجیل نازل ہوئی تھی خاتم انبیاء ہے نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ہم یہ اعتقاد رکھیں

وقد انقطع الوحي بعد وفاته وختم الله به النبیین انعتقد بان عيسى الذي انزل عليه الانجيل هو خاتم الانبياء لارسلنا صلى الله عليه وسلم

اس بات پر ولایت کرتی ہیں کہ مسیح مہدی کا تاج اور مطیع بن کر آئیگا کیونکہ تمام امام قریش سے ہوں گے اور مسیح قریش سے نہیں۔ پس یہ جائز نہیں کہ اللہ اس کو اس امت کا خلیفہ بنائے۔ اور بعض یہ بتاتی ہیں کہ مسیح حکم اور عدل اور خلیفۃ اللہ بنکر آئیگا اور سب کام اس کے اختیار میں ہوگا۔ اور سوائے اس وحی کے جو اس پر چالیس سال تک نازل ہوگی وہ کسی کی پیردی نہیں کریگا۔ پس اس کی وحی سے بعض احکام قرآنیہ منسوخ ہو جائیں گے اور بعض کا اضافہ ہو گا اور اللہ اسی کے ساتھ نبوت اور وحی کو ختم کریگا اور اس کو خاتم النبیین بنائیگا۔ اور اس کے ساتھ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس کی وحی قرآن کی معارض نہیں ہوگی اور مسیح کے مسلمانوں کی طرح نماز پڑھے گا اور

الاحادیث يدل على ان المسيح لا يأتي الا تابعا ومطيعا للمهدي فان الاثمة من قریش والمسيح ليس من قریش فلا يجوز ان يستخلفه الله لهذه الامة وبعضها يدل على ان المسيح يأتي حكما عادلا وامامًا وخليفة من الله تعالى وكل الامريكون في يديه ولا يتبع احدا الا اوحى الله الذي ينزل عليه الى اربعين سنة فينسخ حويه بعض احكام الفرقان ويزيد بعضا ويختم الله به النبوة والوحى يجعله خاتم النبیین - ومع هذا يقولون ان وحيه لا يعارض وحى القرآن ويصلي المسيح كما يصلي المسلمون ويصوم كما يصومون

انعتقد ان ابن مریم یاقی وینسخ
بعض احکام القرآن ویزید بعضاً
کہ ابن مریم اگر بعض احکام قرآنہ کو منسوخ کریگا۔
اور بعض احکام اس میں بڑھائیگا۔ وہ نہ جزیرہ

وَلَكَنَّهُمْ عِنْدَ هَذَا الْقَوْلِ يَنْسُوْنَ
قَوْلَهُمُ الْاَوَّلَ الَّذِي قَدْ صَرَحَ
فِيهِ اَنَّ الْمَسِيحَ يَنْسَخُ بَعْضَ احْكَامِ
الْفِرْقَانِ فَيَضَعُ الْجِزْيَةَ وَمَا وَضَعَ
الْقُرْآنُ الْجِزْيَةَ قَطَّ حَتَّى تَعْرُوكَ مَلَكُوتُ
وَنَزَلَ آيَةُ الْيَوْمِ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ
وَكَذَلِكَ قَالُوا اِنَّ الْمَسِيحَ يَقْتُلُ
الْخَنَازِيرَ وَمَا نَرَى فِي الْقُرْآنِ حُكْمًا
لِقَتْلِ خَنَازِيرِ اَهْلِ الْاَرْضِ بَلْ
مَنْعَ مِنْ تَضْيِيعِ اَمْوَالِ الذَّمِيَّةِيْنَ
وَنَهْبِ اَمْلَاكِهِمْ بَعْدَ اَنْ اَعْطَوْا
الْجِزْيَةَ صَاغِرِيْنَ -

والعجب ان هذه العلماء امنوا
بان الله تعالى يوحى الى المسيح
الى اربعين سنة وكانوا يعتقدون
من قبل بان وحى النبوة قد انقطع
فيلحسرة عليهم انهم يعلمون
مضار عقائد هم ثمر لا يتركونها

اسی طرح روزے رکھے گا جیسے مسلمان رکھتے
ہیں، لیکن اس وقت وہ پہلی بات بھول جاتے
ہیں جس میں اس کی تصریح کی گئی ہے کہ مسیح بعض
احکام قرآنہ کو منسوخ کریگا اور جزیرہ کو موقوف
کر دیگا؛ حالانکہ قرآن نے موقوف نہیں کیا
یہاں تک کہ وہ کامل ہوگی اور یہ آیت "ایوم
اکملت لکم دینکم" بھی نازل ہوگئی (آج میں نے
تمہارا دین مکمل کر دیا) اور اس طرح وہ یہ بھی کہتے ہیں
کہ مسیح خنزیریوں کو قتل کریگا اور ہم قرآن میں لوگوں کو
قتل خنزیر کا کوئی حکم نہیں دیکھتے بلکہ قرآن نے ذمیوں
کے ہاں کو ضائع کرنے اور اعلیٰ املاک کو روکنے سے
منع فرمایا ہے جبکہ وہ ماتحت ہو کر جزیرہ داکریں۔

اور تعجب کی بات یہ ہے کہ یہ علماء اس
بات پر ایمان لاتے ہیں کہ اللہ صبح علیہ السلام
پر چالیس سال تک وحی نازل کرتا رہے
گا اور وہ پہلے مقتقد تھے کہ وحی نبوت
ختم ہو چکی ہے۔ پس ان پر انفس کہ
وہ اپنے اعتقادات کے ضرر کو خوب

فلا يقبل الجزية ولا يبضع الحرب
وقد امر الله باخذها وامر بوضع الحرب
قول کریگا اور نہ جنگ کو ختم کریگا ؛ حالانکہ اللہ
کا حکم ہے کہ جزیہ کو جزیہ لینے کے بعد جنگ

جانتے ہیں نہ پھر بھی ان کو ترک نہیں کرتے
اور میں ان کو سونے ہوئے لوگوں کی مانند
سمجھتا ہوں اور مجھے اس بات نے تعجب
میں ڈالا ہے کہ انھوں نے اپنے اعتقادات
میں عجیب اختلاف جمع کر رکھے ہیں اور
ان میں سے کوئی بھی ان تناقضات کی طرف
نہیں دیکھتا۔ وہ ایک عقیدہ پر ایمان لاتے ہیں
اور پھر اس سے رجوع کر لیتے ہیں اور ایک دوسرے
عقیدہ پر ایمان لے آتے ہیں جو پہلے عقیدہ کا
مخالف اور معارض ہوتا ہے مثلاً وہ کامل یقین
کیساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ مسیح حکم
اور عدل ہو کر آئیگا اور لوگ اس کو حکم بنائینگے اور اس
کے پاس اپنے جھگڑے لے جائینگے اور اللہ تعالیٰ
اس کو زمین میں خلیفہ بنائیگا پھر کہتے ہیں کہ
عیسیٰ مہدی کے تابع ہو کر نازل ہوگا اور حکم عدل
وہ مہدی گا نہ کہ عیسیٰ جو قریش سے نہیں ہے
اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ واقعات حقہ میں ہے
کہ مسیح زمین پر نصاریٰ کے غلبہ استیلاء اور ہر

فارہم کالنائمین۔ والعجبنی
انہم یجمعون فی عقائدہم
اختلافات عجیبة ولا یبصر احد
منہم الی ہذہ التناقضات
یؤمنون بعقیدۃ تحریرجون
ویؤمنون بعقیدۃ اخری تخالف
الاولی وتعارضہا مثلاً انہم
یؤمنون بالیقین التام ان المسیح
یاتی حکماً عادلاً والناس یحکونہ
ویرفعون الیہ مشاجراتہم
ویجعلہ اللہ خلیفۃ فی الارض
ثم یقولون ان عیسیٰ ینزل تابعاً
للمہدی والحکم العدل ہو
المہدی لا عیسیٰ الذی لیس
من قریش ویقولون ان ہذا
الامر من الواقعات الحقۃ ان
عیسیٰ ینزل عند غلبۃ النصاری
واستیلانہم علی وجہ الارض

بعد اخذ الجزیه الا تقراء اية
يعطوا الجزية عن يد وهم صاغرون
فكيف ينسخ المسيح حکمت الفرقان
وکیف يتصرف فی الكتب العزیز

نظم کر دو کی تو یہ آیت نہیں پڑھتا کہ يعطوا الجزية
عن يد وهم صاغرون پس مسیح قرآن کے حکمت
کو کیونکر منسوخ کریگا اور کس طرح وہ کتاب
عزیز میں تصرف کرے گا اور اس کے

ونسلمهم من كل حدب فيكسر
صليبهم ويقتل خنازيرهم ثم
يرجعون ويقولون ان المسيح
لا ينزل الا عند خروج الدجال و
يقولون ان الدجال ليس من الذين
اتبعوا الانجيل الناصري وامنوا
بانبياءهم وكتبهم وديانتهم بل
هو رجل لا يتبع عيسى ولا يؤمن
بنبي من الانبياء بل يخرج بادعاء
الالوهية ويملك الارض كلها غير
مكة وطيبة ويقول اتى انا الله رب
العلمين فانظر كيف يسلكون مسلك
المسكرين ولا يثبتون على قول وما
لهم على عقيدة من قرار ولا يتدبرون
كالعقلين - واتى انا الله سلب
عنهم قوة الفصيلة ونزع منهم

ایک بندی سے اُترنے کی وقت نازل ہو، پس
وہ انکی صلیب کو توڑ دیکھا اور ان کے خنزیروں کو
قتل کر دیکھا پھر اس عقیدہ سے رجوع کر لیتے
ہیں اور کہتے ہیں کہ مسیح خروج دجال کے وقت
نازل ہوگا اور کہتے ہیں کہ دجال ان لوگوں سے
نہیں ہوگا جنہوں نے نصاریٰ کی اناجیل کی
پیروی کی اور ان کے نبیاء، ان کی کتب
اور ان کے مذہب پر ایمان لائے بلکہ وہ ایسا
شخص ہے جو عیسیٰ کی پیروی نہیں کریگا اور نہ انبیاء
میں سے کسی پر ایمان لائے گا بلکہ وہ الٰہیت کے
دعویٰ کیساتھ خروج کرے گا اور مکہ اور مدینہ کے
سوا سب زمین کا مالک ہو جائیگا اور وہ کہے گا
کہ میں ہی اللہ رب العالمین ہوں پس دیکھ کس
طرح وہ نشہ میں مست لوگوں کا ملک اختیار
کرتے ہیں اور کسی عقیدہ پر قائم نہیں رہتے اور
نہ کسی عقیدہ پر ان کو قرار ہے اور نہ عقلمندوں

و یطمس بعض احکامہ بعد تکمیلہا
 فاعجبنی انہم یجعلون المسیح ناسخ
 بعض احکام الفرقان ولا ینظرون الی
 آیتہ الیوم اکملت لکم دینکم ولا یتفکرون
 بعض احکام کو ان کی تکمیل کے بعد مٹا دیگا۔ پس اس
 بات نے مجھے تعجب میں ڈالا ہے کہ وہ مسیح کو قرآن
 کے بعض احکام کا ناسخ بناتے ہیں اور اس آیت
 کی طرف نہیں دیکھتے کہ آج میں نے تمہارے دین

کی طرح تدبیر کرتے ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ اللہ نے ان
 سے قوت فیصلہ و محیح رائے کی طاقت چھین لی ہے
 اور انکو گمراہی کی تاریکی میں سرگرداں چھوڑ دیا ہے
 اور اس میں بھیدید ہے کہ اللہ نے انکو الہی اسرار کا متلاشی
 نہیں سمجھا اور اس نے ان کے سروں کو ادراک اور سلطنت
 سے خالی دیکھا پس اس نے ان سے انسانی لباس اتار دیا
 اور انھیں چوپایوں و زندوں اور سانپوں کی صورت میں
 ٹوٹا دیا اور انھیں سفلی مخلوقات سے ملادیا۔

اور وہ جو لوگ جنھیں معارف کی ترقی و تہذیب
 عطا کی گئی ہے اور پستے علوم سے انھیں وافر حققتہ
 دیا گیا ہے وہ صحیح راستہ سے بھٹکے نہیں اور نہ وہ
 گھٹا کو بھجولے ہیں اور وہ اللہ کی آیات کو
 سمجھتے ہیں اور روحانی بندوں کا علم ان کے
 ہاتھ سے ضائع نہیں ہوا اور یہ اللہ کا فضل
 ہے وہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا
 ہے وہ گمراہ ٹھہراتا ہے اور جس کو چاہے ایسے سمندر

طاقة الاراء الصحیحة ترکہم فی
 ظلمت الغی ہاتمین والسر فی
 ذلک اثمہ ما راہم حریاً بالاسرار
 الالہیہ ورائی رؤسہم خالیۃ من
 القوى المدركة الفاضلة فذرع
 منهم حلل الانسانیة ورددہم الی
 صور البہائم والسباع والافاعی
 والحقہم بالشغلین۔

والذین اوتوا اکل المعارف غصاً
 طویلاً ووزقوا من العلوم الصادقة
 حظاً وافرأ فما جہلوا الطریق و
 نسوا المشرب واصابوا فی فہم
 آیت اللہ و ما ضاع من ایل یہم
 علم الروحانیین۔ وذلک فضل
 اللہ یؤتیہ من یشاء یضلل من یشاء
 ویہدی من یشاء الی بحر لا ساحل

کو کامل کر دیا ہے اور وہ غور نہیں کرتے کیونکہ اگر دین اسلام کی تکمیل کے لیے کوئی حالت منتظرہ ہوتی جس کے تصور کی اُمید کئی ہزار سال کے گزرنے کے بعد ہو سکتی تو دین کے کامل کرنے اور قرآن نازل کر کے

اِنَّهٗ لَوَکَانَتْ لِتُکْمِلَ دِیْنَ الْاِسْلَامِ
حَالَةً مُّنتَظَرَةً یَّرْجٰی ظُہُورَہَا بَعْدَ
اِنْقِضَاءِ الْوَفِّ مِنَ السَّنَوَاتِ لِفَسْدِ
مَعْنٰی اَکْمَالِ الدِّیْنِ وَالْفِرَاقِ مِنْ

کی طرف لے جاتا ہے جس کا کوئی سامل نہیں اور اللہ جانتا ہے کہ اپنا فضل کس پر کرے اور اس سے کوئی دل اور طبیعت مخفی نہیں اور اس نے لوگوں کو پیدا کیا اور وہ عالمین کی حقیقت کو جانتا ہے۔

اور پھر ہم احادیث کے ذکر کی طرف عود کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جن لوگوں نے پیشگوئیوں کو قرآن کے معارض ہونے کے باوجود ظاہری معنوں پر محمول کیا ہے۔ انہوں نے بھاری خطا کی ہے اور اس کا سبب انکا احادیث میں متفرق ہونا اور کلام اللہ کو محمول جانا تھا۔ پس ان کی نظریات میں وہ بگائیں اور ان کے انکار ان کو ان پر تنقید کرنے اور ان کے امتیاز کرنے میں صرف ہو گئے اور انہوں نے اپنی عیروں کو خرچ کر دیا اور اپنی جانوں کو اس کی گلیوں میں گم کر دیا اور وہ اللہ تعالیٰ کے صحیفوں اور احادیث سے سائل مستبطل کرنے کی طرف متوجہ نہیں ہوئے پس قرآن ان

لَهُ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ فَضْلَهُ
وَلَا یَخْفٰی عَلَیْہِ قَلْبٌ وَلَا شَکَلَةٌ
قَدْ خَلَقَ النَّاسَ وَہُوَ یَعْلَمُ حَقِیْقَۃَ
الْعٰلَمِیْنَ - وَلَنَرْجِعُ اِلَیْ ذِکْرِ الْاَحَادِیْثِ
فَنَقُولُ اِنَّ الَّذِیْنَ حَمَلُوْا اَنْبَآءَہَا
الْمُسْتَقْبَلَةَ عَلٰی مَعَانِیْہَا الظَّاهِرَةِ
مَعَ تَعَارُضِہَا بِالْقُرْآنِ فَقَدْ اَخْطَاوْا
خَطَاً کَبِیْرًا وَّکَانَ سَبَبِہٖ اِسْتَفْرَاقُہُمْ
فِی الْاَثَارِ وَالذَّہْوِلِ عَنْ کَلَامِ اللّٰہِ
تَعَالٰی فَصَارَتْ اَنْظَارُہُمْ مَغْمُورَةً
فِی الْاَنْخَبَارِ وَافْکَارُہُمْ مَبْذُولَةً فِی
تَنْقِیْدِہَا وَتَمِیِیْزِہَا وَانْفِدَا
اَعْمَارُہُمْ فِیْہَا وَاضْلُوْا اَنْفُسَہُمْ
فِی سَکْکِہَا وَمَا التَّفْتُوْا اِلَیْ صَحِیفِ
اللّٰہِ وَاسْتَنْبَاطِ مَسَائِلِہَا فَبَقِیَ
الْفِرَاقَانِ کَاِسْتَنْتَرَمِنْ اَعِیْنِہُمْ

کمالہ بانزال القرآن ولکان قول اللہ عزوجل الیوم اکملت لکم دینکم من نوع الکذب وخلاف الواقعة بل کان الواجب فی هذه الصورة ان

تکمل سے فارغ ہونے کے معنی ناسد ہو جاتے اور خدا کا یہ کہنا کہ آج میں نے تمہارے دین کو کامل کر دیا ہے ایک قسم کا جھوٹ اور غلاب واقعہ بات ہوتی بلکہ اس صورت میں واجب تھا کہ اللہ تعالیٰ

وبقیات اسرار کالدُّرِّ سر المکنونة
او الخزائن المدفونة ما عرفوها
وما رعوها حق رعايتها واكتبوا
على کتبٍ اخرى کالمعرضین -
ولواتهم توجَّهوا الی القرآن لیکشف
الله علیهم سرَّ کلِّ حقیقةٍ ونجَّاهم
من براری الشبهات ولكنهم فاشاوا
ان ینوروا واختاروا العمی وعادوا
قوماً متورین - فمن اعظم خطیئتهم
انهم لم یرفهموا حقیقة المسیح
الموعود الذی اُخبروا عنه وقالوا
ان عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام
ینزل من السماء وقد کانوا یقرؤن
فی القرآن انه توفی ولحق
باخوانه الذین خلوا من قبله
ففسوا ما کانوا یعلمون ۛ اتبعوا

کی آنکھوں سے پوشیدہ رہا اور اس کے اسرار
چھپے ہوئے موتیوں اور مدفون خزانوں کی طرح ہے
نہ انھوں نے انھیں جاننا اور نہ ان کی پوری عانت
کی اور اعراض کر نیوالوں کی طرح وہ دوسری کتابوں
پر جھک گئے اور اگر وہ قرآن کی طرف متوجہ
ہوتے تو ان پر اللہ ہر ایک حقیقت کا راز
منکشف کر دیتا اور ان کو مشتبہ بیابانوں سے نجات
دیدیتا، لیکن انھوں نے نورانی بننا نہ چاہا اور
انھوں نے اندھے پن کو اختیار کر لیا اور
وہ نورانی بندوں کے دشمن ہو گئے۔ پس ان کی
بڑی خطاؤں سے یہ ہے کہ انھوں نے مسیح موعود
کی حقیقت کو نہیں سمجھا کہ جس کی ان کو خبر دی گئی
تھی اور وہ کہنے لگے کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام
آسمان سے نازل ہوگا اور وہ قرآن میں پڑھتے
میں کہ وہ فوت ہو کر اپنے ان بھائیوں سے
جاملے جو اس سے پہلے گزر چکے

يقول الربّ تبارك وتعالى اِنِّي ما انزلت
هذ القرآن كاملاً على محمد صلى
الله عليه وسلم بل سأنزل بعض
آيته على عيسى ابن مريم في آخر الزمان

یوں کہتا۔ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن
کو کامل نہیں اتارا بلکہ اس کی کچھ آیات
آخر زمانہ میں عیسیٰ بن مریم پر اتاروں
گا۔ پس اس دن قرآن مکمل

ما قبل بعد المأتین ونبذوا
آيت الله وراء ظهورهم كأنهم
ما وجدوا في القرآن اثراً من
اخبار وفات المسيح وكانهم
كانوا من الغفلين۔ واذ اقبل لهم
ان الله قد اخبر عن وفات
المسيح في آيته المحكمت و
قال يعيسى اِنِّي متوفيك وقال
حكايتاً منه فلما توفيتني كنت
انت الرقيب عليهم وقال
وما محمد الا رسول قد خلت
من قبله الرسل قالوا نؤ من
بقصص القرآن والاحاديث
قاضية عليه وعلى قصصه
فانظر كيف يتركون القرآن مع
كونهم من المسلمين ۔

میں۔ پس وہ جو کچھ جانتے تھے، وہ بھول
گئے اور ان باتوں کے پیروکار بن گئے جو دوسرے
سال کے بعد کسی گئی تھیں اور انھوں نے اللہ کی
آیات کو اس طرح پس پشت ڈال دیا گویا انھوں
نے قرآن میں وفات مسیح کی خبروں کو کافر نشان
نہیں پایا اور گویا کہ وہ بے خبر تھے اور جب انکو
کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسیح کی وفات کی
خبر اپنی آیات محکمات میں دی ہے اور اُسے کہا
ہے کہ اے عیسیٰ میں تجھے وفات دینے والا ہوں
اور اس نے حضرت عیسیٰ سے حکایت کرتے
ہوئے کہا کہ جب تو نے مجھے وفات دیدی تو
تو ہی انکا نگہبان تھا اور اس نے فرمایا تا محمد لا رسول
خلت من قبله رسول محمد فایک سول ہیں ان سے پہلے
سب سول گذر گئے تو کہتے ہیں کہ ہم قرآن کے قصوں
پر ایمان لاتے ہیں لیکن احادیث قرآن اور اسکے قصوں
پر قاضی ہیں پس دیکھ کہ مسلمان ہونیکے باوجود قرآن
کو کس طرح ترک کرتے ہیں۔

ہو گا اور وہ اس دقت تک کمال
نہیں ہوا۔

اور تم جانتے ہو کہ یہ بات بالبداهت
فاسد ہے اور یہ وہی شخص گمان کر سکتا ہے
جو حد سے تجاوز کر نیوالا ہو۔ ہاں بعض احادیث

فیومئذ یکمل القرآن وما کمل
الی هذا الحین۔

وانت تعلم ان هذا القول
فاسدٌ بالبداهة ولا یظن کمثل
هذا الا الذی هو من اکابر

اور ان پر تعجب ہے کہ وہ خیال کرتے ہیں کہ
احادیث مسیح علیہ السلام کے آسمان سے
نازل ہونے پر شہادت دیتی ہیں، حالانکہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی بار دعا
میں فرمادی ہے جیسا کہ طبرانی اور
مسند درگ میں حضرت عائشہ سے روایت
ہے کہ آپ نے مرض الموت میں غاطمہؓ
کو فرمایا۔ جبریل ہر سال ایک دفعہ
میرے ساتھ قرآن کا دور کیا کرتے تھے
مگر اس سال انھوں نے دو دفعہ کیا ہے
اور انھوں نے مجھے خبر دی ہے کہ
ہر ایک نبی اپنے پہنے نبی کی نصرت
عمر پاتا ہے اور انھوں نے مجھے بتایا
کہ عیسیٰ بن مریم ایک سو بیس سال زندہ
رہے ہیں۔ پس میں خیال کرتا ہوں

والجہب منهم انهم یظنون
ان الاحادیث تشهد علی نزول
المسیح من السماء مع ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اخبار غیر مرۃ عن وفات المسیح
فقال فی حدیث کما جاء فی
الطبرانی والمستدرک عن
عائشة قالت قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فی مرضہ الذی
توفی فیہ لغاطمة ان جبرائیل
کان یعارضنی القرآن کل عام
مرۃ وانه عارضنی بالقرآن العام
مرّتين واخبرنی انه لم یکن نبی
الا عاش نصف الذی قبلہ واخبرنی
ان عیسیٰ ابن مریم عاش عشرين

میں عیسیٰ بن مریم کے نزول کا لفظ پایا جاتا ہے، لیکن تم کسی حدیث میں ہرگز اس کے آسمان سے نزول کا ذکر نہ پاؤ گے بلکہ قرآن میں تو اس کی وفات کا ذکر موجود ہے اور

المعتدین نعم یوجد فی بعض
الاحادیث لفظ نزول عیسیٰ ابن
مریم ولكن لن تجد فی حدیث ذکر
نزوله من السماء بل ذکر وفاته

کریں ساتھ سال کے سر پر اس جہان سے
کوچ کر جاؤں گا اور اے بھائیو! جان لو
کہ یہ حدیث مسیح ہے اور اس کے لڑوی
معتبر ہیں اور پھر اس کی کئی اسناد ہیں اور
یہ مسیح کی موت پر صریح طور پر دلالت
کرتی ہے اور یہ نہیں کہا جاسکتا کہ رفع
بھی تو موت ہی ہے کیونکہ موت رُوح کے
جسم غفیری سے پرواز کر جانے کا نام ہے۔
پس اگر مسیح اپنے جسم غفیری کے ساتھ اُٹھایا
گیا ہے اور وہ اب تک زندہ ہے اور اگر
بافرض مسیح کو زندہ مانا جائے تو لازم آتا
ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس زمانہ کے
نصف تک زندہ ہوں۔ اور یہ باطل
ہے۔ پس تو حساب دانوں سے پوچھ۔ اور
اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ایک دوسری حدیث میں مسیح علیہ السلام

ومائة سنة فلا رانی الا ذاهباً
على رأس الستين - واعملوا
ايها الاخوان ان هذا الحديث
صحيح ورجاله ثقات وله طرق
وهو يدل على لالة صريحة على
موت المسيح ولا يقال ان الرفع
هو الموت فان الموت عبارة
عن خروج الروح عن الجسم
العنصرى فان كان المسيح رفع
بجسمه العنصرى فهو حي الى
الآن فلو فرض حيات المسيح
الى هذه الايام للزم ان يكون
نصفنا حياً الى نصف هذه المدة
وهذا باطل فاسئل العاديين
وكذلك اخبر رسول الله صلى
الله عليه وسلم عن موت عيسى

موجودٌ فی القرآن وما جازان
یکون هذا التوفی بعد النزول
لان الفتن التي أُشير فی آية فلما
توفيتنی انما هاجت وظهرت علی

جائز نہیں کہ یہ وفات نزول کے بعد ہو کیونکہ
جن فتنوں کی طرف آیت فلما توفيتنی میں اشارہ
کیا گیا ہے ان کا غلبہ اور ظہور زمین پر لمبے
زمانہ سے ہو چکا ہے اور تیسرے رب کا قول

عليه السلام فی حدیثٍ اخر
وقال اذا سئلتی ربی عن فساد
أمتی فاقول فی جوابہ فلما
توفيتنی كنت انت الرقیب

عليہم كما قال العبد الصالح من
قبلی یعنی عیسیٰ علیہ السلام
فانظر کیف اشار الی وفات المسیح
بحیث استعمل لنفسہ جملة
فلما توفيتنی كما استعمله المسیح
لنفسہ وانت تعلم ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قد توفی
وقبره المبارک موجودٌ فی المدینة
فانکشف معنی التوفی بمجمل
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
واقعة المسیح واقعة نفسه
واقعة واحدة وظہران معنی

کی موت کی خبر دی ہے اور آپ نے فرمایا
ہے کہ جب میرا رب اُمت کے فساد کے
متعلق مجھ سے سوال کریگا، تو میں اس کے
جواب میں کہوں گا کہ جب تو نے مجھے وفات
دیدی تو پھر تو ہی ان پر نگہبان تھا جیسا کہ مجھ
سے پہلے ایک نیک بندے نے کہا تھا پس
دیکھ کہ کس طرح آپ نے وفات مسیح کی طرف اشارہ
کیا ہے کہ اپنی ذات کے لیے فلما توفيتنی کا جملہ
ایسا ہی استعمال فرمایا ہے جیسا کہ مسیح نے اپنے
لیے استعمال کیا تھا اور تو جانتا ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے ہیں اور آپ کی
قبر مبارک مدینہ طیبہ میں موجود ہے۔ پس
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے واقعہ اور
مسیح علیہ السلام کے واقعہ کو ایک قرار دینے
سے لفظ توفی کے معنی واضح ہو گئے اور ظاہر
ہو گیا کہ آیت فلما توفيتنی میں توفی کے

وجه الارض من مُدَّةٍ طَوِيلَةٍ وَتَمَّتْ
كَلِمَةُ رَبِّكَ كَمَا قَالِ وَتَرَى النَّصْرَى
يَنْحَتُونَ لَهُمُ الْهَآوِ ابْنِ الْهٰ وَكَذٰلِكَ
تَدُلُّ اٰیَةُ يُعِیْسٰی اَنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ عَلٰی

پورا ہو گیا ہے جیسا کہ اس نے کہا۔ اور
تو دیکھ رہا ہے کہ نصاریٰ نے اپنے لیے ایک
معبود اور معبود کا بیٹا بنایا ہے اور اسی طرح
آیت یا عیسیٰ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ مَسِّحِ کی وفات پر

التَّوْفِیِّ فِیْ اٰیَةِ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ
الْاِمَاتَةَ لَا غَیْرَهَا مِنَ الْمَعَانِیِ الْمُنْحَوَّةِ
الَّتِیْ لَا اَصْلَ لَهَا فِیْ لُغَةِ الْعَرَبِ
فَاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ
سَلَامٌ قَدْ مَاتَ وَلَوْ كَانَ مَعْنَاهُ الرَّفْعُ
اِلٰی السَّمَآءِ حَتَّیَّامَعَ الْجِسْمُ الْعَنْصَرِیَّ
کَمَا هُوَ زَعَمَ الْقَوْمُ لَرَفَعُ اِذَا بَنَیْنَا
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمْ اِلٰی السَّمَآءِ
حَتَّیَّامَعَ الْجِسْمُ الْعَنْصَرِیَّ فَاِنَّهُ
جَعَلَ نَفْسَهُ شَرِیْکَ عِیْسٰی عَلَیْهِ
السَّلَامُ فِیْ لَفْظِ التَّوْفِیِّ الَّذِیْ یُوجَدُ
فِیْ اٰیَةِ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کَمَا جَاءَ فِی
حَدِیْثِ الْبَخَارِیِّ وَلَوْ جَعَلْنَاهُمْ
عِنْدَ اَنْفُسِنَا لِلْمَسِیْحِ مَعْنٰی خَاصًّا
فِیْ هٰذِهِ الْاٰیَةِ وَقُلْنَا اِنَّ التَّوْفِیَّ
فِیْ حَقِّ رَسُوْلِنَا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمْ

معنی موت دینے کے ہیں نہ وہ معنی جو من
گھڑت طور پر بنایے گئے ہیں اور جن کی
لُغَتِ عَرَبِ میں کوئی اصل نہیں۔ پس رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے ہیں اور اگر
اس کے معنی بحسدِ عنصری زندہ آسمان
کی طرف اُٹھائے جانے کے ہوتے جیسا کہ
بعض لوگوں کا خیال ہے تو نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم بھی زندہ مع جسدِ عنصری آسمان کی
طرف اُٹھائے جاتے کیونکہ آپ نے اپنی
ذات کو عیسیٰ کے ساتھ لفظ توفیٰ میں شریک
کیا ہے جو آیت فلما توفیتنی میں پایا جاتا
ہے جیسا کہ بخاری کی ایک حدیث میں
آیا ہے۔ اگر ہم اپنی طرف اس آیت میں مسیح کے
لیے ایک خاص معنی لیں اور کہیں کہ
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق
میں توفیٰ کے معنی وفات کے ہیں، لیکن

ان عیسیٰ قد توفیٰ وکان اللہ خلیفۃ
لہ الی یوم القیمۃ فکیف یمکن نزولہ
بعد الموت وقد قال اللہ تعالیٰ
ویمسک الی قضیٰ علیہا الموت

عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں اسی نطق سے
بجحدِ عسری آسمان پر اٹھایا
جاتا مراد ہے اور اس معنی میں
عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی شریک نہیں تو یہ ظلم
بجھوٹ، بُری خیانت اور ترجیحِ بلا مرجح ہے
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا
استخفاف اور ایک ایسا دعویٰ ہے جس پر کوئی
داخلہ دلیل نہیں نہ کوئی چمکتی ہوئی حجت اور
نہ کوئی واضح شہادت ہے۔

اور لوگ کہتے ہیں کہ مسیح کے زمانہ میں مابوج
مابوج نکلیں گے اور وہ ہر بلندی سے اتریں
گے اور تمام زمین کے مالک ہو جائیں گے
جیسا کہ قرآنِ عظیم میں آیا ہے پس انکے لئے
بچاؤ کی کوئی راہ نہیں اور وہ کہتے ہیں کہ مسیح ان
سب لڑکیاں نہیں بلکہ ان پر بددعا کر لیا پس وہ
سب اسکی بددعا کے نتیجہ میں ایک کیرٹے

ہو الوفات ولكن في حق عيسى
عليه السلام أريد منه الرفع
مع الجسم العنصراني لا شريك
له في هذا المعنى فهذا الظلم و
زور وخيانة شنيعة وترجيح
بلا مرجح واستخفاف في شان
رسول الله صلى الله عليه وسلم
وإدعاء بلا دليل واضح وحجة
ساحقة وبرهان قبيح۔

ويقولون ان ياجوج وماجوج
يخرجون في زمن المسيح وينسلون
من كل حدب ويملكون الارض
كلها كما ورد في القرآن العنيم في هذا
حق لا نجاد لهم فيه ويقولون
ان المسيح لا يحاربهم بل يدعو
عليهم فيموتون كلهم بدعائه

اور فرمایا ہے حرام علیٰ قریۃ اہلکناھا انہم لایرجعون
اور کسی حدیث میں نہیں آیا کہ عیسیٰ اپنی
وفات کے بعد آئیں گے اور ان کا
جسم قبر سے نکلے گا۔ اور جو جسم قبر میں

وقال حرامٌ علی قریۃ اہلکناھا
انہم لایرجعون ولا یوجد فی
حدیث ان عیسیٰ یحییٰ بعد
وفاته ویخرج جسمہ من القبر

کی وجہ سے جو ان کی گردن میں پیدا ہوگا
مر جائیں گے اور یہ بات بھی حق ہے
اور ہمیں اسے تسلیم کرنے کے سوا کوئی
چارہ نہیں لیکن انہوں نے اپنے اس قول
میں غلطی کھائی ہے کہ یا جوج ماجوج سب کے
سب عیسیٰ کے زمانہ میں مر جائیں گے کیونکہ
یا جوج ماجوج سے مراد وہ نصاریٰ ہیں جو
روس اور برطانیہ اقوام سے ہیں اور
خدا تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ نصاریٰ اور
یہود قیامت تک موجود رہیں گے اور اس نے
کہا کہ ہم نے قیامت تک ان میں عداوت اور بغض

بد و یتولد فی رقابہم و ہذا
ایضاً حق و لیس عندنا الا التسلیم
والکفر اخطاؤ انما قالوا ان
یا جوج و ماجوج یموتون فی زمن
عیسیٰ کلہم فان یا جوج و ماجوج
ہم النصاری من الروس و الاقوام
البطانیۃ و قد اخبر اللہ تعالیٰ
عن وجود النصاری و الیہود الی
یوم القیمۃ و قال فاغرینا بینہم
العداۃ و البغضاء الی یوم القیمۃ
فکیف یموتون کلہم قبل یوم القیمۃ

یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ تفسیر اجماع کے
غلات ہے اور قوم نے اس پر اتفاق
کر لیا ہے کہ یا جوج ماجوج پیدا ہونے
میں انسان کے مشابہ ہیں۔ بلکہ ان کے بے

لا یقال ان ہذا التفسیر خلاف
الجماع وان القوم قد اتفقوا علی
انہم قومٌ یشابہون خلق الانسان
ولہم اذانٌ طویلۃٌ لا تہم و تد

دفن کر دیا گیا ہو وہ آسمان سے کیونکر نازل ہو سکتا ہے پس یہ قرآن دلائل کرتے ہیں کہ نزول کے اور معنی ہیں۔ پھر کیونکر ممکن ہے کہ پہلے خدا مسیح کی وفات کی

والجسم الذی دفن فی القبر کیف ینزل من السماء فهذا القرآن دالة على ان للنزول معنى اخر والا فكيف يمكن ان يخبر الله اولاً بوفاة المسيح

ڈال دیا ہے۔ پس وہ قیامت سے پہلے سب کے سب کس طرح مر سکتے ہیں۔ پس اگر ہم موت سے مراد جسمانی موت لیں تو حدیث قرآن کی مخالفت معارض ہوگی کیونکہ قرآن میں ان کے اور انجی نسل کے قیامت تک باقی رہنے کی خبر دیتا ہے بلکہ وہ اس

فلو اردنا من الامامة الامامة الجسمانية لخالف الحديث القرآن وعارضه فان القرآن يخبرنا عن بقاءهم وبقاء نسلهم الى يوم القيمة بل يثير الى ان السموات

بے کان ہوں گے کیونکہ قوم نے اس بات پر اتفاق کر لیا ہے کہ یا جوج اور باجج جو تھی اقلیم میں مقیم ہیں اور ہر ایک قوم سے نسل اور تعداد میں زیادہ ہیں اور یہ بالبداهت باطل ہے کیونکہ ہم جو تھی اقلیم میں انکا اور ان کے شہروں اور شکروں کا کوئی نشان نہیں دیکھتے؛ حالانکہ زمین کی کل آبادیاں ظاہر ہو چکی ہیں پس اس باب میں جتنی روایات ہیں وہ سب غلط ہیں پس اس پر ان جیسی دیگر روایات کا قیاس کر لے اور محقق بن - منہ

اتفقوا على ان يا جوج وما جوج قومٌ محصورون في الاقليم الرابع وهم ازيد نسلًا وعددًا من كل قوم وهذا باطل بالبداهة لا تألوا نرى في الاقليم الرابع اثرهم ولا من بلادهم ومدنهم وعساكرهم مع ان عمارات الارض قد ظهرت كلها فالروایات في هذا الباب باطلة كلها ففس عليها روایات مثلها وكن من المحققين - منه

وَيُخْبِرَانَهُ خَلِيفَتَهُ بَعْدَ وَفَاتِهِ
وَبِأَنَّهُ مُتَمِّمٌ أَعْرَاضَهُ بَعْدَ وَجَاعِلِ
اتِّبَاعِهِ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا
إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ بِأَرْسَالِ رَسُولِهِ

يَتَفَطَّرُونَ عَلَيْهِمْ وَتَقُومُ الْقِيَمَةُ
عَلَى أَشْرَارِهِمُ الْبَاقِينَ وَمَنْ
هَٰذَا ظَهْرَانُ الْجَمَلَةِ يَضَعُ الْجَزِيَّةَ
الَّتِي جَاءَ فِي بَعْضِ نَسَخِ الْبُخَارِيِّ
لَيْسَتْ بِصَحِيحَةٍ وَالصَّحِيحُ
أَنَّ الْمَسِيحَ يَضَعُ الْحَرْبَ وَلَا
يُجَارِبُ النَّصْرَى كَمَا جَاءَ فِي نَسَخِ
آخَرِي وَجِهَ عَدَمَ صَحَّتِهَا ظَاهِرٌ
وَهُوَ أَنَّ الْوَفْرَ ضَنَا ابْنِ الْمَسِيحِ
يُجَارِبُ النَّصْرَى عَلَى شَرْطِ قَبُولِ
الْإِسْلَامِ وَلَا يَقْبَلُ الْجَزِيَّةَ أَصْلًا
بَلْ يَدْعُو إِلَى الْإِسْلَامِ وَأَنْ
تَقْبَلُوا وَالْآفِيَّةُ قَتْلُهُمْ فَلَمْ يَكُنْ عَلَى تَقْدِيرِ
صَحَّةِ هَذِهِ الْمَعْنَى اسْتِیصال
النَّصْرَى بِالْكَلْبِيَّةِ مِنْ وَجْهِ الْأَرْضِ
أَمَّا مِنْ سَبَبِ إِسْلَامِهِمْ وَأَمَّا

نَجْرُوے اور بتائے کہ اس کی وفات کے بعد اللہ
اس کا خلیفہ ہے۔ اور وہ اس کے بعد اس کی
اعراض کو پورا کر نیوالا اور اس کے پیروکاروں کو
مخالفوں پر قیامت تک غالب رکھنے والا ہے

طرف اشارہ کرتا ہے کہ آسمان ان پر بھٹ
جائیں گے اور جو اشرار باقی رہ جائیں گے
ان پر قیامت آئیگی اور یہاں سے ظاہر ہوا کہ
جملہ یضع الجزیۃ جو بخاری کے بعض نسخوں میں
آیا ہے، وہ صحیح نہیں ہے اور صحیح یہ
ہے کہ مسیح جنگ کو ختم کر دے گا
جیسا کہ دوسرے نسخوں میں آیا ہے اور
عدم صحت کی وجہ ظاہر ہے اور وہ یہ کہ
اگر ہم یہ فرض کریں کہ مسیح نصاریٰ سے
اسلام قبول کرنے کی شرط پر لڑے گا
اور جزیہ بالکل قبول نہیں کرے گا۔
بلکہ وہ اسلام کی طرف بلائے گا اور
اگر وہ قبول کریں تو بہتر؛ ورنہ وہ بغض
قتل کر دیگا۔ پس اگر اس معنی کو صحیح تسلیم کر
لیا جائے تو روئے زمین سے نصاریٰ کا بالکل
استیصال ہو جائے گا کچھ تو اسلام کے

ام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ساتھ
اور ایسے محدثوں اور مہموں کو بھیج کر جو مسیح
کی تصدیق کریں گے پھر وہ رجوع کرے اور
اپنے پہلے قول کے متناقض بات کہہ دے کہ

الکریم صلی اللہ علیہ وسلم وبارک
عباد محمدّین ملہمین الذین
یصدّون المسیح ثمّ یرجع فیناقض
قوله الاول ویقول انه لعیت بل

قبول کرنے کے سبب اور کچھ قتل ہو جانے
کی وجہ سے۔ اور یہ معنی قرآن کریم کے معارض
ہیں کیونکہ اس نے بتایا ہے کہ وہ قیامت تک
موجود رہیں گے۔ پس اس تحقیق سے ثابت ہوا
کہ عبد یضیح الجزیۃ جو بخاری کے بعض نسخوں
میں ہے صحیح نہیں ہے بلکہ یہ کاتبوں کی
کتابت کی وجہ سے بدل گیا
ہے۔

اور اس تحقیق سے ان احادیث کا
بطلان ثابت ہو گیا ہے جن میں ایسی جگہوں
اور لڑائیوں کا ذکر ہے اور چونکہ قرآن اللہ
کی حفاظت اور عصمت کی وجہ سے محفوظ
ہے اس لیے جو حدیث اس کے
قصوں کی مخالفت ہوگی وہ کبھی قبول نہیں
کی جائے گی خواہ بخاری اور اس جیسی
محدثین کی دوسری کتب میں ہزاروں ایسی

من سبب قتلهم وهذا المعنى
يعارض القرآن الكريم فانه اخبر
عن بقاء وجودهم الى يوم القيمة
فثبت من هذا التحقيق ان جملة
يضع الجزية التي توجد في
بعض نسخ البخاري ليست
بصحیحة وقد هتدت وحرف
نسخ الناسخين۔

ومع ذلك ظهر من هذا التحقيق
بطلان احاديث يوجد فيها ذكر
كمثله من المحاربات والغزوات
فان القرآن محفوظ بحفاظة الله
وعصمته فالحديث الذي
يعارض قصصه لا يقبل ابداً
ولو كان الف كمثل تلك الاحاد
في البخاري او غيره من كتب

هُوَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ فَكَانَ نَسِي
قَوْلُهُ السَّابِقِ وَنَسِيَ آيَاتَهُ وَلَكِنَّكَ
لَنْ تَجِدَ اخْتِلَافًا فِي كَلَامِهِ فَلَا تَنْسِبْ
إِلَيْهِ أَقْوَالَ قَدْ وَقَعَتْ فِي غَايَةِ الضَّدِّ

المحدثين - واما قولنا ان ياجوج
وما جوج من النصري لا قوم
اخر من فتايت بالتصوص القرآنية
لان القرآن الكريم قد ذكر
غلبتهم على وجه الارض و
قال من كل حدب ينبسون
يعني يملكون كل رفعة في
الارض ويجعلون اعزة اهلها
اذلة ويبتلعون كل حكومة
ورياسة وسلطنة ودولة
ابتلاع الحوت العظيم الصغار
وانا نوبى باعيننا انهم كن لك
يفعلون واضمحلت رياسات
المسلمين وتطرق الضعف في
دولتهم وقوتهم وشوكتهم
ويرون سلاطين النصري

اس نے دنات نہیں پائی بلکہ وہ آسمان سے نازل
ہوگا، گویا کہ وہ اپنے پہلے قول اور آیات کو بھول گیا
ہے، لیکن تو اس کے کلام میں اختلاف نہیں پائیگا
پس اس کی طرف ایسے اقوال منسوب نہ کرو۔

احادیث ہوں اور ہمارا یہ قول کہ یاجوج اور
ما جوج نصاریٰ سے ہیں کوئی اور قوم نہیں۔
یہ نصوص قرآنیہ سے ثابت ہے کیونکہ قرآن
کریم نے زمین پر ان کے غلبہ کا ذکر کیا ہے اور
فرمایا ہے کہ وہ ہر بندی سے اتریں گے یعنی
وہ زمین میں ہر رفعت کو حاصل کریں گے اور
اس کے معزز لوگوں کو ذلیل کریں گے اور
ہر حکومت کی ریاست، سلطنت اور دولت کو
اس طرح بکھل جائیں گے جیسے بڑی پھلی
پھوٹی پھیلیں گے بکھل جاتی ہے اور ہم اپنی
آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ وہ ایسا
کر رہے ہیں اور مسلمانوں کی ریاستیں
کمزور ہو گئی ہیں اور ان کی حکومت،
ان کی قوت اور شوکت میں ضعف آگیا
ہے اور وہ نصاریٰ کے بادشاہوں کو اپنے
گرد و زندوں کی مانند دیکھتے ہیں اور

جو درجہ متناقض اور متضاد ہیں اور ہم پر واجب ہے کہ ہم ایسے اقوال کو جو اگرچہ بالفرض کسی حدیث میں موجود ہوں ظاہر سے پھیر کر ان کی ایسی تاویل کریں جو قرآن کے مخالفت نہ ہو۔ پس دیکھو

والتَّناقضُ ووجوب عینا ان
نصرّف مثل هذه الکلمات
عن الظاهر ولو كانت موجودة
فی حدیث بالفرض والتقدیر

وہ ڈرتے ڈرتے راستہ بسر کرتے ہیں۔

اور قرآن کی قطعہ قویہ نصوص سے ثابت

ہو گیا ہے کہ زمین پر سلطنت اور غلبہ

کا پیالہ مسلمانوں اور نصاریٰ کے

درمیان چکر کھینکا اور قیامت تک ان

سے تجاذب نہیں کریگا جیسے کہ اللہ تعالیٰ

نے فرمایا: میں تیرے پیروکاروں کو تیرے

منکروں پر قیامت تک غالب رکھوں گا

اور ظاہر ہے کہ سیح کے حقیقی متبع مسلمان

ہیں اور نصاریٰ صرف دعویٰ کے پیروکار

ہیں اور آیت صرف پیروں کی طرف

اشارہ کرتی ہے۔ خواہ وہ حقیقی ہو یا

ادعائی اور حتیٰ یہ ہے کہ حقیقی اتباع

بہت مشکل ہے۔ خواہ اتباع کا مدعی

کوئی مومن اور مسلمان بادشاہ ہی کیوں

نہ ہو، کیونکہ انبیاء کی حقیقی

کالتباع حولہم ولا یبیتون الا

نحاتین۔ وقد ثبت من النصوص

القویة القطعیة القرآنیة ان

کاس السلطنة والغلبة علی

وجه الارض تدور بین النصری

والمسلمین ولا تتجاوزہم ابداً

الی یوم القیمة کما قال اللہ تعالیٰ

وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین

کفروا الی یوم القیمة ومعلوم ان

المتبعین الالمسیح فی الحقیقة

المسلمون والمتبعین بالادعاء

النصری والایة تنذیر الی الاتباع

فقط حقیقی کان او ادعائی والحق

ان الاتباع الحقیقی عسیراً جدّاً

ولو کان مدعی الاتباع ملکاً من

المسلمین المؤمنین فان اتباع

کس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں وفات مسیح کو بیان فرمایا ہے۔ پھر دیکھو کہ کیا اس سے بڑھ کر کوئی شرح وضاحت اور تصریح ہو سکتی ہے۔ پھر

ونرجع الی تاویلِ یوافق القرائن
فانظر کیف بین اللہ تعالیٰ وفات
المسیح فی کتابہ ثم انظر هل
یکون من البیان والشرح والایضاح

اور کامل اتباع آسان امر نہیں۔ پس یہ سب بادشاہ حضرت عیسیٰ کے اوعالیٰ منبع میں — الا ماشاء اللہ اگرچہ اس میں حقیقت کی کچھ بوجی ہو۔ ہاں مسلمان

اعتقادی اتباع میں مہمت سے گئے ہیں اور انھوں نے مسیح کی تعلیم کو صحیح طور پر سمجھا ہے اور وہ مسیح کی وفات کے بعد عقائد توحید میں اس کے وارث میں لیکن نصاریٰ بہت بڑی گمراہی میں پڑ گئے ہیں اور ان کے ہاتھ میں بجز دعوے کچھ نہیں۔ تم ان کی گمراہی اور غرابی کو تو دیکھو کہ وہ یہ مانتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کھانا کھاتے تھے اور پانی پیتے تھے اور بہت دفعہ بیماریوں اور دروہوں میں مبتلا ہوئے تھے اور بسا اوقات ان پر غم، خوف، قلق، گھبراہٹ، بھوک

الانبیاء علی وجہ الحقیقة والکمال
لیس بهیئین وکلُّ من الملوک
یتبع عیسیٰ علیہ السلام بالتبائع
ادعائی وان کانت فیہ راحة من

الحقیقة الا ماشاء اللہ نعم قد سبق المسلمون فی الاتباع الاعتقادی وفہموا تعلیم المسیح
هو هو وہم ورتاء کافی عقائد التوحید بعد وفاتہ واما النصری
فضلوا ضلاً کبیراً وایس فی یدہم الا ادعاء فقط انظر الی
ضلاتہم وفسادہم انہم قد امنوا بان عیسیٰ علیہ السلام
کان یاکل الطعام ویشرب الماء وربما ابتلی بامراض وواجاع
وربما غلب علیہ الهمم والخوف

والتصريح اكثر من هذا انما نظر الله عز اسمه ما قال رافعك الى السماء بل رافعك الى وقوله رافعك الى يشابه قوله ارجعي الى ربك

خدا تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں تجھے رافعک الی اسماء (آسمان کی طرف اٹھاؤں گا اور اس کا قول رافعک الی د میں تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا) اس کے قول ”یا ایھا النفس

اور پیاس بھی غالب تھی اور آپٹ غیب دان نہیں تھے۔ اور آپٹ کہا کرتے تھے کہ میں ایک بندہ ہوں اور مجھ میں اگر کوئی خیر ہے، تو محض اللہ کی توفیق سے ہے اور آپٹ پکڑے گئے اور عیلب پر چڑھ گئے اور رفات پا گئے اور اس کے باوجود وہ ان کے زعم میں خدا اور خدا کا بیٹا ہے۔ ان پر خدا کی مار۔ وہ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ ایک انسان اور نبی تھے۔ ان میں سو خطا، ضعف اور لاعلمی موجود تھی اور موت نہ آتا پکڑا۔ اور وہ انھیں ضعف، ذہول اور نیاں سے بری نہیں مانتے۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ وہ خدا تھے۔ پس حیف ہے کافر قوم پر، لیکن وہ یہ نہیں کہتے کہ ہم عیسیٰؑ سے بیزار ہیں اور اس کی پیروی نہیں کرتے۔ بلکہ وہ ان کی نبوت اور کتاب پر ایمان لائے اور بنی اسرائیل کے نبیوں اور

والقلق والکرب والجوع والعطش وكان لا يعلم الغیب وكان يقول انی عبد لیس فی نفسی خیر الابتوفیق اللہ واللہ اخذ وعلب ومات وهو مع ذلک فی زعمهم الہ وابن الہ قائلهم اللہ انهم یعتقدون بانہ انسان ونبی فیہ سهو وخطا وضعف وجہل واخذہ الموت ولا یدرونہ من ضعف وذہول ونسیان ثم یقولون انہ هو اللہ فتسأل القوم کفرین۔ ولکنہم ما قالوا انا نحن بریون من عیسی ولا نتبعہ بل امنوا بنبوتہ وکتابہ وامنوا بانبیاء بنی اسرائیل وکتابہم وامنوا بالملئکہ والجنۃ والنار فہذا

راضية مرضيةً ومما معنى هذا الا
الوفاة فاستقيظ وكن من
المتدبرين -

”المطمئنہ ارجمی الی ربک راضیۃ مرضیۃ“ اے نفس مطمئنہ تو
اپنے رب کی طرف راضی اور پسندیدہ ہو نیکی صورت میں
لوٹ آ کے مشابہ ہے اور اسکے معنی سوائے وفات کے اور
کوئی نہیں پس بیدار ہو جا اور زندہ ہو کر نیوالوں سے ہو جا۔

هو السبب الذي ادخلهم الله
في المتبعين الضالين - وبشرهم
بغلبة على الارض كما بشر المسلمين
فالحاصل ان هذه الآية يعنى
وجاعل الذين اتبعوك فوق
الذين كفروا الى يوم القيمة ميل
صريح وبرهان واضح على ان
القوة والغلبة والشوكة والتسلط
الکامل الفائق على وجه الارض
لا يجاوز هذين القومين الصراحي
والمسلمين وتداول الحكومة
التامة بينهم الى يوم القيمة ولا
يكون لغيرهم حظاً منها بل تضرب
على اعدائهم الذلّة والمسکنة
ويذوبون يوماً فيوماً حتى يكونوا
كالفانين فاذا كان الامر كذلك
فوجب ان تكون الحكومة والقوة

انكى كتابوں اور ملائکہ اور جنت و دوزخ پر ایمان
لائے۔ اس لیے خدا نے ان کو گمراہ پیر کاروں
میں داخل کیا ہے اور مسلمانوں کی طرح ان کو زمین
پر غلبہ کی بشارت دی ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ
یہ آیت ”وجاعل الذين اتبعوك فوق الذين كفروا“
الی یوم القیامتہ“ اس بات پر صریح
دلیل ہے کہ روئے زمین پر قوت، غلبہ اور
شوکت اور کامل اور اعلیٰ تسلط قوم نصاریٰ
اور مسلمانوں سے باہر نہیں جاویگا اور حکومت تامہ
قیامت تک انہی کے ہاتھوں میں پھرگی اور انکے
غیر کو اس سے حصہ نہیں ملے گا بلکہ انکے
دشمنوں پر ذلت اور غربت مسلط کی جائے گی
اور وہ دن بدن کم ہوتے جائیں گے۔ یہاں تک
کہ وہ فنا ہو جائیں گے۔ پس جب معاملہ
یہ ہے، تو واجب ہے کہ حکومت اور
قوت انہی دو قوموں میں ہمیشہ پھرے
اور انہی سے مخصوص رہے۔ پس اس

اِنَّهَا الْعَزِيْزُ كَيْفَ نَقْبَلُ عَقِيْدَةً
يُخَالِفُ نَصُوْصَ الْقُرْآنِ وَيُعَارِضُ
بَيَانَهُ وَلَا دَلِيْلَ مَعَهُ وَلَا سَبِيْلَ اِلَيْهِ
وَلَا يَأْتُوْنَ بِحُجَّةٍ عَلَيْهِ وَلَا بَرَهَانٍ
سَاطِعٍ وَاطْنٍ اَنْتَ تَفْهَمُ اِذَا النُّصُفَتِ
وَفَكَرْتَ وَقَدْ كَتَبْتَ كُلَّ ذٰلِكَ فِيْ كِتَابِي
مَعَ الدَّلَائِلِ وَاَكْرَاهَ التَّطْوِيْلَ فِيْ مَكْتُوبِي
هٰذَا فَانَّهُ يُوجِبُ الْمَلَالَ فَاقْتَضَتْ

اے عزیز! ہم ایسے عقیدہ کو کیونکر قبول کر
سکتے ہیں جو نصوصِ قرآنیہ کے مخالف اور اس کے
بیان کے معارض ہے۔ نہ اس کے ساتھ کوئی دلیل
ہے۔ اور نہ اس کی طرف کوئی رستہ ہے اور
نہ وہ اس پر کوئی حُجّت اور ردّشن دلیل پیش کرتے
ہیں اور میں امید کرتا ہوں کہ جب تو انصاف کرے اور فکر
تو تو اس کو سمجھ جائیگا اور میں نے اپنی کتابوں میں
یہ سب کچھ دلائل کے ساتھ درج کیا ہوا ہے۔

مَتَدَاوِلَةٌ بَيْنَ هٰذَيْنِ الْقَوْمَيْنِ
اِلَى الدَّوَامِ وَمَخْصُوصَةٌ بَهُمَا فَخَلَّ
بِنَاءٌ عَلَى هٰذَا اَنْ يَّكُوْنَ يَاجُوجُ
وَمَاجُوجُ اَقَامًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاَمَّا
مِنَ الْمُتَنَصِّرِيْنَ - وَلَكِنَّهُمْ قَوْمٌ
مُّفْسِدُوْنَ بَطَالُوْنَ فَيَكْفِيْكَ يَجُوزُ
اَنْ يَّكُوْنَ اَمِّنْ اَهْلَ الْاِسْلَامِ
فَتَقَرَّرَ بِالْقَطْعِ اَنْهُمْ يَكُوْنُوْنَ مِنَ
النَّصْرَانِيَّاتِ وَعَلَى دِيْنِ النَّصْرَانِيَّاتِ
وَقَدْ جَاءَ فِيْ حَدِيْثٍ مُّسَلَّمٍ
اَنْ الْمَسِيْحَ لَا يَحَارِبُ يَاجُوجَ وَ
مَاجُوجَ وَجَاءَ فِي الْبُخَارِيِّ اَنَّْهُ

بنار پر لازم ہے کہ یا جوج یا جوج یا قومِ مسلمانی
سے ہوں یا نصاریٰ سے لیکن یا جوج یا جوج
ایک مُفسد اور باطل پرست قوم ہے لہذا
وہ اہلِ اسلام سے نہیں ہو سکتی۔ پس قطعی
طور پر ثابت ہوا کہ وہ قومِ نصاریٰ سے
ہے اور دینِ نصاریٰ پر ہے اور صحیح
مسلم کی حدیث میں ہے کہ مسیح
یا جوج یا جوج سے نہیں لڑے گا۔
اور بخاری میں ہے کہ مسیح جنگ
ترک کر دے گا یعنی نصاریٰ سے
نہیں لڑے گا۔ پس ثابت ہو گیا کہ
نصاریٰ ہی یا جوج یا جوج ہیں۔

اور میں اس خط کو طول دینا پسند نہیں کرتا۔
 کیونکہ یہ لال کا باعث ہوتا ہے، اس لیے جو
 میں نے لکھا ہے اسی پر اکتفا کرتا ہوں اور میں یقین
 رکھتا ہوں کہ جو شخص قرآن کو اچھی طرح پڑھے گا، وہ
 اس امر میں یقین کے اعلیٰ مراتب تک پہنچ جائیگا
 (اور اسکی رائے میری رائے سے متفق ہو جائیگی اور جو کچھ میں
 کہتا ہوں وہ اس پر کھل جائیگا پس توبہ کر۔ اللہ تیری غفلت کو
 روشن کرے اور تجھے یقین کرینوالوں سے بنائے اور خدا تجھ پر رحمت
 کرے۔ تجھے چاہیے کہ تو قرآن کو مقدم کرے اور
 اس کی آیات کی عظمت کرے؛ کیونکہ وہ یقینی ہے
 اور ہر آیت قطعی اور متواتر ہے اور اس کو انسانی ہاتھوں
 نے نہیں چھوا۔ اور ہی آدم کے اقوال میں سے اس کے
 ساتھ کوئی چیز نہیں ملی۔ بے شک وہ کلام الہی ہے
 اور وہ الہی آیات ہیں اور جہاں تک احادیث کا سوال

علیٰ ما کنت ومن یدرس کتب اللہ
 حق دراستہ فاتیقن ان یصل الی
 اعلیٰ مراتب الیقین فی ہذا الامر
 ویتفق رأیہ برائی ویکشف بین یدہ
 کما قلتہ فتدبر ان اللہ عقلت و
 جعلک من المستیقنین۔ وینبغی
 لک رحمک اللہ ان تقدم القرآن
 وتعظم ایتہ فانہ یقیننی وکل
 آیۃ قطعۃ متواترة وما مستہ
 ایدی الناس وما اختلط بہ شیء
 من اقوال بنی ادم وانہ کلام ربانی
 لا شک فیہ وانہ آیت الہیۃ لا یریب
 فیہا واما الاحادیث فانت تعلم ان

اور مسیح موعود ان سے نہیں روئے گا
 بلکہ عسرت کی حالت میں خدا سے
 نصرت طلب کریگا اور وہ اچھی مدد
 کریں والا ہے اور یہاں سے ثابت ہو
 گیا کہ مسیح موعود نصاریٰ کے
 زمین پر غلبہ کے وقت آئے گا اور
 جس طرح نصاریٰ فساد کے لیے نرمی

یضع الحرب یعنی لایحارب النصاری
 ثبت ان یا جوج وما جوج ہم
 النصاری وثبت ان المسیح الموعود
 لایحاربہم بل یسئل اللہ نصرتہ
 فی ساعة العسرة و هو خیر النصاری
 وثبت من لہم ان المسیح الموعود
 یاتی عند غلبۃ النصاری علی

ہے تو جانتا ہے کہ سوائے ایک قلیل مقدار کے جو نادر
ہے وہ سب کی سب احاد ہیں۔ پس تو اس میں
پاک نفس اور صحیح نیت اور قلب سلیم یکسر غور کر اور میں
بھی تیرے لیے دعا کرتا ہوں کہ اللہ اپنے الام سے تیری
تمائید کرے اور تجھے نظر لطیف اور فکر رسا عطا کرے اور
تیرے ساتھ ہو اور تجھے عارف بنائے۔

اور جہاں تک ہماری قوم اور ہمارے علماء کے ملائکہ پر ایسا
اور دوسرے عقائد کا تعلق ہے ہم ان کے بارے
میں ان سے نہیں جھگڑتے اور ان کو خطا دار قرار نہیں
دیتے بلکہ ان عقائد کو تسلیم کرتے ہیں۔ ہاں مسیح
کے نازل ہونے میں ہم ضرور ان سے منازعہ
کرتے ہیں اور ہم تسلیم نہیں کرتے کہ یہ قرآن
اور سنت سے ثابت ہے اور اگر یہ ثابت

کَلَّمَا حَادُّ الْقَدَرِ الْقَبِيلِ الَّذِي
هُوَ كَالنَّادِرِ فَتَفَكَّرْ فِي هَذِهِ ابْطِهَارَةَ النَّفْسِ
وَصَحَّةَ النَّيَّةِ وَسَلَامَةَ الْقَلْبِ وَادْعُو
اَنْ يُؤَيِّدَكَ اللهُ بِالْهَامِ وَيَهْبِ لَكَ
لُطْفَ النَّظَرِ وَدَقَّةَ الْفِكْرِ وَيَكُنْ مَعَكَ
وَيَجْعَلَكَ مِنَ الْعَارِفِينَ -

وَأَمَّا إِيْمَانُ قَوْمِنَا وَعِلْمَانَا
بِالْمَلٰئِكَةِ وَغَيْرِهَا مِنَ الْعَقَائِدِ فَلَسْنَا
مُجَادِلِهِمْ فِيهِ وَلَا نَخْطِئُهُمْ فِي ذَلِكَ
وَلَيْسَ فِي هَذِهِ الْعَقَائِدِ عِنْدَنَا إِلَّا
التَّسْلِيمُ وَإِنَّمَا نَحْنُ مُنَظَرُونَ فِي أَمْرِ
نَزُولِ الْمَسِيحِ مِنَ السَّمَاءِ وَلَا نَسْلُو
أَنَّهُ ثَابِتٌ مِنَ الْكُتُبِ وَالسُّنَّةِ وَإِنْ

کے دروازہ سے داخل ہوئے ہیں اسی طرح دیگر
موجود اصلاح کیلئے فرجی کے دروازہ سے داخل ہو
گیا اور اپنے نواریں اٹھایا کیونکہ انھوں نے بھی
وہیں کیلئے تلوار نہیں اٹھائی اور وہ ان سے محنت
اور موعظہ سن کر کیا تھ جھگڑے کا بحث کر بیگا اور
غافلوں اور حد سے بڑھنے والوں سے نہیں لڑے گا۔
اور جو مسلم کی حدیث میں آیا ہے کہ یا جوج

وَجِهَ الْأَرْضِ وَيَدْخُلُ مِنْ بَابِ
الرِّفْقِ لِلْإِصْلَاحِ كَمَا دَخَلُوهَا
لِلْإِفْسَادِ وَلَا يَرْفَعِ السَّيْفَ عَلَيْهِمْ
لَا تَهُمُّ مَارْفَعَةُ الدِّينِ وَيُجَادِلُهُمْ
بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ
لَا يَقْتُلُ الْغُفْلِينَ الْمُعْتَدِينَ -

وَأَمَّا مَا جَاءَ فِي حَدِيثِ مُسْلِمٍ

كَانَ ثَابِتًا فَلَا يَنْبَغِي لَنَا وَلَا لِأَحَدٍ
 أَنْ يَأْبَى وَيَمْتَعِضَ مِنْ قَبُولِهِ فَإِنَّهُ
 لَا يَفِرُّ مِنْ قَبُولِ الْحَقِّ إِلَّا ظَالِمٌ
 مَعْتَدٌ لِجَبِّ الصَّدَاقَةِ أَوْ ضَالٌّ
 جَاهِلٌ لَا يَعْرِفُ قَدْرَهَا وَأَمَّا أَنْ
 كَانَ غَيْرَ ثَابِتٍ فَلَا يَنْبَغِي لِصَالِحٍ أَنْ
 يَخْتَارَ لِنَفْسِهِ فَيَكْفِ بِدَعْوَالِيهِ رَجُلًا
 يَمُشِي عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ وَكَيْفَ
 يَحْسِبُهُ مِنَ الْكَافِرِينَ - وَإِنَّ أَمْرَ الدِّينِ
 أَمْرٌ جَلِيلٌ الْخُطْبُ عَظِيمٌ الْقَدَرُ لَا يَنْبَغِي

ہوتا، تو نہ ہمارے لیے اور نہ کسی اور کے لیے جائز
 تھا کہ اس سے انکار کرے اور اس کے قبول کرے
 اعراض کرے کیونکہ حق بات سے وہی انکار کر سکتا ہے
 جو ظالم اور حد سے تجاوز کر گیا ہو جو صداقت سے
 محبت نہیں کرتا یا جو گمراہ اور جاہل ہو۔ جو اس کی
 قدر کو پہچانتا نہیں اور اگر یہ ثابت نہ ہو تو پھر کسی نیک
 انسان کے لیے یہ جائز نہیں کہ اسے اپنے لیے اختیار
 کرے پس وہ صراطِ مستقیم پر چلنے والے شخص کو اپنی
 طرف کیسے بلا سکتا ہے اور وہ کیسے اُسے کافروں
 سے خیال کر سکتا ہے اور دین کا معاملہ تو ایک

اِنَّ نَّشَابَ بِاجْوَجٍ وَمَا جَوَّجَ وَ
 قَسِيْمُهُمْ تَحْرَقَ كَالْوَقُودِ وَيَسْتَوْفِدُ
 الْمُسْلِمُونَ فَهَذَا التَّحْرِيفُ الْآخَرُ
 فِي الْاَحْدِيثِ فَاِنَّ الْقَسِيْمَ وَالسَّيْمَ
 قَدْ اِنْْعَدَمَتْ وَذَهَبَ وَقْتُهُمَا
 وَقَامَتِ الْاَسْلَحَةُ النَّارِيَّةُ
 مَقَامُهَا فَتَقَبَّلْ اِنْ شِئْتَ اَوْ
 اَعْرَضْ كَالْمُنْكَرِينَ - مِنْهُ

اور ما جوج کے تیر اور ان کی کمانیں ایندھن
 کی طرح جلائی جائیں گی اور انہیں
 مسلمان جلائیں گے۔ پس یہ حدیث
 میں دوسری تحریف ہے کیونکہ تیر اور کمانیں
 ختم ہو گئی ہیں اور ان کا وقت گزر گیا ہے
 اور آتشیں اسلحہ نے ان کی جگہ لی ہے
 پس اگر تو چاہے تو قبول کر یا منکرین کی
 طرح اعراض کر۔ منہ

لَا حِدَ ان يَسْتَعْجَل فِيهِ بَلِ اللَّازِمُ
الْوَاجِبُ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ مِّنْ اَنْ
يُّطْرَحَ مِنْ بَيْنِهِ الْبَخْلُ وَالشُّحْنَاءُ
وَيَدْعُو اللَّهَ وَيَسْأَلُهُ بِالْمَضْرَعَاتِ
وَالْاَبْتِهَالَاتِ هِدَايَتَهُ مِنْ لَدُنْهُ وَ
مَنْ يَهْدِى الْاَلَا اللَّهُ وَهُوَ احْسَنُ
الْهَادِيْنَ - وَمَنْ نَظَرَ فِي الْقُرْآنِ وَفَكَّرَ
فِي الْمَضْرَقَانِ بِالْاَلْبَتَرِ وَالْاَمْعَانِ فَيُظْهِرُ
عَلَيْهِ كَلِمًا سَوَّلَتْ لِلْعُلَمَاءِ الْفَنَسْهُمَ
وَقَدْ عَتَوُا عَتَوًا كَبِيرًا وَعَانَدُوا الْحَقَّ
وَأَشَاعُوا كَذْبًا وَزُورًا وَانِ الْحَقَّ يَعْلُو
وَلَوْ دَفَنُوهُ تَحْتَ الْاَرْضِيْنَ -

وَلَنْدَعُ الْاُنْ ذَكَرَهُوْكَ لَوْنَا خُنْ
فِي ذَكَرَادَعَانَا مَكْرًا لِيَنْظُرَ الْمُنْصِفُوْنَ
هَلْ يَجِبُ عَلَيْهِمْ قَبُولُ ذَلِكَ اَوْ رَدُّهُ
فَنَقُولُ اَنْ دِينَنَا هَذَا الَّذِي اسْمُهُ
الْاِسْلَامُ مَا ارَادَ اللَّهُ اَنْ يَتْرِكَهُ سُرْمًا
وَمَا ارَادَ اَنْ يَبْطُلَهُ وَيُغَيِّرَ بِهِ مَنْ اِيْدِي
الْاَعْدَاءِ عَرَبٍ قَالِ وَهُوَ اَصْدَقُ الصَّادِقِيْنَ
وَعَدَ اللَّهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا
الصَّالِحَاتِ يَسْتَخْلِفُهُمْ فِي الْاَرْضِ

عظیم نشان، رفیع القدر چیز ہے کسی کے لیے جائز
نہیں کہ اس میں جلد بازی سے کام لے۔ بلکہ ہر مسلم مومن
پر لازم آتا ہے کہ وہ اپنے اندر سے بُخل اور کینہ کو دور
کرے اور اللہ سے دُعا کرے اور اس سے تضرع اور
گریہ وزاری سے اسکی ہدایت طلب کرے اور اللہ کے
سوا کون ہدایت دے سکتا ہے اور وہ سب ہادیوں سے
بہتر ہادی ہے اور جو قرآن میں غور کریگا اور اس میں
تدبر اور باریک نظر سے فکر کریگا اس پر ظاہر ہو جائیگا
کہ یہ سب ان علماء کے نفس کا دھوکہ ہے اور انھوں
نے سرکشی اور حق کے ساتھ دشمنی کی ہے اور بھوٹ
کو شائع کیا ہے اور حق ضرور غائبائے گہ چاہے
اسے زمینوں کے نیچے دفن کر دیں۔

پس ہم اب ان کے ذکر کو چھوڑ کر دوبارہ اپنے
دعویٰ کا ذکر کرتے ہیں تا منصف مزاج لوگ سمجھ
سکیں کہ آیا اس کا قبول کرنا ضروری ہے یا اسکا رد
کرنا۔ پس ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نہ چاہا کہ وہ
ہمارے دین اسلام کو میکا پر چیز کی طرح چھوڑ دے
اور اس نے نہ چاہا کہ اسے دشمنوں کے ہاتھوں باطل
اور خراب ہونے دے بلکہ اس نے فرمایا کہ وہ سب
زیادہ صادق ہے کہ اللہ نے ان لوگوں سے جو ایمان
لائے اور - مناسب حال عمل کیے یہ وعدہ

کما استخلف الذین من قبلهم و
 قال انا نحن نزلنا الذکر وانا نزلہ
 لحفظون۔ وقال واخرین منهم لما
 يلحقوا بهم وقال ثلثہ من اربابین
 وثلثہ من الاخرین۔ فہذا کلہا
 مواعید صادقہ تبتدئ الاسرار
 عند ظهور الفتن وغلبۃ المعاصی
 والاث مرأی فتن اکبر من ہذا الفتن
 انتی صہرت علی وجہ الارض وانت
 النصری فدخلوا علی الناس من
 باب طیف وسحروا عین الناس
 وقلوبہم واذا انہم بالماکد التي
 ہی دایقۃ الماخذ واضلوا خلقا
 کثیرا ووجاءوا بسحر مبین ثم اعلم
 ان المسیح الموعود کما جاء فی
 الاحادیث ثلاث علامات۔

الاول انہ یجئ عند غلبۃ
 النصری وعند غلبۃ ماکدہم
 وثالثۃ جہدہم لا مشاعۃ مذهب
 النصریاتی وینزل فیہم ویکسر
 صلیبہم ویقتل خنازیرہم ولا

کیا ہے کہ وہ ضرور انہیں زمین میں خلیفہ بنائیگا جیسے اس
 نے ان سے پہلوں کو خلیفہ بنایا اور اس نے فرمایا ہے
 کہ ہم نے ہی ذکر (قرآن) کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کی
 حفاظت کریں گے اور اس نے فرمایا "اور ان میں سے کچھ
 اور وہ بن میں جو ان (صحابہ) سے ابھی تک نہیں ملے"
 اور اس نے فرمایا کہ "ایک گروہ پہلوں سے اور ایک گروہ
 چپوں سے" پس فتنوں کے طور اور گنہوں کے غلبہ
 کے وقت تاہد اسلام کے لیے یہ سچے وعدے ہیں اور
 کونسا فتنہ ان فتنوں سے بڑھ کر ہے جو زمین پر ظاہر ہوئے
 اور نصاریٰ لوگوں پر طیعت و دروازہ سے داخل ہوئے
 اور انھوں نے دین "لما خذہم یہوں سے لوگوں کی
 آنکھوں اور دلوں اور کانوں کو مسحور کر دیا۔
 اور انھوں نے بہت سی مخلوق کو
 دیا۔ اور کھلے جادو کا کام کیا۔ پھر
 جان لے کہ جیسا کہ احادیث میں آیا ہے مسیح موعود
 کے لیے تین علامات ہیں۔

اول کہ وہ نصاریٰ اور ان کی تدبیروں کے غلبہ
 اور عیسائیت کے پھیلانے کے لیے ان کی سخت کوشش
 کے وقت آئیگا۔ پس وہ آئیگا اور ان میں اترے گا۔
 اور ان کی صلیب کو توڑے گا اور ان کے خنزیروں
 کو قتل کرے گا اور وہ جنگ نہیں کرے گا بلکہ وہ یہ

سب کچھ آسمانی اور روحانی قوت و طاقت اور آسمانی ہتھیاروں کے ساتھ کرے گا اور وہ جنگ کو ختم کر دے گا اور مسکینوں کی طرح ظاہر ہوگا۔

دوسرے وہ نکاح کرے گا اور یہ اس نشان کی طرف اشارہ ہے جو اللہ کی قدرت کے ہاتھ اور ارادہ سے اس کے نکاح کے وقت ظاہر ہوگا اور ہم نے اپنی کتابوں تبلیغ اور تحفہ گوٹڑویہ میں اس کا مفصل ذکر کیا ہے اور ہم نے ان دونوں میں ثابت کیا ہے کہ یہ نشان میرے ہاتھ پر ظاہر ہوگا اور اگر یہ نشان نہ ہوتا تو اس علامت کے ذکر کر نیک کوئی معقول سبب نہ تھا کیونکہ شادی کرنا نادر اور مشکل امور سے نہیں تیار کیا جائے کہ اس پر سوائے مسیح کے جو رب العالمین کی طرف سے آیا ہے کوئی کاذب قادر نہ ہوگا۔ بلکہ شادی تو ایسی چیز ہے جس پر ہر مالدار اور صاحب ثروت بلکہ فاسق و فاجر بھی قادر ہوتا ہے چہ جائیکہ یہ کسی نبی اور دلی تک ہی محدود ہو۔ پس ثابت ہو گیا کہ یہ ایک عظیم نشان کی طرف اشارہ ہے جو اس کی شادی کے وقت ظاہر ہوگا اور ہم نے اپنی کتاب میں اس کو مفصل بیان کیا ہے

يغزو ولا يحارب بل كل ذلك يفعل بالقوة السماوية والطاقة الروحانية والاسلحة الفلكية ويضع الحرب ويظهر كالمسكين -

والثاني انه ينزوجه وذلك ايماء الى آية يظهر عند تزوجه من بيد القدرة وارادة حضرة الوترو قد ذكرناها مفصلاً في كتابنا التبليغ والتحفة واثبتنا فيهما ان هذه الآية سيظهر على يدي ولو لا هذه الآية لما كان سبب معقول لذكر هذه العلامة فان التزوج ليس من امور نادرة متعسرة لكي يقال انه لا يقدر عليه كاذب الا المسيح الصادق الذي جاء من رب العلمين بل التزوج امر عام يقدر عليه كل رجل ذي مال وثروة حتى الكافر والفاسق فضلاً عن ان يكون محمداً في نبي او ولي فثبت انه اشارة الى آية عظيمة يظهر عند تزوجه وقد فصلناها في كتابنا للنظرين -

الثَّالِثُ أَنَّهُ يُوَلِّدُ لَهُ وَهَذَا أَيْضًا
 كَلَامٌ أَيْمَانِيٌّ كَمَثَلِ قَوْلِهِ يَتَزَوَّجُ فِيهِ
 إِشَارَةٌ إِلَى أَنَّهُ يُوَلِّدُ لَهُ وَلَدًا صَالِحًا يُصِلُّ
 مَكَالَتَهُ وَالْأَفْصَا التَّخْصِصُ فِي الْأَوْلَادِ
 فَقَطُّ أَوْ جُودًا لِأَوْلَادِ امْرَأَةٍ مُسْتَبْعَدَةٍ فِي
 غَيْرِ الْمَسِيحِ بَلْ يُوْجَدُ فِي كُلِّ قَوْمٍ وَ
 كَاذِبٌ وَصَادِقٌ فَهَذِهِ عِلَالَاتُ
 الْمَسِيحِ الصَّادِقِ أَنْبَاءُ بَهَاخِيَةِ الْمُنْتَبِئِينَ
 وَهِيَ كُلُّهَا صَدَقَتْ فِي نَفْسِي وَهَذِهِ
 مِنْ عِلَالَاتٍ يَعْرِفُ بِهَا صِدْقِي وَ
 مِنْ عِلَالَاتٍ أُخْرَى إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى
 أَظْهَرَ عَلَيَّ يَدَ مَعْ بَعْضِ آيَاتِهِ وَابْنَانِي
 أَخْبَارًا أَقْبَلَ وَقَوَّعَهَا وَقَدْ اسْتَجَابَ
 كَثِيرًا مِّنْ أَدْعِيَّتِي وَنَصَرَنِي فِي كُلِّ
 مَوْمِنٍ وَقَدْ فَتَحَتْ عَلَيَّ أَبْوَابَ
 الْمَهَامَاتِ وَأَنَا يَوْسُفُ بْنُ أَرْبَعِينَ
 فَمَا تَرَكْنِي وَمَا دَعَانِي وَمَا أَضَاعَنِي
 بَلْ خَصَّصَنِي بِالتَّحْدِيثِ وَالْمَكَالِمَةِ
 وَأَمَرَنِي لَا تَعْرِجْ حُجَّتَهُ عَلَى الْمُتَنَصِّرِينَ
 وَلَوْ كَانَ عَيْسَى حَيًّا بِجَسَدِهِ الْعَصْرِيِّ
 فِي السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ لَمَا هُوَ زَعَمَ قَوْمِي

تیسری علامت یہ ہے کہ اس کی اولاد ہوگی اور
 اور یہ بھی تیسرے والے قول کی طرح کنایاتی کلام ہے۔
 اور اس میں اشارہ ہے کہ اس کے ہاں ایک صالح بیٹا ہو
 گا جس کے کمالات اس کے کمالات سے مشابہ ہوں گے
 اور اگر یہ مراد نہ ہو، تو محض اولاد میں کوئی خصوصیت
 ہے۔ کیا مسیح کے ہوا کسی اور کے لیے اولاد کا ہونا کوئی
 مستبعد امر ہے بلکہ یہ تو ہر قوم میں اور جھوٹے اور
 پتے میں پایا جاتا ہے۔ پس یہ پتے مسیح کی علامات ہیں
 جن کی خبر صادقؑ نے خبر دی ہے اور یہ سب کی سب
 میری ذات پر صادق آتی ہیں اور یہ وہ علامات ہیں جن
 سے میری صداقت معلوم کی جاسکتی ہے اور دوسری علامات
 یہ ہیں کہ اللہ نے میرے ہاتھ پر بعض نشانات ظاہر
 کیے اور اس نے مجھے بعض خبریں قبل از وقوع بتائی ہیں
 اور میری بہت سی دعائیں قبول کیں اور اللہ نے میری
 ہر میدان میں مدد کی اور میں چالیس سال کا تھا کہ مجھ پر
 الام کا دروازہ کھولا گیا۔ پس نہ تو اس نے مجھے ترک کیا
 اور نہ ضائع کیا بلکہ اس نے مجھے مکالمہ و مخاطبہ سے
 مخصوص فرمایا اور مجھے حکم دیا کہ میں نصاریٰ پر اس کی
 حجت پوری کروں۔ اگر عیسیٰؑ بجسدِ عَصْرِی دوسرے
 آسمان پر زندہ ہوتا جیسا کہ میری قوم کا خیال ہے
 تو واجب تھا کہ وہ اس وقت نازل ہوتا کیونکہ

فكان الواجب ان ينزل في هذا الوقت
 فان الأمم قد هلكت بمكائد النصري
 وبلغت المفاسد منهاها والقعود
 على السموات مع ضلالة اهل الارض
 وفساد امتهم شئ عجيب وما تعلم
 ما الفائدة في هذا القعود واضاعة
 العمر وما كان الله ليضيع عمره
 في زاوية السموات وقد رأى امته
 قد وقعت في هوة الهلاك وفسدت
 في الارض اكثر مما افسد الدجالون
 من قبل ولا نظير لهم في اشاعة
 الكذب والشرك من ادمل الى هذا
 الوقت الا ترى ان موسى عليه
 السلام لم يكلّم ربه على طور
 سينين واتخذت امته من بعد
 عجلًا جسداً له خوار كيف انبأ الله
 موسى بهذا الواقعات كلها وقال
 ارجع الى قومك بقدر العجلة فانهم
 قد هلكوا باتخاذ العجل الهاء فرجع
 موسى غضبان اسفاً واخذ بلحمة
 اخيه ووقعها تنقروا في القران و

اس وقت تو میں نصاریٰ کے فریبوں سے ہلاک ہو گئی
 ہیں اور خرابیاں اپنی انتہا کو پہنچ چکی ہیں اور اہل زمین
 کی گمراہی اور اپنی امت کی غرابی کے وقت آسمان
 پر بیٹھے رہنا عجیب بات ہے اور ہم نہیں جانتے کہ
 کہ اس بیٹھے اور عمر ضائع کرنے میں کیا فائدہ ہے
 اور شانِ خداوندی سے بعید ہے کہ آسمان کے کسی
 گوشہ میں اس کی عمر کو ضائع کر دے اور اس نے
 دیکھا ہے کہ اس کی امت ہلاکت کے گڑھے میں گر
 گئی ہے اور اس نے دجالوں سے بڑھ کر زمین
 میں فساد کیا ہے اور آدم سے لے کر اب تک شرک
 اور جھوٹ کی اشاعت میں ان کا کوئی ثانی نہیں کیا تو
 نے نہیں دیکھا کہ جب کوہ طور پر خدا نے موسیٰ
 سے کلام کیا اور اس کی امت نے گوسالہ کی پرستش
 شروع کر دی جس سے بے معنی آواز نکلتی تھی تو ان
 سب واقعات کی اللہ نے موسیٰ کو کیسے خبر دی اور
 ارشاد فرمایا کہ جلد اپنی قوم کی طرف لوٹ؛ کیونکہ
 وہ پھڑے کو معبود بنا لینے کی وجہ سے ہلاک ہو گئے
 ہیں پس موسیٰ غضبناک اور افسوس کرتے ہوئے
 واپس آئے اور انھوں نے اپنے بھائی کی ڈاڑھی
 پڑولی اور وہ واقعہ پیش آیا جو تو
 قرآن میں پڑھتا ہے۔ اور گوسالہ

ماکان فتنة العجل اشد من
فتنة المتنصرين۔

کا فتنہ نصاریٰ کے فتنے سے زیادہ
سخت نہ تھا۔

وانت تعلم ان فتنة النصري
مع شدة احوالها وكثرة ضلالها
وغلبتها على وجه الارض كلها
قد امتدت ومكنت الى الفين من
سنة وفات المسيح ولكن ما نزل
عيسى الى هذا الوقت الذي اخبر
عنه اهل الكشف كلهم وما نرى
اثار نزوله فهذه امور لا نرى
جوابها عند هذه العلماء وقد
راوا مني ايت فلم يلبثوا الى ذلك
وقالوا استدر راج اور مل و بهتوا الشدة
اعجابهم و جحدوا بها واستيقنوا
انفسهم ظلماء علوا وكان لها من
قلوبهم مكان وفي اعينهم قدر
ولكنهم كذبوا حسدا من عند انفسهم
فنعوذ بالله من الحاسدين وتركوا
الحق المبين واعتصموا باقاويل
ضعيفة لا يتدبرون ان الله مألئ
واقعة من معظمت الافات الاثية

اور تو جانتا ہے کہ نصاریٰ کا فتنہ اپنے خوفوں
کی شدت اور گمراہی کی کثرت، زمین پر غلبہ پالے
کے باوجود وفات مسیح سے لے کر دو ہزار سال تک
ممتد ہے لیکن وہ عیسیٰ اب تک نہیں اُترا جن
کی اہل کشف نے خبر دی تھی اور ہم اس کے نزول
کے آثار نہیں دیکھتے۔ پس یہ وہ باتیں ہیں کہ ہم انکا
جواب علماء کے پاس نہیں پاتے اور وہ بہت
سے نشانات مجھ سے دیکھ چکے ہیں، لیکن
انھوں نے اس کی طرف توجہ نہیں دی۔
اور انھوں نے کہا یہ استدراج یا دِل ہے
اور سخت تعجب کی وجہ سے وہ حیران ہو گئے اور
انھوں نے انکار کیا اور ان کے نفسوں نے ظلم
اور تکبر سے انہیں اس کا یقین دلا دیا اور
ان کے دلوں میں انکا ایک مرتبہ تھا اور ان
کی آنکھوں میں ان کی قدر تھی، لیکن انھوں نے
اپنے دلی حسد کی وجہ سے ان کی تکذیب کی پس
ہم حاسدوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اور انھوں
نے کھلے کھلے حق کو چھوڑ دیا اور کمزور باتوں کو مضبوطی
سے پکڑ لیا۔ کیا وہ نہیں سوچتے کہ اللہ تعالیٰ نے

الا ذکرہا فی القرآن فیکف ترک واقعة
نزول المسیح مع عظمتہ بشانہا وعلو
عجابہا ولم ترکھا ان کانت حقا وقد
ذکر قصہ یوسف وقال نحن
نقص عليك احسن القصص ذکر قصہ
اصحاب الکھف قال کانوا من ایتنا
عجبا ولكن لم یذکرو شیئا من ذکر
نزول عیسی من السماء من غیر
ذکر الوفات فلو کان النزول حقا لما
ترک القرآن هذه القصصة ولذا کرھا
فی سورۃ طویلۃ ولجعلھا احسن من
کل قصۃ لان عجائبھا مخصوصۃ
بھا ولا نظیر لھا فی قصص اُخری
ولجعلھا ایۃ رآۃ اخر الزمان
فهذا هو الدلیل الصریح علی ان هذه
الالفاظ غیر محمولۃ علی الحقیقۃ
والمراد منها فی الاحادیث مجاز
عظیم بانی علی قدر المسیح ویکون
نظیرہ ومثیلہ واطلق اسم المسیح
علیہ کما یطلق اسم البعض علی البعض
فی عالم الرؤیا وهذه سنۃ جاریۃ

منتقل کے بڑے واقعہ کا قرآن میں ذکر کیا ہے پس
اللہ نے مسیح علیہ السلام کے واقعہ کو باوجود اس کی
عظمت شان اور عظیم شان عجائبات کے کیوں چھوڑ دیا اور
اگر وہ حق تھا تو اس نے اُسے کیوں چھوڑ دیا، حالانکہ
اس نے یوسف علیہ السلام کا قصہ بیان کیا اور کہا ہم
تمہارے سامنے بہترین قصہ بیان کرتے ہیں، اور پھر اس
نے اصحاب کھف کا قصہ بیان کیا اور فرمایا یہ ہمارے
عجیب نشانوں میں سے تھے، لیکن مسیح کے نزول کا بحر اس
کی وفات کے اس نے کوئی ذکر نہیں کیا اور اگر ان کا
نزول حق ہوتا تو اس قصہ کو قرآن کیوں ترک کرتا بلکہ
وہ ضرور اسے کسی لمبی عبارت میں ذکر کرتا اور اس کو سب
قصوں سے اہم قرار دیتا کیونکہ اس کے عجائبات اسی
سے مخصوص ہیں اور دوسرے قصوں میں اس کی کوئی
نظیر نہیں پائی جاتی۔ پھر اللہ تعالیٰ اسے آخری زمانہ کی
امت کے لیے ایک بڑا نشان بناتا۔ پس یہ اس بات
پر صریح دلیل ہے کہ ان الفاظ سے حقیقی معنی مراد نہیں ہیں
اور احادیث میں ان سے مراد ایک عظیم الشان مجاز
ہے جو مسیح کے قدموں پر آئیگا اور اس کا نظیر اور
مثیل ہوگا اور اس پر مسیح کا نام بولا گیا ہے جیسا کہ
عالم رؤیا میں بعض کے ہم بعض پر بولے جاتے ہیں
اور یہ سنت وحی اور رؤیا میں جاری و ساری ہے۔

فی الوحی والرؤیا ووجد نظائرہا بکثرة
 فی کتب الاحادیث وکتب تاویل الرئی
 فالمراد منه مثیل یكون للمسیح
 کوجودہ وینزل بمنزلة ذاته من
 شدّة المماثلة ویخرج عند غلبة
 النّصری ویتمّ علی یدہ حجة الله
 ویعلی کلمة الاسلام ویظهر الدین
 علی الادیان کلّہا بالحجج والبراهین
 ومع ذلك نجد فی القرآن اب فی
 آخر الزّمان تغلب النّصری علی
 وجه الارض ویسلون من کلّ
 حدیب ویهیجون الفتن ویصلون
 علی الاسلام بمکاندھم ویجلبون
 علیہ رجلہم وخیلہم لا یترون
 من کید فی اطفاء نور الاسلام فعند
 ذلك ینظر الربّ الکریم الی هذه الامة
 المرحومة الضعیفة التي لا حول لها
 ولا قوّة فینفخ فی الصور ویعلّم احدا
 منهم من عنده علمًا وعقلًا ویعطی
 له آیت وینزله منزلة عیسی ابن
 مریم فینیر الحق ویبطل کید النّحّین

تو اس کی مثالیں احادیث اور تاویل الرؤیا کی
 کتب میں کثرت سے دیکھے گا۔ پس اس سے مراد
 ایک تمثیل ہے جو مسیح جیسا ہوگا
 اور شدّتِ مماثلت کی وجہ سے وہ اس کی ذات
 کے قائم مقام ہوگا اور وہ غلبہ نصاریٰ کے وقت
 ظاہر ہوگا اور اس کے ہاتھ پر اللہ کی حجت پوری ہو
 گی اور وہ کلمۃ اسلام کا بول بالا کریگا اور دین اسلام
 کو دوسرے ادیان پر دلائل اور براہین سے غالب
 کریگا اور اس کے ساتھ ہم قرآن میں یہ پاتے ہیں
 کہ آخری زمانہ میں نصاریٰ روئے زمین پر غالب آ
 جائیں گے اور وہ ہر بلندی سے اتریں گے اور وہ
 بہت سے فتنے پھیلائیں گے اور اپنے فریبوں سے
 اسلام پر حملہ آور ہوں گے اور اپنی پیدل فوج اور
 سواروں کے ساتھ اسلام پر حملہ کریں گے اور نور اسلام
 کو بجھانے میں وہ کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کریں گے
 پس ایسے وقت میں اللہ اس کمزور اُمتِ مرحومہ کی طرف
 نظر کرم کریگا جسکی کوئی طاقت نہ ہوگی۔ پس وہ صور
 پھونکے گا اور ان میں سے ایک فرد کو اپنے پاس
 سے علم اور عقل عطا کریگا اور اس کو بہت سے
 نشانات دیگا اور اسے عیسیٰ بن مریم کے مرتبہ پر
 نازل کریگا۔ پس وہ حق کو منور کریگا اور خیانت

وَمَا أَقَامَتْهُ فِي مَقَامِ عِيسَى وَتَسْمِيَّةَ
 بِاسْمِهِ فَلَهُ وَجْهَانِ الْاَوَّلُ اِنَّ الْمَجْدَّ
 لَا يَأْتِي الْاَبْ بِمُنَاسَبَةِ حَالِ قَوْمٍ يَرِيءُ اللَّهُ
 اِنْ يَتَمَّ حُجَّتُهُ عَلَيْهِ فَلَمَّا كَانَتْ
 الْاَعْدَاءُ قَوْمَ النَّصْرَةِ اِقْتَضَتْ الْحِكْمَةُ
 الْاِلَهِيَّةُ اَنْ يَسْمَى الْمَجْدُّ مَسِيحًا
 وَالتَّانِي اِنَّ الْمَجْدَّ لَا يَأْتِي الْاَعْلَى
 قَدْ مَرَبِّي بِشَابَهُ زَمَانِ الْمَجْدِّ زَمَانَهُ
 فَهَذَا قَدْ شَابَهُ زَمَانُ قَوْمَانِ زَمَانِ
 الْمَسِيحِ فَانْ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ
 قَدْ جَاءَ فِي وَقْتٍ مَا بَقِيَتْ فِيهِ رِيَاسَةُ
 الْيَهُودِ وَتَمَلَّكَتِ السُّلْطَانَةُ الرُّومِيَّةُ
 عَلَيْهِمْ وَمَعَ ذَلِكَ جَاءَ فِي وَقْتٍ قَدْ
 فَسَدَتْ قُلُوبُ عُلَمَاءِ الْيَهُودِ وَزَاغَتْ
 أَرَاؤُهُمْ وَكَثُرَتْ فِيهِمُ الْمَكَادُّ وَالْفُسُوقُ
 وَالْفُجُورُ وَحُبُّ الدُّنْيَا وَالْخُسْفَانُ وَالسَّفَاهَةُ
 وَالنَّفَاقُ وَالْمَجْدَالُ وَغَيْرُ ذَلِكَ مِنْ
 الْاِخْلَاقِ الرُّوِيَّةِ وَكَذَلِكَ كَانَ حَالُ
 قَوْمَانِي هَذَا الْوَقْتُ فَاقْتَضَتْ حِكْمَةُ
 الْهَيْئَةِ اَنْ تَسْمَى الْمَجْدُّ دَعِيسَى ابْنِ
 مَرْيَمَ رَعَايَةً لِحَالَاتِ الْمَخَالِفِينَ

پیشہ لوگوں کے منصوبہ کو باطل کر بیگا اور اس کا عیسیٰ کا
 قائم مقام ہونا اور اس کے نام سے موسوم ہونا دو وجہ
 سے ہے اول یہ کہ مجدد اس قوم کے مناسب حال آتا
 ہے جس پر اللہ اپنی محبت پوری کرنا چاہتا ہے۔ پس
 چونکہ دشمن قوم نصاریٰ تھی اس لیے حکمتِ الہیہ نے
 اتفاق کیا کہ اس مجدد کا نام مسیح رکھا جائے۔ دوسرے
 مجدد کسی ایسے نبی کے قدم پر آتا ہے کہ جس کے زمانہ
 سے اس کا زمانہ مشابہ ہو۔ پس یہاں ہماری قوم کا
 زمانہ مسیح کے زمانہ سے مشابہ ہے کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام
 ایسے وقت میں آیا تھا کہ یہود کی سلطنت باقی نہیں
 رہی تھی اور رومی سلطنت ان پر غالب آ
 گئی تھی نیز وہ ایسے وقت میں آیا تھا کہ یہود
 کے دل خراب ہو گئے تھے اور ان میں کجروی پیدا
 ہو گئی تھی اور ان میں فریب اور فسق اور فجور اور
 دُنیائے کی محبت اور کینگی اور بیوقوفی اور
 نفاق اور لڑائی جھگڑا اور دیگر رذی
 اخلاق پیدا ہو گئے تھے اور ہماری
 قوم کا حال بھی اس وقت یہی تھا۔
 پس حکمتِ الہیہ نے چاہا کہ مخالفوں
 اور منافقوں کے حالات کی رعایت
 سے مجدد کا نام عیسیٰ بن مریم

والموافقين -

رکھے۔

وقالوا ان المسيح ينزل من
السماء وليقتل الدجال ويحارب النصري
فهذه الآراء كلها قد نشئت من سوء
الفهم وقلة التدبر في كلمات خاتم
النبیین واما النزول في السماء فقد
فهمت حقيقته وقد بينت لك
ان النزول من السماء لا يثبت من
القرآن العظيم ولا من حديث النبي
الكریم والعجب منهم انهم يؤمنون
بان الله انزل في القرآن آيات فيها
ذكر وفات المسيح ثم يظنون انه
حی جالس في السماء الثانية مع ابن
خالته يحيى النبي الشهيد على نبينا
وعليهم السلام ولا يتفكرون ولا
ينظرون الى ان يحيى قد قتل ولحق
بالموت فكيف جمع الله الحي بالميت
وما للموتى والاحياء فالعجب كل العجب
انهم يجمعون في عقائد هم اختلافات
كثيرة ولا يتنبهون على ذلك ولا
يتقون الاقوال المتهاففة المتناقضة

اور انہوں نے کہا کہ مسیح آسمان سے
نازل ہوگا اور وہ دجال کو قتل کریگا اور نصاریٰ سے
لڑائی کریگا۔ یہ تمام آراء سوہ فہم اور حضرت خاتم نبین
صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات میں قلت تدبر
سے پیدا ہوئی ہیں اور آسمان سے نزول کی
حقیقت کو تو تو سمجھ گیا ہے اور میں نے
تیرے لیے کھول کر بیان کیا ہے کہ آسمان
سے نزول نہ تو قرآن کریم سے ثابت ہوتا ہے
اور نہ احادیث نبویہ سے اسکا ثبوت ملتا ہے اور ان پر
تعجب ہے کہ وہ اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ
نے قرآن میں بعض آیات نازل کی ہیں جن میں وفات مسیح
کا ذکر ہے پھر وہ خیال کرتے ہیں کہ وہ دوسرے آسمان پر
اپنے خالہ زاد بھائی اور شہید نبی یحییٰ کے ساتھ زندہ
بیٹھے ہیں اور وہ غور نہیں کرتے اور نہ اسطرح
دیکھتے ہیں کہ یحییٰ قتل ہو گئے اور مردوں سے مل گئے
ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے زندہ کو مردہ کے ساتھ کیسے جمع
کر دیا اور مردوں اور زندوں کا آپس میں کیا تعلق پس
سخت تعجب ہے کہ یہ لوگ اپنے عقائد میں بہت سے
اختلاف جمع کر دیتے ہیں اور اس پر متنبہ نہیں ہوتے اور
نہ ریک اور متن نقل اقوال سے پرہیز کرتے ہیں اور وہ بدستور

وَيَتَكَلَّمُونَ كَالسَّكَارَىٰ أَوْ كَالْمُجَانِنِينَ -

وما نجد في أقوال المفسرين
انهم اتفقوا في امر حيوة عيسى بل
لهم في هذه المسئلة اختلافات
كثيرة فذهب بعضهم انه قد مات
ثو احى ولكن هذا قولهم بافوا هم
وما اتوا بدليل على الحيات بعد الموت
من النصوص القرآنية والحدیثية
وبعضهم ذهب الى انه صعد بجسمه
العنصرى الى السماء قبل الموت
فخالف بيان القرآن في قوله من غير
حجة ولا برهان ولا دليل مشاف و
لا سلطان مبين - فالحاصل انهم
نطقوا في امره بحسب ظنهم كهائم
وادوما اتفقوا على راي واحد في امر
صعوده وما استطاعوا ان ياتوا بایة
او حدیث او قول صحابی على صحة
عقيدة الصعود بالجسم العنصرى
ثم انصرفوا قبل اثبات هذا الاصل
العظیم الى عقيدة النزول وما عرفوا
ان النزول فرع للصعود وثبوتہ فرع

اور مخمخوں کی طرح کلام کرتے ہیں۔

ہم مفسرین کے اقوال میں یہ بات نہیں پاتے
کہ وہ حیات عیسیٰ کے بارے میں متفق ہو گئے ہوں بلکہ
اس مسئلہ میں ان کے اندر بہت سے اختلافات ہیں
ان میں سے بعض تو اس طرف گئے ہیں کہ وہ فوت
ہو گئے اور پھر زندہ ہو گئے، لیکن یہ صرف ان کے
مومنہ کی بات ہے اور ان کے پاس موت کے
بعد زندگی پر نصوص قرآنیہ یا حدیثیہ سے کوئی دلیل نہیں
اور بعض اس طرف گئے ہیں کہ وہ اپنے خاکی جسم کے
ساتھ موت سے پہلے آسمان کی طرف صعود کر گئے۔
پس یہ لوگ اپنے اس قول میں بغیر کسی حجت و برہان
اور بغیر کسی شانی اور واضح دلیل کے قرآن کریم کے
بیان کے خلاف گئے ہیں۔ پس حاصل کلام یہ ہے
کہ انھوں نے اپنے ظن کے مطابق اس کے معاملہ میں ہادی
میں سرگرداں شخص کی طرح گفتگو کی ہے اور اس
کے صعود کے بارے میں کسی ایک قول پر ان کا اجتماع نہیں
ہوا اور آسمان کی طرف جہدِ عنصری کے ساتھ صعود کر
جانے پر وہ کوئی آیت یا حدیث یا کسی صحابی کا قول
پیش نہیں کر سکتے۔ پھر وہ اس عظیم اصول کو ثابت
کرنے سے قبل نزول کے عقیدہ کی طرف پھر گئے ہیں
اور انھوں نے یہ نہیں سمجھا کہ نزول صعود کی فرع ہے

لشبوته واذا ثبت ان القرآن لا يصدق
 صعود عيسى جسمه العنصرى
 بل يخالفه ويبين وفاته فى كثير من
 آياته فتارة يقول يا عيسى انى متوفىك
 وتارة يشير الى وفاته بقوله فلما توفيتنى
 كنت انت الرقيب عليهم وتارة
 يقول ما محمد الا رسول قد
 خلت من قبله الرسل اى
 ماتوا كلهم ولولم نختر هذا المعنى
 فى هذه الآية المؤخرة يبطل
 الاستدلال المطلوب فكيف نترك
 القرآن وشهاداته وامى شهادة اكب
 من شهادة الكتاب العزيز الذى
 لا ياتيه الباطل من بين يديه ولا
 من خلفه فهل تريد اصلحك الله
 دليلاً اوضح من هذا فالا نسب
 والاولى ان يعرض غير القرآن على
 القرآن ولو كان حديث رسول الله
 صلى الله عليه وسلم او كشف ولى او
 الهام قطب فان القرآن كتاب قد
 كفل الله صحتة وقال انا نحن نزلنا

اور اس کا ثبوت صعود کے ثبوت کے لیے بطور فرع کے
 ہے اور جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ قرآن مسیحؑ کے جسم
 عنصری کے ساتھ صعود کرنے کی تائید نہیں کرتا بلکہ اس
 کی مخالفت کرتا ہے اور اس کی دفات کو اپنی بہت
 سی آیات میں بیان کرتا ہے۔ پس کبھی تو وہ یہ کہتا ہے کہ
 ”اے عیسیٰؑ میں تجھے دفات دینے والا ہوں۔“ اور کبھی وہ
 اپنے اس قول سے اس کی دفات کی طرف اشارہ کرتا
 ہے۔ کہ جب تو نے مجھے دفات دیدی تو تو ہی انپر نگران
 تھا۔“ اور کبھی کہتا ہے ”محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مفسر ایک
 رسول ہیں جن سے پہلے تمام رسول گذر چکے ہیں“ لیکن
 وہ سب کے سب دفات پاگئے (اگر ہم اس آخری آیت
 میں ان منوں کو اختیار نہ کریں تو مطلوب استدلال باطل
 ہو جاتا ہے) پس ہم قرآن اور اس کی شہادوں کو کیسے
 ترک کروں اور کونسی شہادت قرآن کریم کی شہادت سے
 بڑی ہو سکتی ہے کہ جس کے آگے اور پیچھے سے باطل نہیں
 آ سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہمارى اصلاح کرے۔ کیا تو اس سے
 زیادہ واضح اور کوئی دلیل چاہتا ہے پس نسب را دلی ہے کہ غیر
 قرآن کو قرآن پر پیش کیا جائے۔ چاہے وہ حدیث
 نبوی ہو یا کسی دلی کا کشف ہو یا کسی قطب کا اہام
 ہو۔ قرآن کریم ایسی کتاب ہے جس کی صحت کا
 خدا خود ضامن ہے اور اس نے فرمایا ہے ”ہم

نے ہی قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں اور وہ تغیر زمانہ اور بہت سی صدیوں کے گزرنے سے تبدیل نہیں ہوتا اور نہ اس سے کوئی حرف کم ہو سکتا ہے اور نہ کوئی نقطہ زیادہ ہو سکتا ہے اور اسکو مخلوق کے ہاتھ چھو نہیں سکتے اور نہ اس سے آدمیوں کے قول کا اختلاط ہو سکتا ہے۔

اور ساتھ ہی اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن وحی متوکلہ متواتر قطعی حتی النقاط والحرور وانزلہ اللہ باہتمام شدید کامل بحراسة الملائكة ثم ما ترك النبي صلى الله عليه وسلم دقيقة من الاهتمامات في امره وداوم على ان يكتب امام عينه آية آية كما كان ينزل حتى جمع كله ورتب الايات وجمعها بنفسه النفيسة وكان يد اوم على قرائته في الصلوة وغيرها حتى ارتحل من دار الدنيا ولحق بالرفيق الاعلى ولا في محبوبه رب العالمين۔ ثم بعد ذلك قام الخليفة الاول ابوبكر الصديق رضي الله عنه لتعهد جميع سور بترتيب سمع من النبي صلى الله عليه وسلم

و مع ذلك لا شك ان القرآن وحی متوکلہ متواتر قطعی حتی النقاط والحرور وانزلہ اللہ باہتمام شدید کامل بحراسة الملائكة ثم ما ترك النبي صلى الله عليه وسلم دقيقة من الاهتمامات في امره وداوم على ان يكتب امام عينه آية آية كما كان ينزل حتى جمع كله ورتب الايات وجمعها بنفسه النفيسة وكان يد اوم على قرائته في الصلوة وغيرها حتى ارتحل من دار الدنيا ولحق بالرفيق الاعلى ولا في محبوبه رب العالمين۔ ثم بعد ذلك قام الخليفة الاول ابوبكر الصديق رضي الله عنه لتعهد جميع سور بترتيب سمع من النبي صلى الله عليه وسلم

و مع ذلك لا شك ان القرآن وحی متوکلہ متواتر قطعی حتی النقاط والحرور وانزلہ اللہ باہتمام شدید کامل بحراسة الملائكة ثم ما ترك النبي صلى الله عليه وسلم دقيقة من الاهتمامات في امره وداوم على ان يكتب امام عينه آية آية كما كان ينزل حتى جمع كله ورتب الايات وجمعها بنفسه النفيسة وكان يد اوم على قرائته في الصلوة وغيرها حتى ارتحل من دار الدنيا ولحق بالرفيق الاعلى ولا في محبوبه رب العالمين۔ ثم بعد ذلك قام الخليفة الاول ابوبكر الصديق رضي الله عنه لتعهد جميع سور بترتيب سمع من النبي صلى الله عليه وسلم

اور آپ کے بعد اللہ تعالیٰ نے خلیفہ ثالث (حضرت عثمانؓ) کو اس بات کی توفیق دی اور آپ نے سنت قریش کے مطابق قرآن کو ایک ہی قرأت پر جمع کیا اور اسے تمام علاقوں میں شائع کیا اور اس کے ساتھ ساتھ تمام صحابہ قرآن کو حافظوں کی طرح پڑھتے تھے اور اسکا کثیر حصہ مومنوں کے سینوں میں محفوظ تھا اور وہ اسے نماز میں اور نماز کے علاوہ دوسرے اوقات میں پڑھتے رہتے تھے اور ان میں سے بعض سارے قرآن کے حافظ تھے اور وہ رات اور دن پڑھتے تھے اور اس کی ہمیشہ تلاوت کرتے تھے۔

پس اے نیک بندے تو سوچ کہ یہ بلند و ارفع مقام کسی زمانہ میں حدیث کو حاصل ہوا اور احادیث تو تمام کی تمام احاد و یوز ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی کتابت کرنے اور جمع کرنے کی طرف توجہ نہیں فرمائی

ثم بعد الصديق الاكبر وفق الله الخليفة الثالث فجمع القرآن على قراءة واحدة بحسب لغة قریش وانشاءه في البلاد ومع ذلك كان الصحابة كلهم يقرءون القرآن كالحفاظ وكان كثير منه في صدور المؤمنين وكانوا يقرءونه في الصلوة وخارجة بل كانوا بعضهم حافظ القرآن كله وكانوا يتلون في اناء الليل والنهار وكانوا على تلاوته مداومين۔

فتفكر ايها العبد الصالح اين حصل هذا المقام الاعلى والاسنى لحدیث في زمان من الزمنة وان الاحاديث كلها احاد* وما توجه رسول الله صلى الله عليه وسلم

آگاہ رہیے! اللہ تجھے ہدایت دے کہ اہم بخاری احادیث کی تصحیح، ان میں موافقت پیدا کرنے اور تنقید اور ان کے راویوں کی تفتیش کرنے کے شدید استقام کے باوجود اس تناقض کو دور

* اعلم ارشدك الله ان الامام البخاری مع شدة اهتمامه في تصحيح الاحاديث وتوفيقيها وتنقيدها وتفتيش روايتها عن رفع التناقض الذي يوجد

نہ صحابہ نے یہ کام کیا اور نہ اللہ نے ان کا ذکر
 لیا اور ضمانت دی اور نہ ان کی عصمت و حفاظت
 کا وعدہ فرمایا جیسا کہ اس نے قرآن کی حفاظت
 کا وعدہ فرمایا ہے نیز احادیث رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کی دفات کے بعد ایک مبارک زمانہ اور کئی
 صدیاں گزرنے پر کبھی گیس اور پھر ان میں بہت
 اختلاف اور شدید تناقض پایا جاتا ہے اور یہی
 سبب ہے جس نے اس امت کو فرقہ فرقة
 بنا دیا۔ بعض ان میں سے حنفی ہیں، بعض
 شافعی، بعض مالکی اور بعض حنبلی اور
 اگر احادیث متفق علیہ ہوتیں، تو لوگ
 ان کے بارے میں اختلاف نہ کرتے اور

الی جمعہا و کتابتہا ولا صحابۃ الکرام
 وما کفہا اللہ وماضی و ما وعد
 لعصمتہا وحفاظتہا کو وعدہ لحفاظۃ
 القرآن ومع ذلک کتبت الاحادیث
 بعد زمان طویل وبعد قرون من وفات
 نبینا صلی اللہ علیہ وسلم ومع ذلک
 یوجد فی بعضہا اختلاف کثیر و
 تناقض عسیر فہذا ہوا السبب
 الذی جعل ہذا الامۃ فرقۃ فرقة
 فبعضہم حنفی وبعضہم شافعی
 وبعضہم مالکی وبعضہم حنبلی
 ولو کانت الاحادیث متفقۃ متوافقة

کرنے سے باہر آگئے جو صحیح حدیثوں میں پایا جاتا
 تھا یہاں تک کہ آپؐ فاتیہؓ پائے گئے پھر کوئی بھی اس
 کام کو پورا کر کے اس کی تلافی نہ کر سکا۔ کیا تو معراج
 کی احادیث کو نہیں دیکھا کہ کس طرح ان میں بڑے
 بڑے اختلاف پائے جاتے ہیں یہاں تک کہ بعض
 لوگ اس طرف گئے ہیں کہ معراج بیداری میں ہوا تھا
 اور بعض اس طرف کہ وہ ایک رویا صالحہ تھی پس تو
 تدبر کر اور سونے والوں سے نہ ہو۔ منہ

فی احادیث صحیحہ حتی توفی ثم
 ما کان لاحد ان یتدارک ما فاتہ
 الا تنظر الی احادیث المعراج کیف
 یوجد فیہا اختلافات عظیمۃ حتی
 ان بعضہم ذهب الی ان المعراج
 کان فی الیقظۃ وبعضہم ذهب الی
 انه کان رویا صالحۃ فتدبر ولا
 تکن من النائمین - منہ

لما اختلف الناس فيها وما اختلفوا
ولكنهم وجدوا الاحاديث بعضها
يخالف بعضها فاخذ كل واحد حديثا
باجتهاد وفوض الامر الى الله ففريق
ذهب الى رفع اليدين في الصلوة
والتأمين بالجهر وقراءة الفاتحة خلف
الامام وفريق آخر خالفه في اجتهاده
وكل منهما يستدل بحديث فكذلك
في الوفاء من الاحاديث يوجد اختلاف
المذاهب فالاحاديث التي متنزلة
من مراتب التواتر والقطعية واليقين
ولا تخولوا من الاختلافات والتناقضات
والضد اد كيف نحسبها قاضية على
القلوب هذه علامات القضاة
فتفكروا ان كنتم متفكرين -

وانا الانظر الى الاحاديث بنظر
الاستخفاف والتوهين نحن نشكر
اسمة المحمدين محمد عليه
سعيهم ولا نشكر ان للاحاديث شأنا
عظيما وهي حاملة لتواريخ الاسلام
ولا اكثر مسائل الدين وجزئياته

زاد فرقوں میں تقسیم ہوتے، لیکن انھوں نے بعض
احادیث کو بعض احادیث کے مخالف پایا پس ان میں
سے ہر ایک فرقہ نے اپنے اجتہاد کے ساتھ ایک حدیث
کو لے لیا اور معاملہ اللہ کے سپرد کر دیا۔ پس ایک فریق
تو نمازیں رفع یدین اور بلند آواز سے آمین کہنے اور
ام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کی طرت چلا گیا اور
دوسرے فریق نے اپنے اجتہاد میں اس پہلے
فریق کی مخالفت کی اور ہر فریق نے کسی نہ کسی حدیث
سے استدلال کیا۔ اسی طرح ہزاروں احادیث
میں مذاہب کا اختلاف پایا جاتا ہے۔ پس وہ
احادیث جو تواتر، قطعیات اور یقین کے مراتب تک
نہیں پہنچتیں اور اختلاف، تناقض اور تضاد سے
غالی نہیں، انھیں ہم تسران پر کیونکر قاضی
سمجھیں کیا قاضیوں کی یہی علامات ہیں۔ پس اگر
تم غور کرنے والے ہو تو غور کرو۔

ہم احادیث کی طرٹ استخفاف اور توهین کی
نظر سے نہیں دیکھتے۔ ہم تو ائمہ حدیث کے
شکر گزار ہیں اور ان کی کوششوں کی تعریف کرتے ہیں۔
بیشک احادیث کی بلند شان ہے اور وہ تواتر
اسلام اور اکثر مسائل دینیہ اور ان کی جزئیات
کی حامل ہیں۔ ہم ان کی تعظیم کرتے ہیں اور

وَنَعُظُّهَا وَنَعِزُّهَا وَتَقْبِلُهَا بِالرَّأْسِ
وَالْعَيْنِ - وَلَكِنَّا لَا نَقْدُ مَا عَلَى كِتَابِ
اللَّهِ إِلَّا مَا مَرَّ الْمُهَيْبِمْ وَأَذًا تَخَالَفَ
الْحَدِيثَ وَالْفِرْقَانِ فِي أَمْرِ مِنَ الْقَضِصِ
فَنَشْهَدُ الثَّقَلَيْنِ - أَنَا مَعَ الْفِرْقَانِ
وَلَا نَبَالِي طَعْنَ الطَّاعِنِينَ وَنَعْلَمُ
أَنَّ الْخَيْرَ كُلَّهُ وَالسَّلَامَةُ كُلُّهَا فِي
جَعْلِ الْقُرْآنِ مَعْيَارًا لِمِثْلِ هَذِهِ
الْأَخْبَارِ فَالْقَانُونُ الصَّحِيحُ الْعَاصِمُ
مِنَ الْخَطَا عَآن نَعْرِضُ كُلَّ قِصَّةٍ
عَلَى الْقُرْآنِ فَإِنْ كَانَ ذَكَرَهَا فِي الْقُرْآنِ
أَوْ ذَكَرَ أَمْرَ يَشَاءُ كُلُّهَا وَيُشَاءُ بِهَا فَيَقْبَلُ
وَيُؤْمِنُ بِهِ وَيَعْتَقِدُ عَلَيْهِ وَإِنْ لَمْ
يُوجَدْ تَنْبِيْهِ فِي الْقُرْآنِ لَا فِي
هَذِهِ الْأَمَّةِ وَلَا فِي أَمْرِ أُخْرَى بَلْ
يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ يُّعَارِضُهُ فَمِنْ الْوَاجِبِ
أَنْ لَا يَقْبَلَ مِثْلَ هَذِهِ الْقَضِصِ إِلَّا
فِي زِيٍّ التَّوِيلِ فَانْظُرْ أَتَدَّعَى لِهَذَا
الْقَانُونِ الْعَاصِمِ الَّذِي بَلَّغْنَا مِنْ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مِثْلَ تَجْدُدِ الْقِصَّةِ صُعُودِ الْمَسِيحِ

ان کی عزت کرتے ہیں اور انھیں دل و جان سے
قبول کرتے ہیں، لیکن ہم انھیں قرآن کریم پر
مقدم قرار نہیں دیتے اور جب قرآن و حدیث
میں کسی قصہ کے بارہ میں باہم اختلاف ہو
جائے، تو ہم دونوں جہانوں کو گواہ ٹھہراتے ہیں کہ
ہم قرآن کے ساتھ ہیں اور ہم طعن کرنیوالوں کی
طعن کی پروا نہیں کرتے اور ہم جانتے ہیں کہ ساری
بھلائی اور سلامتی قرآن کریم کو ان اخبار کیلئے
معیار بنانے میں ہے پس خطائے بچائیو الا صیغ قانونی یہی ہے
کہ ہم ہر قصہ کو قرآن پر پیش کریں پس اگر اس
کا یا اس جیسے کسی امر کا ذکر قرآن میں موجود ہو
تو وہ قبول کیا جائے گا۔ اس پر ایمان لایا جائیگا اور
اس پر اعتقاد رکھا جائے گا اور اگر اس سے شبہ
کوئی ذکر قرآن میں نہیں نہ اس اُمت میں نہ
دوسری اُمتوں میں، بلکہ کوئی ایسی چیز پائی جاتی
ہے جو اس کے معارض و مخالف ہے تو لازم
ہے کہ اس قسم کے قصوں کو سوائے تاویلی رنگ
کے قبول نہ کیا جائے۔ پس خطائے بچانے والے
اس قانون کی جو ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے ملا ہے پیروی کر۔ کیا تو میسج کے جسم
عضری کے ساتھ صعود اور آسمان سے دو

مع جسمه العنصری ولقصة نزوله
 من السماء واضعاً كفيه على جناحي
 الملكين اصلاً وانثرا في القرآن او
 قصة هاشم بن عبد مناف هذه القصة بل
 القرآن ينزل شأن الله عن مثل تلك
 الافعال في هذا الدنيا ويقول قل
 سبحان ربی هل كنت الا بشراً
 رسولاً وانه خالف قصة النزول مجزاً
 بحديث ذكر بشارات بشر بها المسيح
 في كلامه المرتب المرصع فبلغ
 الكلام من قوله اني متوفيك الى قوله
 يوم القيامة وما ذكر فيه قصة صعود
 المسيح ولا نزوله ولو كانت هيجة
 لذكرها في ضمن هذه البشارات
 فهذه ادليل واضح على ان الفرقان
 ما صدق تلك القصص بل كذبها
 لذكر المواعيد والتبشيرات للمسيح
 الى يوم القيامة وتركه تلك القصة
 وفي ذلك وجوه شافية للطالبين -

واعلم ان القرآن لا يجوز لاحد
 ان يرقى في السموات بجسمه العنصری

فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر اترنے کے قصوں
 کا کوئی اصل یا نشان یا اس قصہ سے مشابہ کوئی قصہ
 پاتا ہے بلکہ قرآن اس دُنیا میں اس قسم کے افعال
 سے خدا کی شان کو منزہ قرار دیتا ہے اور فرماتا ہے
 قل سبحان ربی هل كنت الا بشراً رسولاً (کہ پاک
 ہے میرا رب، میں تو صرف ایک بشر رسول ہوں) اور
 قرآن واضح طور پر نزول کے قصہ کا مخالف
 ہے کیونکہ اس نے ان بشارات کا ذکر کیا ہے جن کی بشارت
 اللہ تعالیٰ نے مسیح کو اپنے مرتبہ اور مرتبہ کلام میں ہی
 میں اور بات خدا کے قول "انی متوفیک" سے اس
 کے قول "یوم القيامة" تک پہنچ گئی اور اس میں مسیح
 کے آسمان پر چڑھنے یا اترنے کا ذکر نہیں کیا اور اگر
 یہ بات صحیح ہوتی تو ان بشارات کے ضمن میں اس کا
 ضرور ذکر ہوتا۔ پس یہ اس بات پر واضح دلیل ہے کہ
 قرآن کریم نے ان قصوں کی تصدیق نہیں بلکہ اسے تکذیب
 کی ہے کیونکہ اس نے مسیح کے لیے قیامت تک کے
 مواعید اور بشارتوں کا ذکر تو کیا، لیکن اس قصہ
 کو اس نے چھوڑ دیا اور اس میں طالبان حق کے لیے
 شافی وجہ موجود ہیں۔

اور تو جان لے کہ قرآن کسی کے لیے یہ جائز
 قرار نہیں دیتا کہ وہ جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر

وَيَبْقَىٰ فِيهَا حَيًّا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَأَنْتَ
تَعْلَمُونَ طَائِفَةٌ مِّنْ قُرَيْشٍ أَفْتَرَحُوا
سُؤَالَاتٍ مِّنْ عِنْدِ انْفُسِهِمْ فَكَانَ مِنْهَا
أَنَّهُمْ قَالُوا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ إِنَّا لَا نَوْعَمُ بِكَ حَتَّىٰ تَرُقَىٰ فِي
السَّمَاءِ فَنُزِّلَ فِي جَوَابِهِمْ قُلْ سُبْحَانَ
رَبِّي هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا مِّثْلَ رَسُولِهِ وَأَنْتَ
تَعْلَمُونَ رَسُولُنَا صَلَاحٌ أَفْضَلُ الرُّسُلِ
وَحَاطَمُهُمْ وَأَحْبَهُمْ إِلَى اللَّهِ فَالَا مَر
الَّذِي لَهُ يُجْزَلُهُ فَكَيْفَ يُجْزَلُ غَيْرُهُ
فَتَدْبِرُوا خِيَايَا إِلَٰدِكَ بِالْهَامِ مَبِينٍ -

وَأَمَّا مَعْرَاجُ رَسُولِنَا صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ أَمْرًا عَجَازِيًّا
مِّنْ عَالَمِ الْيَقْظَةِ الرُّوحَانِيَةِ اللَّطِيفَةِ
الْكَامِلَةِ فَقَدْ عَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِسْمَهُ إِلَى السَّمَاءِ
وَهُوَ يَقْظَانُ لَا تَشْكُ فِيهِ وَلَا رَيْبَ
وَلَكِنْ مَعَ ذَلِكَ مَا فَقَدَ جِسْمَهُ مِّنْ
السَّرِيرَةِ كَمَا تَشْهَدُ عَلَيْهِ بَعْضُ أَرْوَاحِهِ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَكَذَلِكَ كَثِيرٌ مِّنْ
الصَّحَابَةِ فَإِنَّتَ تَعْلَمُ وَتَفْهَمُ أَنَّ

چرھہ جائے اور اس میں قیامت تک زندہ رہے
اور تو جانتا ہے کہ قریش کے ایک گروہ نے اپنے پاس
سے بعض سوالات کیے تھے اور ان میں سے ایک سوال
یہ تھا کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا
ہم تجھ پر اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے جب
تک کہ تو آسمان پر نہ چرھہ جائے اور ان کے جواب
میں یہ آیت نازل ہوئی "قل سبحان ربی هل کنت
الا بشرًا رسولاً کہ پاک ہے میرا رب میں تو صرف ایک رسول
ہوں) اور تو جانتا ہے رسول اللہ افضل الرسل، خاتم الرسل اور
ان میں سے خدا کے سب سے زیادہ محبوب تھے پس وہ بات جو آپ
کیلئے جائز تھی وہ آپ کے غیر کیلئے یکے جائز ہو سکتی ہے
پس اے بھائی خود کر اللہ تعالیٰ وضع النام سے تیری تائید کرے
ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج
عجازی امر تھا جو کامل لطیف و حافی بیداری میں ہوا۔ اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جسم کے ساتھ
بیداری میں آسمان کی طرف صعود فرمایا۔ اس میں
کوئی شک و شبہ نہیں، لیکن اس کے باوجود آپ کا
جسم چار پائی سے گم نہیں ہوا تھا۔ جیسا کہ اس پر
آپ کی بعض ازواج اور بہت سے صحابہ نے شہادت
دی۔ اور تو جانتا ہے اور سمجھتا ہے کہ معراج ایک
دوسری چیز ہے اور آسمان کی طرف عیسیٰ کے

قصۃ المعراج شیخ آخر ایضاً
قصۃ صعود عیسیٰ علیہ السلام
علی السماء وان کنت تشک فیہ فارجع
الی البخاری وما ظن ان تبقى بعد
من المرتابین -

واما قوله تعالى في قصّة ادریس
ورفعناه مكاناً عليّاً فاتفق المحققون
من العلماء ان المراد من الرفع
ههنا هو الامانة بالاكمل ورفع الدرجات
والدليل على ذلك ان لكل انسان موت
مقدر لقوله تعالى كل من عليها
فان ولا يجوز الموت في السموات
لقوله تعالى وفيها نعيدكم ولا
نجد في القرآن ذكر نزول ادریس وقوله
ودفنه في الارض - فثبت بالضرورة
ان المراد من الرفع الموت فاحصل
الكلام ان كلما يخالف القرآن ويعارض
قصصه فهي اباطیل واکاذیب و
انما هو تقوّل المفترین -

ثم اعلم ايديك الله تعالى ان
عقيدة نزول المسيح من السماء

صعود کر جانے کا قصہ اس کے ساتھ کوئی
مثابہت نہیں رکھتا اور اگر اس بارہ میں
تجھے شک ہو تو بخاری کی طرف رجوع کر اور میرا
خیال ہے کہ تو اس کے بعد شک
میں نہیں رہے گا۔

اور حضرت ادریسؑ کے قصہ میں خدا کا یہ قول
کہ ”ورفعنا مکاناً علیاً“ ہم نے اس کو ایک بلند مقام
کی طرف اٹھایا“ محقق علی اس بات پر متفق ہیں
کہ یہاں رفع سے مراد عزت کے ساتھ موت دینا
اور درجات کا بلند کرنا ہے اور اس پر دلیل یہ ہے
کہ ہر انسان کے لیے موت مقدر ہے کیونکہ اللہ نے
فرمایا ہے۔ کل من علیها فان (ہر ایک جو زمین پر ہے
فنا ہو جیوالا ہے) اور آسمانوں میں موت کا جواز نہیں
پایا جاتا؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ونحیٰ نبیدکم (اور
ہم اسی میں تم کو لوٹائیں گے) اور ہم قرآن میں ادریسؑ
کے نزول اور اس کی موت اور زمین میں دفن ہونے
کا قصہ نہیں پاتے۔ پس بالضرورة ثابت ہوا کہ رفع
سے مراد موت ہے۔ پس حاصل کلام یہ ہے کہ ہر بات
جو قرآن کے مخالف ہو اور اسکے قصوں کے مخالف ہو تو
وہ باطل جھوٹ اور افتراء کریموں کی من گھڑت باتیں ہیں
پھر جان لے۔ اللہ تیری تائید کرے کہ آسمان

مع عدم ثبوتہ من النصوص القرآنیۃ
ومخالفة القرآن فیہا یضر عقائد
التوحید ویربّی عقائد قوم اهلکوا
الناس بمثل هذه القصص فانه
ان کان هذا هو الامر الحق ان عیسیٰ
لہ یمیت کا خوانہ من الانبیاء بل
ہو حی موجود فی السماء ومع ذلك
کان یخلق الطیور کمثل خلق اللہ و
یحی الاموات کا حیاء رب العلمین
فای ابتداء اعظم من هذا الذین
یدعون الی ربوبیۃ المسیح فی هذا
الزمان الذی تموج فیہ فتی النصاری
من کل جهة ویجاهدون باموالہم
وجمیع مکائدہم لیضلوا الناس
ویجعلوہم من المتنصرین ۔

ثم اعلّموا ایہا الاعزة ان
حیاة رسولنا صلی اللہ علیہ
وسلم ثابت بالنصوص الحدیثیۃ
وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
واللہ علیہ وسلم انی لا اترك میتانی
قبری الی ثلثة ایام واربعین باختلاف

سے مسیح کے اُترنے کا عقیدہ نصوص قرآنیہ سے —
ثبوت نہ ہونے کی وجہ سے اور قرآن کی مخالفت کی وجہ
سے عقائد توحید کو نقصان دیتا ہے اور اس قوم کے
عقائد کی تائید کرتا ہے جنہوں نے ایسے ہی قصوں سے
لوگوں کو ہلاک کیا اور اگر یہ بات سچی ہوتی کہ عیسیٰ اپنے
انبیاء بھائیوں کی طرح مرا نہیں بلکہ وہ زندہ آسمان
میں موجود ہے اور اس کے ساتھ وہ خدا کی پیدائش
کی طرح پرندے پیدا کرتا تھا اور مردوں کو رب العالمین
کے زندہ کرنے کی طرح زندہ کرتا تھا، تو اس سے
بڑھ کر ان لوگوں کے لیے اور کونسا ابتلا ہوگا
جو اس زمانہ میں الوہیت مسیح کی طرف بلا تے
ہیں جس میں ہر طرف سے نصاریٰ کے فتنے
موجیں مار رہے ہیں اور وہ لوگ اپنے مالوں
اور جمیع تدابیر کے ساتھ کوشش کرتے ہیں کہ
لوگوں کو گمراہ کر دیں اور ان کو عیسائی بنالیں۔

پھر اے عزیزو! جان لو کہ ہمارے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی نصوص حدیثیہ سے
ثابت ہے۔ اور آپؐ نے فرمایا ہے کہ میں اپنی
قبر میں تین یا چالیس دن تک (باختلاف روایت)
مردہ نہیں رہوں گا بلکہ میں زندہ کیا جاؤں گا
اور آسمان کی طرف اٹھایا جاؤں گا اور

الرواية بل احيى وارفع الى السماء وانت
تعلم ان جسمه العنصرى مدفون
فى المدينة فما معنى هذا الحديث
الا الحياة الروحانى والرفع الروحانى
الذى هو سنة الله باصفياء بعد
ما توفاهم كما قال عز وجل يا أَيُّهَا
النفس المطمئنة ارجعى الى ربك وما
معنى قول ارجعى الى ربك الا المعنى
الذى يفهم من قول رافعك الى فان
الرجوع الى الله راضية مرضية والرفع
الى الله امر واحد وقد جرت عادة الله
تعالى انه يرفع اليه عباده الصالحين
بعد موتهم ويؤديهم فى السموات
بحسب مراتبهم ولاجل ذلك لقي
نبينا صلى الله عليه وسلم كل نبى
خلا من قبله فى ليلة المعراج فى
السموات فوجد آدم فى السماء الدنيا
ووجد عيسى وابن خالته يحيى فى
السماء الثانية ووجد موسى فى السماء
الخامسة وهذه الاحاديث صحيحة
تجدها فى البخارى وغيره من الصحاح

تو یہ بھی جانتا ہے کہ آپ کا جسم خاکى مدینہ میں
مدفون ہے۔ پھر اس حدیث کے روحانى زندگی
اور رفع کے سوا اور کیا معنی ہو سکتے ہیں۔ یہ اللہ
کی اپنے اصفیاء کے ساتھ ان کو موت دینے کے
بعد سنت ہے جیسا کہ اس نے فرمایا ہے یا ایتھا
انفس المطمئنة ارجعى الى ربك (اے اطمینان پانیوالی
جان تو اپنے رب کی طرف لوٹ آ) اور اپنے رب
کی طرف لوٹ آنے کے دہی معنی ہیں جو قول رافعک
الى (میں تجھے اپنی طرف اٹھائیواں ہوں) کے ہیں
کیونکہ اللہ کی طرف رجوع اس حال میں کہ وہ ان
سے راضی اور وہ اس سے راضی ہوں اور اللہ کی طرف
اٹھایا جانا دونوں ایک ہی امر ہیں اور اللہ کی یہ سنت
جاری ہے کہ وہ اپنے نیک بندوں کو ان کی موت کے
بعد اپنے طرف اٹھاتا ہے اور ان کے مراتب کے
مطابق انہیں آسمان میں جگہ دیتا ہے اور یہی وجہ ہے
کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات اپنے
سے پہلے گزرنے والے ہر نبی سے ملے، چنانچہ آپ
نے آدم کو پہلے آسمان میں اور عیسیٰ اور آپ کے خالہ
نزد بھائی یحییٰ کو دوسرے آسمان میں اور موسیٰ
کو پانچویں آسمان میں پایا اور یہ حدیثیں صحیح ہیں اور
بخاری اور دوسری صحاح میں پائی جاتی ہیں پھر

وہ لوگ جو حق نہیں چاہتے اور اندھ بن جاتے ہیں اور تمام انبیاء کے رفع کو بھول جاتے ہیں اور عیسیٰ کے رفع پر اصرار کرتے ہیں۔ وہ حدیث معراج کو پڑھتے ہیں لیکن پھر اسے بھول جاتے ہیں اور اپنی عمر غفلت میں ضائع کرتے ہیں۔

کیا عیسیٰ زندہ ہیں اور مصطفیٰ فوت ہو گئے یہ تو بھڑکی تقسیم ہے۔ انصاف کرو۔ وہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے اور جب یہ ثابت ہو گیا کہ تمام انبیاء آسمان میں زندہ ہیں تو پھر حیاتِ مسیح کی کوئی خصوصیت ثابت ہوتی ہے۔ کیا وہ وہاں کھاتا پیتا ہے اور دوسرے انبیاء کھاتے پیتے نہیں بلکہ حضرت موسیٰ کا زندہ ہونا قرآنِ کریم سے ثابت ہے۔ کیا تو قرآنِ کریم میں نہیں پڑھتا کہ اللہ نے فرمایا: فلا تکن فی مریۃ من لقاءہ (تو اس کی ملاقات کے بارے میں شک نہ کر) اور تو جانتا ہے کہ یہ آیت موسیٰ کے بارے میں اتری ہے اور آپ کی زندگی پر صریح دلیل ہے کیونکہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی اور مُردے زندوں سے نہیں ملتے اور تو اس جیسی آیاتِ حضرت عیسیٰؑ کے بارہ میں نہیں پائے گا۔ ہاں ان کی وفات کا ذکر مختلف مقامات پر آیا ہے۔ پس تو تدبر کر کیونکہ اللہ تدبر

ثم الذين لا يريدون الحق يتعمون وينسون رفع الانبياء كلهم ويصرون على حياة عيسى ورفعه ويقروا حديث المعراج ثم ينسونه ويضيعون اعمارهم غافلين۔

اعیسیٰ حی و مات المصطفیٰ تلک اذا قسمتہ ضیغۃ اعدوا و اقرب للتعوی و اذا ثبت ان الانبیاء کلہم احياء فی السموات فائی خصوصية ثابتة لحياة المسيح اهو یاکل و یشرب و ہم لا یاکلون و لا یشربون بل حياة کلیم اللہ ثابت بنص القرآن الکریم الاتقرء فی القرآن ما قال اللہ تعالیٰ عزوجل فلا تکن فی مریۃ من لقاءہ وانت تعلم ان هذه الآية نزلت فی موسیٰ فہی دلیل صریح علی حياة موسیٰ علیہ السلام لانہ لقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و الاموات لا یلاقون الاحیاء و لا تجتمع مثل هذه الایات فی شان عیسیٰ علیہ السلام نعم جاء ذکر وفاته فی مقامات شتى

قتل برفان اللہ یحب المتدبرین - کرنیوالوں کو پسند کرتا ہے۔

وَلَعَلَّكَ تَقُولُ لِمَ ذَكَرَ اللَّهُ تَعَالَى

قِصَّةَ رَفْعِ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ

بِالْخُصُوصِيَّةِ وَكَذَلِكَ قِصَّةَ نَفْيِ صَلْبِهِ

فِي الْقُرْآنِ وَآيِ سُرٍّ وَمُصَلِّحَةٍ فِي ذِكْرِهَا

وَآيِ حَاجَةِ اشْتِدَاتِ لِهَذَا الْبَيَانِ

فَاعْلَمَنَّ عُلَمَاءُ الْيَهُودِ وَفُقَهَائِهِمْ

غَضَبَ اللَّهِ عَلَيْهِمْ كَانُوا ظَالِمِينَ ظُنُّ

السُّوءِ فِي شَأْنِ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ

كَانُوا يَقُولُونَ إِنَّهُ مُفْتَرٍ كَذَّابٌ وَكَانَ

مَكْتُوبًا فِي التَّوْرَةِ أَنَّ الْمُتَّبِعِي الْكَاذِبِ

يُصَلَّبُ وَيَلْعَنُ وَلَا يَرْفَعُ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى

كَالْأَنْبِيَاءِ الصَّادِقِينَ فَارَادُوا أَنْ يُصَلَّبُوا

الْمَسِيحُ لِيُثَبِّتُوا كَذِبَهُ بِحَسَبِ أَحْكَامِ

التَّوْرَةِ وَيُذَيِّبُوا النَّاسَ إِنَّهُ مَلْعُونٌ

كَذَّابٌ وَلَا يَرْفَعُ إِلَى اللَّهِ قَاتِلُهُمْ اللَّهُ وَ

لَعَنَهُمْ كَيْفَ احْتَلَاوُا فِي نَبِيِّهِ مِنَ الْمُفْرِطِينَ

فَسَعَوْا الصَّلْبَ وَبَذَلُوا كُلَّ كَيْدٍ وَمَكْرٍ

لَعَلَّهُ يُصَلَّبُ وَيَحْصُلَ لَهُمْ حُجَّةٌ عَلَى كَذِبِهِ

وَعَدَمِ رَفْعِهِ بِكِتَابِ اللَّهِ التَّوْرَةِ فَبَشَّرَ اللَّهُ

عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ قَاتِلًا يَا عِيسَى ائْتِنِي

اور شاید تو کہے کہ پھر اللہ نے رفع عیسیٰ اور

اسے صلیب پر نہ مارے جانے کا خاص طور پر قرآن

میں کیوں ذکر کیا ہے۔ اور ان دونوں قصوں کے ذکر میں

کو نسا راز اور مصلحت ہے اور کس ضرورت نے ان کے

بیان کو ضروری بنایا ہے۔ پس تو جان پے کہ یہود اور

ان کے فقیہوں پر اللہ تعالیٰ ناراض ہو گا کیونکہ وہ عیسیٰ

علیہ السلام کی شان میں بدگمانی کرتے تھے۔ اور کہتے

تھے وہ (نعوذ باللہ) مفتری اور کذاب ہیں اور تورات

میں لکھا ہے کہ بھوٹا نبی صلیب دیا جاتا ہے۔

اور لعنتی ہوتا ہے اور سچے انبیاء کی طرح اسکا رفع

خدا کی طرف نہیں ہوتا پس انھوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب

پر مارنا چاہا تا وہ تورات کے احکام کے مطابق اس

کا کذب ثابت کریں اور لوگوں کے سامنے بیان کریں

کہ وہ ملعون اور کذاب ہے اور انکار رفع خدا کی طرف

نہیں ہو گا۔ اللہ ان کا بُرا کرے اور ان پر لعنت کرے

کس طرح انھوں نے ایک مقرب نبی کے بارہ میں

حیلہ سے کام لیا۔ پس انھوں نے آپ کو صلیب پر

مارنے کی کوشش کی اور اس کے لیے ہر ممکن

تدبیر کی تا وہ صلیب پہنچیں اور ان کے بھوٹا ہونے

اور عدم رفع کے بارہ میں کتاب اللہ تورات سے

انکے ہاتھ ایک دلیل آجائے پس اللہ نے عیسیٰ کو بشارت دی فرمایا

متوفيك يعنى ميتتك حتف انفك
ورافعك الى يعنى رافعك الى حضرة
القرب كا نبيا الا صدقاء و لست بنعمة
الله من الملعونين والكن ابيين
فهذا مواعيد تسليمة من الرب
الكريم يعيسى عليه السلام ورد على
اليهود وقول مبشر بان الله لا يهدي
كيد الخائنين والرفع كما علمت
انفليس مخصوصاً بعيسى عليه السلام
والانبياء كلهم قد رفعوا وكان مقعداً
عند ميلك مقتدر وقد وجد نبينا
صلى الله عليه وسلم كل نبى مرفوعاً
الى السماء من السموات بل وجد
بعض الانبياء ارفع من عيسى عليه
السلام وفي آية وما قتلوه وما
صلبوه اشارة اخرى وهوان
النصارى زعموا ان عيسى صلب
لاجل تطهيرهم من المعاصى وظنوا
كانه حمل بعد الصلب جميع ذنوبهم
على نفسه وهو كفارة لهم ومطهرهم
من جميع المعاصى والخطيئات ففى

اتى متريك يعنى اے عيسى میں تجھے طبعی موت دوں گا اور
رافعک الی میں تجھے اپنی طرف مقام قرب پر دوسرے
پتے نبیوں کی طرح اٹھاؤں گا اور اللہ کے احسان سے
تو ملعون اور کذاب نہیں پس یہ وعدے اللہ تعالیٰ
کی طرف سے عیسیٰ علیہ السلام کی تسلی اور یہودیوں کی
تردید کے لیے تھے اور یہ بشارت دینے والی بات
تھی کہ اللہ نجات کرنیوالوں کی تدبیر کو کامیاب نہیں
کرتا اور رفع جیسا کہ تو نے ابھی جان لیا ہے، عیسیٰ
علیہ السلام کے ساتھ مخصوص نہیں اور تمام انبیاء
کا رفع ہوا ہے اور ان کا مقام ملک مقدر کے پاس
ہے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نبی کو مرفوع
الی السماء پایا بلکہ بعض انبیاء کو عیسیٰ سے زیادہ
بلند مقام پر پایا۔ اور آیت ”وما قتلوه وما صلبوه“
(انہوں نے نہ اسے قتل کیا ہے اور نہ صلیب دیا ہے)
میں ایک اور اشارہ ہے اور وہ یہ کہ نصاریٰ نے
خیال کیا کہ عیسیٰ ان کو گناہوں سے پاک کرنے
کی خاطر صلیب دیا گیا اور انہوں نے خیال کیا کہ گویا
اُس نے صلیب کے بعد سب گناہ اپنی جان پر اٹھا
لیے۔ اور وہ ان کے لیے کفارہ کے طور پر انھیں
تمام گناہوں اور خطاؤں سے پاک کرنیوالے ہیں۔
پس صلیب کی نفی میں نصاریٰ کی تردید اور

عقیدہ کفارہ کا مثانا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ
یہود اور ان کی اس تدبیر کو جڑ سے اکھڑتا ہے
جو انھوں نے تورات کو مضبوط پکڑنے کے ساتھ کی
اور ان لوگوں کے بہتان سے عیسیٰ کی برأت
کا اظہار کرنا ہے۔ پس یہی وہ سبب ہے جس کی وجہ
سے قرآن نے صلیب عیسیٰ کے قصہ کو بیان کیا اور
اس کو جھٹلایا؛ ورنہ اس کے ذکر کا کیا فائدہ تھا
اور کتنے نبی ہیں جو اللہ کی راہ میں شہید
کیے گئے اور ان کی شہادت کا ذکر قرآن
میں نہیں آیا۔ پس یہ نکتہ مجھ سے اخذ کر اور تصدیق
کرنیوالوں میں سے ہو جا۔

شاید تیرے دل میں یہ کھٹکے کہ رسول کریم صلعم
نے مسیح موعود کے آنے کے ذکر کے وقت ہر
جگہ نزول کا لفظ کیوں استعمال کیا ہے اور ارسال
اور بعثت اور دیگر الفاظ کو کیوں ترک کیا ہے۔
پس جان لے کہ اس میں ایک عظیم راز ہے
جس کی طرف قرآن کریم نے کئی مقامات میں اشارہ کیا
ہے اور وہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی وفات
کے بعد اللہ کی طرف اٹھائے جاتے ہیں اور اس
عالم سے منقطع ہو جاتے ہیں اور انھیں پھوٹے
جانے والے عالم کے لیے کوئی اہتمام اور فکر نہیں

نفی الصلب رد علی النصاری وھدم
العقیدۃ الکفرۃ ومع ذلک رد علی
الیهود واستیصال لکیدھم الذی
احتالوا اعتصامًا بالتورۃ واظهار
البریۃ عیسیٰ علیہ السلام من بہتان
تلك الاقوام فھذا ھو السبب الذی
ذکر اللہ قصۃ صلب عیسیٰ فی القرآن
وکنز بہ والا فما کان فائدۃ فی ذکرہ
وکنز من نبی قتلوا فی سبیل اللہ وما
جاء ذکر قتلھم فی القرآن فخذ منی
ھذا النکتۃ وکن من المصدقین۔

وربما یختلج فی قلبک ان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یختار
لفظ النزول عند ذکر مجئ المسیح
الموعود فی کل مقام وترک لفظ البعث
والا رسال وغیر ذلک فاعلم ان فیہ
سر عظیم قد اشار الیہ القرآن فی
مقامات شتی وھو ان انبیاء اللہ
علیہم السلام یرفعون الی اللہ بعد
وفاتھم منقطعین من ھذا العالم
لا یكون لھم اھتمام ولا فکر لعالم

ترکوه بل یصلون ربهم فرحین
 ویقعدون عند ملیک مقتدر
 بطیب العیش والحبور والسرور
 یرحقون بالواصلین۔ وقد یتفق
 ان امة احد منهم تفسد افساداً
 عظیمًا فی الارض یرجعون الی
 جاهلیة اولی بل الی اقبح واشنع
 منها فیرتعد النبی المتبوع بسما ع
 هذا الخبر عن الله تعالی ویدرکہ
 هم وغم واضطراب ویقصد ان
 ینزل الی الارض ویصلح امتہ فلا
 یجد سبیلاً الیہ لما سبق قول الله
 تعالی انهم لا یرجعون فالله
 یجعل له مثیلاً فی الارض ویجعل
 اراداتہ فی اراداتہ وتوجہاتہ فی
 توجہاتہ ویجعلہما کشیء واحد
 کانہما من جوہر واحد وینزل
 روحانیتہ علی روحانیتہ فیظہر
 المثل بشان واخلق وصفات
 کان المثل بہ یوصف بہا فہذا
 هو الوجه الذی اختیارہ لفظ

ہوتا بلکہ وہ خوشی خوشی اپنے رب سے جا ملے ہیں
 اور ملیک مقتدر کی سائش اور خوشی کے ساتھ بیٹھ جاتے
 ہیں اور خدا سے دصال کرنے والوں سے مل جاتے
 ہیں۔ اور کبھی کبھی ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ ان میں سے
 کسی ایک کی اُمت زمین میں فسادِ عظیم برپا کرتی ہے اور
 وہ پہلی جاہلیت کی طرف عود کر آتی ہے بلکہ اس
 سے بھی زیادہ قبیح و شنیع حالت میں ہو جاتی ہے۔
 اور نبی متبوع اللہ سے یہ خبر سُن کر کانپ اُٹھتے
 ہیں اور انھیں غم و دم اور اضطراب لاحق ہوتا
 ہے اور وہ چاہتا ہے کہ زمین کی طرف اُترے اور
 اپنی اُمت کی اصلاح کرے، لیکن وہ اس کی
 طرف کوئی راہ نہیں پاتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے
 پہلے سے یہ کہہ رکھا ہے کہ وہ واپس نہیں لوٹیں گے
 انہم لا یرجعون۔ پس اللہ اس کا ایک مثیل دنیا میں
 پیدا کرتا ہے اور اس کے ارادوں کو اس نبی کے
 ارادے اور اس کی توجہات کو اس نبی کی توجہات،
 بلکہ انھیں ایک ہی چیز بنا دیتا ہے۔ گویا کہ وہ ایک
 ہی جوہر سے ہیں اور اس نبی کی روحانیت مثیل پر
 نازل ہوتی ہے اور مثیل اسی شان اور انہی صفات
 اخلاق میں ظاہر ہوتا ہے جو اس نبی کی تھیں جبکہ
 وہ مثیل ہے پس یہ وہ سبب ہے جس کی وجہ سے

النزول ليدل على ان المسيح الموعود
يجئ على قدم المسيح الاصلى كانه
هو معنى لفظ النزول الذى جاء
فى البخارى ان المسيح الذى ينزل
منزلة المسيح الحقيقى ومع ذلك لما
كان الدجال المفسد المضل خارجا
من الارض بانواع المكائد والحيل
والفنون الارضية السفلية اختيار
لفظ النزول للمسيح الموعود ^{سببة} متنا
ومحاذاة للخارج الارضى وشارة الى
ان الدجال يهيم فتنة من الحيل
الارضية والمكائد السفلية والمسيح
الموعود لا ياتى بشئ من الارض من
سيف او سهم او رمح بل ياتى
بالسلاح الفلكية وينزل على اجفحة
الملائكة لا يكون معه شئ من
الاسباب الارضية ويؤيد بايات السماء
وبركاتها فانه ملك نزل من السماء
لا هلاك العفرين الارضى واطفاء

لفظ نزول اختيار کیا گیا ہے تا وہ اس بات
پر دلالت کرے کہ مسیح موعود اصلی مسیح کے تدبیر
پر آئیگا۔ گویا وہ وہی ہے پس نزول کا لفظ جو بخاری
میں آیا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ آئینہ الایسح حقیقی
کا قائم مقام ہوگا۔ پھر چونکہ فسادى اور گمراہ کرنے والا
دجال زمین سے قسم قسم کے فریبوں اور حیلوں اور
پست زمینی فنون کے ساتھ نکلنے والا تھا، اس لیے
اس زمین سے نکلنے والے کے مقابل پر مناسبت
کی غرض سے مسیح موعود کے لیے لفظ نزول اختیار
کیا گیا اور اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے
کہ دجال زمینی حیلوں اور پست تدبیروں کے ذریعے
فتنے بھڑکانے گا، لیکن مسیح موعود کوئی زمینی چیز مثل
تلوار، تیر یا نیزہ نہیں لائیگا بلکہ وہ آسمانی اسلحہ
اور وہ فرشتوں کے پردوں پر نازل ہوگا اور اس
کے ساتھ زمینی اسباب کچھ نہ ہوگا اور آسمانی
نشانات اور برکات کے ساتھ اس کی
تائید کی جائے گی۔ گویا وہ ایک فرشتہ
ہے جو زمینی عفریت کے ہلاک کرنے اور
اس کی شرارتوں کے شعلہ کو بجھانے کے لیے

امادیث میں آیا ہے کہ دجال نوع انسان

قد جاء فى بعض الاحاديث ان

آسمان سے نازل ہوا ہے اور جان لے کہ لفظ نزول مسلمانوں کے لیے آسمانی بشارت ہے تا اس زمانہ میں ان کی اُمید منقطع نہ ہو جس میں ان پر مصائب ٹوٹ پڑیں گے اور زمینی جیلے اور سفلی وسیلے کم ہو جائیں گے اور نصاریٰ کے غلبہ، ان کی دولت ان کی قوت کی شدت اور ان کے ائمہ دین (جو کہ دجال اکبر معبود اور شیطان کے منظر اُتم ہیں) کی تدبیریں دیکھ کر ان کے دل کانپ اٹھیں گے اور وہ ان کی اور ان کے حیلوں کی مثال جہانوں میں نہ پائیں گے۔

پس اللہ نے آخری زمانہ کے کمزور مسلمانوں کو بشارت دی اور کہا کہ جب تم یہ دیکھو کہ ائمہ دین نصاریٰ روئے زمین پر غالب آگئے ہیں اور انھوں نے قسم قسم کے حیلوں، تدبیروں، علوم اور لوگوں کے

شعلة شرورہ واعلم ان لفظ النزول تبشیر سماوی للمسلمین لعلہ ینقطع رجاءہم فی زمان تصب علیہم المصائب وتقل الحیل الارضیة والوسائل السفلیة وتقلد قلوبہم برؤیة غلبة النصاری و دولتہم وشدة قوتہم وقوة مکائد ائمة دینہم الذین ہم الدجال الاکبر المعہود والمظہار اتم للشیطان لیریر مثلہم ومثل مکائدہم فی العالمین۔

فبشر اللہ المسلمین المستضعفین فی آخر الزمان وقال انکم اذا راہتم ان ائمة دین النصاری قد غلبوا علی وجه الارض واهلکوا اهلہا

سے نہیں ہوگا بلکہ وہ شیطان ہوگا جو آخری زمانہ میں اپنے پیرو کاروں کے سینوں میں دوسرے پیدا کریگا اور اس کے پیرو کار اس کے اور اس کے ارادہ کے منظر ہوں گے۔ منہ

الدجال لا یكون من نوع الانس بل انما هو شیطان یوسوس فی صدور تابعیہ فی آخر الزمان فتابعہ یكونون مظاہرہ و مظہار اذتہ۔ منہ

بانواع مکائدہم وعلوہم وجذبہم
 قلوب الناس الیہم ورفقہم ولین
 قولہم ومدارتہم الّتی بطریق
 النفاق واستعمالہم ضروراً من
 الحیل وتالیف القلوب بالتعلیم
 والاموال والنساء والمناصب
 والمدارات والتثویقات والامانی
 والخداع واراءة حکومت الدنیا و
 سلطانہا ومواعید القرب من
 دولتہم والتعزز عند امرائہم ووجہ
 انہم قد احاطوا علی البلاد کلہا و
 اسند وفساداً کبیراً بسحر کلما تم
 وعجائب تلبیساتہم وفنونہم الارضیۃ
 الّتی بلغت منتہاها فلا تخافوا ولا
 تحزنوا فان انا نری ضعفکم وکسلکم
 فی دینکم وقلة علمکم وعقلکم وھمتکم
 وما لکم وقلة حیلکم فی تلك الا یام
 ونری انکم صرتم قومًا مستضعفین
 فننزل فی تلك الا یام نصرة من
 عندنا من السماء وعیداً امن
 لدنا ویا یتکم مددنا من العرش خالصاً

دلوں کو اپنی طرف کھینچ کر اپنے افق اور نرم
 باتوں اور منافقانہ طور پر مدارات سے اور شوق
 بڑھا کر خواہشات پیدا کر کے اور قسم قسم کے
 معکروں کے استعمال اور تعلیم کے ذریعہ تالیف
 قلوب اور مال، عورتوں، عہدوں اور مدارات کا
 لالچ دے کر اور دھوکہ دے کر اور مدنی
 کی حکومت اور اس کا غلبہ دکھا کر اور اپنی
 حکومت کے قرب اور اپنے حاکموں کے
 دربار میں عزت کے وعدے دیکر اہل زمین
 کو ہلاک کر دیا ہے اور تم دیکھو کہ انھوں
 نے شہروں کا احاطہ کر لیا ہے اور انھوں
 نے اپنے کلمات کے جادو، تلبیس کے
 عجائبات اور فنون الارضیہ کے ذریعے جو
 اپنی انتہا کو پہنچ گئے ہیں بڑا فساد برپا کر دیا ہے
 پس نہ تم ڈرو نہ غم کھاؤ کیونکہ ہم تمہارے ضعف
 دین میں غفلت، عقل، ہمت، علم اور مال کی
 کمی اور قلت تدبیر کو اس زمانہ میں دیکھ
 رہے ہیں اور ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ تم کمزور ہو
 گئے ہو۔ پس ہم ان ایام میں اپنے پاس سے آسمان
 سے مدد نازل کریں گے اور اپنے پاس سے
 ایک بندہ مبعوث کریں گے اور خالصتاً ہمارے

ہاتھوں، ہمارے نفع سے آسمان سے تمہارے پاس بددائیگی
جس میں کسی زمینی سبب کی طوفی نہ ہوگی اور ہم ظالموں پر اپنے
دین کی حجت پوری کریں گے۔

اور بعض احادیث میں اس طرف بھی اشارہ

کیا گیا ہے کہ مسیح موعود اور دجال موعود کسی مشرقی
ملک یعنی ملک ہند میں ظاہر ہوں گے پھر
مسیح موعود یا اس کے جانشینوں میں سے کوئی جانشین
دمشق کی سرزمین کی طرف سفر کریگا۔ پس صحیح
مسلم کی حدیث میں آیا ہے کہ عیسیٰ دمشق کے
منارہ کے پاس نازل ہوگا۔ اس کے یہی
معنی ہیں کیونکہ نزول اس مسافر کو کہتے ہیں جو
دوسرے ملک سے آئے اور حدیث میں

لفظ مشرق اس طرف اشارہ کر رہا ہے کہ وہ دمشق
شہر کی طرف کسی مشرقی ملک (یعنی ملک ہند)

سے جائے گا اور میرے دل میں ڈالا
گیا ہے کہ دمشق کے منارہ کے پاس

عیسیٰ کے نزول میں اس کے زمانہ ظہور کی طرف
اشارہ ہے کیونکہ اس کے عروج کے اعداد

اس سن ہجری پر دلالت کرتے ہیں جس میں اللہ
نے مجھے مبعوث کیا ہے اور لفظ منارہ کے

استعمال میں اس طرف اشارہ ہے کہ دمشق

من ابداً بنا ومن نفعنا لا يخالطه سبب
من اسباب الارض فانم حجة ديننا
على الظالمين۔

وقد اشير في بعض الاحاديث

ان المسيح الموعود والدجال الموعود
يظهرا في بعض البلاد المشرقية يعني

في ملك الهند ثم يسافر المسيح
الموعود وخليفة من خلفائه الى

ارض دمشق فهذا معنى القول الذي
جاء في حديث مسلمان عيسى

ينزل عند منارة دمشق فان للنزول
هو المسافر الوارد من ملك اُخروفي

الحديث يعني لفظ المشرق اشارة
الى انه يسير الى مدينة دمشق من

بعض البلاد المشرقية وهو ملك
الهند وقد القى في قلبي ان قول

عيسى عند المنارة دمشق اشارة
الى زمان ظهوره فان اعداد حروفه

تدل على السنة الهجرية التي
بعثني الله فيه واختار ذكر لفظ

المنارة اشارة الى ان ارض دمشق

کی سہ زمین انواع و اقسام کی بدنامی سے تاریک ہو جانے کے بعد مسیح موعود کی دعاؤں سے منور ہو کر چمک اُٹھے گی اور تو جانتا ہے کہ ارض دمشق نصاریٰ کے نکتوں کا منبع تھی۔

اور اس کی تفصیل ہم نصاریٰ کی اناجیل میں دیکھتے ہیں کہ پولوس پہلا آدمی تھا جس نے دین نصاریٰ میں نفاذ پیدا کیا اور ان کو گمراہ کیا۔ ان کے اصول کو جڑ سے اُچھٹا اور بڑے کمر سے کام لیا اور وہ دمشق کی طرف گیا اور اس نے اپنے پاس سے ایک قصہ گھڑا تا وہ اسے بعض نصرانی رؤسا کے سامنے پیش کرے جو اس کی تدابیر سے غافل اور غمازی نظر میں، بے ذوق، سطحی آرام والے، کمزور، ناقص العقل اور منقول خرافات اور روایت عجائب پر جلد ایمان لانے والے تھے۔ خواہ ان کا نقل کنندہ اور رادی کذاب اور مفسد شخص ہی ہو، پس پولوس دمشق میں ان میں سے ایک شخص انانیا سے ملا، جو اول درجہ کا غبی اور ایسی مائع شدہ باتوں کی طرف جلد مائل ہو نہیوالاتھا اور اس نے کہا۔ اے میرے آقا! میں نے ایک عجیب کشف دیکھا ہے، کہ میں اپنے تمام شہ سواروں کے ساتھ

تیر و تشرقی بد عوات المسیح الموعود بعد ما اظلمت بانواع البدعات وانت تعلم ان ارض دمشق كانت منبع فتن المتنصرین۔

وتفصیلہ کما رأینا فی

اناجیل النصاری ان بولص الذی کان اول رجل افسد دین النصاری واضلهم واجاح اصولهم ومکرمکرا کبارا وسار الی دمشق واقتری من عند نفسه قصة طويلة لیعرضها علی بعض سادات النصاری الذین کانوا غافلین من مکائدہ وکانوا سفها بادی الرأي ذوی الاراء السطحية والعقول الناقصة الضعيفة سریع الایمان بالخرافات المنقولة والعجائبات المروية ولو کان ناقلها وراویها امرء کذابا مفسدا فلقی بولص فی دمشق رجلا منهم الذی کان اسمہ انانیا وکان اولهم غباوة وسریع المیل الی مثل هذه المخترات فقال یاسیدی انی رأیت کشفاً

یحییٰ اِنی کنت اسیر مع جملہ فرسان
 الی جهة من الجهات و کنت من اشد
 الاعداء لدین المسیح اروح واعذ
 فی هذا الفکر فنزل علی المسیح وفادانی
 من الضوء و سمعت صوته و عرفته
 فقال له تو ذینی یا بولص اتطبق ان
 تضرب یدک علی ریح الحدید
 فزجرنی و خوفنی حتی خفت و ارتعدت
 فقلت یا ربی انی تبت مما فعلت فامر
 ما افعل بعد ذلك فامرنی و قال سر
 الی مدینة دمشق و ابحت فیها عن
 رجل اسمه انا نبیا و اقضص علیه
 هذه القصة فهو یعرفک ما یكون
 عملک فالحمد لله انی وجدتک و
 رأیتک علی صفات عرفنی بهاری
 المسیح ثم قال بعد تمهید هذه
 المکائد یا سیدی انی برئ من
 دین الیهود فادخلنی فی الملة
 المقدسة النصرانية فانی جئتک
 مؤمناً و مبشراً من المسیح فتنصر
 علی ید انا نبیا و اجابه انا نبیا فی کل

کسی طرف جا رہا ہوں اور میں دین مسیح کے
 سخت دشمنوں سے تھا۔ میں صبح و شام اس فکر
 میں رہتا تھا۔ در آخر ایک مجھ پر مسیح نازل ہوئے
 اور روشنی سے مجھے پکارا۔ میں نے آواز سنی
 اور آپ کو پہچان لیا۔ آپ نے فرمایا۔ پولوس
 تو مجھے کیوں تکلیف دیتا ہے۔ کیا تو اس لہے
 کے نیزے پر ہاتھ مارنے کی طاقت رکھتا ہے؟
 پس آپ نے مجھے ڈانٹا اور ڈرایا۔ یہاں تک کہ
 میں ڈر کر کانپ اٹھا۔ اور میں نے کہا۔ اے میرے
 آتائیں نے اپنے فعل سے توبہ کی پس آپ مجھے
 ارشاد فرمائیں کہ میں اسکے بعد کیا کروں۔ اس پر آپ نے
 مجھے ارشاد فرمایا کہ دمشق شہر کی طرف جا اور انا نبیا
 نامی شخص کو تلاش کر اور اس کے سامنے
 یہ قصہ بیان کر کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس کے
 بعد تمہارا کیا کام ہوگا پس الحمد للہ کہ میں نے
 آپ کو پایا اور میں نے آپ میں وہی صفات مشاہدہ
 کیں جو میرے آقا مسیح نے بتائی تھیں۔ ان تمہیدی
 تدبیروں کے بعد اس نے کہا اے میرے آقا!
 میں یہود کے دین سے بری ہوتا ہوں۔ آپ مجھے
 (ملت مقدسہ نصرانیہ) میں داخل کریں کہ میں
 آپ کے پاس مومن بن کر اور مسیح کی بشارت
 لے کر آیا ہوں! چنانچہ وہ انا نبیا کے ہاتھ پر

فاطلميه وعظمه واشتاع هذه القصة
 في مدينة دمشق فاول ارض غرس
 فيه شجرة ربوبية المسيح هي مينة
 دمشق وغرس بولص فيها هذه
 الاشجار الخبيثة واهدك اهلها
 فالنصارى كلهم اشجار بذر بولص
 الذي بذره في دمشق فاراد رسول الله
 صلى الله عليه وسلم ان يذكروا مدينة
 دمشق في نباء المسيح الموعود تنبيهًا
 الى ان تلك الارض كانت مبداء للفساد
 ومنبع اول الفتن المتنصر ولجعل
 العبد الهاثم سيصل عبدٌ موحد
 اليه في اخر الزمان لا شاعة التوحيد
 كما وصل بولص لا شاعة الشرك
 والكفر والخبث تبليسا من عند نفسه
 ليكون له مكانا في اعين النصارى
 فالحاصل ان دمشق كان اصلا ومنبع
 لفتن المتنصرين وكان مبداء الفساد
 مبداء كيد الكائدين - فبشر الله
 لعباده ان فتنة الوهية المسيح
 تجاح وتزال من وجه الارض كلها

نصرانی ہو گیا اور انہوں نے اس کی تعظیم کی اور اس
 قصہ کو دمشق شہر میں پھیلایا۔ پس دمشق وہ پہلی
 سرزمین ہے جس میں الوہیت مسیح کا پودا بویا گیا اور
 اس میں پولوس نے یہ گندے پودے بوئے
 اور اس کے رہنے والوں کو ہلاک کیا۔ پس
 نصاریٰ تمام کے تمام اس بیج سے نکلے ہوئے
 پودے ہیں جسکو اس نے دمشق میں بویا تھا۔ پس
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ مسیح موعود
 کی پیش گوئی میں دمشق کے شہر کا ذکر کریں تا اس
 بات پر متنبہ کریں کہ یہ سرزمین منبع فساد اور نصرا
 فتوں کے پیدا ہونے کی جگہ ہے اور بندہ کو خدا
 بنانے کے فتوں کا سرچشمہ ہے۔ عنقریب ایک
 توحید پرست بندہ آخری زمانہ میں یہاں
 اشاعت توحید کی خاطر پہنچے گا۔ جیسے
 پولوس شرک اور کفر اور اس خباثت کی اشاعت
 کے لیے اپنے نفس کی تلبیس سے وہاں پہنچا تھا تا
 نصاریٰ کی آنکھوں میں اُسے ایک مقام حاصل
 ہو جائے۔ پس حاصل کلام یہ ہے کہ دمشق نصاریٰ
 کے فتوں کا منبع اور فساد اور حیلہ سازوں کے
 حیلوں کا مبداء تھا۔ پس اللہ نے اپنے بندوں کو
 بشارت دی کہ الوہیت مسیح کا فتنہ جبرے اکھیر

حتی من دمشق الذی کان مبدئها
ومنبعها وینتہی کمال التوحید الیہ
کما ابتدأت الفتن منہ وھذا فعل
اللہ وعجیب فی اعین الذین لا یؤمنون
بعجائب رحمۃ ارحم الراحمین ۔

واما قتل الدجال الذی ہو من
علامات المسیم فاعلموا ایہا
الاعزۃ آیت کوللہ ان لفظ الدجال
لیس اسم احد سماہ ابوا بہ بل ہو
فی اللغۃ ثمنۃ عظیمۃ یقطعون نواحی
الارض سیراً ویعطون الحق علی الباطل
ویرونہ کالحق الخالص المحض وینجسون
وجہ الارض بالتمہیات والتلبیسات
ویفوقون مکرّاً وکیداً اکل مکار
وکائد وتعم الارض کلہا بلیاتہم و
افاتہم ولو کان المراد من لفظ الدجال
رجلاً خاصاً البین النبی صلی اللہ علیہ
وسلم اسم ذلک الرجل الذی لقب
بالدجال اعنی الاسم الذی سماہ
والداه و بین اسم والدیہ ولكن لم
ی بین ولم یصرح اسم ابیہ وامہ

دیا جائیگا اور وہ تمام زمین سے حتی کہ دمشق سے جو اسکا
مبداء اور منبع تھی زائل کر دیا جائیگا اور کمال توحید
اسکی طرف پہنچی جیسا کہ اس سے فتنوں کی ابتداء ہوئی اور
یہ اللہ کا فعل ہے اور ان لوگوں کی نظریں عجیب بات ہے جو
سب کرم کر نیوالوں سے زیادہ رحم کر نیوالے خدا کے عجائبات پر ایمان
نہیں لاتے اور قتل دجال جو علامات مسیح میں سے ایک
ہے۔ اس کے متعلق اسے عزیزو! اللہ تمہاری آیت
کرے) جان لو کہ لفظ دجال کسی شخص کا نام نہیں جو اس کے
والدین نے رکھا ہو بلکہ لغت کے لحاظ سے وہ ایک بڑا گروہ
ہے جو زمین کے کناروں تک سفر کرے گا اور
حق کا باطل پر متوجہ کریگا اور لوگ اسے خالص
اور کھرے حتی کی طرح خیال کریں گے اور وہ
زمین کو متوجہ سازیوں اور فریب کاریوں سے پلید کریگا
مگر اور فریب میں وہ ہر مکار اور فریبی سے فوقیت
سے جائیگا اور اس کی بلائیں اور آفتیں زمین پر
عام ہو جائیں گی اور اگر دجال سے کوئی خاص شخص
مراد ہوتا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ضرور اس
شخص کا نام بتاتے، جسے دجال کا لقب دیا گیا ۔
یعنی وہ نام بتاتے جو اس کے والدین نے
اس کا رکھا اور پھر اس کے والدین کا نام
بتاتے، لیکن آپ نے اس کے باپ اور ماں کے

عوجب علينا ان لا نخت من عند انفسنا
رجلا خاصا بل ننظر في لسان العرب
ونقدم معنى يهدى اليه لغة قريش
فاذا اثبت معناها انه فئمة الكاثدين -
فوجب بضرورة التزام معنى اللفظ
ان نقربانه فئمة عظيمة فاقوا مكر او
كيد او تلبيسا اهل زمانهم ونجسوا
الارض كلها بخيال اتهم الفاسدة ثم
اذا رجعنا الى القرآن ونظرنا فيه هل
هو يبين ذكر رجل خاص مسمى دجالا
فلا نجد فيه منه اثرا ولا اليه اشارة
مع انه كفل ذكر واقعات عظيمة لها
دخل في الدين وقال ما فرطنا في الكتاب
من شيء وقال في مقامات كثيرة ان
في القرآن تفصيل كل شيء ولكن لا نجد
في القرآن ذكر الدجال الذي هو فرد
خاص بزعم القوم اجمالا فضلا عن
التفصيلات نعم انا نرى ان القرآن
قد ذكر صريحا فئمة مفسدة في الدين
وذكر ان في اخر الزمان يكون قومًا
مكاريين مفسدين ينسلون من كل

ناموں کو بالصرحت بیان نہیں فرمایا۔ پس ہم پر واجب
ہے کہ ہم اپنے پاس سے کوئی خاص شخص تجویز نہ کریں بلکہ
لغت عرب کو دیکھیں اور ان معنوں کو مقدم کریں جس
کی طرف لغت قریش ہماری راہنمائی کرتی ہے۔ پس
جبکہ اس کے معنی یہ ثابت ہو جائیں کہ وہ مکارتوں کا
ایک ٹولہ ہے تو لفظ کے معنی کے التزام کی ضرورت کے
ساتھ واجب ہوا کہ ہم اس بات کا اقرار کریں کہ وہ ایک
بڑا گروہ ہے جو مکر و تدبیر اور فریب میں اپنے زمانہ کے
لوگوں پر فوقیت لے گیا اور انھوں نے اپنے فاسد
خیالات کے ساتھ تمام زمین کو پلید کر دیا۔ پھر جب ہم قرآن
کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اس میں یہ دیکھتے ہیں کہ آیا
اس نے دجال نامی کسی خاص شخص کا ذکر کیا ہے تو ہم اس
میں کوئی ایسا نشان اور اشارہ نہیں پاتے، حالانکہ وہ تمام
ان واقعات کو بیان کر نیکی کفیل ہے جن کا دین میں دخل
ہے اور اس نے نما ما فرطنا، لکتاب من شئ (ہم نے
قرآن میں کوئی چیز بیان کرنے میں کوتاہی نہیں کی) اور اس
نے اور بہت مقامات میں فرمایا ہے کہ قرآن میں ہر چیز کی
تفصیل موجود ہے، لیکن ہم قرآن میں اس دجال (جو لوگوں
کے خیال میں ایک خاص فرد ہے) کا تفصیلی تذکرہ نہ
اجمالی ذکر بھی نہیں پاتے۔ ہاں ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن نے
بالصرحت دین میں فساد کرنے والے ایک گروہ کا ذکر کیا

حَدَب وَيَهِيحُونَ الْفِتْنِ فِي الْأَرْضِ
 كَأَمْوَاجٍ الْبَارِ فَتِلْكَ هِيَ الْفِتْنَةُ الَّتِي
 سَمِيتَ فِي الْأَحَادِيثِ دَجَالًا وَاللَّهُ يَعْلَمُ
 أَنَّ هَذِهِ الْمَرْحُوقَ وَظَهَرَتِ الْعَلَامَاتُ
 كُلُّهَا الَّتِي تَرَى أَنَّهُمْ أَشَاعُوا الْكُفْرَ وَالشُّرْكَ
 أَكْثَرَهُمُ الشَّاعِ الْكُفْرَ كُلَّهُمْ مِنْ وَقْتِ آدَمَ
 إِلَى هَذَا الْوَقْتِ وَالْأَمَاكِنِ الَّتِي مَرَّ
 بِهَا وَتَسَلَطُوا عَلَيْهَا فَقَدْ بَدَأُوا فِيهَا
 بَذْرَ الْكُذْبِ وَالْفِتْنَةِ وَالْفُسَادِ وَالْتِزَاعِ
 عَلَى جِيْفَةِ الدُّنْيَا وَأَمَوَالِهَا وَأَرْضِيهَا
 وَعِمَارَاتِهَا وَأَمَارَاتِهَا وَقَدْ هَيَّجُوا
 بَعْضَ النَّاسِ عَلَى بَعْضٍ بِطَائِفِ الْحَيْلِ
 وَالْتِزَاعِ ابْتِغَاءَ الْمَوْقِعَةِ فِي الْمَجَادِلَاتِ وَقَدْ
 أَشَاعُوا الْفُسْقَ وَالْحِمَادَ وَالزُّنْدُقَةَ
 وَعَلَّمُوا أَهْلَ الدُّنْيَا سِيرَ الدَّجَالِيَّةِ وَ
 فِتْنًا لَطِيفَةً وَمَا بَقِيَتِ الْأَمَانَةُ فِي هَذِهِ
 الدِّيَارِ وَلَا الدِّيَانَةُ وَلَا الصَّدَقُ وَلَا الْوَفَاءُ
 وَلَا الْعَهْدُ وَلَا الْحَيَاءُ وَلَا فِكْرُ الْآخِرَةِ إِلَّا
 مَا شَاءَ رَبُّ الْعَالَمِينَ -

يَتَوَادُونَ لِلدُّنْيَا وَيَتَبَاغِضُونَ

لِلدُّنْيَا وَيَلْقَوْنَ لِلدُّنْيَا وَيَفَارِقُونَ لِلدُّنْيَا

ہے اور اس نے بیان کیا ہے کہ کافر ہی نہیں ایک
 مفسد اور مکار گروہ جو گاؤں ہر ہندی سے اُترے گا اور وہ مسند
 کی مہجوں کی طرح زمین میں نٹے اٹھائے گا۔ پس یہ وہ گروہ
 جسکا نام احادیث میں دجال رکھا گیا اور اسد جانتا ہے
 کہ یہ بات حق ہے اور ساری علامات ظاہر ہو گئی ہیں کیا
 تو نہیں جانتا کہ انھوں نے کفر و شرک کو اس سے زیادہ
 پھیلایا ہے جو آدم سے لیکر اب تک سب کفار نے پھیلایا
 ہے اور جن جگہوں سے وہ گزرے اور اپنا تسلط جمایا۔
 وہاں انھوں نے جیفہ دنیا کے لیے اموال اور زمینوں،
 عمارتوں اور سرداروں کے لیے جھوٹ، فتنہ و فساد اور
 تنازعات کا بیج بویا اور عجیب حیول و جھگڑوں پر منتج ہوئی والی
 تدبیروں سے لوگوں کو ایک دوسرے کے خلاف بھڑکایا
 اور انھوں نے فسق، الحاد اور زندہ کو پھیلایا۔ اور
 اہل دنیا کو دجالی عادتیں اور لطیف فتنے
 سکھائے اور ان علاقوں میں امانت، دیانت، سچائی، وفا، عہد، حیا اور فکرِ آخرت
 میں کوئی بھی باقی نہ رہا سوائے اس
 کے کہ جو اللہ رب العالمین نے
 چاہا۔

وہ دنیا کے لیے ایک دوسرے سے محبت

رکھتے ہیں اور دنیا کے لیے ایک دوسرے سے بغض

ولا يستبشرون الا بذكر الدنيا وخارجها
وفيهم لصوص وخداعون وغاصبون
يتمنون موت المشركاء بل موت الابرار
لمتاع قليل من الدنيا وعرضها واراھم
من موتهم غافلين۔ والحاصل ان قوم
النصارى قوم قوى الهمة فى اشاعة
الفتن والضلالت والقاء التفرقة فى
الاقوام والقبائل مشديد الهيبة
صاحب البطش وصاحب الدولة ولما
الجزيل مبداء الفتن كلها لا يامنهم
قريب ولا بعيد وجد واحد هذه
الديار كعصفور فتقوا من ريشهم و
اكلوا من لحمهم وتركوهم فى مكاره الدنيا
ونشد انذها وجعلوهم كانفسهم
ضالين ومضلين۔

وقد تعسرت عليهم تجارتهم
وسوقهم وكسبهم ونهبت ايمانهم
رياح الضلالت وقد ضل احداثم
ونساءهم وذرياءهم من هذه الفتن
الهاججة كالطوفان العظيم وتنصخلق
كثير من سادات القوم ومن اولاد

رکھتے ہیں اور وہ دُنیا کے لیے ملتے اور دُنیا کے لیے
علیحدہ ہوتے ہیں اور وہ صرف دُنیا اور اس کی
زینت کی چیزوں کے ذکر سے ہی خوش ہوتے ہیں اور
ان میں چور، دھوکہ باز اور غاصب ہیں۔ وہ دُنیا کی معمولی
منفعت اور سامان کے لیے اپنے شرکار بلکہ اپنے اباہ کی
موت کی تمنا کرتے ہیں اور میں انھیں اپنی موت سے غافل
دیکھتا ہوں اور حاصل کلام یہ ہے کہ نصاریٰ ایسی قوم
ہے جو فتنوں کی اشاعت، گمراہیوں کی تشہیر اور اقوام و
قبائل میں تفرقہ ڈالنے میں بڑی ہمت والی ہے۔ وہ شدید
سیست والی، گزشت کر نیوالی، صاحب دولت، مال کشی والی
اور تمام فتنوں کا منبع ہے۔ دُور و نزدیک کوئی بھی ان سے
امن میں نہیں۔ انھوں نے ان علاقوں کے لوگوں کو ایک
پڑیا کی طرح پایا اور انکے پر نوح ڈالے اور گوشت کھایا اور
انھیں دُنیا کی تکلیف اور مصائب میں چھوڑ دیا۔ اور انھیں
اپنی طرح گمراہ اور گمراہ کر نیوالا بنا دیا۔

ان کی تجارتیں، بازار اور کمائیاں ان پر
تنگ ہو گئیں اور گمراہیوں کی ہواؤں نے انکا ایمان
پھین لیا اور ان کے فوجوان، عورتیں اور اولادیں اس
طوفانِ عظیم کی طرح جوش مار نیوالے فتنوں سے
گمراہ ہو گئیں اور قوم کے سرداروں، مشائخ، علمائے
اور امراء کی اولادیں سے بہت سے یتیم بن گئے۔

مَشَاخِمْ وَعِلْمَانِهِمْ وَأَمْرَاءَهُمْ فَبَعْضُهُمْ
ارْتَدَّ وَأَطَاعَ فِي أُمُورِهِمْ وَبَعْضُهُمْ
طَمَعًا فِي نِسَاءِهِمْ وَبَعْضُهُمْ طَمَعًا
فِي الْخَمْرِ وَطَرَقَ الْفُسْقَ وَالْحَرِيَّةَ
النَّصْرَانِيَّةَ الَّتِي قَدْ بَلَغَتْ إِلَى
الْغَايَةِ وَبَعْضُهُمْ مِنَ التَّرْغِيبِ فِي حُكُومَةِ
الدُّنْيَا وَسُلْطَانِهَا وَمَنَاصِبِهَا وَلَذَنَاقَتِهَا
وَشَهَوَاتِهَا وَأَمَّا الَّذِينَ حَافَظُوا فَضْلَ اللَّهِ
وَعَانَيْتَهُ فَأَبْرِيَاءُ مِنْهُمْ وَقَلِيلٌ مَا هُمْ
فَهَذِهِ مَصِيبَةٌ عَظِيمَةٌ عَلَى الْإِسْلَامِ
وَدَاهِيَةٌ يَرْتَدُّ عَنْهُ رُوحُ الْكَرَامِ وَلَا
تُخْلَصُ مِنْهَا إِلَّا بَعْنَايَةُ تَنْزِلِ مِنَ السَّمَاءِ
لَا نَحْمُ الْمُسْلِمِينَ قَدْ تَقَاعَصَتْ وَ
الْمَصَائِبُ عَلَيْهِمْ قَدْ نَزَلَتْ وَالْمَعَاصِي
قَدْ كَثُرَتْ أَكْبَادُ أَعْلَى الدُّنْيَا وَخَارَ فَهْهَا
وَكَثُرَ هَمُّ هَلْكَوَامِعِهَا لَيْكِنْ فَلَا تُكْنِ
مِنَ الْمُسْتَرِينَ فِي كَوْنِ النَّصَارَى دَجَالًا
مَعَهُودًا أَوْ مَظْهَرًا عَظِيمًا لِلشَّيْطَانِ
وَالنَّظَرُ إِلَى فِتْنَتِهِمْ وَسِحْرِهِمْ وَتَسْخِيفِهِمْ
الْمِيَاءَ وَالْأَدْنَى وَالْجِبَالَ وَالْبَحَارَ
الْأَنْهَارَ وَآخِرَ أَجْزَائِهِمْ خَزَائِنَ الْأَرْضِ

ان میں سے بعض اموال کی لاپٹ میں اور بعض
ان کی عورتوں، شراب، فسق کے طریقوں
اور انتہا کو پہنچنے والی مسیحی آزادی کے
شوق میں مُرتد ہو گئے اور بعض زہریلی
حکومت اور اس کے غلبہ، اس کے عدسوں،
لذتوں اور شہوات میں رغبت کی وجہ سے
مُرتد ہو گئے اور جن لوگوں کی اللہ کے فضل اور
عنایت نے حفاظت کی، وہ ان سے محفوظ ہیں اور
وہ بہت کم ہیں۔ پس اسلام پر یہ عظیم مصیبت اور
آفت ہے جس سے شرع کی روح کا پُٹ اُٹھتی
ہے اور اس سے تُو سوائے عنایتِ خداوندی کے
جو آسمان سے اُترتی ہے خلاصی نہیں پاسکتا کیونکہ
مسلمانوں کی ہمتیں پست ہو گئی ہیں اور ان پر مصائب
نازل ہو چکے ہیں اور گناہ زیادہ ہو گئے ہیں دُنیا اور
اس کی دولت پر جھگگئے ہیں اور ان میں سے
اکثر ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہلاک ہو گئے
ہیں پس تو نصاریٰ کے دجال معبود ہونے اور شیطان
کا عظیم ظہور ہونے میں شک نہ کر اور ان کے
فتنوں، جادوؤں اور پانیوں اور بھاپ،
پھاڑوں، سمندروں اور دریاؤں کو مسخر
کرنے، زمین سے خزانے نکالنے، ان کے کرد

ومكالم واضلا لانهم هل تجد
نظيرهم في الاولين والآخرين -

واما قول بعض علماء الاسلام
ان المسيح الموعود يحارب النصارى
ولا يرضى الا بقتلهم واسلامهم فهذا
افتراء على كتاب الله ورسوله فاننا اذا
نظرنا الصحاح بنظر الامعان فما وجدنا
اثرا فيها ونعلم مستيقنا ان العلماء
قد اخطاؤا في فهم تلك الاحاديث
ووضعوا الالفاظ في غير موضعها لم
يعلموا ان القرآن لا يصدق هذا
البيان والبخارى الذي هو اصح الكتب
بعد كتاب الله يكد به بالبيان الصريح
وقد جاء فيه حديث ذكر فيه ان
عيسى يضع الحرب فهذا اشارة
صريحة الى انه لا يحارب بالسيف
والسنان ثم انصفوا رحمكم الله ان
النصارى لا يحاربون المسلمين لانتها
دينهم في زماننا هذا ولا يصدونهم
عن دين الله بآيدىهم فكيف يجوز
للمسلمين ان يحاربوهم مع كونهم

اور گمراہ کرنے کی طرٹ دیکھ۔ کیا تو اولین و آخرین
میں ان کی کوئی نظیر دیکھتا ہے

اور بعض علماء اسلام کا یہ کہنا کہ مسیح
موعود نصاریٰ سے لڑائی کرے گا اور سوائے ان
کے قتل یا اسلام لانے کے راضی نہ ہوگا
یہ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول پر افتراء
ہے کیونکہ جب ہم صحاح کی طرٹ غور سے دیکھتے ہیں تو
ان میں اس کا کوئی نشان نہیں پاتے اور ہم یقین
سے جانتے ہیں کہ علماء نے ان احادیث کو سمجھنے
میں غلطی کی ہے اور انھوں نے ان الفاظ کو ایسی جگہ
رکھا ہے جو ان کی حقیقی جگہ نہیں۔ کیا وہ نہیں جانتے
کہ قرآن اس بیان کی تصدیق نہیں کرتا اور بخاری جو قرآن
کے بعد اصح الکتاب ہے وہ بیان صریح سے اسکی تکذیب
کرتی ہے اور اس میں ایک حدیث آئی ہے جس
میں ذکر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام لڑائی کو ختم کریگا۔
پس یہ اس کی طرٹ صریح اشارہ ہے کہ وہ تلوار اور
نیزہ سے نہیں لڑیگا۔ پھر اللہ تم پر رحم کرے! انھوں
کو کہہ نصاریٰ اپنے دین کی اشاعت کے لیے ہمارے
اس زمانہ میں مسلمانوں سے نہیں لڑتے نہ انھیں اپنے
ہاتھوں سے دین سے روکتے ہیں۔ پس کس طرح جائز
ہے کہ مسلمان ان سے لڑیں، حالانکہ وہ اس سے

ممنوعین۔

روکے گئے ہیں۔

بل الدولة البريطانية محسنة
الى المسلمين والمملكة المكرمة
التي نحن رعاياها يرجع الاسلام
في باطنها على ملل اخرى بل سمعنا
ازيد من هذا ولكن لا نرى ان نذكرها
فالحاصل انها كريمة والقي الله في
قلوبها حب الاسلام فلهذا السبب
جعلها الله مواسية للمسلمين حتى
انها تخب ان يشاع الاسلام في بلادها
او تقر بعض كتب لساننا من مسلم
او لا عند ها وسرت بشيوع ديننا في
بلادها المغربية بل اسلمت طائفة
من قومها في بلدة قريبة من دار دولتها
فرحمتهم واحسنت اليهم واشاعت
كتبهم في اقاربها تريد ان تؤوي بعضهم
في اعزة امراءها وامرتهم ان يعمر
مساجد لعبادتهم ويعبدوا ربهم
امين۔

بلکہ دولتِ برطانیہ تو مسلمانوں کی تحسین ہے
اور ملکہ مکرمہ جس کی ہم رعایا ہیں اپنے دل میں
اسلام کو دوسرے دینوں پر ترجیح دیتی ہے بلکہ ہم نے
تو اس سے بھی زیادہ سنا ہے، لیکن ہم اس
کا ذکر کرنا مناسب نہیں سمجھتے۔ حاصل کلام یہ
ہے کہ وہ شریف النفس ہے اور اللہ نے اس
کے دل میں اسلام کی محبت ڈال دی ہے۔ پس اسی
وجہ سے اللہ نے اُسے مسلمانوں کا ہمدرد بنایا ہے
یہاں تک کہ وہ پسند کرتی ہے کہ اس کے علاقوں میں
اسلام کی اشاعت کی جائے اور وہ ہماری زبان کی بعض
کتب پڑھتی ہے جو ایک مسلمان کی لکھی ہوئی ہیں جس
کو اس نے اپنے پاس پناہ دے رکھی ہے اور وہ اپنے مغربی علاقوں
میں ہمارے دین کی اشاعت سے خوش ہے بلکہ اس کے
دارالخلافہ سے قریب ایک شہر میں ایک جماعت نے اسلام قبول
کیا تو اس نے پرمہربانی اور احسان کیا اور ان کی کتب کو اپنے
آقارب میں بھیلایا اور وہ چاہتی ہے کہ ان میں سے بعض کو اپنے
معزز امراء میں شامل کرے اور اس نے انہیں حکم دیا ہے کہ وہ اپنی
عبادت کیلئے مساجد تعمیر کریں اور اس سے اپنے رب کی عبادت کریں۔

اور ہم اس کے زیر سایہ امن و عافیت اور پوری
آزادی کے ساتھ زندگی بسر کر رہے ہیں اور ہم نماز

و نحن نعیش تحت ظلها بالامن
والعافية والحرية التامة تفضل ونصم

وَنَامُرُ بِالْمَعْرُوفِ وَنَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ
وَنُورِدُ عَلَى النَّصَارَى كَيْفَ نَشَاءُ وَلَا مَانِعَ
وَلَا حَاجِرَ وَلَا مَزَاحِمَ وَهَذَا أَكْلُهُ مِنْ جَسَدِ
ذِيَّتْهَا وَصَفَاءُ قَلْبِهَا وَكَمَالُ عَدْلِهَا
وَوَاللَّهِ لَوْ هَاجَرْنَا إِلَى بِلَادِ مُلُوكِ اسْلَامٍ
لِمَا رَبَّيْنَا أَمْنًا وَرَاحَةً أَزِيدُ مِنْ هَذَا وَ
قَدْ أَحْسَنْتَ إِلَيْنَا وَالْإِيَّانُ بَالَاءُ لَا
نَسْتَطِيعُ شُكْرَهَا وَمِنْ أَعْظَمِ الْأَحْسَانِ
أَنَّهَُا وَمَا عَالِي دَاخِلُونِ فِي دِينِنَا
مِنْ قِلَّةٍ ذَرَّةٍ وَلَا يَمْنَعُنَا أَحَدٌ مِنْهُمْ
مِنْ فِرَاقِنَا وَسَنَنْتَنَا وَنَوَافِلُنَا وَرَدَّنَا
عَلَى مَذْهَبِ قَوْمِهِمْ وَلَا يَجْلُونَ فِي
النِّعَمَاءِ الدِّيُونِيَّةِ وَأَنْهُمْ لَمِنْ الْعَالَمِينَ
فَلَا يَجُوزُ عِنْدِي أَنْ يَسْلُكَ
رِعَايَا الْهِنْدِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ مَسْلُكُ
الْبَغَاوَةِ وَأَنْ يَرْفَعُوا عَلَى هَذِهِ الدَّوْلَةِ
الْحَسَنَةَ سَيُوفُهُمْ أَوْ يَعْينُوا أَحَدًا
فِي هَذَا الْأَمْرِ وَيَعَاوَنُوا عَلَى نَشْرِ أَحَدٍ
مِنَ الْمُخَالِفِينَ بِالْقَوْلِ أَوْ الْفِعْلِ أَوْ
الْإِثْرَةِ أَوْ الْمَالِ أَوْ التَّبَايُدِ الْمَفْسَدَةِ
بَلْ هَذِهِ الْأُمُورُ حَرَامٌ قَطْعِيٌّ وَمَنْ ارْتَدَّهَا

اور کرتے ہیں۔ روزے رکھتے ہیں۔ نیکی کا حکم دیتے ہیں
اور بدی سے روکتے ہیں اور ہم نصاریٰ کی جیسے چاہتے ہیں
تردید کرتے ہیں اور اس سے کوئی مانع و حارِج نہیں ہوتا
اور سب کچھ اس ملکہ مکرمہ کی محض نیت اور صفائی قلب اور
کمال عدل کا نتیجہ ہے اور بخدا اگر ہم اسلامی بادشاہوں کے ممالک
کی طرف ہجرت کر جائیں تو اس سے زیادہ امن اور راحت
نہ دیکھیں گے اور اس نے ہم پر اور ہمارے ماں باپ پر حق
طرح کی نعمتوں کے ساتھ احسان کیا ہے جس کا ہم شکر ادا نہیں
کر سکتے اور ان کے سب سے بڑے احسانات میں سے یہ ہے کہ
وہ خود اور اس کے حکام اعلیٰ ہمارے دین میں ذرہ بھر
داخلت نہیں کرتے اور ان میں سے کوئی نہیں ہمارے فرائض
سنّتوں اور نوافل اور ان کی قوم کے مذہب کی تردید منہ نہیں
کرتا اور وہ دنیوی نعمتوں میں بغل نہیں کرتے اور عبادوں میں سے ہیں
پس یہ سب کے نزدیک یہ جائز نہیں کہ ہندوستان
کی سدا ان رعایا بغاوت کے رستہ پر چلے اور اس
ممن جھوٹے پراچی تلواریں اٹھائے یا اس امر میں کسی
اور کی مدد کرے اور کسی مخالفہ سے قویا یا فکلا یا اشارہ
یا اہل لحاظ سے یا بُری تدابیر سے شرارت میں
تعاون کرے بلکہ یہ ساری باتیں قطعی طور پر
ممنوع ہیں اور جس نے اس کا ارتکاب کیا اس نے
اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی اور کھلی کھلی

فقد عصی الله ورسوله وضل ضللاً
مبيناً بل الشكر واجب ومن لم يشكر
الناس ولم يشكر الله وايداع الحسن
شروخبت وخروج من طريق الانصاف
والديانة الاسلامية والله لا يحب
المعتدين - نعم ان علماء النصارى
يفسدون في الارض باتخاذهم العبد
انها ودعوتهم الى طاعتهم واشاعتهم
مذهب التنصر في الكنائس والقطار
والقريب والبعيد ولكن لا شك ان
ذيل هذه الدولة منزلة عن مثل هذه
الامور وتحريكها وما اذن ان احداً
من عقلائهم يعتقد بأن عيسى الله
في الحقيقة بل يصحكون على مثل هذه
الاعتقادات ويميلون الى الاسلام
يوماً فيوماً بل ان انارى ان في دار
دولة الملكة المكرمة قد هبت رياح
نفوذ الاسلام ونرى الناس يديخون
فيه افواجاً في كل سنة ويرون
على النصارى بالحرية التامة وان
امرئ الذين ارسلوا الى ديار الهند

گراہی میں پڑی بلکہ ہم پر شکر واجب ہے کیونکہ
جو شخص لوگوں کا شکر نہیں کرتا وہ اللہ کا شکر گزار بھی
نہیں ہوتا اور عمن کو دکھ دینا برائی، خباثت نیز انصاف
اور اسلامی دیانت کے طریق سے نکلنا ہے اور
اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ ہاں
نصاری کے علماء ایک بندہ کو معبود بنا کر اور اپنے
اس باطل معبود کی طرف دعوت دیکر اور اطراف و
جوانب اور دور و نزدیک نصرائی مذہب کی اشاعت
کر کے زمین میں فساد کرتے ہیں، لیکن اس میں شک
نہیں کہ اس حکومت کا دامن ان امور اور تحریکات سے
منزہ ہے اور میں گمان نہیں کرتا کہ ان کے عقائد
میں سے کوئی یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام
فی الحقیقت معبود ہیں بلکہ وہ اس قسم کے اعتقادات
پر بستے ہیں اور روز بروز اسلام کی طرف مائل ہو
رہے ہیں بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ملکہ مکرمہ کی حکومت
میں اسلام کی معطر ہوائیں چلی ہیں اور ہم
دیکھتے ہیں کہ لوگ اس میں فوج در فوج ہر سال
داخل ہوتے ہیں اور وہ پوری آزادی سے نصرائی
کی تردید کرتے ہیں اور ملکہ کے وہ حکام جو
ہندوستان میں نظم و نسق قائم رکھنے کے لیے
بھیجے گئے ہیں وہ جاہلوں کے ظلم کی طرح لوگوں

پر ظلم نہیں کرتے۔ اور مقدمات کے فیصلے کرنے میں جلدی نہیں کرتے اور اپنی رعایا کی طرف ایک آنکھ سے دیکھتے ہیں اور لوگوں پر ظلم نہیں کرتے اور ہر قوم ان کے زیر سایہ امن سے زندگی بسر کرتی ہے۔

اور پادریوں میں جو لوگ انجیل اور اس کی باطل اور محرت تعلیم کی طرف بلاتے ہیں۔ وہ بھی اپنے ہاتھوں سے ہم پر ظلم نہیں کرتے اور ہم پر تلوار نہیں اٹھاتے اور اپنے مذہب کی خاطر ہماری قوم سے نہیں رٹتے۔ اور نہ ہماری اولاد کو گایاں دیتے ہیں اور نہ ہمارے مال کوٹتے ہیں بلکہ ان کی برائی ہم تک گزرتا لیفا، گمراہ کن تقاریر اور ہمارے آقا و نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور قرآن اور اس کی تعلیم پر حملہ کرنے کے ذریعے پہنچتی ہے اور حکومت برطانیہ ایسے کسی امر میں انکی مدد نہیں کرتی اور نہ انہیں سسٹنوں پر ترجیح دیتی ہے بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس عادل حکومت نے ہر قوم کو پوری آزادی دی ہے اور قانون کی حد تک ان کو اجازت دی ہے۔ پس لوگ قانون کی رعایت رکھتے ہوئے جو چاہتے ہیں کرتے ہیں اور ہر مذہب دوسرے مذہب پر اعتراض کرتا ہے اور ان علاقوں میں منافرے سمندر کی موجوں کی طرح

لنظمها ونسقتها لا يظلمون الناس
كظلم الجبارين ولا يستجرون في
فصل القضايا وينظرون الى رعايا
بعين واحدة ولا يظلمون الناس
ويعيش كل قوم تحتهم الامنين۔

والذين من القسيسين يدعون
الى الانجيل وتعاليمه الباطلة المحرقة
فهم لا يظلموننا بايدينا ولا يرفعون
السيوف علينا ولا يقتلون لمذاهبهم
قومنا لا يسبون ذرارينا ولا ينيهون
اموالنا بل يصل شرهم الينا من طريق
التلفيات المفسدة والتقريرات المضلة
وتوهين سيدنا ونبينا صلي الله عليه
وسلم والرد على الفرقان الكريم وتعليمه
والدولة البريطانية لا تعينهم في امر
من الامور ولا ترجحهم على المسلمين
بل ترى ان هذه الدولة العادلة
قد اعطت كل قوم حرية تامة و
اجازتهم الى حد القانون فيفعل
الناس برعاية قانونهم ما يشاءون
ويرد كل مذهب على مذهب اخر و

طرح ہوتے ہیں اور حکومت ان میں مداخلت نہیں کرتی اور ان کو جھگڑتے ہوئے چھوڑ دیتی ہے پھر اس گہرے اذیس نظر دوڑاتا ہوں یعنی اس امر میں اللہ نے مسیح موعود کو تلوار اور نیزہ کے ساتھ کیوں نہیں بھیجا بلکہ اسے نرمی، عاجزی، تواضع، نرم گفتگو اور حکمت سے مناظرہ کرنے اور مدارات اور حیران کاریوں حکم دیا ہے بلکہ اس نے منع کیا ہے کہ کسی پر زیادتی کی جائے۔ میں اس پر غور کر رہا تھا کہ اللہ نے یہ راز مجھ پر کھول دیا پس میں نے جان لیا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کسی مصلح، خواہ وہ رسول ہو یا مجدد کو ان اصلاحات کے ساتھ ہی بھیجتا ہے جن کا زمانہ اور اہل زمین کے مفاسد کی کیفیات تقاضا کرتی ہیں۔

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ لوگ اپنے شرک اور فساد عقیدہ کے ساتھ ساتھ جابر قوم بن جاتے ہیں۔ زیادتی، نافرمانی اور کمزوروں پر ظلم کرتے ہیں اور اہل حق سے ایسی عداوت کرتے ہیں جو نقل اور لوٹ اور قیدی بنانے تک پہنچتی ہے اور وہ ان کا خون بہاتے ہیں اور اموال لوٹتے ہیں اور ان کی اولادوں کو قید کرتے ہیں۔ اور

تجری المناظرات فی ہذا الدیار کا مواجہ البعار والدولة لا تدخل فیہم وتتركہم مجادلین۔ ثم لما زال التحرق فی ہذا السر الغامض اعنی فی ان اللہ تعالیٰ لہم یرسل المسیح الموعود بالسيف والسنان بل امره بالرفق والغربة والتواضع ولین القول المجاہدہ بالحکمت والملا رات وحسن البیان بل منعه ان یزید علی ذلک فکنت افکر فی ہذا حتی کشف اللہ علیّ ہذا السر فعلمت ان اللہ تبارک و تعالیٰ لا یرسل مصلحاً رسولاً کان او جہلاً الا باصلاحات اقتضتها کوائف مفاسد الزمان واهل الارضین فقد یتفق ان الناس مع شرکهم وفساد عقیدتہم یکونون قوماً جبارین معتدین فاسقین یظلمون الضعفاء ویعادون اهل الحق عداوة منجرۃ الی انقتل والمنهب والسبی ویسفکون دماءہم وینہبون اموالہم ویسبون ذرائعہم ویعثنون فی الارض مفسدین

ويعطيهم الله ابتلاءً من عنده قوة
 في الجسم وكثرة في المال وإمارة في
 الأرض فيكفرون نعم الله ولا يتوجهون
 إلى وعظ واعظ ولا نداء مناد ولا إلى
 أسرار حكمة تخرج من أفواه الحكماء
 بل عند هم جواب كلها السيف أو
 المرح ويعيشون كالأنعام ولا يسكروا
 ولهم قلوب لا يفقهون بها ولهم
 أذان لا يسمعون بها ولهم أعين لا
 يبصرون بها ويتكبرون بما أعطاءهم
 الله من ملك ورياسة ومال وثروة
 ويؤذون الذين يدخلون في دين الله
 وكادوا يقتلونهم ويصدون عن
 سبيل الله مستكبرين - ويتعامون
 بعد رؤية الآيات ومشاهدة البينات
 وقد تمت عليهم حجة الله فلا
 يباليون بها بل يزيدون في الظلم
 والعصبية وحمية الجاهلية
 والفساوة وإيذاء المبتليين -

فيغضب الله غضباً شديداً
 على تلك الأقوام ويريد أن يهلك

وہ زمین میں فساد ہی بن کر گھومتے ہیں اور
 اللہ انہیں اپنے پاس سے جہانی قوت، کثرت
 اموال اور زمین میں حکومت دیتا ہے پھر وہ اللہ
 کی نعمتوں کی ناشکرہ کرتے ہیں اور وہ کسی داعظ کے
 وعظ اور کسی منادی کی ہدایت اور حکماء کے منہ سے
 نکلنے والی حکمت کے اسرار کی طرف توجہ نہیں دیتے بلکہ انکا
 ہر جواب تلوار یا نیزہ ہے اور وہ جانوروں یا بدستوں کی طرح
 زندگی بسر کرتے ہیں۔ ان کے دل تو ہیں، مگر وہ انکے
 ذریعہ سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ ان کے کان تو ہیں،
 لیکن وہ ان سے سنتے نہیں اور ان کی آنکھیں تو ہیں،
 مگر وہ ان سے دیکھتے نہیں اور اللہ تعالیٰ نے جو انہیں
 ملک، ریاست، مال اور دولت دی ہے، اس پر کبر کرتے
 ہیں اور اللہ کے دین میں داخل ہونے والوں کو دکھ دیتے ہیں
 بلکہ قتل کرنے کے قریب ہوتے ہیں اور کبر کرتے ہوئے اللہ
 کے راستہ سے روکتے ہیں اور وہ آیات اور کھلے نشانات کا
 مشاہدہ کر نیچے بعد اندھے بن جاتے ہیں اور ان پر اللہ کی عتاب
 پوری ہو چکی ہے لیکن وہ اسکی پروا نہیں کرتے بلکہ ظلم، عصبیت
 اور جاہلیت کے جوش اور سختی اور مبلغوں کو ایذا دینے
 میں بڑھتے جاتے ہیں۔

تب اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر بہت ناراض ہوتا
 ہے اور چاہتا ہے کہ ان کے نفاک کو توڑ دے اور انکو

کے معززین کو ذلیل کر دے اور ان پر آسمان یا زمین سے عذاب نازل کرے یا ان کو گروہ در گروہ بنا دے تا وہ ایک دوسرے کے ساتھ جنگ کا مزہ چکھیں۔ اور اپنے رسول کو حکم دیتا ہے کہ وہ ان کی تلوار اور نیزہ سے تادیب کرے اور فرمانبرداروں کو ان سے چھڑائے اور ظالموں کی کھوپڑی توڑے۔ پس مامور رسول ان سے خوفناک لڑائی کرتا ہے اور زمین میں عجیب طور پر خون بہاتا ہے۔ یہاں تک کہ متحیر، کمزور ہو جاتے ہیں اور کمزور مضبوط ہو جاتے ہیں اور اللہ انھیں خوف کے بعد امن دیتا ہے۔ پس وہ اس کی عبادت اطمینان سے کرتے ہیں اور اس کے دین میں امن سے داخل ہوتے ہیں اور اگر تو اس قسم کے فساد کی نظیر طلب کرے تو وہ موسیٰ علیہ السلام اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پائیگا۔

اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ لوگ اپنے دین اور دیانت کو ضائع کرتے ہیں، لیکن وہ اللہ کے انبیاء اور رسولوں سے دین کی خاطر لڑتے نہیں اور نہ زمین میں سیف و شمشیر سے فساد کرتے ہیں بلکہ وہ گمراہ کن تقاریر اور کج بیانی سے فساد کرتے ہیں۔ وہ شعائر اسلام کو نیزوں اور تیروں

نظامہم ویجعل اعزہم اذلة وینزل علیہم عذاباً من الارض او من السماء ویجعلہم شیعاً لیذیق بعضہم باس بعض و یامر رسولہ لیؤدبہم بالسیف والسنن ویستخلص المسلمین منہم و یکسر ہامۃ الظالمین۔ فیقتل الرسول المامور قتلاً مہیباً ویضع فی الارض اسخاً عجیباً حتی یتضعف المستکبرون و یتقوی المستضعفون ویبدلہم اللہ من بعد خوفہم امناً فیبعد و نہ مطمئنین و یدخلون فی دینہ امنین۔ وان تطلب نظیر ہذا النوع من الفساد فتجد فی زمان کلیم اللہ وخاتم النبیین۔

وقد یتفق ان الناس یضیعون دینہم و دیانتہم و لکنہم لا یقاتلون انبیاء اللہ و مرسلیہ للذین ولا یفسدون فی الارض بالسیف والسنن بل بتقاریر المضلۃ و زیغ البیان و لا یریدون ان یطلوا شعائر الاسلام

بالرماح والسهم بل بالمكائد وسحر الكلام
ولا يؤذون طالب الحق اذا اراد ان
يقبل الحق وكذلك يفعلون لوجه من
الوجهين احدهما اذا كانت تلك
الاقوام الذين ارسل اليهم رسولاً ومحدث
ضعفاء غير قادرين على ابداء احد
فلا يظلمون المرسلين لعدم قدرة
الظلم وقد ان اسباب البطش والقتل
والسفاك ويري الله انهم معجذب
نفسهم وكثرة مكائدهم لا يستطيعون
ان يؤذوا احداً او يظلموا مصلحاً ويرى
انهم مستضعفون مغلوبون وقد
يكون سبب هذا الضعف مشاجرات
وقعت بينهم وسلبت طاقتهم وقد
يكون سببه استيلاء قوم آخرين و
قد يجتمعان فيزيدان عجزاً وضعفاً
وثانيهما اذا كانت تلك الاقوام
مذهبيين مع كونهم ملوكاً وسلطيين
فلا يمتنعون رسل الله من دعوانهم
ولا يظلمون ولا يؤذون بل تكون
حكومتهم حكومة الامن ولا يعثون

سے نہیں بلکہ تدابیر اور جادو بیانی سے باطل کرنا چاہتے
ہیں اور وہ طالب حق کو جب وہ قبول حق کا ارادہ کرے
ایذا نہیں دیتے اور وہ ایسا دو درجہ سے کرتے ہیں۔ ان
میں سے ایک یہ ہے کہ جب وہ اقوام جن کی طرف کوئی
رسول یا محدث بھیجا جاتا ہے کمزور ہوں یا اور کسی کو
دکھ دینے پر قادر نہ ہوں تو وہ ظلم کی طاقت نہ رکھنے
اور گرفت، قتل اور خون بہانے کے اسباب نہ
ہونے کی وجہ سے رسولوں پر ظلم نہیں کرتے۔ اور اللہ
تعالیٰ دیکھتا ہے کہ وہ خباثت نفس اور کثرت ریحل
کے باوجود کسی کو ایذا دینے یا کسی مصلح پر ظلم کرنے
کی استطاعت نہیں رکھتے اور وہ دیکھتا ہے کہ وہ
کمزور اور مغلوب ہیں اور کبھی اس ضعف کا سبب
ان کے باہمی جھگڑے ہوتے ہیں جو ان کی طاقت
سلب کر لیتے ہیں اور کبھی اس کا سبب کسی اور قوم
کا ان پر غلبہ ہوتا ہے اور کبھی یہ دونوں سبب جمع ہو
جاتے ہیں اور وہ عجز اور ضعف کو زیادہ کر دیتے ہیں
اور ان میں سے دوسری درجہ یہ ہے کہ جب یہ قومیں
ملوک و سلاطین ہوتے ہوئے مذبہ ہوتی ہیں اور
اللہ کے رسولوں کو ان کی دعوئوں سے منع نہیں کرتیں
اور نہ وہ ظلم کرتے ہیں، نہ دکھ دیتے ہیں بلکہ ان
کی حکومت امن کی حکومت ہوتی ہے اور وہ زمین

میں ظالم اور سفاک اور اللہ کے رستے سے روکنے والے بن کر نہیں پھرنے اور باطل کی اشاعت کے لیے حد سے بڑھتے ہوئے تلواریں نہیں سونتتے بلکہ وہ سمایر کرتے ہیں اور لوگوں کو اپنے دین کی طرف لطیف جیلوں سے بلاتے ہیں اور نفوس کو خراب کرتے ہیں اور وہ جسموں کو دکھ نہیں دیتے بلکہ وہ لوگوں کو آرام سے زندگی بسر کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔

اور اگر تو اقوام میں سے اس قسم کی نظیر طلب کرے تو تو وہ نظیر عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں پائیگا کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام ایک ایسی قوم کی طرف بھیجے گئے جو ان کے آنے سے قبل مکہ مکرمہ کی طرف تھی اور ان پر ذلت اور مسکنت مسلط کر دی گئی تھی اور ان کی ریاستیں کمزور ہو گئیں اور حکومتیں مٹ گئی تھیں اور رومی حکومت یہود کے دین میں دخل نہ دیتی تھی پس عیسیٰ نے مناسب نہ جانا کہ ان سے لڑائی کرے کیونکہ رسول نرمی و حلم اور رحمت کے ساتھ دعوت دیتے ہیں اور وہ تلوار کو صرف ان لوگوں پر اٹھاتے ہیں جو ان پر تلوار اٹھاتے ہیں اور وہ فسادِ عقل کی اصلاح عقل سے کرتے ہیں اور تلوار کے فساد کی اصلاح تلوار سے کرتے ہیں اور وہ ہر مرض کا علاج جیسا کہ چاہیے کرتے ہیں۔ تلوار کا تلوار کے ساتھ اور کلام کا کلام

فی الارض ظالمین سفاکین صادین عن سبیل اللہ ولا یستون السیوف لا شاعة الباطل کالمعتدین بل یکیدون ویمکرون ویبدعون الناس الی دینهم بلطائف الحیل ویفسدون النفوس ولا یؤذون الاجسام بل یتروکون الناس منعمین۔

وان تطلب نظیر هذا النوع من الاقوام فتجد فی زمان عیسیٰ علیہ السلام لان عیسیٰ ارسل الی قوم قد مزقوا کل مزق من قبل بحیثہ وضربت علیهم الذلۃ والمسکنة وامنحت ریاستهم وبطلت اماماتهم وکانت الدولة الرومیه لاتدخل فی دین الیہود فما راى عیسیٰ علیہ السلام ان یقاتلهم لان المرسلین یدعون بالرفق والحلم والرحمة ولا یرفعون السیف الا علی الذین یرفعون علیهم ویصلحون فساد العقل بالعقل وفساد السیف بالسیف ویبدعون کل مرض کما یلیق وینبغی السیف بالسیف والکلام

بالکلام ولا یحبون ان یكون من المعتدین
 وكذلك ارسلت محمداً
 محمداً ثاراً خیر الزمان ووجدت
 اعداء دین الاسلام لا یقاتنون المسلمین
 للدين وما سئلوا سیوفاً وما قوموا رماحاً
 لا شاعة دینهم بل یشیعون دینهم
 بالمکائد والمجیل العقیدة وتالیف
 الکتب المضلة المغلطة ویمکرون
 ویمکس الله والله خیر الماکرین فما
 کان الله ان یسل علیهم السیف و
 کیف یقتل الله قومًا لا یبارزون
 بالسیوف بل یطلبون الدلائل کالفیلست
 ومع ذلك انهم قوم غافلون جاؤا
 من اقصى البلاد لا یعرفون شیئاً من
 القرآن وانواره ولطائفه ودقائقه و
 قد نشؤا فی الدیار البعیدة من الاسلام
 فلما لا قوا المسلمین ووردوا فی دیارنا
 وجدوا المسلمین فی انواع الظلم
 من الاقام ففست قلوبهم بروعة
 المبتدعین وکانوا من کلام الله غافلین
 وما آذونا وما قتلونا وما سعوا فی الارض

کے ساتھ اور وہ اعتدار کرنے والوں میں سے نہ پائند نہیں کرتے۔
 اور اسی طرح مجھے آخری زمانہ کے لیے محمدؐ
 اور محمدؐ بنا کر بھیجا گیا اور میں نے دیکھا کہ دین
 اسلام کے دشمن مسلمانوں سے دین کی خاطر نہیں
 لڑتے اور نہ انھوں نے تلواریں سونتی ہیں اور نہ اپنے
 دین کی اشاعت کے لیے نیزے سیدھے کئے ہیں بلکہ
 وہ اپنے دین کی اشاعت، تدابیر، عقلی حیلوں، گمراہ کن
 اور گندنا کتب کی تالیف کے ذریعہ کرتے ہیں۔ وہ بھی
 تدبیر کرتے ہیں اور اللہ بھی تدبیر کرتا ہے اور اللہ بہتر
 تدبیر کرنے والا ہے پس اللہ کیسے ان پر تلوار سونت سکتا
 ہے اور کس طرح ان لوگوں کو قتل کر سکتا ہے جو تلواروں
 کے ساتھ مقابلہ کے لیے نہیں نکلتے بلکہ وہ ایک فلسفی
 کی طرح دلائل طلب کرتے ہیں اور ایسے ہمہ دہ غافل
 لوگ ہیں جو دُور کے ممالک سے آئے ہیں۔ وہ مخالف
 قرآن، نبیہ اور اس کے انوار و لطائف اور دقائق کچھ بھی
 جانتے نہیں۔ ان لوگوں نے اسلام سے دُور کے
 علاقوں میں پرورش پائی ہے۔ پس جب وہ مسلمانوں
 سے ملے اور ہمارے ملک میں وارد ہوئے تو انہوں
 نے مسلمانوں کو گونا گونا گویا گناہوں کے اندھیروں میں پایا
 پس بدعتیوں کو دیکھ کر ان کے دل سخت ہو گئے۔
 وہ کلام اللہ سے غافل تھے۔ انھوں نے نہ ہمیں دُکھایا

نہ قتل کر نیکی کر کشش کی اور نہ وہ زمین میں سفاک بنکر دوڑے
پس کوئی عقل سلیم اور فہم مستقیم پسند نہیں کرتا کہ ہم نیکی کا بدلہ
برائی سے دیں اور ہم اس قوم کو دکھ دیں جس نے ہم پر احسان
کیا۔ قبل اس کے کہ ہم ان کے دلوں پر رحمت کریں اور بیشتر
اس کے کہ ہم ان کو براہین عقلیہ سے اور آیات سماویہ
سے خاموش کریں اور پہلے اس سے کہ یہ بات
ظاہر ہو جائے کہ انھوں نے نشانات دیکھے اور ہدایت
کے گمراہی سے متاثر ہو جانے کے بعد عمدہ انافرائی کی
ہے پس اگر ہم رحم، نرمی اور مدارات کو چھوڑ دیں اور ہم ان پر
سفاک اور تجار بن کر کھڑے ہو جائیں تو اس سے بڑا کوئی
گناہ نہ ہوگا اور تب ہم عجیب ترین ظالم ہوں گے۔

پس اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے مجھے مسیح کے قدم
پر بھیجا کیونکہ اس نے میرے زمانہ کو اس کے زمانہ کی مانند
اور میری قوم کو اس کی قوم کی مانند دیکھا اور اس نے
دیکھا کہ قدم قدم کے مطابق ہے۔ پس اس نے مجھے آسمانی
عذاب سے پہلے بھیجا تا میں اس قوم کو ڈراؤں جس
کے باپ دادوں کو نہیں ڈرایا گیا تھا اور تاجروں کی
راہ واضح ہو جائے اور تو دیکھتا ہے کہ اکثر مسلمان
اپنی خواہشات کے تابع ہو گئے ہیں اور انھوں نے
روزہ اور نماز کو ضائع کر دیا ہے اور انکے دل سخت ہو
گئے ہیں اور ان کی طبائع خراب گئی ہیں اور ان میں سوئے

سفاکین فلا یرضی عقل سلیم وفہم
مستقیم ان ندفع الحسنۃ بالسیئۃ
ونؤذی قوما احسنوا الینا و نرفع السیف
علی اعدائهم قبل ان نتم الحجة علی قلوبهم
وقبل ان نسکتهم بالبراہین العقلیۃ
والآیات السماویۃ وقبل ان یرہوا انہم
عصوا عمد ابعد ما رأوا والآیات وبعد
فانبتین الرشید من الغی فلون ترک
الرحم والرفق والمداراة ونقوم علیہم
سفاکین جبارین فلا یکون ذنب اکبر
منہ واذ انکنا اخبت الظالمین۔

فہذا ہوا السبب الذی ارسلنی
اللہ تعالیٰ علی قدم المسیح فانہ رأی
زمانی کوفہ وقوما کقومہ ورأی النسل
طابق بالنعل فارسلنی قبل عذاب
من السماء لاذر قوما ما اذرا بانہم
ولتستبین سبیل المعزمین وانت
تربی ان اکثر المسلمین اتبعوا شہواتہم
واضاعوا الصوم والصلوة وقت قلوبہم
وہندت طبائعہم وما بقی فیہم الا اسم
الاسلام ورسم الدخول فی المساجد

وَلَا يَعْلَمُونَ مَا الْإِخْلَاصُ وَمَا الذُّوقُ
وَمَا الْمَشُوقُ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ يَزْنُونَ وَ
يَشْرِبُونَ الْخَمْرَ وَيَكْذِبُونَ وَيَحْبُونَ
الْمَالَ حَبًّا جَمًّا يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ
وَيُؤْثِرُونَ الْبِدْعَاتِ عَلَى هُدَى
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَيْفَ
الْكَافِرُونَ الْغَافِلُونَ الَّذِينَ لَا
يَعْلَمُونَ شَيْئًا وَلَا يَعْقِلُونَ وَلَا
يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا كُفْطِيطَ النَّاسِ وَمَا
يَذَرُونَ مَا سَبَلَ الْإِسْلَامَ وَمَا الْبِرَّاهِينَ
فَطَهَّرَ مِنْ هُنَا انْ الْعَقِيدَةَ الَّتِي
اسْتَحْكَمَتْ فِي قُلُوبِ الْعَوَامِ انْ
الْمَهْدَى وَالْمَسِيحَ يَطْهَرَانِ
فِي آخِرِ الزَّمَانِ وَيَقْتُلَانِ كُلَّ مَنْ لَمْ
يَسْلَمْ بِسِ بَشْيٍّ وَبَلْ أَنَّهُ لَخَطَأُ مَبِينٍ
إِنِّي الْعَقْلَ السَّلِيمَ انْ اللَّهُ
الَّذِي هُوَ الرَّحِيمُ وَالْكَرِيمُ يَأْخُذُ الْغَافِلِينَ
فِي غَفْلَتِهِمْ وَيَهْدِيهِمْ بِالسَّيْفِ وَعَذَابُ
السَّمَاءِ وَلَمَّا يَفْهَمُوا حَقِيقَةَ الْإِسْلَامِ
وَبِرَآئِهِ وَلَمْ يَعْلَمُوا مَا الْإِيمَانُ وَ
لَا الدِّينَ ثُمَّ إِذَا كَانَ مَدَارُ الرَّحْمِ

اسلام کے نام اور مساجد میں داخل ہونے کی رسم کے کچھ
بھی باقی نہ رہا اور وہ نہیں جانتے کہ اخلاص کیا ہے اور
ذوق و مشوق کیا ہے اور ان میں سے بہت سے زنا کرتے
— شراب پیتے، بھجوت بولتے اور مال سے بے پناہ
محبت کرتے ہیں برائیوں کے مرتکب ہوتے اور بدعات
کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت پر ترجیح دیتے
ہیں۔ پس یہ کیسے کافر ہیں جو نہ کچھ جانتے ہیں، نہ عقل سے
کام لیتے ہیں اور سوائے ہوائے شخص کے خراٹوں کی مانند
کلام کرتے ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ اسلام کے راستے
اور دلائل کیا ہیں۔ پس اس سے ظاہر ہوا کہ
یہ عقیدہ جو عوام کے دلوں میں مستحکم
ہو گیا ہے۔ کہ مہدی اور مسیح
دونوں آخری زمانہ میں ظاہر ہوں گے
اور وہ ہر اس شخص سے لڑیں گے جو مسلمان نہ ہو گا۔
کچھ بھی نہیں بلکہ کھلی کھلی غلطی ہے۔

کی عقل اس بات کا فتویٰ دیتی ہے کہ
اللہ جو رحیم کریم ہے غافلوں کو ان کی غفلت میں پکڑ
لے اور ان کو توار سے یا آسمانی عذاب سے
ہلاک کر دے؛ حالانکہ ابھی انھوں نے اسلام کی
حقیقت اور براہین کو سمجھا ہی نہیں اور نہ انھیں
ایمان اور دین کا کچھ پتہ ہے۔ پھر جب رحم اور

والشفقة ازالة افة قد احاطت و
 كثرت فكيف يجوز علاج مفسد الاقدام
 بالسيوف والسهام بل هذا افتراء
 صريح باننا لنقدر على الجواب وليس
 عندنا جواب الدلة المضلة الاضرب
 السيف البتار وقتل الكفار وكيف يطمئن
 قلب المعتز الشاك الغافل بضرب
 من السيف او السوط او جرح من الرمح
 والسهم بل هذا الافعال كلها تزيد
 ريب المرتابين -

شفقت کا مدار اس آفت کو زائل کرنا ہو جس نے
 سب کو گھیر لیا ہو اور وہ زیادہ ہو گئی ہو تو اقسام
 کے مفسد کا علاج تلواروں اور تیروں سے کیوں ہو؟
 بلکہ یہ اس بات کا صریح اقرار ہے کہ ہم جواب پر
 قدرت نہیں رکھتے اور ہمارے پاس گمراہ کن دلائل کا
 سوائے کاٹنے والی تلوار کی ضرب اور کافروں کو قتل
 کرنے کے کوئی جواب نہیں اور شک کریں اے غافل
 معترض کا دل تلوار یا کوڑا مارنے یا تیر اور نیزہ سے زخم
 پہنچانے سے کیسے مطمئن ہو سکتا ہے بلکہ یہ سب کام تو شک
 کریں ان کے شک کو زیادہ کرتے ہیں۔

ثم اعلم ان غضب الله ليس
 كغضب الانسان وهو لا يتوجه الا الى
 قوم قد تمت الحجة عليهم وازيلت
 شكوكهم ودفعت شبهاتهم وروا
 الايات ثم جحد وامع استيقان
 القلب وقاموا على ضلالاتهم مبصرين
 والعجب من اخواننا انهم يعلمون ان
 عذاب الله لا ينزل على قوم الا بعد
 اتمام الحجة ثم يتكلمون بمثل هذه
 الكلمات والعجب الاخر انهم ينتظرون
 المهدى مع انهم يقرؤن في صحيح

پھر جان لے کہ اللہ کا غضب انسان کے غضب
 کی مانند نہیں اور وہ صرف اس قوم کی جانب توجہ
 کرتا ہے جن پر حجت پوری ہو چکی ہو اور ان کے
 شکوک زائل کر دیے گئے ہوں اور ان کے شبہات
 دور کر دیے گئے ہوں اور انھوں نے نشانات دیکھ کر
 اور باوجود یقین قلب کے انکار کر دیا ہو اور اپنی
 گمراہیوں کو دیکھتے ہوئے اپنی ہڈیوں گئے ہوں اور ہمیں
 اپنے بھائیوں پر تعجب ہے کہ وہ جانتے ہیں کہ اللہ کا عذاب
 کسی قوم پر صرف اتمام حجت کے بعد ہی نازل ہوتا ہے
 پھر وہ اس قسم کی باتیں کرتے ہیں اور دوسرے اس
 بات پر تعجب ہے کہ وہ مہدی کا انتظار کرتے ہیں اور

ابن ماجہ والمستدرک حدیث لا
 مہدی الا عیسیٰ ویعلمون ان
 الصحیحین قد ترکا ذکرہ لضعف احادیث
 سمعت فی امرہ ویعلمون ان احادیث
 ظہور المہدی کثاہ ضعیفۃ مجردۃ بل
 بعضہا موضوعۃ ما ثبت منہا شیء ثم یصرن
 علی عجبتہ کانہم لیسوا بعالمین۔
 واما الاختلافات التي وقعت فی
 خبر نزول المسیح فالاصل فی هذا الباب
 ان الاخبار المستقبلة المتعلقة بالدنیا
 لا تخلو عن الابتلاء وکذا یرید اللہ
 منہا فتنۃ قوم واصطفاء قوم فیجعل
 فی مثل هذه الاخبار استعارات ومجازات
 ویدقق ماخذها ویجعلها غامضة
 دقیقة فتنۃ للذین یکذبون المرسلین
 ویظنون ظن السوء کالمستعجلین۔
 الا تری الی الیہود کیف شقوا فی رد
 الرسول الصادق الذی جاء کطلوع الشمس
 مع وجود خبر عجبتہ فی کتبہم ولو
 شاء اللہ لکتب فی تورۃ کلاما یمہد بہم
 الی صراط مستقیم ولا خبرہم عن

بازجو دیکر وہ صحیح ابن ماجہ اور مستدرک میں حدیث "لا
 مہدی الا عیسیٰ" (مہدی عیسیٰ ہی ہوں گے) پڑھتے ہیں
 اور وہ جانتے ہیں کہ صحیحین نے اس کے ذکر کو ترک کر
 دیا ہے بوجہ ان احادیث کے ضعیف ہونے کے جو اسکے بارے میں
 سنی گئیں اور وہ جانتے ہیں کہ ظہور مہدی کی تمام احادیث
 ضعیف اور مجرد ہیں بلکہ ان میں سے بعض موضوع ہیں جن سے
 کچھ بھی ثابت نہیں۔ پھر وہ اسکے آنے پر ٹھہریں گویا وہ کچھ جانتے
 ہیں نہیں اور جو اختلافات نزول مسیح کی اخبار میں واقع ہوئے
 ہیں اس باب کا اصل یہ ہے کہ مستقبل دنیا سے متعلق
 خبریں ابتلا سے خالی نہیں ہوتیں اور اس طرح جب اللہ
 ان سے کسی قوم کو آزمانا اور برگزیدہ بنانا چاہتا ہے تو وہ
 اس قسم کی خبروں میں استعارات اور مجازات رکھ
 دیتا ہے اور ان کے ماخذ کو باریک اور دقیق اور مخفی
 بنا دیتا ہے تا ان لوگوں کو آزمائے جو مرسلین کی
 تکذیب کرتے ہیں اور جلد بازوں کی مانند بدظنی سے کام
 لیتے ہیں۔ کیا تو یہود کو نہیں دیکھتا کہ کس طرح وہ اس
 پتے رسول کو رد کر کے بدبختی نے جس کا آنا طلوع
 آفتاب کی طرح تھا اور اس کے آنے کی خبر ان کی
 کتابوں میں موجود تھی اور اگر اللہ چاہتا تو تورات
 میں وہ سب کچھ رکھ دیتا جو انہیں صراط مستقیم کی طرف
 ہدایت دیتا اور ان لوگوں کو خاتم الانبیاء صلی اللہ

اسم خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم
 وعن اسم والده واسم بلدته وزمان
 ظهوره واسم صحابته واسم دار هجرته
 ولكتب صريحاً انه ياتي من بني اسمعيل
 ولكن ما فعل الله كذلك بل كتب في
 التوراة انه يكون منكم من اخوانكم
 فمالت آراء اليهود الى ان نبي اخر الزمان
 يكون من بني اسرائيل ووقعوا من
 هذا اللفظ المجمل في ابتلاء عظيم
 فهلك الذين ما نظر واحق النظر وظنوا
 ان يخرج النبي من قومهم ومن
 بلادهم وكذبوا خاتم النبيين -

واعلم ان هذا السنّة ليست من
 قبيل الظلم بل من جميل احسانات
 الله على عباده الصالحين - لانهم
 يبتلون عند الانبياء النظرية الدقيقة
 بابتلاء دقيق من ربهم ثم يعرضون
 بنور عقولهم ولطافة فراستهم الصراط
 المستقيم - فيتحقق لهم الاجر عند
 ربهم ويرفع الله درجاتهم ويميزهم
 من غيرهم ويلحقهم بالواصلين و

علیہ وسلم کا نام، آپ کی والدہ کا نام اور آپ
 کے شہر کا نام اور زمانہ ظہور اور آپ کے صحابہ
 اور دار الحجرت کے نام بتا دیتا اور صریح طور پر ان کی
 کتب میں لکھ دیتا کہ وہ بنو اسمعیل میں سے ہوگا، لیکن اس
 نے ایسا نہیں کیا بلکہ اس نے تورات میں لکھ دیا کہ وہ تم
 میں سے تمہارے بھائیوں میں سے ہوگا۔ پس یہودی
 آراء اس طرف مائل ہو گئیں کہ نبی آخر الزماں بنی اسرائیل
 سے ہوگا اور وہ لوگ اس مجمل لفظ کی وجہ سے ایک
 بڑے ابتلاء میں پڑ گئے۔ جنہوں نے صحیح طور پر
 غور نہ کیا اور خیال کیا کہ موعود نبی ان کی قوم سے
 اور انہی کے شہروں سے ہوگا اور انہوں نے خاتم النبیین
 (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تکذیب کی۔

پس جان لے کہ یہ سنت ظلم کی قسم سے نہیں
 بلکہ اللہ تعالیٰ کے اپنے نیک بندوں پر احسانات
 میں سے ہے۔ کیونکہ وہ ان نظری اور دقیق خبروں
 کے وقت اپنے رب کی طرف سے ایک باریک
 ابتلا میں مبتلا کیے جاتے ہیں پھر وہ اپنی عقل کے
 نور اور اپنی فراست کی لطافت سے صراط مستقیم کو
 پہچان لیتے ہیں، تب ان کے لیے ان کے رب
 کی طرف سے اجر متحقق ہو جاتا ہے اور اللہ ان کے درجات
 کو بلند کرتا اور انہیں ان کے غیر سے ممتاز کرتا اور

لو كان الخبر مشتملا على انكشاف تام
وعلامات بديهية واضحة لجواهر
الامر من حد الايمان ولا قربة المفسد
المعاند كما اقربه المؤمن المطيع وما
بقي على وجه الارض احد من المنكرين
الا ترى ان اهل الملل والنحل كلهم مع
اختلافاتهم الكثيرة لا يختلفون في
ان الليل مظلم والنهار منير وان الواحد
نصف الاثنين وان لكل انسان لسانا
واذنين وانفا وعينين ولكن الله ما
جعل الايمانيات من البديهيات و
لو جعل لضاع الثواب وبطل العمل
فتفكر فان الله يهدي المتفكرين و
من كان عالما صالحا اجتهد في طلب
الحق ينور الله قلبه ويريه طريقه و
يعطيه فراسته من عنده وان الله
لا يضيع اجرا المحسنين والذين
كفروني ولعنوني ماتد برواني كتاب
الله حق المتد برونا اذن السوء وما
تفكروني انفسهم ان العاقل لا يختار
السوء والضلالة لنفسه ولا يفتری

اور انھیں واصل باللہ لوگوں سے ملا دیتا ہے اور اگر خبر
انکشاف تام اور واضح اور بدیہی علامات پر مشتمل ہوتی
تو معاملہ حد ایمان سے نجا دے کر جاتا اور جس طرح ایک
مطیع مومن اس کا اقرار کرتا، انہی طرح ایک مفسد معاند
بھی اقرار کر لیتا ہے۔ اور سطح زمین پر کوئی انکار کرے نبیولا
باقی نہ رہتا۔ کیا تو نہیں جانتا کہ تمام ملتوں اور جماعتوں
کے افراد باوجود اپنے بہت سے باہمی اختلافات کے
اس بات میں اختلاف نہیں کرتے کہ رات تاریک
اور دن روشن ہے اور ایک، دو کا نصف ہے اور لڑائی
کی ایک زبان، دوکان، ایک ناک اور دو آنکھیں ہیں لیکن
اللہ نے ایمانیات کو بدیہیات سے نہیں بنایا اور
اگر وہ ایسا کرتا تو ثواب ضائع ہو جاتا اور کام باطل ہو
جاتا۔ پس تو غور و فکر کر اللہ غور و فکر کر نبیوں کو
ہدایت دیتا ہے اور جو کوئی عالم صالح اور طلب حق
میں کوشش کرنے والا ہو تو اللہ اس کے قلب کو
منور کر دیتا ہے اور اسے اپنا راستہ دکھاتا اور اسے
اپنے پاس سے فراست عطا کرتا ہے اور اللہ احسان
کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔ اور جن لوگوں نے
میری تکفیر کی اور مجھ پر لعنت کی، انھوں نے کتاب اللہ
میں پورا تدبر نہیں کیا اور بدگمانی سے کام لیا اور انھوں
نے اپنی جانوں پر غور نہیں کیا کہ قاتل اپنے لیے برائی اور

على الله وكيف يختار طريقا ويعلم ان
 فيه هلاكة واما شيء يحملة على ذلك
 الوبال مع علمه انه طريق الخسران
 في الدنيا والاخرة ولا يخفى على اعدائي
 اني امرء قد نفذ عمري في تائب الدين
 حتى جاء في الشيب من الشباب فكيف
 يظن عاقل ان اختار الكفر والاحاد
 في كبر سني ووهن جسمي وقربي من
 القبر سبحان ربي ان هذا الا ظلم
 مبين - وها انا برئ من بهتانهم و
 ما اجد عند النظر في عقائدي من
 سريان الوهم بهذا والله يعلم فاني
 قلبي وقلوبهم وتوكلت عليه وما حمل
 عقلاء هم على مخالفتي الاحب الدنيا
 وناموسها والحسد الذي لا ينفك
 من اكثر العلماء الا من حفظه الله
 برحمته وقد جرت عادة اكثر العلماء
 هكذا انهم اذا راوا رجلا يقول قولا
 فوق افهامهم فلا يتفكرون فيه ولا
 يستلون القائل ليبين لهم حقيقته
 بل يشتمون بمجرد السماع ويكفرونه

خلاصہ کو مستیاب نہیں کرتا اور اللہ پر افترا نہیں کرتا،
 اور وہ اس راستہ کو کیے اختیار کر سکتا ہے جس میں وہ اپنی
 ہلاکت جانتا ہے اور کوئی چیز ہے جو اس کے علم کے باوجود
 کہ یہ زمین اور آخرت میں گھائے کا راستہ ہے اسے اس
 وبال پر آمادہ کر سکتی ہے اور میرے دشمنوں پر یہ امر غی نہیں
 کہ میں وہ شخص ہوں جس نے اپنی ساری عمر تائب دین میں
 صرف کی ہے۔ یہاں تک کہ جوانی سے بڑھا یا اگلی بے پس
 کیے کوئی عاقل، یہ خیال کر سکتا ہے کہ میں کفر اور الٰہی دُکوبر تھا
 جہانی کفروری اور تبر کے قریب ہونے کے وقت اختیار کر لوں
 گا۔ میرا رب پاک ہے۔ یہ تو کھلا کھلا ظلم ہے اور سنو میں ان
 کے بہتان سے بری ہوں اور میں اپنے عقائد پر نظر کر کے
 اس جہم کا اثر شک نہیں پاتا۔ اور اللہ جانتا ہے جو میرے
 دل میں اور ان کے دل میں ہے اور میں نے اسی پر توکل کیا
 ہے اور ان کے عقائد دل کو میری مخالفت پر دنیا کی جنت
 عزت اور حسد نے اکسایا ہے جو اکثر علماء میں موجود ہے
 سوائے ان کے جن کی اللہ نے اپنی رحمت سے حفاظت
 کی اور اسی طرح اکثر علماء کی عادت چل آتی ہے
 کہ جب وہ کسی کو ایسی بات کہتے سنتے ہیں جو ان
 کے ضم سے بالا ہو تو وہ اس پر غور نہیں کرتے اور
 زدہ کہنے والے سے پوچھتے ہیں کہ وہ اس کی حقیقت
 ان کے لیے بیان کر دے بلکہ وہ سُنتے ہی مشتعل ہو جاتے

فی اَوَّلِ مَجْلِسٍ ویلعنونه ویکنزونه
 القول فیہ وکادوا ان یقتلوه مشتعلین
 وقال اللہ عزوجل یا حسرة علی العباد
 ما یاتیهم من رسول الا کانوا به
 یستهنؤن۔ والامر الحق الذی لعلیه
 اللہ ان المسلمین کانوا فی هذا الزمان
 کافرا خالصا فیرما بلغوا الشدھم
 الروحانیة وسقطوا من اکنانہم و
 اوکارھم واعشانہم فاراد اللہ ان
 یجمعہم تحت جناحی ویزیقہم
 حلوة الایمان ولذلة الشرحمن
 ویجعلہم من العارفین۔ فمن کان
 عاقلاً طالبا للنجاة فلیبادر الی ولا
 یبادر الی الا الذی یخاف اللہ وینبذ
 الدنیا من ایدیه وعرضہا وناموسہا
 ویبادر الی الآخرة یرتضی لنفسہ کل
 لعن وطعن واقوال الا عداء ہجر الاحبا
 وسب السابین۔

التنبیہ

اعلم یا اخی اراک اللہ من عندہ

ہیں اور اسے پہلی مجلس میں ہی کافر قرار دیتے ہیں
 اور اس پر لعنت کرتے اور اس کے بارے میں باتیں
 بناتے رہتے ہیں اور وہ اشتعال کی حالت میں اسے قتل
 کرنے کے قریب ہوتے ہیں۔ اللہ نے فرمایا ہے: یا حسرة
 علی العباد ما یاتیم من رسول الا کانوا بہ استہزؤن
 انفس ان بدوں پر کہ نہیں آیا انکے پاس کوئی رسول مگر
 انھوں نے اس کے ساتھ استہزاء کیا، اور اس حق دہی ہے
 جسے اللہ جانتا ہے کہ مسلمان اس زمانہ میں چڑھیوں کے پتوں
 کی مانند ہیں اور وہ اپنی روحانی بوخت کو نہیں پہنچتے اور وہ
 اپنے گھونسلوں سے گر گئے ہیں پس اللہ نے ارادہ کیا کہ ان کو میرے
 بازو کے نیچے جمع کر دے اور ان کو حلاوت ایمان اور
 خدائے رحمان سے محبت کا مزہ چکھائے اور انھیں غارت
 بنائے۔ پس جو عاقل اور نجات کا طالب ہو اسے چاہیے
 کہ وہ جلدی سے میری طرف آئے اور میری طرف صرت
 وہی جلدی سے آئے جو اللہ سے ڈرتا ہے اور دنیا کی عزت
 اور ناموس کو اپنے ہاتھوں سے پھینک دیتا ہے اور آخرت
 کی طرف جلدی کرتا ہے اور اپنے نفس کیلئے سرسبز طعن و دشمنوں
 کی باتوں اور اپنے احباب اور سب دشمنوں کو دنیاوں سے لافعلی
 اختیار کرتا ہے۔

تنبیہ

اے میرے بھائی تو جان لے۔ اللہ تجھے اپنی جہاں

طرق الصواب ان الذين يعتقدون
 نزول عيسى عليه السلام وصعوده
 بجسمه العنصرى الى السماء فتد
 يستدلون على حيوته بقوله تعالى و
 ان من اهل الكتب الا يؤمن به
 قبل موته والله يعلم ما هم خاطئون
 في هذا الاستدلال وان هم الا يظنون
 ويضنون الناس بغير علم ثم ينهضون
 لا يذاع اهل الحق بالسنة حدا و
 لا يخافون الله ويسمون المؤمنين
 كافرين انما مثلهم كمثل قوم اتخذوا
 مسجداً اضراً او كفراً وتفرقاً بين
 المؤمنين - وانت تعلم ان الوفضنا
 ان اليهود كلهم يؤمنون بعيسى
 عليه السلام قبل موته كما فهموا
 من هذه الآية للزم المحال الصريح
 من هذا المعنى وللزم ان يبقى بنو
 اسرائيل كلهم الى نزول عيسى عليه
 السلام احياء اسالمين - لان امر
 ايمان اليهود كلهم لا يتم بحياة المسيح
 فقط بل يجب لان تمامه حياة كفار

سے سیدے راستے دکھائے جو لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے
 جسم عنصری کے ساتھ نزول اور آسمان کی طرف اٹکنے
 صعود کا عقیدہ رکھتے ہیں، وہ ان کی جیت
 پر اللہ کے اس قول سے استدلال کرتے ہیں "ان من
 اهل الكتاب الا يؤمن بي" اور اللہ جانتا ہے کہ وہ اس
 استدلال میں غلطی پر ہیں اور وہ محض گمان سے کام لیتے
 ہیں اور لوگوں کو بغیر علم کے گمراہ کرتے ہیں۔ پھر وہ اہل
 حق کو تیز زبانوں سے ایذا دینے کے لیے مستعد
 ہو جاتے ہیں اور اللہ سے نہیں ڈرتے اور مومنوں کا نام
 کافر رکھتے ہیں۔ ان کی مثال ان لوگوں کی سی ہے جنہوں
 نے مسجد ضرور، کفر اور مومنوں کے درمیان تفرقہ
 پیدا کرنے کیلئے بنائی اور تو جانتا ہے کہ اگر ہم یہ فرض کر لیں کہ
 تمام یہودی حضرت عیسیٰ پر آپ کی وفات سے قبل
 ایمان لے آئیں گے جیسا کہ وہ اس آیت سے سمجھتے
 ہیں تو ان محضوں سے محال صریح لازم آئیگا اور یہ ضروری
 قرار پائیگا کہ تمام بنی اسرائیل نزول عیسیٰ تک زندہ
 اور صحیح سالم رہیں کیونکہ سب یہود کے ایمان کا معاملہ صرف
 حیاتِ مسیح کے ساتھ پورا نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کے پورا
 کرنے کے لیے بنی اسرائیل کے تمام کفار کا اول زمانہ
 لے اہل کتاب میں سے ایک بھی نہیں جو اس واقعہ پر اپنی
 موت سے پہلے ایمان نہ لائے۔

بنی اسرائیل کلہم من اوّل الزمان
 الی یوم القیامة ومع ذلک یجب حیوة
 المسیح الی یوم الدین ومعلوم ان
 کثیرا من الیہود قد ماتوا ودفنوا و
 لم یؤمنوا بعیسی علیہ السلام فکیف
 یمستقیم ان یقال ان الیہود کلہم
 یؤمنون بالمسیح قبل موته فلا مشک
 ان هذا المعنی بدیہی البطلان
 وظاہر الفساد ولا سبیل الی صحته
 فتفکر ان کنت من المتفکرین۔ ثم اذا
 نظرنا نظراً اخر و تأملنا فی قولہم
 وعقیدتہم واتفاق ندوتہم علی
 ان الوجودین فی زمان نزول المسیح
 یدخلون فی دین الاسلام کلہم ولا
 تبقى نفس واحدة منهم منکرۃ
 للاسلام وتہلک الملل کلہا الا الاسلام
 فما وجدنا ہذا العقیدۃ موافقۃ
 لتعلیم القرآن بل وجدناھا مخالفۃ
 لقول رب العالمین فان القرآن یعلم
 بتعلیم واضح ویشہد بصوت عال
 علی ان الیہود والنصارى یبقون

سے قیامت تک زندہ رہنا ضروری ہے اور اس کے
 ساتھ مسیح کی قیامت تک کیلئے زندگی ضروری ہے اور
 یہ بات ظاہر ہے کہ بہت سے یہودی مر گئے اور دفن
 کیے گئے اور وہ عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہیں لائے
 پس یہ کتنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے کہ سب یہودی مسیح
 پر اس کی موت سے پہلے ایمان لائیں گے۔ پس بلاشبہ
 ان معنوں کا بطلان واضح ہے۔ ان کا فساد ظاہر ہے
 اور ان کے صحیح ہونے کی کوئی صورت نہیں پس
 اگر تو غور کرنے والوں سے ہے، تو غور کر۔ پھر
 جب ہم دوسری بار نظر کرتے ہیں اور ان کے
 عقیدہ اور اقوال اور ان کی مجلس کے اس اتفاق
 پر غور کرتے ہیں کہ جو لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے
 زمانہ نزول میں موجود ہوں گے وہ سب کے سب
 اسلام میں داخل ہو جائیں گے اور ان میں سے
 ایک فرد بھی اسلام کا منکر نہیں رہے گا۔
 اور اسلام کے سوا تمام ملتیں ہلاک ہو جائیں
 گی تو ہم اس عقیدہ کو قرآن کریم کے موافق
 نہیں پاتے بلکہ اسے رب العالمین کے قول کے
 مخالف پاتے ہیں کیونکہ قرآن واضح تعلیم دیتا ہے
 اور بلند آواز سے شہادت دیتا ہے کہ یہودی
 اور نصاریٰ قیامت تک باقی رہیں گے جیسا

الی یوم القيامة كما قال عز وجل
 فاغرينا بينهم العداوة والبغضاء الى
 يوم القيامة ومعلوم ان وجود العداوة
 والبغضاء فرع لوجود المعاندين
 والمباغضين ولا يتحقق الا بعد
 وجودهم ولقد وصلنا لهم القول
 وقلنا غير مرة لعلمهم يتذكرون او
 يكونون من الخائفين - فكيف نؤمن
 بان اهل الملل كلها تهلك في وقت
 من الاوقات انكفربايات كتاب مبين
 وقد قال الله تعالى والقينا بينهم
 العداوة والبغضاء الى يوم القيامة
 وقال وجاعل الذين اتبعوك فوق
 الذين كفروا الى يوم القيامة ومعلوم
 ان كون اليهود مغلوبين الى يوم القيامة
 يقتضي وجودهم وبقائهم وكفرهم
 الى يوم الدين - ومعلوم ان كلما يعارض
 اخبار القرآن ويخالفه فهو كذب صريح
 وليس من احاديث اصدق الصادقين
 بل المراد من هلاك الملل كلها
 هلاكهم بالبينّة ولا شك انه من

کہ اس نے فرمایا: "فاغرينا بينهم العداوة والبغضاء الى
 يوم القيامة" اور یہ بات ظاہر ہے کہ عداوت اور بغض
 کا وجود معاندين اور بغض رکھنے والوں کے وجود کی فرع
 ہے اور ان کے وجود کے بغیر متحقق نہیں ہو سکتی اور ہم
 نے انھیں پے در پے کہا اور ایک سے زائد بار کہا
 تا وہ نصیحت پکڑیں اور ڈرنے والوں سے ہوجائیں
 پس ہم کس طرح ایمان لائیں کہ تمام ملتیں کسی وقت
 ہلاک ہوجائیں گی۔ کیا ہم کتابِ بین کی آیات
 کا انکار کر دیں؛ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے: "والقينا
 بينهم العداوة والبغضاء الى يوم القيامة" اور کہا
 ہے: "وجاعل الذين اتبعوك فوق الذين كفروا الى
 يوم القيامة" اور یہ بات ظاہر ہے کہ یہود کا قیامت
 تک مغلوب ہونا، قیامت تک ان کے وجود، بقا اور
 کفر کا جزا سزا کے دن تک تھا صاف کرتا ہے اور
 یہ بات بھی واضح ہے کہ ہر وہ بات جو قرآن کی
 خبروں کی معارض اور مخالفت ہو وہ صریح جھوٹ ہے
 اور سب سے زیادہ پتے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حد

یہ ہم نے ان کے درمیان قیامت کے دن تک عداوت
 اور سخت دشمنی ڈال دی ہے۔

یہ اور ہم نے قیامت تک کے لیے ان کے درمیان عداوت
 اور بغض پیدا کر دیا ہے۔

تہ اور جو تیرے پیرو ہیں انہیں ان لوگوں پر جو منکر ہیں قیامت
 کی دن تک غاب رکھوں گا۔

هلاک من ابیئنة فقد هلاک ومن اتم
الحجة علی احد فقد اهلکه فتفکر
کالمتوسمین -

واعلم ان حدیث هلاک الملل
صحیح والکن اخطاء العلماء فی فهمه
وما فهموا من هلاک اهل الادیان
فهو لیس بصحیح بل المعنی الصحیح
هو الذی یشیر الیه القرآن فی آیه
هو الذی ارسل رسوله بالهدی و
دین الحق لیظهره علی الدین کلّه
فقد اشار فی هذه الایة علی غلبة
دین الاسلام علی کل مذہب و دین
وانت تعلم ان دیناً اذا صار مغلوباً
مقهوراً فهو نوع من هلاک اهلہ
بسلطان مبین ثبت من هذا التحقیق
ان تاویل آیه قبل موته بتحدیث العلماء
تاویل فاسد وقد بلغک کلام
رب العالمین -

واما ما روى فی البخاری عن
ابی هريرة رضی اللہ عنہ فی هذا
الباب فلا تحسبه شیئاً یتوجه الیہ

سے نہیں بلکہ تمام ملتوں کی ہلاکت سے مراد انکا دلائل سے ہلاکت ہونا
ہے بیشک جو دلیل سے ہلاک ہوا وہ ہلاک ہو گیا اور جسے کسی پر
جُت پوری کی گئی اُسے ہلاک کر دیا پس حصہ فرست لوگوں کا ٹکڑا کر
اور جان لے کر تمام ملتوں کے ہلاک ہونے والی
حدیث صحیح ہے لیکن علماء نے اس کے سمجھنے میں غلطی
کی ہے اور انھوں نے تمام ادیان کے ہلاک ہونے کا
جو مفہوم لیا ہے وہ صحیح نہیں بلکہ صحیح معنی وہ ہیں جن کی
طرف قرآن کریم صوالذی ارسل رسولہ بالمہدی و دین الحق
لیظہرہ علی الدین کلّہ والی آیت میں اشارہ فرماتا ہے پس اس
آیت میں قرآن نے ہر مذہب و دین پر اسلام کے غلبہ کی طرف
اشارہ کیا ہے اور تو جانتا ہے کہ جب کوئی دین مغلوب
مقہور ہو جائے تو وہ اس دین کے ماننے والوں
کی واضح دلیل کے ساتھ ہلاکت کی ہی ایک
قسم ہے - پس اس تحقیق سے ثابت ہوا
کہ آیت قبل موتہ کی جو تاویل
علماء نے کی ہے، وہ فاسد ہے
اور اب تجھے رب العالمین کا کلام پہنچ
چکا ہے۔

اور بخاری میں اس باب میں ابو ہریرہؓ
سے جو روایت ہے تو اسے قابلِ توجہ چیز نہ سمجھو اور
لہ وہ خدا ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت کے ساتھ اور پچا دیں
دیگر بھیجا ہے تا وہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے۔

وعندنا كتاب الله فلا تطلب الهدى من
غيره فترجع بالخبية ولن تكون من
المهتدين قال صاحب التفسير المظهر
ان ابا هريرة صحابي جليل القدر
ولكنه اخطا في هذا التاويل ولا يوجد
في حديث ما يؤيد زعمه ولا نرى
مستفاداً من الآية ما فهمه فلا شك
انه خالف الحق المبين -

وما ثبت ان ماخذ قوله من
مشكوة النبوة والسنة المطهرة بل
هورائى سطحى وكان رضى الله عنه
كثير الخطاء في بعض اجتهاداته كما
ثبت خطاءه في حديث ذكره البخارى
في صحيحه قال حدثني عبد الله
ابن محمد قال حدثنا عبد الرزاق
قال اخبرنا معمر عن الزهرى عن
سعيد ابن مسيب عن ابي هريرة
قال ان النبى صلى الله عليه وسلم
قال ما من مولود يولد الا والشيطان
يمسّه حين يولد فيستهل صارخاً
من مس الشيطان اياه الا مريم وابنها

ہمارے پاس قرآن ہے پس تو اس کے غیر سے
ہدایت طلب نہ کر۔ ورنہ تو ناکام لوٹے گا اور ہرگز
ہدایت نہ پائیگا اور صاحب تفسیر مظهری نے کہا ہے
کہ ابو ہریرہ جلیل القدر صحابی ہیں لیکن انھوں نے اس
تاویل میں غلطی کھائی ہے اور کوئی حدیث
ان کے خیال کی تائید نہیں کرتی۔ جو کچھ
انھوں نے سمجھا وہ ہمارے نزدیک اس آیت سے نہیں
نکلتا بیشک انھوں نے کھلے کھلے حق کی مخالفت کی ہے۔

اور یہ ثابت نہیں ہوا کہ ان کے قول کا اخذ
مشکوٰۃ ثبوت اور سنت مطہرہ ہے بلکہ وہ ایک
سطحی رائے ہے اور انھوں نے اپنے بعض اجتہادات
میں بہت غلطیاں کھائی ہیں جیسا کہ آپ کی غلطی اس
حدیث سے ثابت ہے جس کا ذکر اہم بخاری نے
اپنی صحیح میں کیا ہے، وہ کہتے ہیں مجھے عبد اللہ بن
محمد نے بتایا اس نے کہا مجھے عبد الرزاق نے بتایا
اس نے کہا مجھے معمر نے زہری سے بتایا۔ زہری
نے سعید بن مسیب سے اور اس نے ابو ہریرہ
سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کوئی
بچہ پیدا نہیں ہوتا مگر شیطان اسے پیدائش کے
وقت چھوتا ہے۔ پس وہ شیطان کے چھوٹنے
کی وجہ سے چیخ اٹھتا ہے، سوائے مریم اور اس کے

يقول ابوهريرة واقروا ان شئتم واني اعينها
بك وذريتها من الشيطان الرجيم هذا
ما زعم ابوهريرة ولكن الذي اعترف
شيئا من بحر كلام الله فيعلم بالبداهة
ان هذا الزعم فاسد ويعلم ان اباهرية
استعجل في هذا الرأي وما ارصد
نفسه لشهادة بينات القرآن المرعوم
ان الله تعالى جعل نبينا اول المعصومين
وقد طعن الزمخشري في معنى
هذا الحديث وتوقف في صحته وكيف
يجوز ان يخص ابن مريم وامه في العصمة
من مس الشيطان وقد قال الله تعالى
ان عبادي ليس لك عليهم سلطان و
قال سلام عليه يوم ولد ويوم يموت و
يوم يبعث حيا وما معنى السلام الا الحفظ
والعصمة وقال الاعبادك منهم المخلصين
فلا يصح هذا الحديث الا ان نريد
من ابن مريم وامه معنى عاما ونقول
ان كل تقى وتقى كان في صفته فهو
ابن مريم وامه واليه اشار الزمخشري
رحمه الله ولا يستبعد هذا التاويل

بیٹے کے۔ ابوہریرہ کہتے ہیں اگر تم چاہو تو پڑھو ”وانی اعینہا
بک بذریعتہا من الشیطان الرجیم“ یہ ہے جو ابوہریرہ نے
خیال کیا، لیکن جس نے کلام اللہ کے سمندر سے چلو بھرا
ہو وہ بالبدہت جانتا ہے کہ یہ خیال فاسد ہے اور
وہ یہ جانتا ہے کہ ابوہریرہ نے اس رائے کے ظاہر
کرنے میں جلدی کی ہے اور اس نے اپنے نفس کو بیستانت
قرآن کی شہادت کے لیے گھات میں نہیں لگایا۔ کیا وہ
نہیں جانتا تھا کہ اللہ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کو اول المعصومین قرار دیا ہے اور زمخشری نے اس حدیث
میں طعن کیا ہے اور اس کی صحت کے بارے میں توقف
کیا ہے اور یہ کیسے جائز ہو سکتا ہے کہ ہم ابن مریم اور
اس کی ماں کی مس شیطان سے محفوظ رہنے میں تخصیص کریں
اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ”ان عبادی میں ایک علیم
سلطان“ اور فرمایا: ”سلام علیہ یوم ولد و یوم یموت و یوم
یبعث حیا“ اور اسلام کے معنی حفاظت اور عصمت
کے ہی میں اور فرمایا: ”الا عبادک منهم المخلصین“ پس حدیث
لے اور میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود کے حملہ
سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔
مے جو میرے بندے ہیں اُن پر ہرگز تیرا تسلط نہیں ہو سکتا۔
مے اور جب وہ پیدا ہوا تب بھی اس پر سلامتی تھی اور جب
وہ مر گیا اور جب وہ زندہ کر کے اٹھایا جائیگا۔ تب بھی
اس پر سلامتی ہوگی۔
مے سوائے ان میں سے تیرے پیچیدہ بندوں کے۔

فان الانبياء قد يتكلمون في حلل الجبازات
والاستعارات ومثل ذلك كثير في
كلام سيدنا ومولانا خاتما النبیین۔
ومن هذا الباب قوله صلى الله عليه
وسلم ان عيسى ابن مريم لينزل فيكم
يعني يبعث رجل منكم على صفته فينزل
منزلة عيسى فما فهم اكثر الناس معنى
هذين الحديثين واعتقدوا ان
عيسى الذي كان نبيا من بني اسرائيل
ينزل من السماء وان هذا الاخطاء
مبين۔

ثم القرينة الثانية على خطا ابی
هريرة في اية قبل موته ما جاء
في قراءة ابی بن كعب اعني موتهم
فانه يقرء هكذا وان من اهل الكتاب
الا يؤمنون به قبل موتهم ثبت من
هذه القراءة ان ضمير لفظ موته لا
يرجع الى عيسى عليه السلام بل يرجع
الى اهل الكتاب فالى اى ثبوت حاجة
بعد قراءة ابی بن كعب لقوم طالبيين۔
ثم مع ذلك قد اختلف اهل التفسير

صحیح نہیں ہو سکتی سوائے اسکے کہ ابن مریم اور اس کی ماں سے
عام معنی مراد ہیں اور کہیں ہر متقی اور برگزیدہ انسان جو ان صفات سے
اپنے اندر رکھتا ہو وہ ابن مریم اور اسی کی ماں ہے اور اسی کی طرف
مختصرتی نے اشارہ کیا ہے اور یہ تاویل مستبعد نہیں کیونکہ انبیاء
مجاہلات اور استعارات کے لباس میں کلام کرتے ہیں اور
اسکی شاہیں ہر سے آقا و مولا حضرت خاتم النبیین
صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں بکثرت ملتی ہیں؛

چنانچہ آپ کا یہ قول ہے کہ عیسیٰ بن مریم تم میں نازل ہو گا یعنی اسی
سفار کھنے والا ایک شخص تم میں مبعوث ہو گا پس وہ عیسیٰ کا قائم
مقام ہو گا لیکن اکثر لوگ ان دونوں حدیثوں کے معنی نہیں سمجھے
اور انھوں نے یہ عقیدہ بنالیا کہ عیسیٰ جو بنی اسرائیل کا ایک
نبی تھا آسمان سے نازل ہو گا اور یہ ایک کھلی غلطی ہے۔

آیت قبل موتہ میں ابو ہریرہ کی غلطی پر دوسرا
قرینہ ابی بن کعب کی قرأت ”موتہم“ میں ہے کیونکہ وہ
اس طرح پڑھا کرتے تھے: وان من اهل الكتاب الا
يؤمنون به قبل موتهم پس اس قرأت سے ثابت ہوا
کہ لفظ ”موتہم“ میں ضمیر عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع نہیں
ہوئی بلکہ وہ اصل کتاب کی طرف راجع ہوتی ہے پس اب
ابی بن کعب کی قرأت کے بعد طالبان حق کے لیے اور
کس ثبوت کی ضرورت ہے۔ پھر اس کے ساتھ مفسرین
نے بھی یہی کی ضمیر کے مرجع کے متعلق اختلاف کیا ہے
لہٰذا سب اصل کتاب اس واقعہ پر اپنی موت سے پہلے
ایمان لاتے رہیں گے۔

فی مرجع ضمیر بہ فقال بعضهم ان هذا الضمير الذی يوجد فی آية لیؤمنن بہ راجع الی نبینا صلی اللہ علیہ وسلم راجع الاقوال وقال بعضهم انہ راجع الی الفرقان قال بعضهم راجع الی اللہ تدالی وقیل انہ راجع الی عیسیٰ وهذا قول ضعیف ما التفت الیہ احد من المحققین فیا حسرة علی اعدائنا المخائنین انہم یتذکون القرآن وبنیاتہ بل قلوبہم فی غمرة من هذا ویقولون بافواہم انا نتبع اخبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولیسوا بمتبعین بل یتذکرون اقوالاً ثابتة من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویبدلون الخیث بالطیب ویکتبون الحق وکانوا عارفين۔ انما مثلہم کمثل سبعہ اعتاد اکل المیة فلا یتوجہ الی الاغذیة اللطیفۃ النظیفۃ من الثمرات وسولہا ویسعی فی البراری لہا ویحتفل بقبور ویطلب کل جیفۃ من حمار او کلب او خنزیر فان وجد ہا فیکون بہا اصفی

ان میں سے بعض نے کہا ہے لیؤمنن یہ میں ہ کی ضمیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہے اور بعض نے کہا ہے کہ یہ ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ ضمیر عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے اور یہ قول ضعیف ہے، محققین نے اس کی طرف التفات نہیں کی۔ پس ہمارے مخالف دشمنوں پر انوس ہے۔ وہ قرآن اور اس کی بینات کو چھوڑتے ہیں بلکہ ان کے دل اس سے پردہ میں ہیں اور وہ اپنے مومنوں سے کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی پیروی کرتے ہیں، لیکن حقیقت میں وہ پیروی کرنیوالے نہیں بلکہ وہ ان اقوال کو چھوڑ دیتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں اور خبیث کو طیب سے بدل دیتے ہیں اور وہ جان بوجھ کر حق کو پھیلاتے ہیں۔

ان کی مثال اس درندہ کی سی ہے جسے مردہ کھانے کی عادت پڑ جائے تو وہ پھلوں ایسی لطیف اور پاکیزہ غذاؤں کی طرف متوجہ نہیں ہوتا بلکہ جنگلوں کی طرف بھاگ جاتا ہے اور قبروں کو کھودتا ہے اور ہر مردار تلاش کرتا ہے وہ گدھا ہو، گت ہو یا سؤر۔ اور اگر وہ کوئی مڑا

فرحاد اونی مرحاً ولا یفارقها بطرد
الطاردين۔ الا یعلمون ان لفظ التوفی
الذی یوجد فی القرآن قد استعمله
الله للموتی الذین خلوا من قبلہ او ماتوا
مربعدہ او لم یکف شہادۃ رب العلمین
او لم یکف لہم ما اعتادہ العرب الی
ہذا الوقت واذ قیل لجاہل امتی من
العرب ان الفلان فونی فیعرف انہ مات
فانظر اما تری ہذا المحاورۃ جاریۃ
فیہم ثم انظر انہم کیف فسروا
معرضین۔

وقال بعضهم ان آیۃ فلما توفیتنی
حق ولا شک انہا یدل علی وفاتہ
عیسی علیہ السلام بدلالۃ قطعۃ
وانہ مات وانا نؤمن بہ وکتب التفسیر
ملوۃ من ہذا البیان ولكنہ علیہ السلام
وابقی میتاً بل بعث حیاً بعد ثلاثۃ ایام
اوسبع ساعات ثم رفع الی السماء
بجسدہ العنصری ثم ینزل فی
آخر الزمان علی الارض ویکتب اربعین
سنۃ ثم یموت مرۃ ثانیۃ ویدفن

پالے، تو وہ بہت خوش ہوتا ہے اور
دھتکارنے والوں کے دھتکارنے پر وہ اس
سے علیحدہ نہیں ہوتا۔ کیا وہ نہیں جانتے
کہ لفظ توفی جو قرآن میں پایا جاتا ہے اس کو اللہ
نے ان مردوں کے لیے استعمال کیا ہے جو اس سے
پہلے گذر گئے یا اس کے بعد وفات پا گئے کیا رب العالمین
کی شہادت کافی نہیں۔ کیا ان کیلئے جسکے عرب ایک عادی ہیں
کافی نہیں۔ اور جب کسی اُمتی جاہل عرب کو کہا جاتا ہے کہ
فلان کا توفی ہو گیا ہے تو وہ جان لیتا ہے کہ وہ مر گیا پس
غور کر کیا تجھے عربوں میں یہ محاورہ مردوج نظر نہیں
آتا۔ پھر دیکھ کہ وہ کس طرح اعراض کر کے بھاگ نکلتے۔

اور ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ آیت فلما توفیتنی
برحق ہے اور بیشک وہ عیسیٰ علیہ السلام کی
وفات پر قطعی طور پر دلالت کرتی ہے اور
وہ وفات پا گئے ہیں اور ہم اس پر ایمان
لاتے ہیں اور تفسیر کی کتب اس بیان سے بھری
پڑی ہیں، لیکن عیسیٰ علیہ السلام مردہ نہیں رہے
بلکہ وہ تین دن کے بعد یا سات گھنٹیوں کے بعد
زندہ ہو گئے اور پھر بحسدِ عنصری آسمان کی طرف
اٹھائے گئے اور پھر وہ آخری زمانہ میں زمین پر
اُتریں گے اور چالیس سال زمین میں رہیں گے

اور پھر دوسری دفعہ وفات پائیں گے اور مدینہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں دفن ہوں گے ان کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ تمام مخلوق کے لیے ایک موت ہے، لیکن سچ کے لیے دو موتیں ہیں، لیکن جب ہم قرآن میں دیکھتے ہیں تو وہاں اس قول کو نصوصِ بینہ کے خلاف پاتے ہیں۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکم کتاب میں ایک ایسے مومن سے جو جنت میں ہمیشہ کی زندگی عطا ہونے اور عزت کی جگہ پر بغیر موت کے ٹھہرائے جانے پر اپنے آپ کو رشک کرتا ہے۔ حکایتاً بیان کرتا ہے: ”انما نحن بمیتین الا موتتنا الاولیٰ وما نحن بمعذبین۔ ان هذا لہو الفوز العظیم“

اے عزیز! دیکھ کس طرح اللہ نے پہلی موت کے بعد دوسری موت نہ ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور اس موت کے بعد عالم ثانی میں ہمیں ہمیشہ رہنے کی بشارت دی ہے پس تو انکار کرنیوالوں میں سے نہ بن۔ تو جانتا ہے کہ جملہ ”انما نحن بمیتین“ میں ہمزہ استفہام تقریری کے لیے ہے اور اس میں تعجب کے معنی پائے جاتے

لے کیا سوائے پہلی موت کے ہمارے لیے اور کوئی موت نہیں اور ہمیں کوئی عذاب نہیں دیا جائے گا۔ یہ بیشک بڑی کامیابی ہے۔

فی ارض المدینۃ فی قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فحصل کلہم ان للخلق کلہم موتاً واحداً اولہم مومتین ولکننا اذ انظرنا فی کتاب اللہ سبحانہ فوجدنا ہذا القول مخالفاً لنصوصہ البینۃ الا ترى ان اللہ تبارک وتعالیٰ قال فی کتابہ المحکم حکایۃ عن مؤمن مغبطاً لنفسہ بما اعطاہ اللہ من الخلد فی الجنة والاقامۃ فی دار الکرامۃ بلا موت افما نحن بمیتین الا موتتنا الاولیٰ وما نحن بمعذبین۔ ان هذا لہو الفوز العظیم۔

فانظر ایہا العزیز کیف اشار اللہ تعالیٰ الی امتناع الموت الثانی بعد الموت الاولیٰ۔ ولبشرنا بالخلود فی العالم الثانی بعد الموت فلا تکن من المنکرین۔ وانت تعلم ان الهمزة فی جملۃ افما نحن بمیتین للاستفہام التقریری وفيہا معنی التعجب والفاء ہہنا للعطف علی محذوف ای نحن لحدن منعون

مع قلة اعمالنا وما نحن بميتين و اعلم
ان هذا سوال من اهل الجنة حين
يسمعون قول الله تعالى كلوا واشربوا
هنيئاً بما كنتم تعملون كما روى عن
ابن عباس في تفسير قوله تعالى هنيئاً
فعند ذلك يقولون انما نحن بميتين
الا موتنا الاولى واعلم ان قولهم
هذا يكون على طريقة الابتهاج والسرور
ثم اعلم ان الاستثناء ههنا مفرغ و
قبل منقطع بمعنى لكن وفي كل حال
يثبت من هذه الآية ان اهل الجنة
يبشرون بالدار والخلد ويبشرون
بان لهم لا موت الا موتهم الاولى
وهذا دليل صريح على ان الله ما
جعل لاهل الجنة موتين بل بشرهم
بالحيوة الابدية بعد الموت الذي
قد قدر لكل رجل وقال في اخر هذه
الآية ان هذا هو الفوز العظيم فاشار
الى ان دوام الحيوة وعدم الموت مع
نعيم وسرور وجود من التفضلات
العظيمة فاذا تقرر هذا فكيف يتصور

ہیں اور "نا" یہاں عطف علی المذدوف ہے یعنی کیا ہم اپنے
قلّت اعمال کے باوجود جنت کی نعمتوں میں ہمیشہ رہیں گے
اور ہمیں موت نہیں آئیگی اور جان لے کہ یہ اہل جنت
کا اسوقت کا سوال ہے جب وہ اللہ کا یہ قول سُنیں گے
مراکھاؤ اور پیو یہ تمہارے اعمال کیوجہ سے تمہارے بابکت ہوگا
جیسا کہ ہینا کی تفسیر میں ابن عباس سے روایت ہے پس اسوقت وہ کہیں گے
کہ اب بتاؤ کہ کیا سوائے پہلی موت کے ہمارے لیے اور
کوئی موت نہیں اور جان لے کہ ان کا یہ قول خوشی اور
انبساط کے طور پر ہے۔ نہ نفور ہے کہ یہاں استثناء
مفرغ ہے اور بعض نے کہا ہے کہ منقطع بمعنی لیکن ہے
اور ہر حالت میں اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے
کہ اہل جنت کو دوام اور خلود کی بشارت دی جائے گی
اور انہیں یہ بشارت دی جائیگی کہ سوائے پہلی موت
کے انکے لیے اور کوئی موت نہیں اور یہ صریح دلیل ہے
کہ اللہ نے اہل جنت کے لیے دو موتیں نہیں بنائیں
بلکہ اس نے انہیں اس موت کے بعد جو ہر شخص
کے لیے مقدر ہے ابدی حیات کی بشارت دی ہے
اور اس آیت کے آخر میں فرمایا ہے: "یہ بیشک
بڑی کامیابی ہے۔ ان هذا هو الفوز العظيم۔ اس میں
اس نے احساناتِ عظیمہ، نعمتوں اور خوشیوں اور سرور
سے معمور حیاتِ دائمی اور عدم موت کی طرف اشارہ

وَيُظَنُّ أَنَّ نَبِيًّا كَمَثَلِ عِيسَى مَعْ كُونَهُ مِنَ
 الْمُقَرَّبِينَ مُحْرَمٌ مِنْ هَذَا التَّفَضُّلِ
 الْعَظِيمِ وَكَيْفَ يَتَصَوَّرُ أَنَّ اللَّهَ يَخْلُفُ
 وَعَدَهُ وَيُرْثِيهِ إِلَى الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَفَانَتِهَا
 وَمَصَائِبُهَا وَشَدَائِدُهَا وَمُرَارَاتِهَا ثُمَّ
 يَبْسُطُهُ مَرَّةً ثَانِيَةً سُبْحَانَهُ هَذَا بَهْتَانُ
 عَظِيمٌ وَمَا كَانَ لِأَحَدٍ أَنْ يَعُودَ لِمِثْلِهِ بَعْدَ
 مَا اطَّلَعَ عَلَى أَخْطَاؤِهِ إِنَّ كَانُ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ
 وَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَا يَتَقَلَّبُونَ مِنْ هَذِهِ
 الدُّنْيَا إِلَى دَارِ الْآخِرَةِ إِلَّا بَعْدَ تَكْمِيلِ
 رِسَالَاتٍ قَدْ أَرْسَلُوا التَّبْلِيغَ هَا وَلِكُلِّ
 بَرَهَةٍ مِنَ الزَّمَانِ مَنَاسِبَتُهُ بِوُجُودِ
 نَبِيٍّ فَيُرْسِلُ كُلَّ نَبِيٍّ بِرِعَايَةِ الْمَنَاسِبَةِ
 وَالْإِلَى هَذَا الْإِشَارَةُ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى وَلَكِنْ
 رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ - فَلَوْلَمْ
 يَكُنْ لِرَسُولِنَا صَلَواتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 كِتَابُ اللَّهِ الْقُرْآنُ مَنَاسِبَةٌ لِجَمِيعِ
 الْأَزْمَنَةِ الْآتِيَةِ وَاهْلِهَا عِلَاجًا وَمَلَأَةً
 لِمَا أَرْسَلَ ذَلِكَ النَّبِيَّ الْعَظِيمَ الْكَرِيمَ
 لِأَصْلَاحِهِمْ وَمَلَأَتْهُمْ لِلدَّوَامِ إِلَى
 يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا حَاجَةَ لَنَا إِلَى نَبِيٍّ بَعْدَ

کیا ہے پس جب ثابت ہو گیا تو یہ کیسے تصور اور گمان کیا جا
 سکتا ہے کہ عیسیٰ کی مانند ایک نبی مقرب ہونے کے باوجود
 اس فضل عظیم سے محروم ہو اور کس طرح تصور کیا جاسکتا ہے کہ
 اللہ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی کرے اور اسے دنیا اور اس
 کے دکھوں اور آفات اور مصائب و شدائد اور تلخیوں کی طرف
 لوٹائے پھر اسے دوسری مرتبہ موت دے۔ پاک ہے وہ ذات
 یہ بہت بڑا بہتان ہے اور کسی کے شایانِ شان نہیں کہ اپنی خطا
 پر اطلاع پانچکے بعد دوبارہ ایسی بات کا اعادہ کرے۔ اگر مومن ہے
 اور انبیاء اس دنیا سے دارالآخرت کی طرف
 منتقل نہیں ہوتے، مگر ان رسالات کی تکمیل کے بعد
 جن کی تبلیغ کے لیے وہ مبعوث ہوتے ہیں اور زمانہ کے
 ہر حصہ کو ایک نبی کے وجود سے مناسبت ہوتی ہے
 پس ہر نبی انہی مناسبات کی رعایت سے مبعوث ہوتا
 ہے اور اس کی طرف اشارہ ہے اللہ تعالیٰ کے اس
 قول میں "وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ" پس اگر ہمارے
 رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کو سب
 آئندہ زمانوں سے اور ان کے پہننے والوں سے علاج اور اصلاح
 کے لحاظ سے مناسبت نہ ہوتی تو یہ نبی عظیم بھی اصلاح
 اور علاج کے لیے قیامت تک کے لیے مبعوث نہ
 ہوتے۔ پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور نبی کی
 آمد لیکن آپ اللہ کے رسول اور نبیوں کے ختم
 کر دیئے گئے ہیں۔

مذہب نہیں کیونکہ آپ کی برکات نے ہر زمانہ کا احاطہ کر لیا ہے اور آپ کے فیوض تمام ادویاء، اقطاب اور محدثین بلکہ تمام مخلوقات کے دلوں پر وارد ہوتے ہیں اور اگرچہ انھیں علم نہ ہو کہ یہ فیض اسی کی طرف سے جاری ہیں پس آپ کا تمام لوگوں پر بڑا احسان ہے۔

اور جن لوگوں پر اس نبی اور رسول اُمّی کے علوم و معارف کا فیضان زیادہ ہوا، ان میں سے بعض نے کتاب اللہ — پر تدبر اور اس کے دقائق کو مستنبط کرنے کی طرف توجہ کی ہے اور کچھ لوگ اور ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ سے علوم کے حاصل کرنے نے فکر مند اور بے چین کر رکھا ہے۔ پس یہی حکماء اور محدث ہیں جو ربانی حکمت والے ہیں اور وہ تمام اس مبارک چشمہ سے لینے اور قیامت تک اس کے فیوض سے تربیت حاصل کرتے رہیں گے اور اسی کی طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول میں اشارہ فرمایا ہے: ”وآخرین منہم لما یطوفوا بہم“ یعنی نبی کریم اپنی اُمت کے بعد میں آئینوالوں کا اپنی باطنی توجہات کے ساتھ اسی طرح تزکیہ کریں گے جیسے آپ نے اپنے صحابہ کا تزکیہ کیا۔ پس اس آیت پر غور کرو اور ہر ایک جلد باز کے شر سے لے اور ان میں سے کچھ اور لوگ بھی ہیں جو ابھی تک ان سے نہیں لے۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم وقد احاطت برکاتہ کل ازمئة و فیوضہ واردة علی قلوب الاولیاء والاقطاب والمحدثین بل علی الخلق کلہم وان لم یعلموا انها فائضة منه فله المنة العظمیٰ علی الناس اجمعین۔

والذین کثر علیہم فیضان العلوم والمعارف من ہذا النبی الرسول الامی فمنہم قوم توجہوا الی کتاب اللہ والتدبر فیہ واستنباط دقائقہ و قوم اخرون کانت ہمتہم اخذ العلوم من اللہ تبارک وتعالیٰ فہم الحکماء المحدثون اهل الحکمة الربانیة وکل یأخذون من تلک العین المبارکة ویرتبون من فیوضہ الی یوم الدین۔ و الی ہذا اشار اللہ عزوجل فی قوله و آخرین منہم لما یلحقوا بہم یعنی یشکر النبی الکریم آخرین من امتہ بتوجہاتہ الباطنیة لما کان یشکر صحابہ فتفکر فی ہذا الایة و استعذ باللہ من شر کل مستعجل

ولو كان عندك له كرامة وعزاة او كان
 من عشيرتك الاقربين ولو لم تجد
 في الارض احدا من الصالحين ان
 يتبدي مرشد او ما تفوق من كائنات
 النبي صلى الله عليه وسلم فدم عنك
 الالتفات الى غيره نبيا كان او من المرسلين
 وعليك ان تقبل ما قيل وتتحاكي القائل
 والقييل واعلم انه خاتم الانبياء ولا
 يطلع بعد شمس اللاحم التابعين الذين
 يستفيضون من نوره هو منبع الانوار
 وكاد يحل نوره بساحة قوم منكبين -
 ثم نرجع الى كلمتنا الاولى ونقول
 ان الآية التي ذكرناها انما اعني قوله
 تعالى الا موتنا الا ولى قد استدلل بها
 الخليفة الاول ابو بكر الصديق رضي الله
 عنه اذ اتوا رسول الله صلى الله عليه
 وسلم واختلف الناس في وفاته وقال
 عمرامات رسول الله صلى الله عليه وسلم
 بسوت حقيقي بل ياتي مرة ثانية في
 الدنيا ويقطع انوف المنافقين وايدى بهم
 واذا انهم فانكروا الصديق ومنعه من

اللہ کی پناہ مانگ گوتہمارے پاس اسے عزت اور رتبہ
 حاصل ہو یا وہ تمہارے قریبی رشتہ داروں سے ہو اور
 تو زمین میں کوئی ایسا صالح ہرگز نہیں پائیگا جو اپنے مرشد سے
 آگے نکل جائے اور نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے پیارے سے سبقت لے جا سکتا ہے۔ پس آپ
 کے غیر کی طرف وہ نبی ہو یا مرسل ملتفت نہ ہو
 اور تجھ پر لازم ہے کہ جو کچھ کہا گیا ہے اسے قبول کر اور
 قیل و قال سے بچ اور جان لے کہ آپ خاتم الانبیاء
 ہیں اور آپ کے سورج کے بعد ان پیروکاروں کا شمار ہی
 طلع ہو سکتا ہے جو آپ کے نور سے فیض حاصل کرتے ہیں اور
 آپ منبع انوار ہیں اور قریب ہے کہ آپ کا نور منکر قوم کے صحن میں بھی نازل ہوتا ہے
 پھر ہم اپنی پہلی باتوں کی طرف رجوع کرتے ہیں اور
 کہتے ہیں کہ جس آیت کا ہم نے ابھی ذکر کیا ہے یعنی
 الا موتنا الا ولى اس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 کی وفات پر خلیفہ اول حضرت ابو بکرؓ نے استدلال کیا
 جبکہ لوگوں نے آپ کی وفات کے بارہ میں اختلاف کیا
 اور حضرت عمرؓ نے کہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 پر حقیقی موت، وارث نہیں ہوتی بلکہ آپ دوسری بار
 دنیا میں آئیں گے اور منافقوں کے ناک، ہاتھ اور کان
 کاٹیں گے۔ حضرت ابو بکرؓ نے اس سے انکار کیا
 اور آپ کو اس سے منع فرمایا۔ پھر آپ جلدی

ذٰلِكَ ثُمَّ بَادِرَالِيْ بَيْتِ عَاسْتَةِ رَضِيَ اللّٰهُ
عَنْهَا وَاَقِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَكَانَ مِيْتًا عَلٰى الْفَرَّاشِ فَنَزَعَ عَنْ
وَجْهِهِ الرِّدَاءَ وَقَبَّلَهُ وَبَكَى وَقَالَ اِنَّكَ طَيِّبٌ
حَيًّا وَمِيْتًا لَّنْ يَجْمَعُ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْمَوْتَيْنِ
اَلَا مَوْتُنَا الْاَوَّلٰى فَرَدَّ بِذٰلِكَ الْقَوْلَ
قَوْلَ عَمْرٍو كَانَ مَأْخُذَ قَوْلِهِ قَوْلُهُ تَعَالٰى
اَلَا مَوْتُنَا الْاَوَّلٰى وَكَانَتْ لِابْنِ بَكْرِ رَضِيَ اللّٰهُ
تَعَالٰى عَنْهُ مَنَاسِبَةٌ عَجِيْبَةٌ بِذٰلِكَ
الْقُرْآنِ دَرْمُوزَةٌ وَاسْرَارَةٌ وَمَعَارِفَةٌ وَ
كَانَ لَهُ مَلَكَةٌ كَامِلَةٌ فِى اسْتِنْبَاطِ الْمَسْأَلِ
مِنْ الْقُرْآنِ الْكَرِيْمِ فَلِذَا ذٰلِكَ هُدٰى قَلْبُهُ
اِلَى الْحَقِّ وَفَهِمَ اَنْ الرَّجُوعَ اِلَى الدُّنْيَا
مَوْتَةٌ ثَانِيَةٌ وَهِيَ لَا يَجُوزُ عَلٰى اَهْلِ
الْجَنَّةِ بِدَلِيْلٍ قَوْلُهُ تَعَالٰى حِكَايَةً عَنْ
اَهْلِهَا اَلَا مَوْتُنَا الْاَوَّلٰى وَمَا خَصَّنَا
بِمَعْذَبَيْنِ - فَانْ رَجُوعُ اَهْلِ الْجَنَّةِ
اِلَى الدُّنْيَا ثُمَّ مَوْتُهُمْ وَوَرُودُ اِلَافِ
السَّكَاةِ وَالْاَمْرَاضِ عَلَيْهِمْ نَوْعٌ مِنَ
التَّعْذِيْبِ وَقَدْ نَجَّاهُ اللّٰهُ اِيَّاهُمْ مِنْ كُلِّ
عَذَابٍ وَاَوَّاهُمْ عِنْدَهُ بِاعْطَاءِ كُلِّ

سے حضرت عائشہؓ کے گھر تشریف لے گئے۔ رسول کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کی میت مبارک چارپائی پر
پڑی تھی۔ انھوں نے آپ کے چہرہ مبارک سے چادر
ہٹائی، اُسے بوسہ دیا اور روئے بھر فرمایا! یا رسول اللہ
آپ پاک ہیں، زندگی اور موت دونوں حالتوں میں۔ اللہ
تعالیٰ آپ پر آپ کی پہلی موت کے سوا دو موتیں
جمع نہیں کریگا۔ پس اس طرح آپ نے حضرت عمرؓ
کے قول کی تردید کی اور آپ کے قول کا مآخذ یہی آیت
تھی کہ ”اَلَا مَوْتُنَا الْاَوَّلٰى“ اور حضرت ابو بکرؓ کو قرآن کریم
کے دقائق، اسرار و رموز اور معارف سے عجیب مناسبت
تھی اور آپ کو قرآن کریم سے استنباط کرنے کا کامل
ملکہ حاصل تھا۔ پس اسی وجہ سے آپ کا دل حق کی
طرف ہدایت پا گیا اور آپ سمجھ گئے کہ دنیا کی طرف
رجوع کرنا دوسری موت ہے اور وہ جنتیوں کیلئے
جائز نہیں اور اس کی دلیل یہ خدا کا قول ہے
جو اس نے جنتیوں سے حکایت کرتے ہوئے فرمایا
ہے ”اَلَا مَوْتُنَا الْاَوَّلٰى“ و ما نحن بمُعْذَبِيْنَ“ پس جنتیوں کا
دنیا کی طرف لوٹنا پھر ان پر موت کا آنا اور ان پر
سکرات موت کے دکھوں اور امراض کا دار ہونا
عذاب ہی کی ایک قسم ہے اور اللہ نے ان کو ہر
عذاب سے نجات دی ہے اور ان کو دارِ آخرت

کی طرف منتقل کر نیکے دن سے ہر ایک خوشی اور سرور عطا کر کے اپنے پاس پناہ دی ہے پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ اس عذاب کے گھر یعنی دنیا کی طرف دوبارہ لوٹیں۔ پس اہل جنت کے اس قول (و ما نحن بمعذبین) کے یہی معنی ہیں۔

حاصل کلام یہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اس آیت کے ساتھ حضرت عمرؓ کے قول کی ترمذی کی۔ پھر اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ آپؓ نے مسجد کا قصد کیا اور آپؓ کے ساتھ صحابہؓ کا ایک گروہ بھی تھا۔ آپؓ اگر منبر پر کھڑے ہوئے اور صحابہؓ رسولؐ میں سے جو موجود تھے ان کو اپنے گرد جمع کیا۔ پھر اپنے اللہ کی شاکہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درد و بھیجا اور فرمایا۔ اے لوگو! جان لو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے ہیں۔ پس جو کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا۔ وہ جان لے کہ آپ وفات پا گئے ہیں اور جو اللہ کی عبادت کرتا تھا، تو اللہ زندہ ہے اور اس پر موت نہیں آئیگی۔ پھر آپؓ نے یہ آیت پڑھی ”وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افان مات او قتل انقلبتم على اعقابكم“ اور اس آیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر اس بناء لہ اور حضرت ایک رسول ہیں۔ اس سے پہلے سب رسول فوت ہو چکے ہیں پس اگر وہ وفات پا جائے یا قتل کیا جائے تو کیا تم اپنی ایڑیوں کے بل لوٹ جاؤ گے؟

جوز و سرور من يوم انتقلهم الى الدار
الآخرة فكيف يمكن ان يرجعوا الى
دار التعذيبات مرة ثانية فهذا معنى
قول اهل الجنة وما نحن بمعذبين۔
فحاصل الكلام ان ابا بكر صدیق
رد بهذه الآية قول عمر رضی اللہ عنہ
ثم ما اكتفى على ذلك بل قصد المسجد
وانطلق معه رهط من الصحابة فجاؤ
صعد المنبر وجمع حوله كل من كان
موجوداً من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ
عليه وسلم ثم اثنى على اللہ و صلی علی
رسوله صلی اللہ علیہ وسلم وفات
ايها الناس اعلموا ان رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم قد توفي فمن كان يعبد
محمداً صلی اللہ علیہ وسلم فليعلم
انه قد مات ومن كان يعبد اللہ فانه
حي لا يموت ثم قرأ وما محمد الا رسول
قد خلت من قبله الرسل افان مات
او قتل انقلبتم على اعقابكم فاستدل
بهذه الآية على موت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم بناءً على ان الانبياء

پر استدلال کیا کہ سب انبیاء وفات پا گئے ہیں پس جب صحابہؓ نے صدیقؓ کا قول سنا تو آپ کے قول کی کسی صحابی نے تردید نہیں کی اور کسی نے یہ نہیں کہا۔ اے شخص تو نے جھوٹ بولا ہے یا تو نے اپنے استدلال میں غلطی کی ہے یا تو نے ناقص استدلال کیا اور تیری رائے درست نہیں۔

پس اگر وہ اس بات کے معتقد ہوتے کہ عیسیٰ علیہ السلام اس وقت تک زندہ ہیں تو وہ حضرت ابو بکرؓ کی تردید کرتے اور کہتے، آپ اس آیت سے تمام نبیوں کا وفات پا جانا کیسے سمجھتے ہیں۔ کیا آپ نہیں جانتے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان کی طرف زندہ اٹھائے گئے ہیں اور آخری زمانہ میں آئیں گے۔ پس جب عیسیٰ علیہ السلام دوسری بار دُنیا میں آئیں گے اس پر ایمان رکھتے ہو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دُنیا میں دوبارہ آنے میں کیا حرج اور مضائقہ ہے جیسا کہ حضرت عمرؓ نے خیال کیا جن کی زبان پر حق جاری ہوتا اور جو صاحبِ ارادے ہونے میں عظیم الشان، اور بن کی رائے کی مقام پر قرآن کے موافق ہوئی اور اس کے ساتھ وہ علم اور تدبیر سے ہیں اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات مسلمانوں کے لیے ایک بڑی مصیبت تھی اور ایسی اور کوئی مصیبت ان پر نہیں آئی۔ پس کیا یہ

كلهم قد ماتوا فلما سمع يحيى بة قول الصديق رضى الله عنه م ر د احد على قوله وما قال احد له ايها الرجل انك كذبت او اخطأت في استدلالك او ذكرت استدلالا ناقضا وما كنت من المصيبين۔

فلو كانوا معتقدين بان عيسى حي الى ذلك الزمان لردوا على ابى بكر وقالوا كيف تفهم من هذه الآية موت الانبياء كلهم الا تعلم ان عيسى قد رفع الى السماء حيًّا ويأتي في اخر الزمان فاذا كان عيسى راجعا الى الدنيا مرة ثانية وانت تؤمن به فای حرج ومضائقة في ان ياتينا رسولنا صلى الله عليه وسلم ايضا كما زعمه عمر الذي يحج الحق على لسانه وله شان عظيم في الراي الصائب ولرايه موافقة باحكام القرآن في مواضع ومع ذلك هو ملهم ومن المحدثين۔ وان وفاة نبينا صلى الله عليه وسلم للمسلمين مصيبة ما اصابوا بمثلها فليس

من العجب ان يرجع نبی صلی اللہ علیہ وسلم الی الدنیا بل رجوعہ الی الدنیا احق وادنی وانه من رجوع المسیح وحاجة المسلمين الی وجوده المبارک اشد وازید من حاجتهم الی وجود المسیح لکنهم ماردوا علی الصدیقؑ بهذه الکلمات بل سکتوا کلهم ونبذوا من ایديهم سهام الانکار وقبوا قوله وبکوا وقالوا قال الله وانا الیه راجعون ونظروا الی موت الانبیاء کلهم واطمئنوا بها فانهم ماتوا کلهم وما کان احدٌ منهم من الخالدین - واذ اثبت ان رجوع اهل الجنة والذین قعدوا عند ملیک مقتدر بجمور و سرور ممنوع و خروجه من نعیمهم ولذا انهم یخالف وعد الله فکیف یجوز العاقل المؤمن ان المسیم علیہ السلام محروم من هذا الفوز العظیم ولکل بشر موت وله موتان الیس هذا یخالف نصوص القرآن فتدبر و سل الله ینیب لک فهم

عجیب بات نہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا کی طرف دوبارہ لوٹ آئیں بلکہ آپ کا آنا مسیح کے لوٹ آنے سے زیادہ درست اور زیادہ مفید ہے اور آپ کے وجود مبارک کی حاجت مسیح سے شدید اور زیادہ ہے ————— لیکن انھوں نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی ان کلمات کے ساتھ تردید نہیں کی بلکہ وہ تمام خاموش ہو گئے اور انھوں نے اپنے ہاتھ سے انکار کے تیر پھینک دیے اور آپؐ کی بات قبول کر لی اور رو پڑے۔ اور انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اور تمام انبیاء کی موت کی طرف نظر کی اور اس سے مطمئن ہو گئے کہ وہ سب فوت پا گئے ہیں اور ان میں سے کوئی دُنیا میں ہمیشہ رہنے والا نہیں تھا پس جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ اہل جنت اور ان لوگوں کا واپس آنا جو خدائے بلیک و مقتدر کے پاس خوشی اور سُردرد کے ساتھ بیٹھے ہیں ممنوع ہے اور ان کا اپنی نعمتوں اور لذات سے باہر آنا اللہ کے وعدہ کے خلاف ہے۔ تو ایک عاقل اور مومن شخص کس طرح جائز قرار دے سکتا ہے کہ مسیح علیہ السلام اس عظیم کامیابی سے محروم ہیں اور ہر بشر کے لیے ایک موت ہے اور اس کے لیے دو موتیں ہیں کیا یہ بات نصوصِ قرآنیہ کے مخالف نہیں۔ پس تو تہر کر اور

اللہ سے دُعا کر کہ وہ تجھے تدبیر کنیوالوں کا نعم عطا کرے اور اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقامات میں کہا ہے "وما ہم منها بخرجین" منہما بخرجین کہ وہ اس سے نکلیں گے نہیں۔ اور اس نے کہا "ویمسک الّتی قضیٰ علیہا الموت" کہ "ویمسک الّتی قضیٰ علیہا الموت" اور اس نے فرمایا: "حرام علیٰ قریبہ اھلکناھا انھم لایرجعون" علیٰ قریبہ اھلکناھا انھم لایرجعون پس اے عزیز دیکھ کہ ہم اس حق صریح کو کمزور خیالات اور فاسد تحکیمات کی بنا پر کیسے ترک کر دیں۔ پس تو فکر کر اور اللہ کا تقویٰ اختیار کر کہ اللہ متقیوں سے محبت کرتا ہے۔

اور شاید تیرے دل میں یہ بات کھلے کہ یہ بات ٹھیک ہے کہ مُردوں کا جنت میں داخل ہونا بعد دُنیا کی طرف واپس آنا ممنوع ہے بلکہ جنت میں داخل ہونے سے قبل واپس آنے میں با حرج ہے۔ پس تو جان لے کہ قرآن کی تمام آیات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ مُردہ دُنیا کی طرف کبھی نہیں لوٹے گا۔ وہ جنت میں ہو یا جہنم میں یا ان دونوں سے باہر اور ابھی ہم نے تمہارے سامنے یہ آیت پڑھی ہے "یمسک الّتی قضیٰ علیہا الموت انھم لایرجعون" بیشک یہ آیات اس بات پر صریح دلالت کرتی ہیں کہ اس

المتدبرین۔ وقد قال اللہ تعالیٰ فی مقامات اخری وما ہم منها بخرجین وقال ویمسک الّتی قضیٰ علیہا الموت وقال حرام علی قریۃ اھلکناھا انھم لایرجعون۔ فانظروا ہیہا العزیز کیف نذک هذا الحق الصریح بناءً علی خیالات واهیة وتحکیمات فاسدة فتفکرو اتق اللہ ان اللہ یحب المتقین۔

وَرَبَّمَا یُخْتَلَجُ فِی قَلْبِہَا اَنْ رَّجُوْعُ الْمَوْتِی اِلِی الدُّنْیَا بَعْدَ دُخُوْلِهِمْ فِی الْجَنَّةِ مَمْنُوْعٌ وَلٰكِنْ اِیْ حَرَجٌ فِی رَّجُوْعِہَا اِنْ قَبْلَ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ فَاَعْلَمُ اَنْ اٰیَاتِ الْقُرْاٰنِ کَلَّہَا تَدُلُّ عَلٰی اَنْ الْمِیَّتَ لَا یَرْجِعُ اِلِی الدُّنْیَا اَصْلًا سِوَا مَا کَانَ فِی الْجَنَّةِ اَوْ فِی جَهَنَّمَ اَوْ خَارِجًا مِنْہُمَا وَقَدْ قَرَأْنَا عَلَیْکَ اَنْفَا آیَۃٍ وَ یَمْسُکُ الّٰتِیَ قُضِیَ عَلَیْہَا الْمَوْتُ وَ اَنْہُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ وَلَا شَکَّ اَنْ هٰذِهِ الْاٰیَاتُ تَدُلُّ بِدَلَالَةٍ صَرِیحَةٍ عَلٰی اَنْ اَلَّذِیْنَ اٰهَبْنٰ مِنْ هٰذِهِ الدُّنْیَا لَا یَرْجِعُوْنَ اِلَیْہَا اَبَدًا بِالرَّجُوْعِ الْحَقِیْقِیِّ

لے پھر وہ اس کی روح کو روکے رکھتا ہے جس کی موت کا حکم جاری کر چکا ہوتا ہے۔

اے اور ہر ایک سبقتی ہے تم نے ہلاک کیا ہے اس پہلے فیصد کیا گیا ہے کہ اس کے لئے دے لوٹ کر اس دُنیا میں نہیں آئیں گے۔

واعنی من الرجوع الحقیقی رجوع
الموتی الی الدنیا جمیع شہواتها
ولوازمها ومع کسب الاعمال من خیر
وشر ومع استحقاق الاجر علی ما
کسبوا ومع ذلك اعنی من الرجوع
الحقیقی لحوق الموتی بالذین فارقوم
من الذباء والابناء والاخوان والازواج
والعشیرة الذین ہم موجودون فی
الدنیا وکذلك رجوعهم الی اموالهم
التي كانوا اقتترفوها ومساکنهم التي
كانوا بنوها وزرعهم التي كانوا زرعوها
وخزائنهم التي كانوا جمعوها ثم
من شرائط الرجوع الحقیقی ان یعیشوا
فی الدنیا کما كانوا یعیشون من قبل
ویتزوجوا ان كانوا الی النکاح محتاجین
وان یؤمنوا بالله ورسوله فیقبل
ایمانهم ولا ینظر الی کفرهم الذی
ما تواعلیه بل ینفعهم ایمانهم بعد
رجوعهم الی الدنیا وکونهم من المؤمنین
ولکن لا یجد فی القرآن شیئا من هذه
المواعید ولا سورة ذكرت فیها هذه

دنیا سے جانواے اسکی طرف حقیقی طور پر کبھی واپس نہیں آئیں
گے اور رجوع حقیقی سے میری مراد مردوں کا اپنی تمام شہوات
اور لوازم اور بُرے اور اچھے اعمال کرنے اور اپنے اعمال
پر اجر کے استحقاق کے ساتھ واپس آنا ہے اور
اس رجوع حقیقی سے میری مراد مردوں کا ان
لوگوں کے ساتھ ملنا ہے جن لوگوں سے وہ جدا ہوئے
یعنی باپ، داوے، بیٹے بھائی، بیویاں یا شوہر اور
قبیلہ جو اس دنیا میں موجود ہیں اور اسی طرح ان
کا رجوع اپنے اموال کی طرف جو انھوں نے کھائے
ان گھروں کی طرف جو انھوں نے بنائے اور ان
کھیتوں کی طرف جو انھوں نے بوئے اور ان خزانوں
کی طرف جو انھوں نے جمع کئے۔ پھر حقیقی رجوع کی
شرائط سے یہ بھی ہے کہ وہ دنیا میں دیے ہی زندگی بسر
کریں جیسے وہ پہلے بسر کرتے تھے اور شادی کریں اگر
وہ شادی کے محتاج ہوں اور یہ کہ وہ اللہ اور رسول
پر ایمان لائیں، تو ان کا ایمان قبول کیا جائے اور
ان کے اس کفر کی طرف نہ توجہ کی جائے جس پر وہ
مرے تھے بلکہ دنیا کی طرف واپس آجانے اور
مومنوں میں سے ہو جانے کے بعد ان کا ایمان انہیں
نفع دے، لیکن ہم قرآن میں ان وعدوں سے کوئی
چیز نہیں پاتے اور نہ کوئی ایسی سورت پاتے

یہ جن میں ان مسائل کا ذکر ہو بلکہ ہم اس کے خلاف پاتے ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "ان الذین کفروا وما توادعهم کفار اولئک علیکم لعنة اللہ والملائکة والناس اجمعین خالدین فیہا" پس دیکھ کہ اللہ نے کس طرح کافروں کے لیے ابدی لعنت کا وعدہ کیا ہے پس اگر وہ دنیا کی طرف رجوع کریں اور اللہ کی کتابوں اور رسولوں پر ایمان لائیں تو ضروری ہے کہ ان سے انکا ایمان قبول نہ کیا جائے اور موعودہ لعنت ابد تک ان سے نہ ہٹائی جائے جیسا کہ اس آیت کا مفہوم ہے اور تو جانتا ہے کہ یہ بات ہدایات قرآن کے مخالف ہے جیسا کہ سمجھاروں پر مخفی نہیں۔

لیکن مردوں کا ان لوازم کے بغیر جن کا ہم نے ذکر کیا ہے زندہ ہونا یا زندوں کا ایک ساعت کے لیے مرجانا۔ پھر ان کا بغیر کسی توقف کے زندہ ہونا جیسا کہ ہم قصص قرآنیہ میں اس کا بیان پاتے ہیں اور بات ہے اور اسرار الہی میں سے ایک راز ہے اور اس میں حقیقی زندگی یا حقیقی موت کی علامات نہیں پائی جائیں بلکہ وہ اللہ کے نشانات میں سے ایک نشان اور

المسائل بل نجد ما يخالفه كما قال الله تعالى ان الذین کفروا وما توادعهم کفار اولئک علیکم لعنة اللہ والملائکة والناس اجمعین خالدین فیہا فانظر کیف وعد اللہ للکافرین لعنة ابدیة فلورجعوا الی الدنیا وامنوا بکتبه ورسله لوجبا ان لا یقبل عنہم ایما نهم ولا ینزع عنہم اللعنة الموعودہ الی الابد كما هو منطوق الایة وانت تعلم ان هذا الامر یخالف هذ ایات القرآن کما لا یخفی علی المتفقهین۔

واما احیاء الموتی من دون هذه الوازم التي ذکرناها وادامۃ الاحیاء لساعة واحدة ثم احیاءهم من غیر توقف کما نجد بیانہ فی قصص القرآن الکریم فهو امر اخر و سر من اسرار اللہ تعالیٰ ولا توجد فیہ اثار الحیوة الحقیقیة ولا علامات الموت الحقیقی بل هو من ایات اللہ تعالیٰ و اعجازات بعض انبیاءہ تؤمن بہ وان لم نعلم حقیقتہ و لکن لا

ٹے جن لوگوں نے انکار کیا اور کفر کی حالت میں مر گئے، ایسے لوگوں پر یقیناً اللہ کی اور فرشتوں اور لوگوں کی سب کی لعنت ہے، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اور اس کے بعض انبیاء کے معجزات سے بے اور ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں، اگرچہ اس کی حقیقت سے ہم ناواقف ہیں لیکن ہم اس کا نام حقیقی زندگی یا حقیقی موت نہیں رکھتے، مثلاً اگر ایک شخص کسی نبی کے معجزہ کے ایک ہزار سال بعد زندہ ہو اور پھر بلا توقف اسے مار دیا جائے اور وہ اپنے گھر واپس اور دنیا کی شہوات اور لذات کی طرف نہ لوٹے اور اس کو یہ اختیار نہ ہو کہ اس کی بیوی، اموال اور دوسرے دشمنان سے جس کا مالک اس کا دامن ہاتھ ہوا، اس کی طرف لوٹ آئے۔ بلکہ اس نے ان میں سے کسی چیز کو چھو بھی نہ ہو اور بلا توقف مر گیا ہو اور مردوں سے مل گیا ہو۔ پس ہم ایسے زندہ ہونیکا نام حقیقی احیاء نہیں رکھتے بلکہ ہم اسے اللہ کا ایک نشان کہیں گے اور اس کی حقیقت رب العالمین کے سپرد کر دیں گے۔

اور بیشک مردوں کا زندہ کرنا اور ان کا دنیا کی طرف بھیجا جانا کتاب اللہ کو پلٹا دیتا ہے بلکہ ثابت کرتا ہے کہ وہ ناقص ہے اور لوگوں کے دین اور دنیا میں بہت سے فتنے کا موجب بنتا ہے اور ان فتنوں میں سب سے بڑے فتنے دین کے ہیں۔ مثلاً ایک عورت نے ایک خاوند سے نکاح کیا اور وہ مر گیا، تو اس نے ایک خاوند سے نکاح کر لیا پھر وہ بھی وفات پا گیا۔ تو اس نے تیسرے خاوند سے نکاح کر لیا اور وہ بھی وفات پا گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک ہی وقت میں

نسمیۃ احیاء حقیقیہ والا مائتۃ حقیقیۃ فان رجلاً مثلاً اُمّی بعد الف سنۃ باعجاز بنی ثمر امیت بلا توقف ومارجع الی بیتہ وما عاد الی اہلہ والی شہوات الدنیا ولذا انتہا وما کان لہ خیرۃ من ان تزد الیہ زوجہ و اموالہ وکل ما ملک یمینہ من وراثۃ آخرین۔ بل ما مس شیئاً منہا و مات بلا مکث و لحق بالمیتین۔ فلا نسعی مثل ہذا الاحیاء احیاءاً حقیقیاً بل نسمیہ ایۃ من آیات اللہ تعالیٰ ونفوض حقیقتہ الی رب العلمین۔

ولا نشک ان احیاء الموتی وارسالہم الی الدنیا یقلب کتاب اللہ بل یثبت انہ ناقص ویوجب فتناً کثیرۃ فی دین الناس و دنیاہم واکبرھا فتن الدین مثلاً کانت امراۃ نکحت زوجاً فتوفی فنکحت زوجاً اخر فتوفی فنکحت ثالثاً فتوفی فاحیاہم اللہ تعالیٰ فی وقت واحد فاخصموا فیہا

زندہ کر دیا، تو اس کے خاوندوں نے اس کے بارہ میں جھگڑا کیا اور ان میں سے ہر ایک نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ اس کی بیوی ہے۔ پس اللہ کی کتاب میں جس نے اپنے احکام اور حدود کو مکمل کر دیا ہے ان میں سے کون زیادہ مستدار ہوگا اور اس کے بارے میں تامل کیے فیصلہ کریگا اور وہ ان کے اموال اور جائیدادوں اور گھروں سے متعلق اللہ کی کتاب کے فیصلہ کریگا کیا وہ انکے ورثہ سے واپس لے لیے جائیں گے اور ان مردوں کو واپس کیے جائیں گے جو زندہ ہو گئے ہیں اگر تم اللہ اور اس کے رسول کے قول پر مطلع ہو تو اس بات کو واضح کر دو تم اہل ایمان کے۔

اور اسی طرح وہ موت جو ایک گھڑی یا دو گھڑیوں کیلئے ہو اور پھر مرنے والا زندہ کر دیا جائے، تو وہ موت حقیقی موت نہیں ہوگی بلکہ وہ اللہ کے نشانات سے ایک نشان ہوگی اور اس کی حقیقت کو سوائے اسکے اور کوئی نہیں جانتا اور تو جانتا ہے کہ حشر موتی سے متعلق اللہ نے قرآن میں ہی وعدہ کیا ہے اور وہ یہ ہے جو قیامت کیدن ظاہر ہوگا اور اس نے قیامت کے پہلے مردوں کے واپس نہ لوٹنے کی خبر دی ہے اور ہم اس خبر پر ایمان رکھتے ہیں اور ہم قرآن کو اختلافات اور تناقضات سے پاک قرار دیتے ہیں اور اس آیت پر ایمان لاتے ہیں کہ ”دیك التي تفضي عليها الموت“ اور ہم اس آیت بھی ایمان لاتے ہیں کہ ”وما هم منها بمخرجين“

بغولتها و ادعى كل واحد منهم انها زوجته فمن احق منهم في كتاب الله الذي اكمل احكامه وحدوده و كيف يحكم في اموالهم واملاكهم وبيوتهم من كتاب الله اتوخذ من الورثاء و ترد الى الموتي الذين صاروا من الاحياء بينوا وجرءوا ان كنتم على قول الله ورسوله مطلقين۔

وكذلك الامامة التي كانت لساعة و ساعيتين ثم احيى الميت فليست امامة حقيقية بل اية من ايات الله تعالى ولا يعلم حقيقته الا هو وانت تعلم ان الله ما وعد بحشر الموتي في القرآن الا وعداً واحداً وهو الذي يظهر عند يوم القيامة واخبر عن عدم رجوع الموتي قبل يوم القيامة فنحن نؤمن بما اخبر و نؤمن بالقرآن عن الاختلافات و التناقضات و نؤمن باية و يمسك التي قضى عليها الموت و نؤمن باية و ما هم منها بمخرجين۔

اور ہم یہ نہیں کہتے کہ اہل جنت اور اکابر کی طرف انتقال کے بعد جنت سے دُور ایک مقام پر قیامت تک روکے جاتے ہیں اور قیامت سے قبل جنت میں ستر شہداء داخل ہوں گے۔ ہرگز نہیں بلکہ ہمارے نزدیک انبیاء پہلے داخل ہوئے ہیں۔ کیا وہ مومن جو اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت رکھتا ہو یہ گمان کر سکتا ہے کہ نبیؐ اور صدیق قیامت تک جنت سے دُور رکھے جائیں گے اور اس کی کوئی بونہیں پائیں گے اور شہداء ہمیشہ کے لیے بلا توقف جنت میں داخل ہو جائیں گے؟

پس جان لے کہ یہ عقیدہ ردی فاسد اور بے ادبی سے پڑ ہے کیا تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث نہیں پڑھی کہ جنت میری قبر کے نیچے ہے اور آپؐ نے فرمایا کہ مومن کی قبر جنت کے باغیچوں سے ایک باغیچہ ہے اور خدائے عزوجل نے اپنی حکم کتاب میں فرمایا ہے: **يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً** و غلی فی عبادی و ادخلی جنتیؑ اور دوسرے مقام میں فرمایا ہے: **وَتِلْكَ أَدْوَالُ الْجَنَّةِ** اور اس نے ہم پر اس شخص لے لے نفس مطمئنہ! اپنے رب کی طرف رست اس ساریں کہ تو اسے پسند کر نیوالا ہے اور اس کو پسند نہ ہو ہے لے کہا گیا جنت میں داخل ہو جا۔

وَأَنَّا لَا نَفْقُولُ أَنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ بَعْدَ انْتِقَالِهِمْ إِلَىٰ دَارِ الْآخِرَةِ يَجْبِسُونَ فِي مَكَانٍ بَعِيدٍ مِنَ الْجَنَّةِ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَمَةِ وَلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْقِيَامَةِ إِلَّا الشَّهَدَاءُ كَلَابِلُ الْأَنْبِيَاءِ عِنْدَ أَوَّلِ الدَّاخِلِينَ أَيُّضًا الْمَوْمِنُ الَّذِي يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِنَّ النَّبِيِّينَ وَالصَّادِقِينَ يَبْعَدُونَ عَنِ الْجَنَّةِ إِلَىٰ يَوْمِ الْبَعْثِ وَلَا يَجِدُونَ مِنْهَا رَاحَةً وَأَمَّا الشَّهَدَاءُ فَيَدْخُلُونَهَا مِنْ غَيْرِ مَكْنٍ خَالِدِينَ -

فَاعْلَمْ يَا أَخِي أَنَّ هَذِهِ الْعَقِيدَةُ رَدِيَّةٌ فَاسِدَةٌ وَمَهْلُوءَةٌ مِنْ سُوءِ الْأَدَبِ مَا قَرَأْتُ مَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ قَبْرِی و قَالَ إِنَّ قَبْرَ الْمُؤْمِنِ رَوْضَةٌ مِنْ رَوْضَاتِ الْجَنَّةِ وَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ فِي كِتَابِهِ الْمَحْكَمِ **يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي** وَقَالَ فِي مَقَامِ أَخْرِقِيلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ وَقُصِّ عَلَيْنَا قِصَّةُ رَجُلٍ مَاتَ وَدَخَلَ الْجَنَّةَ وَكَانَ

کا قصہ بیان کیا ہے جو مرگیا اور جنت میں داخل ہوا اور دنیا میں اس کا ایک فاسق دوست تھا۔ پس اس کا دوست بھی مرگیا اور جہنم میں داخل ہوا پس جنتی نے اپنے اس دوست کا قصہ جنتیوں کے پاس بیان کیا اور کہا: "ہل نتم مطلعون فاطمہ فرہاء فی سوار الجحیم قال تاملہ ان کدت لتردین ولولا نعمة ربی لکننت من المحضرن۔"

اور تو جانتا ہے کہ یہ قصہ صریح طور پر دلائل کرتا ہے کہ مومن اپنی موت کے بعد بلا توقف جنت میں داخل ہوں گے اور پھر اس سے نکلیں گے نہیں اور اس میں ہمیشہ نعم کی زندگی بسر کریں گے اور اسی طرح قرآن سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل جہنم جہنم میں موت کے بعد بلا توقف داخل ہو گئے جیسا کہ یہ بات ان لوگوں پر مخفی نہیں جو آیت: "فرہاء فی سوار الجحیم" پر غور کرتے ہیں اور جیسا کہ اللہ نے فرمایا: "وما خطیائکم اغرقوا فادخلونا ناراً" اور اگر تو حدیث سے کوئی گواہ طلب کرے تو احادیث معراج کی طرف دیکھ کیونکہ رسول اللہ

لہ صاحب فی الدنیا فسق فمات صاحبہ ایضاً ودخل النار فذكر ان ذی دخل الجنة قصة صاحبہ عند اصحاب الجنة وقال هل نتم مطلعون فاطمہ فرہاء فی سوار الجحیم قال تاملہ ان کدت لتردین ولولا نعمة ربی لکننت من المحضرن۔

وانت تعلم ان هذه القصة تدل بدلالة صریحة علی ان المؤمنین یدخلون الجنة بعد موتهم من غیر مکث ثم لا یخرجون منها ویتنعمون فیها خلداً وکذا لک یشبت من القرآن ان اهل جهنم یدخلونها بعد الموت من غیر مکث کما لا ینحی علی الذین یتدبرون فی آیة قرآنة فی سوار الجحیم وکما قال اللہ تعالیٰ ما خطیائکم اغرقوا فادخلونا ناراً وان کنت تطلب شاهد

من الحدیث فانظر الی احادیث المعراج فان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رأی جہنم فی لیلۃ المعراج وکذا لک رأی الجنة فرأی فی الجنة اهلها و فی

لہ وہ کہے گا کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے جو جہانم کر دیکھے پھر وہ خود جہانم کے گا تو اس (اپنے سامع) کو جہنم میں پڑا ہوا دیکھے گا۔ پھر اس سے کہے گا: خدا کی قسم! تو تو مجھے بھی ہلاک کرنے لگا تھا اور اگر میرے رب کا فضل نہ ہوتا تو میں بھی آج دوزخ کے سامنے حاضر کئے جانے والوں میں سے ہوتا۔ اے وہ اپنے گناہوں کی وجہ سے غرق کیے گئے اور آگ میں داخل کئے گئے۔

جہنم اہلہا فریقاً فی النعیم و فریقاً
من المعذبین۔

وان قلت ان کتاب اللہ والخبر
الصحیحۃ شاهدة علی ان البعث
حق والمیزان حق وسوال اللہ عن
عبادہ حق واقع لا شبہۃ فیہ ثم بعد
کل ہذا الواقعات یعنی بعد حشر
الاجساد والحساب و وزن الاعمال
یدخلون اهل الجنة مقام جنہم
و یدخلون اهل النار مقام نارہم
وان کان ہذا ہوا الحق فکیف یمن
دخول اهل الجنة و اهل جہنم
فی مقامہم الا بعد حشر الاجساد
و وزن الاعمال وغیرہا کما تقرّر
فی عقائد المسلمین۔ قلنا لو حملنا
الفاظ تلك الایات علی ظواہرہا
لاختل نظام کتاب اللہ وما بقی توافق
ایات اللہ بل وجب فی ہذا الصوۃ
ان نقربان القرآن مملو من الاختلافات
والتناقضات وبعض ایاتہ یعارض
بعضاً الا ترى الایات التي تدل علی

صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات جہنم کو دیکھا اور اسی طرح
جنت کو دیکھا۔ پس آپ نے جنت میں جنتی اور جہنم میں جہنمی
دیکھے ایک فریق نعمتوں میں اور دوسرا فریق عذاب دیے
جانے والوں سے تھا۔

اور اگر تو کہے کہ کتاب اللہ اور اخبار صحیحہ اس
بات پر گواہ ہیں کہ دوبارہ اٹھایا جاتا ہے اور
میزان حق ہے اور اللہ کا سوال اپنے بندوں سے حق ہے
اور واقع ہو نیوالا ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں اور ان
واقعات یعنی حشر اجساد۔ حساب اور اعمال کے وزن ہونے
کے بعد جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں اپنے مقام پر داخل
ہونگے اور اگر یہ بات حق ہے تو پھر جنتیوں کا جنت میں
اور جہنمیوں کا جہنم میں داخل ہونا حشر اجساد اور
اعمال کے وزن وغیرہ کے بعد ہی ممکن ہے جیسا
کہ مسلمانوں کے عقائد سے ثابت ہے تو ہمارا
جواب یہ ہے کہ اگر ہم ان آیات کے الفاظ
کو ظاہری معنوں پر محمول کریں، تو کلام اللہ کے
نظام میں خلل واقع ہو گا اور آیات کی باہم
موافقت باقی نہیں رہے گی بلکہ اس صورت میں
واجب ہو گا کہ ہم اس بات کا اقرار کریں کہ قرآن
اختلافات اور تناقضات سے بھرا پڑا ہے اور
اس کی بعض آیات دوسری آیات کی معارض ہیں۔

دخول اهل الجنة و اهل جهنم في
رياض الخلد و نيران السعير من
غير مكث و توقف فاعلم ان في هذه
الايات ليست مخالفة و ليس المراد من
الحساب و وزن الاعمال و حشر الاجساد
ان يخرج اهل الجنة من جنتهم و مقام
عزتهم و انهم يؤخذون و يمحاسبون
لعلهم كانوا من اهل النار و يخرج اهل
النار من نارهم و ينظر في امرهم لعلهم
كانوا من اهل الجنة لان الله تعالى
يعلم الغيب و يعلم ايمان الناس و
كفرهم قبل ان يخلقوا و لا يعجز علمه
عن درك المغيبات بل الحساب
و الميزان لاظهار مكارم المكرمين و
ازالة مفسد المفسدين و لا شك
ان اهل الصلاح و اهل المعصية
يرون ثمرات اعمالهم بعد الموت
بغير مكث طرفة عين و جنتهم و نارهم
معهم حيث ما كانوا و لا تفارقان هما
في آن الا تنظر الى ما قال رسول الله
صلى الله عليه و سلم ان القبر روضة

کیا تو نہیں دیکھتا کہ وہ آیات جو جنتیوں اور جہنمیوں کے
(علی الترتیب) ہمیشہ رہنے والے باغوں اور بھڑکنے
والی آگ میں بلا توقف داخل ہونے پر دلالت کرتی
ہیں۔ تو جان لے کہ یہ آیات باہم مخالف نہیں اور
حساب، وزن اعمال اور حشر اجساد سے یہ مراد نہیں
کہ جنتی جنت اور اپنے مقام عزت سے باہر نکلیں گے
اور ان سے مواخذہ اور محاسبہ کیا جائیگا کہ شاید
وہ دوزخیوں سے ہوں اور دوزخ والے دوزخ سے
باہر نکلیں گے اور ان کے معاملہ میں غور کیا جائیگا
کہ شاید وہ جنت والوں سے ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ غیبی
لوگوں کے ایمان اور کفر کو ان کی پیدائش سے پیشتر
ہی جانتا ہے اور اس کا علم غائب چیزوں کے
پانے سے عاجز نہیں بلکہ حساب اور وزن اعمال
معزین کی خوبیوں کے اظہار اور مفسدوں کی خرابیوں
کو دکھانے کے لیے ہے اور اس میں کوئی شک نہیں
کہ اہل صلاح اور اہل معصیت دونوں اپنے اعمال
کے ثمرات موت کے بعد آنکھ چھپکنے کے توقف کے
بغیر دیکھیں گے اور ان کی جنت اور ان کی آگ
ان کے ساتھ ہوگی جہاں کہیں وہ ہوں اور وہ ان سے
کسی وقت بھی جدا نہیں ہوگی۔ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے اس فرمان کی طرف نہیں دیکھتا کہ قبر

من روضات الجنة او حفرة من حفر النار والميت قد يدفن وقد يحرق وقد ياكله الذئب وقد يغرق في البحر وفي كل صورة لا يفارقه روضة جنته او حفرة ناره وقد ثبت ان كل مؤمن وكافر يعطى من جسم بعد موته و يوضع جنته او جهنمه في قبده ثم اذا كان يوم القيامة فيبعث كل ميت ببعث جديد ويحضر وزن اعمالهم وتمشي معهم جنتهم ونارهم ونورهم وغبارهم ثم بعد حساب الاعمال والسؤال بطريق اظهار العزة او اراعة الذلة والوبال وبعد الوزن وغيرها من الامور التي تؤمن بها تقتضى رحمة الله تعالى وغضبه تجليات جديدة فيمثل الله الجنة في اعين اهلها بصورة ما ارتها اعينهم قط كما وعد في كتابه للمسلمين فيكون لهم ذلك اليوم يوم المسرة العظمى والسعادة الكبرى فيدخلونها فرحين امنين۔

جنت کے بانچوں سے ایک بانچہ ہے یا آگ کے گڑھوں سے ایک گڑھا ہے اور میت کو کبھی دفن کیا جاتا ہے اور کبھی جلایا جاتا ہے، کبھی اس کو بھیڑ یا کھا جاتا ہے اور کبھی وہ دریا میں غرق ہو جاتی ہے۔ اور ہر صورت میں اسکی جنت کا بانچہ یا اس کی جہنم کا گڑھا اس سے جدا نہیں ہوگا اور یہ بات ثابت ہے کہ ہر مومن اور کافر کو اس کی موت کے بعد ایک جسم دیا جاتا ہے اور اس کی جنت یا جہنم اسکی قبر میں رکھ دی جاتی ہے پھر جب قیامت کا دن آئیگا تو ہر میت کو نئی بعثت میں دوبارہ اٹھایا جائے گا اور وہ اپنے اعمال کے وزن کے لیے حاضر ہوں گے۔ اور ان کی جنت، ان کی آگ، ان کا نور اور ان کا غبار انکے ساتھ چلیں گے اور اعمال کے حساب اور اظہار عزت یا ذلت اور وبال کے دکھانے کے لیے سوال کے بعد اور وزن اعمال وغیرہ امور کے بعد جن پر ہم ایمان لاتے ہیں اللہ کی رحمت اور اس کا غضب نئی تجلیات کا تقاضا کریں گے پس اللہ خدیتوں کی آنکھوں میں جنت نمونہ کے طور پر اس صورت میں دکھائیگا جس صورت میں انکی آنکھوں نے کبھی اے نہیں دیکھا ہوگا۔ جیسا کہ اس نے اپنی کتاب میں اٹھانوں کے لیے وعدہ کیا ہے پس ان کیلئے یہ دن مسرت عظمیٰ اور سعادت کبریٰ کا دن ہوگا پس وہ اس میں خوش و غرم اور امن میں داخل ہوں گے۔

وَكذلك تَمثل جَهَنم فی اَعین
 اهلها ویریهَا فی صورَة یفجعهم
 رؤیتها و یسمعون تغیظها و زفیرها
 و شهیقها و یحسبون انهم ماروا
 مثلها من قبل و ما دخلوها فیکون
 لهم ذلک الیوم یوم الفزع الذکبر و
 لله محالی کثیرة فی اقداره و اسرارها
 و حکمه فلا تعجبوا من محالی الله و
 ادعوا الله یلهمکم طرق المہتدین۔
 و کل ذلک مکتوب فی کلام الله و ما
 کتبنا حرفاً من عندنا و ما حرفنا و
 ما افترینا و من کذب القرآن فهو
 هالک و من اختار سبیلاً غیرہ
 فیتب و تاکله السماء بانیا بها
 فاستمسک بکتاب الله و لا ترکن
 الی غیرہ فضل و حسبنا کتاب الله
 ان کنا مؤمنین۔

و یکفی لک فی شان کتاب الله
 ما اثنی الله علیه و قال ما فرطنا فی
 الکتاب من شیء فیہ تفصیل کل شیء
 و ما جاء فی حدیث مسلم عن زید

اور اسی طرح جہنم کی نظر میں جہنم متمثل ہوگی اور
 وہ اسے اس صورت میں دیکھیں گے کہ اس کا دیکھنا
 انھیں مصیبت میں ڈال دیگا۔ وہ اس کی ناراضگی اور
 وہ اس کے لیے اور چھوٹے سانسوں کی آواز سنیں گے
 اور خیال کریں گے کہ انھوں نے اس جیسی کوئی چیز
 پہلے نہیں دیکھی اور وہ اس میں داخل نہیں ہوئے۔
 پس انکے لیے یہ دن بڑی گھبراہٹ کا دن ہوگا۔ اللہ کی
 ان اقدار اور اسرار اور حکمتوں میں بہت سی تجلیاں
 ہیں پس تم اللہ کی تجلیوں پر تعجب نہ کرو اور اللہ سے
 دعا کرو کہ وہ تمہیں الہام کے ذریعہ ہدایت یا فتوں کے راستے
 دکھائے اور یہ سب کچھ کلام اللہ میں لکھا ہے اور ہم نے
 ایک حرف بھی اپنی طرف سے نہیں لکھا اور ہم نے تحریر اور
 افترار کیا، اور جو قرآن کو جھٹلائے وہ ہلاک ہوئے الا بحر
 اور جس نے اس کے سوا کوئی اور رستہ اختیار کیا، پس وہ
 ہلاک ہوگا۔ اسکو آسمان اپنی لچکیوں کے ساتھ کھاجیگا
 پس اللہ کی کتاب کو مضبوطی سے پکڑو اور اسکے غیر کی طرف نہ جھک
 کیونکہ تو گمراہ ہو جائیگا اور اگر ہم مومن ہوں تو ہمیں کتاب اللہ کافی ہے

اور کتاب اللہ کی شان کے بارہ میں تجھے وہ شتا
 کافی ہے جو اللہ نے اس کی اور فرمایا: ما فرطنا فی
 الکتاب من شیء فیہ تفصیل کل شیء۔ اور جو حدیث مسلم

لے ہم نے اس کتاب میں کچھ بھی کمی نہیں کی۔
 لے اس میں ہر بات کی پوری تفصیل ہے۔

بن ارقم قال قام رسول الله صلى الله عليه وسلم يوماً فينا خطيباً بمأيد عي خُماً بين مكة والمدينة فحمد الله واشتني عليه ووعظ وذكر ثم قال اما بعد الاياتها الناس انما انا بشر يوشك ان يأتيني رسول بني فاجيب وانا تارك فيكم الثقلين اولهما كتاب الله فيه الهدى والنور فخذوا بكتاب الله واستمسكوا به فحث على كتاب الله ورغب فيه ثم قال واهل بيتي اذكركم الله في اهل بيتي وكتاب الله هو جبل الله من اتبعه كان على الهدى ومن تركه كان على الضلالة فانظر كيف رغب فيه وخوف من تركه معرضاً عنه بحيث اخذ غيره الذي يعارضه فاعلم ان القرآن امام ونور ويهدي الى الحق وانه تنزيل رب العالمين -

والذين يؤثرون الاحاديث على كتاب الله هم ينسون عظمة كتاب الله ولا يتبعونه الا قليلاً ويريدون

میں آیا ہے کہ زید بن ارقم فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن مکہ اور المدینہ کے درمیان ایک مقام پر جسے خم کہا جاتا ہے ہمارے درمیان خطبہ کے لیے ٹھہرے ہوئے۔ پس آپ نے اللہ کی حمد و ثناء بیان کی اور وعظ و نصیحت کے بعد فرمایا: اے لوگو! اسنو، میں بھی ایک بشر ہوں قریب ہے کہ میرے پاس میرے رب کا رسول آئے اور میں اس کو جواب دوں۔ میں تم میں دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں۔ ان میں سے پہلے اللہ کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور ہے پس تم اللہ کی کتاب کو پکڑو اور اسے مضبوطی سے تھامو۔ پس آپ نے کتاب اللہ پر عمل کی ترغیب لائی اور اس کی محبت پیدا کی اور پھر فرمایا: اور میرے اہل بیت میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کو یاد دلانا ہوں۔ اور کتاب اللہ ہی جبل اللہ (اللہ کی رسی) ہے جو اسکی پیروی کریگا وہ جنت میں پھر ہوگا اور جو اسے چھوڑیگا وہ گمراہی میں ہوگا۔ پس دیکھ کہ کس طرح اللہ نے اس سے بارہا میں ترغیب دی ہے اور اس شخص کو ڈرایا ہے جو اعراض کرتے ہوئے اسکو چھوڑ دے کیونکہ وہ اس کی معارض اور مخالف چیز کو پکڑ لے گا پس جان لے کہ قرآن اہم اور نور ہے اور حق کی طرف ہدایت دیتا ہے اور وہ رب العالمین کی طرف سے اتارا گیا ہے۔

اور جو لوگ قرآن کریم پر احادیث کو ترجیح دیتے ہیں وہ کتاب اللہ کی عظمت کو بھول جاتے ہیں اور وہ انکی

کم ہی پیروی کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ احادیث کے مقام کو کتاب اللہ کے مقام سے بلند قرار دیں اور اللہ سے ڈرتے نہیں اور نہ پروا کرتے ہیں اور تقویٰ اختیار نہیں کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو اس پر پایا ہے، اگرچہ ان کے باپ دادے غافل اور متعصب ہی ہوں اور ان میں سے رکاوٹ ڈالنے والے اور دھوکہ دینے والے اللہ پر غنی نہیں جو غافل اُمتوں کو کہتے ہیں ہماری طرف آؤ۔ ہم ہدایت یافتہ ہیں اور یہ لوگ کافر ہیں۔ کیا وہ احادیث کے قصوں کو قرآنی قصوں کی طرح قرار دیتے ہیں۔ یہ اللہ کے نزدیک برابر نہیں اور اللہ اور اس کی آیات کے بعد وہ کس بات پر ایمان لائیں گے۔

کیا انھوں نے سمجھا یا ہے کہ ان کا رب ان سے باتوں میں راضی ہو جائے گا، اور کلام اللہ کو ترک کرنے سے متعلق ان سے پرسش نہیں ہوگی بلکہ وہ ضرور پوچھے جائیں گے اور کہتے ہی دلائل میں جو میں نے اس مسئلہ پر اپنی کتابوں میں بیان کیے ہیں اور انھوں نے جب دیکھا کہ یہ حق ہے تو انھوں نے اپنی ذمات کو چھپایا، لیکن انھوں نے رجوع نہیں کیا اور نہ ہی وہ رجوع کر نیوالے تھے۔ اے عزیز جان! لے کر نجات کا مدار تعلیم قرآن ہے اور کوئی شخص جنت یا دوزخ میں

ان یجعد۔ مقام الاحادیث ارفع من مقام کتاب اللہ ولا یخافون اللہ ولا یبالون ولا یتقون ویقولون انا الفینا علیٰ ہذا اباءنا اولوکانوا اباء ہم من الغفلیں المتعصبین لا یخفی علی اللہ الموقعون منهم والحادیون الذین یقولون للغافلین الامیین ہلم الینا انکانا مہتدیین وان ہولاء لمن الکافرین ایجعلون قصص الاحادیث کقصص کتاب اللہ لا یستون عند اللہ وبای حدیث بعد اللہ وایاتہ یؤمنون ان کانوا مؤمنین ام حسبوا ان یرضی عنہم ربہم بالاحادیث وما یسئلون عن ترک کلام اللہ کلاب انہم من المسئولین وکم من دلائل اقامت علیٰ ہذا المسئلة فی کتبی واسرو الذلامة لمارأوا النہا الحق والکن ما رجعوا وما کانوا راجعین۔ اعلم ایہا العزیز ان مدار النجاة تعلیم القرآن ولا یدخل احد الجنة او النار الا من ادخلہ

القرآن ولا یبقی فی النار الا من قد
 حبسہ کتاب اللہ فاعتصموا بکتاب
 فیہ نجاتکم وقوموا للہ قانتین۔ وقد
 قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 فی اخر وصایاہ التي توفی بعدہا
 خذوا بکتاب اللہ واستمسکوا بہ
 وادعی بکتاب اللہ وھذا الکتاب
 الذی ھدی اللہ بہ رسولکم فخذوا
 بہ تھتدوا معندنا شیء الا کتاب اللہ
 فخذوا بکتاب اللہ حسبکم القرآن
 ما کان من شرط لیس فی کتاب اللہ
 فھو باطل قضاء اللہ احق حسبنا کتاب
 اللہ۔ انظر واصحیح البخاری ومسلم
 فان ھذہ الاحادیث کلھا موجودہ
 فیہما وقال صاحب التلویح انما خبر
 الواحد یرد من معارضة الکتاب اتفق
 اھل الحق علی ان کتاب اللہ مقدم علی
 کل قول فانه کتاب احکمت آیاتہ
 لا یتیہ الباطل من بین یدیہ ولا
 من خلفہ وقد حفظہ اللہ وعصمہ
 وما مسہ ایدی الناس وما اختلط

دخول نہیں ہوگا۔ سوائے اس کے جسے قرآن داخل کئے
 اور کوئی آگ میں باقی نہ رہے گا۔ مگر وہ جسے کتاب اللہ
 وہاں روکے پس تم قرآن کو مضبوطی سے پکڑو اسی میں
 تمہاری نجات ہے اور اللہ کیلئے فرمانبردار ہو کر کھڑے ہو جاؤ
 اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آخری وصیت میں جسکے
 بعد آپ وفات پا گئے فرمایا: تم اللہ کی کتاب کو لو اور
 اسی کو مضبوطی سے پکڑو اور اپنے اللہ کی کتاب کے متعلق
 تاکید کی وصیت فرمائی اور یہ وہ کتاب ہے کہ جس کے ذریعہ
 اللہ نے اپنے رسول کو ہدایت دی پس تم اسے پکڑو تم ہدایت
 پا جاؤ گے۔ ہمارے پاس سوائے کتاب اللہ کے اور کچھ نہیں
 پس تم کتاب اللہ کو پکڑو۔ تمہیں قرآن کافی ہے۔ کوئی شرط جو
 کتاب اللہ میں نہیں۔ وہ باطل ہے اور اللہ کا فیصلہ ہی زیادہ
 درست ہے ہمیں اللہ کی کتاب کافی ہے۔ تم صحیح بخاری
 اور مسلم کو دیکھو کیونکہ یہ ساری حدیثیں ان میں موجود
 ہیں اور صاحب تلویح نے کہا ہے۔ خبر واحد کتاب اللہ
 کے معارض ہونے کی وجہ سے رد ہو جاتی ہے اور اہل حق
 اس پر متفق ہیں کہ کتاب اللہ ہر قول پر مقدم ہے کیونکہ
 وہ ایسی کتاب ہے جس کی آیات حکم ہیں کہ باطل نہ اس
 کے سامنے سے اور نہ پیچھے سے آسکتا ہے اور اللہ نے
 اس کی حفاظت کی اور اسے بچایا اور لوگوں کے
 ہاتھوں نے اسے نہیں چھوا۔ غلو قات کے احوال سے

او ینعم علیہ بعد الموت من غیر توقف
 فقد لزمنا ان نقر بان عذاب جہنم و
 العام الجنة یبد وبمجرد واقعة الموت
 من غیر مکث ولا اجل ذلك جاء فی
 الاحادیث ان ادنی النعم المؤمنین
 فی القبر ان الجنة تزلف لهم وتفتح
 له غرفة من غرفاتها فیا تہم فی کل
 وقت روح الجنة وریحانها من هذه
 الغرفة وان ادنی عذاب الکافر فی
 القبر ان تبرز الجحیم له وتفتح له
 حفرة منها فیا تہم فی کل وقت لظى
 النار من تلك الحفرة ویوسع الله
 للمؤمنین بفضلہ ورحمته الوسیعة
 غرفة الجنة من خیرات جاریة و
 باقیات صالحات ترکھا المؤمن لنفسه
 فی الدنیا و من دعا ابناء و اخوانہ
 الصالحین - فیزید الغرفة یوماً فیوماً
 حتی یشیر قبر المؤمن روضة من
 روضات الجنة فانظر الی هذه الاحادیث
 کیف یمین رسول الله صلی الله علیہ
 وسلم ثم انظر الی الذین یقولون

قائم ہو گئی اور اگر انعام اور دکھ میت کو محض اپنی موت کیساتھ
 ہی پہنچے والا نہ ہوتا تو پھر اسکے لیے قیامت قائم ہونے کے
 کیا معنی۔ اور جب ہم نے اقرار کر لیا کہ میت کو موت
 کے بعد بلا توقف عذاب یا انعام
 دیا جاتا ہے، تو ہم پر لازم ہے کہ ہم اقرار کریں کہ جہنم کا عذاب
 اور جنت کا انعام مجرد واقعہ موت کے ساتھ بلا توقف ظاہر
 ہوتا ہے اور اسی لیے احادیث میں آیا ہے کہ مومن کی ادنی نعمت
 قبر میں یہ ہوگی کہ جنت اسکے قریب کر دی جاتی ہے اور
 جنت کے بالا خانوں سے ایک بالا خانہ اسکے لیے کھولا
 جائیگا۔ پس ہر وقت اُن کے پاس اس بالا خانہ سے جنت
 کی ہوا اور خوشبو آتی ہے۔ اور قبر میں کافر کا ادنی عذاب یہ ہو
 گا اسکے لیے جہنم ظاہر ہو جاتی ہے اور اس کا ایک گڑھا اسکے
 لیے کھول دیا جاتا ہے۔ پس ہر وقت اس گڑھے سے آگ کی لپٹ
 آتی ہے۔ اللہ اپنے فضل اور وسیع رحمت سے
 ان صدقات جاریہ اور باقی رہنے والے مناسب اعمال
 کی وجہ سے جو مومن نے اپنے لئے دنیا میں چھوٹے ہوتے ہیں،
 اور اپنے بچوں اور نیک دوستوں کی دعاؤں کے باعث
 جنت کے بلند مقام میں وسعت عطا فرمائے گا۔ وہ جگہ بن بدن
 کشادہ ہوتی چلی جائیگی جتنی کہ مومن کی قبر جنت کے باغ میں ہے
 ایک باغ بن جائے گی۔ پس ان احادیث کو دیکھو کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسے وضاحت سے بیان کیا ہے۔ پھر ان

لوگوں کی طرف دیکھو جو اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں کہ ہم قرآن اور حدیث نبویؐ پر ایمان لاتے ہیں اور اس کے ساتھ وہ اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ جنت میں داخل ہونا شہداء سے مخصوص ہے اور ان کے علاوہ دوسرے لوگ یعنی انبیاء اور صدیقین یہاں تک کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی جنت سے دُور رہیں گے۔ ان تک جنت کی ہوا اور خوشبو نہیں پہنچے گی اور وہ اس میں قیامت کے بعد ہی داخل ہو سکیں گے۔ پس ان کے لیے اور ان کے اقوال کے لیے ہلاکت ہے۔ انھوں نے اللہ کا تقویٰ اختیار نہیں کیا اور شہداء کو خاتم النبیین پر فضیلت دی ہے پھر تجھ پر یہ بات بھی غنی ہیں کہ مُردے اپنی وفات کے بعد مغل نہیں رکھے جاتے بلکہ وہ یا تو نعمتوں میں ہوتے ہیں یا عذاب میں اور جنت اور جہنم ہی ہیں۔ پس تدبر کنیوا لوں کے ساتھ تدبر کر۔

یہ ذکر ہے جو ہم نے مسیح کی وفات اس کے جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر نہ جانے اور اس کے دنیا کی طرف رجوع نہ کرنے کے بارہ میں مخصوص قرآنہ سے کیا ہے اور ہمارے احادیث

لاخوانهم انا نحن المؤمنون بالقرآن واحادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومع ذلك يصرون على ان الدخول في الجنة مخصوص بالشهداء والذين هم غيرهم من الانبياء والصدیقین حتی سیدنا المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فهم مبعوثون عن الجنة لا یصل الیهم روحها وریحانها وما كان لهم ان یدخلوها الا بعد يوم القيامة فتعسّاهم ولاقوالهم ما اتقوا الله وفضلوا الشهداء علی خاتم النبیین۔ ثم لا یخفی علیک ان الموتی بعد وفاتهم لا یحبسون معطیین بل یكونون اما فی نعیم واما فی عذاب وما هذا الا الجنة والنار فتدبر مع المتدبرین*۔

هذا ما ذكرنا من نصوص القرآن علی وفاة المسیم وعلی نفی صعوده مع الجسم العنصری ونفی رجوعه الی الدنیا واما الاحادیث النبویة فلن

قال بعض الناس الذي لا علم عند

تجد فیہا اثرًا من رفع المسیح بجسمہ
العنصری وتجد فی کل مقام ذکر
وفاته کما ذکرنا قلیلاً منها ولا حاجة
الی الاعادة وما نجد فی حدیث معنی
التوفی رفع رجل الی السماء مع جسمہ
بل جاء فی البخاری عن ابن عباس
فی تفسیر اية یا عیسیٰ انی متوفیک

نبوتیہ کا تعلق ہے تو ان میں مسیح کے جسم عنصری کے
ساتھ آسمان پر پہنچانے کا کوئی نشان نہیں پائے گا
اور تو ہر جگہ اس کی وفات کا ذکر پائے گا جیسا کہ ہم
نے مقصوداً سا ذکر کیا ہے اور دہرانے کی ضرورت
نہیں اور ہم حدیث میں توفی کے معنی کسی شخص کا
جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھائے جانا نہیں پاتے بلکہ
بخاری میں ابن عباس سے آیت یا عیسیٰ انی متوفیک

وما قتلوه وما صلبی -
ولکن شبه لهم وایة بل رفعه
اللہ الیہ دلیل علی ان المسیح رفع
حیا بجسمہ العنصری ہذا قوله
واستدل لہ ولكن لو كان هذا الرجل
مطلعاً علی شان نزول هذه الآية
لرجع من قوله بل ما التفت الی
معنی یخالف طریق المعقول و
المنقول وما تكلم بالفضول وكان
من المتندمين فاسمع ایہا
العزیزان اليهود کما نوا یقرؤن
فی التوراة ان الکاذب فی دعوی
النبوة یقتل وان الذی صلب

وما قتلوه وما صلبہم (اور نہ انہوں نے
اسے قتل کیا اور نہ اسے صلیب پر لٹکا کر مارا بلکہ ان کیلئے
مشابہ بنا دیا گیا۔) اور آیت بل رفعہ اللہ الیہ اس بات
پر دلیل ہے کہ مسیح جسم عنصری کے ساتھ زندہ اٹھائے
گئے یہ ہے اس کا قول اور استدلال، لیکن اگر
یہ شخص اس آیت کے شان نزول پر مطلع ہوتا
تو اپنے قول سے رجوع کر لیتا اور ایسے معنی
کی طرف متوجہ نہ ہوتا جو معقول اور منقول
دونوں طریق کے خلاف ہے اور فضول کلام
نہ کرتا اور نادم ہوتا۔ پس اسے
عزیز ہستیوں یہود تورات میں یہ پڑھتے تھے
کہ جھوٹا مدعی نبوت قتل ہوتا ہے اور
جو صلیب دیا جائے وہ ملعون

ان آية وما قتلوه وما صلبی -
ولکن شبه لهم وایة بل رفعه
اللہ الیہ دلیل علی ان المسیح رفع
حیا بجسمہ العنصری ہذا قوله
واستدل لہ ولكن لو كان هذا الرجل
مطلعاً علی شان نزول هذه الآية
لرجع من قوله بل ما التفت الی
معنی یخالف طریق المعقول و
المنقول وما تكلم بالفضول وكان
من المتندمين فاسمع ایہا
العزیزان اليهود کما نوا یقرؤن
فی التوراة ان الکاذب فی دعوی
النبوة یقتل وان الذی صلب

کی تفسیر میں میٹک (یعنی میں تجھے موت دیتے والا ہوں) آیا ہے اور اس کی مخالفت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کسی نے نہیں کی۔ پس جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ تو فی کے معنی وفات کے ہیں نہ کہ کوئی اور تو یہ نہیں کہا جائیگا کہ مسیح علیہ السلام کی موت (جو ابن عباسؓ سے روایت ہے) ایسا وعدہ

ہمیتک وما خالفه في هذا التفسير احد من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فاذا تحقق ان معنى التوفي الوفاة لا غيره فلا يقال ان افاتة المسيح التي رويت عن ابن عباس وعد غير واقع الى هذا الوقت بل

ہوتا ہے۔ اس کا اللہ کی طرف رفع نہیں ہوتا اور انکا اس پر پختہ عقیدہ تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ابتلاء کے طور پر انھیں مسیح مشابہ بالمصلوب کر کے دکھائے گئے کہ گویا انھوں نے مسیح ابن مریم کو صلیب دیدیا۔ اور آپ کو قتل کر دیا۔ پس انھوں نے خیال کیا کہ آپ ملعون ہیں اور آپ کا رفع الی اللہ نہیں ہوا۔ اور انھوں نے شکل کو اس طرح ترتیب دیا کہ مسیح ابن مریم مصلوب ہے اور ہر مصلوب ملعون ہے اور اس کا رفع الی اللہ نہیں ہوا پس انکے نزدیک شکل اول سے جب کا نتیجہ واضح ہے یہ ثابت ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام (نحوذ باللہ) ملعون ہیں انکا رفع الی اللہ نہیں ہوا پس اللہ نے ارادہ کیا کہ اس وہم کو دور کرے اور حضرت عیسیٰ

فهو ملعون لا يرفع الى الله وكانت عقيدتهم مستحكمة على ذلك ثم شبه لهم ابتلاء من عند الله كانهم صلبوا المسيح ابن مريم وقتلوه فحسبوه ملعوناً غير مرفوع وربوا الشكل هكذا المسيح ابن مريم مصلوب وكل مصلوب ملعون وليس بمرفوع فثبت عندهم من الشكل الاول الذي هو بين الانتاج ان عيسى (نحوذ باللہ) ملعون ليس بمرفوع فاراد الله ان يزيل هذا الوهم ويبدع عيسى من هذا البهتان فقال ما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم بل

ہے جو انکے پورا نہیں ہوا۔ بلکہ وہ آخری زمانہ میں واقع ہو گا کیونکہ وہ وعدے جنکا اس آیت میں بالترتیب ذکر ہے واقع ہو گئے ہیں اور اسی ترتیب سے سب کے سب پورے ہو گئے ہیں جو اس آیت میں پائی جاتی ہے اور تو فی کا وعدہ ان سب پر مقدم ہے اور تو جانتا ہے کہ رافعا کی کا وعدہ پورا ہو گیا ہے۔ اسی طرح و مطہرک من الذین کفروا کا وعدہ بھی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت

يقع في آخر الزمان لان المواعيد التي ذكرت في هذه الآية بالترتيب قد وقعت و تمت كلها على ترتيبها الذي يوجد في تلك الآية و وعد التوفى مقدم عليها في الترتيب و انت تعلم ان وعد رافعا الى قد وقع و هكذا وعد مطهرک من الذین کفروا وقع و تم بعثت فينا صلی اللہ علیہ

کو اس بہتان سے بری قرار دے۔ پس اس نے کہا ”و ما تقوم و ما صلبوه و لیکن شبہ ہم بل رفع اللہ“ اور اللہ کے کلام کا حاصل یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی شان صلیب دیے جانے اور اس کے نتیجہ یعنی ملعونیت اور عدم رفع سے پاک ہے بلکہ آپ اپنی طبعی موت سے فوت ہوئے اور آپکا اسی طرح اللہ کی طرف رفع ہوا ہے جیسے دوسرے مقربین کا ہوتا ہے اور آپ ملعون نہیں تھے اور یہ وہ سبب ہے جس کی وجہ سے اللہ نے عیسیٰ علیہ السلام کی شان صلیب پر نہ مارے جانے کا ذکر کیا اور اسکو لوگوں کے بہتان سے بری ٹھہرایا؛ ورنہ اس قصہ کے بیان کرنیکی کیا ضرورت تھی قتل کے ذریعہ

بل رفعہ اللہ و حاصل کلام تعالیٰ ان شان عیسیٰ منزہ عن الصلب و النتيجة التي هي الملعونية و عدم الرفع بل هو مات حتف انفه و رفع الى الله كما يرفع المقربون و ما كان من الملعونين - و هذا هو سبب الذي ذكر الله تعالى لاجله قصّة قدم صلب عيسى وبراہ ما قالوا - و الا فإني ضرورة كانت داعية الى ذكر هذه القصة و ما كان موت القتل نقصا لانبيائہ و كسر الشانهم و عزتهم و كافي

کے ذریعہ پورا ہو گیا ہے اور قرآن نے شہادت دی ہے کہ مسیح اور اس کی ماں یہود کے بتانوں سے بری ہیں۔ پس اس نے فرمایا "المسیح ابن مریم الارسول قد خلت من قبلہ الرسل واممہ صدیقة وقال وجیہا فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین۔ وکذا تم وعد وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا وقد وقع کما وعد وما نری الیہود الا مغلوبین ومقهورین وانت تعلم ان فی ترتیب ہذا الایۃ کانت ہذا المواعید کلھا بعد وعد التوفی وکان وعد التوفی مقدماً علی کلھا وقد اتفق القوم علی انها وقعت بترتیب یوجد فی الایۃ فالو فرضنا ان لفظ التوفی مؤخر من لفظ الرفع للزمان ان نقرباں

کے ذریعہ پورا ہو گیا ہے اور قرآن نے شہادت دی ہے کہ مسیح اور اس کی ماں یہود کے بتانوں سے بری ہیں۔ پس اس نے فرمایا "المسیح ابن مریم الارسول قد خلت من قبلہ الرسل واممہ صدیقة وقال وجیہا فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین" (وہ دنیا اور آخرت میں ممتاز ہو گا اور مقربوں میں سے ہو گا) اور اسی طرح اسکا یہ وعدہ پورا ہو گیا۔ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا۔ اور اسی طرح واقع ہوا جیسا کہ اس نے وعدہ کیا تھا اور ہم یہود کو مقہور و مغلوب ہی دیکھتے ہیں۔ اور تو جانتا ہے کہ اس آیت کی ترتیب میں سب وعدے توفی کے وعدہ کے بعد ہیں اور توفی کا وعدہ سب مقدم ہے اور لوگ متفق ہیں کہ یہ سب وعدے اسی ترتیب سے واقع ہوئے ہیں جو آیت میں پائی جاتی ہے۔ پس اگر ہم فرض کریں کہ لفظ توفی لفظ رفع سے مؤخر ہے تو یہ اقرار لازم آئیگا کہ مسیح علیہ السلام

و سلم وقد شهد القرآن علی ان
المسیح واممہ مبرران مما قالت الیہود
فقال ما المسیح ابن مریم الارسول
قد خلت من قبلہ الرسل واممہ
صدیقة وقال وجیہا فی الدنیا
والاخرۃ ومن المقربین۔ وکذا تم
وعد وجاعل الذین اتبعوک فوق
الذین کفروا وقد وقع کما وعد وما
نری الیہود الا مغلوبین ومقهورین
وانت تعلم ان فی ترتیب ہذا
الایۃ کانت ہذا المواعید کلھا
بعد وعد التوفی وکان وعد التوفی
مقدماً علی کلھا وقد اتفق القوم
علی انها وقعت بترتیب یوجد فی
الایۃ فالو فرضنا ان لفظ التوفی مؤخر
من لفظ الرفع للزمان ان نقرباں

موت اللہ کے انبیاء کیلئے کوئی نقص اور انکی کشتان اور عزت کا موجب نہیں اور کہتے ہی نبی ہیں جو اللہ کی راہ میں قتل ہوئے جیسے حضرت یحییٰ اور ابراہیم کے باپ زکریا پس سچ اور ہدایت یافتوں کا رستہ طلب کرو مگر اہوں کیساتھ نہ بیٹھو

من النبیین قتلوا فی سبیل
اللہ کیجی علیہ السلام وابیہ
فتفکر واطلب صراط المہتدین
ولا تجلس مع الغاوین۔ منہ

۳
۱
۳
۳

عیسیٰ علیہ السلام قد توفی بعد الفرح
 وقبل وقوع المواعید الباقية وهذا
 مما لا یعتقد به احد من المخالفین
 ولو قلنا ان لفظ التوفی مؤخر من
 جملة ومطهرک من الذین کفروا
 ومقدم من وعد وقع فی ترتیب الایة
 بعد هاللزمن ان نقربان وفاة عیسیٰ
 علیہ السلام کان بعد نبینا صلی اللہ
 علیہ وسلم من غیر مکث قبل غلبة
 اتباعه علی اعداءهم وهذا باطل
 ایضا بزعم القوم فانهم قد اعتقدوا
 ان المسيح لا یموت الا بعد هلاک
 الملک کما قلنا وجعلنا من هذه الاقوال
 کلها وقلنا ان المسيح لا یموت الا بعد
 تکمیل وعد الغلبة الممتدة الی یوم
 القیامة کما صرحت آية وجاعل الذین
 اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم
 القیامة للزمن ان نقربان المسيح
 لا یموت الا بعد یوم القیامة فان
 الوعد قد امتد الی یوم القیامة ولا
 یمکن نزول المسيح الا بعد وقوعه

رفع کے بعد اور باقی مواعید کے واقع ہونے سے
 قبل وفات پاگئے اور یہ ایسی بات ہے جس کا عقیدہ
 کوئی مخالفت بھی نہیں رکھتا اور اگر ہم کہیں کہ لفظ
 توفی جملہ ”ومطهرک من الذین کفروا“ سے مؤخر ہے اور
 ان وعدوں سے مقدم ہے جو آیت کی
 ترتیب میں اس کے بعد واقع ہوئے ہیں
 تو ہم پر لازم ہے کہ یہ اقرار کریں کہ وفات عیسیٰ
 علیہ السلام ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد
 بلا توقف اس کے متبعین کے دشمنوں پر غالب آنے
 سے پیشتر ہوئی اور یہ بھی ان لوگوں کے خیال میں باطل
 ہے کیونکہ انکا عقیدہ ہے کہ مسیح علیہ السلام سب
 امتوں کے تباہ ہونے کے بعد وفات پائیں
 گے، پس اگر ہم ان سب اقوال سے رجوع کر لیں،
 اور ہم کہیں کہ مسیح علیہ السلام اس غلبہ کی تکمیل کے بعد
 وفات پائیں گے جو قیامت کے دن تک ممتد ہے۔
 جیسا کہ آیت وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا
 الی یوم القیامة مراحت کرتی ہے اور ہم پر یہ اقرار بھی
 لازم ہے کہ مسیح قیامت کے دن کے بعد ہی وفات پائے
 کیونکہ وعدہ قیامت کے دن تک ممتد ہے اور مسیح کا
 نزول اس وعدہ کے مکمل اور اتم طور پر وقوع پذیر
 ہونے کے بعد ہی ممکن ہے۔ پس

ہم اس کے لیے کتاب اللہ میں سولے
حشر کے دن کے بعد کے قدم رکھنے
کی جگہ بھی نہیں پاتے۔ اور وہ بھی فرض محال
کے طور پر اور کاش میں جانتا کہ ہمارے دشمن جو اپنے منہوں سے
یہ کہتے ہیں کہ لفظ متونیک آیت یا عیسیٰ انی متونیک
میں فی الحقیقت مؤخر ہے اور یہ جگہ اس کی
جگہ نہیں، لیکن وہ ایسے یہ نہیں بتاتے کہ اگر
ہم اس لفظ کو موجودہ مقام سے اٹھائیں تو اسے
کہاں رکھیں۔ کیا ہم اسے تحریف کر نیا لوں گی مانند
کتاب اللہ سے نکال دیں؟

اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ لفظ توفی رفع
سے مؤخر اور باقی مواہید پر مقدم ہے تو عقلمند
انسان ان کی بات پر ہنستا ہے اور ان کی
حمایت پر تعجب کرتا ہے۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ یہ
قول ان کے اپنے زعمی عقیدہ وفات مسیح کے
خلاف ہے اور ہم نے ابھی ذکر کیا ہے کہ ان کا
یہ عقیدہ ہے کہ توفی کا وعدہ تمام بتوں کے
ہلاک ہونے کے بعد ہی ظاہر اور واقع ہو گا
پس ان پر لازم ہو گیا کہ وہ یہ عقیدہ رکھیں کہ
لفظ توفی اس دوسرے وعدہ سے مؤخر ہے۔ نہ صرف
رفع سے؛ کیونکہ تاخر و متاخر طبعی کا تابع ہے

على الوجه الاتم والا کم فما نجله
موضع قدم فی کتاب اللہ الابدیوم
الحشر علی طریق فرض المحال ولیت
شعری ان اعداء یقولون بافواہم
ان لفظ متونیک فی آیت یا عیسیٰ انی
متونیک مؤخر فی الحقیقتہ ولیس
ہذا الموضع موضعه ولكنہم لا
ینبغون بان لو نرفع هذا اللفظ من
هذا المقام فاین نضعه انسقطہ
من کتاب اللہ کالمحرفین۔

والذین یقولون ان لفظ التوفی
مؤخر من لفظ الرفع ومقدم علی مواہید
اخری فیضیک العاقل من قولہم و
یتعجب من حمقہم الا یعلمون ان
هذا القول خلاف ما یعتقدون فی
وقت وفاتہ المسیح بزعمہم وانا ذکرنا
انفا انہم یعتقدون ان وعد التوفی
لا یتھرو ولا یقع الابد ہلاک اھل
الملل کلھا فلزھم ان یعتقدوا ان
لفظ التوفی مؤخر من هذا الوعد
الاخر لا من الرفع فقط فان التاخر

الوضعی یتبع التأخر الطبعی کما لا یخفی
 علی المتفکرین۔ ثم ما کان لنا ان
 نوخر من عند انفسنا ما قدم الله
 تعالیٰ فی کتابہ الملحکم من غیر سند
 من الله ورسوله وما هذ الا التحریف
 الذی لعن الله لاجله الیهود فانقوه
 ولا تقبلوا آیات الله بعد ترتیبها ان
 کنتم خائفین۔ وقد علمتم ان آية
 فلما توفیتنی شاهدۃ اخری علی
 وفات عیسیٰ علیہ السلام فان رسول
 الله صلی الله علیہ وسلم استعمل
 لنفسه جملة فلما توفیتنی من غیر
 تغییر وتبدیل ومن غیر تفسیر بخالف
 اصل التفسیر وکان رسول الله صلی
 الله علیہ وسلم اعلم الناس بمعانی
 القرآن ورموزہ واسرارہ فلو کان معنی
 التوفی فی هذه الآية رفع الجسم حیًا
 الی السماء لما جعل نفسه مصداق
 هذه الآية ولكنه نسب هذه الآية
 الی نفسه كما هی نسبت الی المسيح
 فهذا اول دلیل علی ان لفظ توفیتنی

جیسا کہ غور کرنیواں پر مخفی نہیں۔ پھر ہمارے لیے
 جائز نہیں کہ ہم بغیر اللہ اور رسول کی سند کے اپنے
 پاس سے اس کو موخر کریں جسے اللہ نے اپنی
 کتاب محکم میں مقدم کیا ہے اور یہ وہی تحریف
 ہے جس کی وجہ سے اللہ نے یہود پر لعنت
 کی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو
 اور اس کی آیات کی ترتیب نہ بدلو، مگر تم خوف رکھنے
 والے ہو اور تم نے جان لیا ہے کہ آیت فلما
 توفیتنی وفات مسیح پر ایک اور گواہ ہے کیونکہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جملہ فلما توفیتنی
 کو بغیر تغیر و تبدل اور بغیر ایسی تفسیر کے جو
 اصل تفسیر کے مخالف ہو اپنے لیے استعمال
 کیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 قرآن کے معانی، رموز اور اسرار
 کو سب لوگوں سے زیادہ جانتے تھے۔ پس
 اگر اس آیت میں توفی کے معنی جسم
 کا زندہ آسمان کی طرف اٹھائے جانا ہوتے
 تو آپ اپنی ذات کو اس کا مصداق قرار نہ
 دیتے، لیکن آپ نے اس آیت کو اپنی ذات کی
 طرف اسی طرح منسوب فرمایا ہے جیسا کہ یہ حضرت
 مسیح کی طرف منسوب ہے۔ پس یہ اس بات پر پہلی

فِي هَذِهِ الْآيَةِ بِمَعْنَى اِمْتَنَى فَهَذَا
 هُوَ السَّبَبُ الَّذِي اسْتَدَلَّ بِهَذَا
 فِي صَحِيحِهِ عَلَى وِفَاةِ الْمَسِيحِ بِهَذِهِ
 الْآيَةِ وَكَذَلِكَ هَذَا الْمَعْنَى يَقُولُ ابْنُ
 عَبَّاسٍ مَتَوَفِيكَ هُمِيَّتِكَ فَايُّ دَلِيلٍ
 اَوْضَحَ مِنْ هَذَا عَلَى مَوْتِ عَيْسَى
 عَلَيْهِ السَّلَامُ لِقَوْمِ طَالِبِينَ - وَتَد
 بَيْنَ اللَّهِ فِي هَذِهِ الْآيَةِ وَقْتُ وَفَاةِ
 الْمَسِيحِ فَكَانَ قَالَ اِيْهَا النَّاسُ اِذَا
 رَأَيْتُمْ اَنْ النَّصَارَى اتَّخَذُوا عَيْسَى
 اِلْهًا وَافْتَدُوا مِنْهُمْ فَاعْلَمُوا
 اَنْ عَيْسَى قَدْ مَاتَ فَانْظُرْ كَيْفَ
 اتَّضَحَ وَانْكَشَفَ مَعْنَى التَّوْفِي
 بِتَفْسِيرِ رَسُولِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ
 بِتَفْسِيرِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَانْظُرْ كَيْفَ ثَبَتَ
 وَقُوعُ مَوْتِهِ مِنْ قَبْلِ مُنَادِي مَذْهَبِ
 النَّصَارَى وَاتَّخَاذِهِمْ عَيْسَى اِلْهًا
 وَاَنْتَ تَعْلَمُ اَنَا اِذَا فَرَضْنَا اَنْ عَيْسَى
 حَيٌّ اِلَى هَذَا الْوَقْتِ فَلَزِمْنَا اَنْ نَقْرُبَ اَنْ
 مَذْهَبِ النَّصَارَى صَحِيحٌ خَالِصٌ
 اِلَى هَذَا الزَّمَانِ مَا اخْتَلَطَ بِهِ شَيْءٌ

دیں ہے کہ اس آیت میں لفظ توفیق کے معنی امتن یعنی
 مجھے موت دیدی کے ہیں۔ پس یہ وہ سبب ہے جس
 کی وجہ سے بخاری نے اس آیت سے اپنی صحیح میں
 وفات مسیح پر استدلال کیا ہے اور ان معنوں کو ابن
 عباس کے قول متوفیک میئتک فای دلیل
 ہے۔ پس طالبان حق کے لیے موت عیسیٰ پر اس سے
 واضح دلیل اور کون سی ہے؟ اور اللہ تعالیٰ نے اس
 آیت میں مسیح کی وفات کا وقت بتا دیا ہے گویا کہ اس
 نے فرمایا: اے لوگو! جب تم دیکھو کہ نصاریٰ نے
 عیسیٰ کو معبود بنایا ہے اور انھوں نے اپنے مذہب
 کو خراب کر دیا ہے تو جان لو کہ عیسیٰ وفات پا
 گئے ہیں۔ پس دیکھو کہ توفی کے معنی رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم اور پھر ابن عباس
 کی تفسیر کے ساتھ کیے منکشف اور واضح
 ہو گئے ہیں اور دیکھو کہ کس طرح اس کی
 وفات مذہب نصاریٰ کے خراب ہونے اور
 عیسیٰ کو معبود بنانے سے پہلے ثابت ہو گئی ہے
 اور تو جانتا ہے کہ اگر ہم یہ فرض کریں کہ عیسیٰ
 اس وقت تک زندہ ہیں تو ہم پر لازم آئے گا
 کہ اقرار کریں کہ نصاریٰ کا مذہب اس زمانہ تک
 خاص اور صحیح ہے اس میں شرک کا کوئی حصہ نہیں ملا۔ پس تو

من الشراك فتفكر و مسل المتفكرين -

قال بعض المستعجلين ان

لفظ التوفى قد جاء في القرآن بمعنى

الانامة ايضاً كما قال الله تعالى الله

يتوفى الانفس حين موتها والتي لم

تمت في منامها وكما قال الله تعالى

وهو الذي يتوفاكم بالليل ويعلم ما

جرحتم بالنهار ثم يبعثكم فيه

ليقضى اجل مسمى فاعلم ان الله

تعالى ما اراد في هذه الايات من

لفظ التوفى الا الاماتة وقبض الروح

فلاجل ذلك اقام القرائن وقال

والتي لم تمت في منامها يعني والتي

لم تمت بموت حقيقي يتوفاها الله

في منامها بموت مجازي فانظر كيف

اشار في هذه الآية الى ان قبض

الروح في النوم موت مجازي فذكر

لفظ التوفى ههنا باقامة قرينة البنام

متبهاً على ان لفظ التوفى ههنا قد

نقل من المعنى الحقيقي الى المعنى

المجازي واشارة الى ان معنى لفظ

سوح اور فکر کرنیوالوں سے دریافت کرے۔

بعض جلد بازوں نے کہا ہے کہ قرآن میں لفظ توفی

اسی طرح سُلانے کے معنوں میں آیا ہے، جیسے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اللہ یتوفی الانفس ین

موتھا والقی لم تمت فی منامھا (اللہ ہر شخص کی رُوح اس

کی موت کے وقت قبض کرتا ہے اور جس کو موت نہیں آتی اسکی رُوح

اس کی نیند کی موت قبض کرتا ہے) اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

ہے: وهو الذی یتوفاکم باللیل ویعلم ما جرحتم بالنهار ثم یبعثکم

فیه لیقضی اجل مسمی (اور وہی ہے جو رات کی موت تمہاری رُوح

قبض کرتا ہے اور دن کی موت جو کچھ تم کرتے ہو اسے جانتا ہے پھر

تمہیں دن کی موت اٹھاتا ہے تاکہ ایک مدت جو مقرر ہو چکی ہے

پوری کی جائے) پس جان لے اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں

لفظ توفی سے موت دینے اور قبض رُوح کے معنی ہی مراد

لیے ہیں پس اسی لیے اس نے قرینے قائم کئے ہیں اور

فرمایا والسی لم تمت فی منامھا یعنی جو موت حقیقی کیساتھ

نہیں مرے انکو نیند میں موت مجازی دیتا ہے پس دیکھ

کس طرح اس نے اس آیت میں اشارہ فرمایا ہے کہ نیند

میں قبض رُوح مجازی موت ہے۔ پس اس نے یہاں

توفی کا لفظ نیند کا قرینہ قائم کر کے بیان کیا ہے۔ یہ

بتانے کے لیے کہ یہاں لفظ اپنے حقیقی معنوں سے مجازی

معنی کی طرف منتقل کیا گیا ہے اور اس طرف اشارہ ہے کہ لفظ

التوفی حقیقۃً هو الموت لا غیرہ۔
 وكذلك اقام قرینۃً قوله ثم یبعثکم
 وقرینہ الیل فی آیۃ اخری اعنی
 آیۃ ہوالذی یتوفاکم باللیل الخ
 تنبیہا علی ان لفظ التوفی ہنہالیس
 جمعی الانامۃ بل المقصود الاماتۃ
 والبعث بعد الاماتۃ لیکون دلیلاً
 علی بعث یوم الدین۔

توفی کے معنی حقیقتاً موت کے ہیں نہ کوئی اور اسی طرح اپنے اس
 قول کا قرینہ قائم کیا ہے کہ ثم یبعثکم۔ پھر ایک اور آیت میں را
 کا قرینہ قائم کیا ہے یعنی آیت ہوالذی یتوفاکم باللیل الخ
 میں یہ بتانے کیلئے کہ لفظ توفی یہاں سنانے کے معنوں میں
 نہیں بلکہ اس سے مقصود موت اور
 موت کے بعد اٹھانا ہے تاکہ
 جزا و سزا کے دن اٹھائے جانے
 پر دلیل ہو۔

فلاجل ذلك ذکر بعث یوم القیامۃ
 بعد هذه الآية وقال ثمالیہ مرجعکم
 لیجعل هذا الموت المجازی والبعث
 المجازی دلیلاً علی الموت الحقیقی
 والبعث الحقیقی فلا تمعد بعد لذكری
 مع القوم الظالمین لا تنظر کیف ذکر
 لفظ البعث بعد ذکر التوفی وقال ثم
 یبعثکم فیہ ومعلوم ان للناسمین
 یستعمل لفظ الایقاظ لا لفظ البعث
 فلو کان مراداً من لفظ التوفی ہنا
 الانامۃ لقال ہوالذی یتوفاکم
 باللیل ویعلم ما جرحتم بالنهار ثم
 یوقظکم فیہ ولكنه تعالیٰ ما قال

پس اسی لیے اس نے قیامت کے دن
 اٹھائے جانے کا ذکر اس آیت کے بعد کیا اور
 فرمایا: ثم الیہ مرجعکم، پھر اسی کی طرف تمہارا لوٹنا ہے تاکہ اس
 مجازی موت اور مجازی بعث کو حقیقی موت اور حقیقی بعث
 پر دلیل ٹھہرائے پس یاد دہانی کے بعد ظالم قوم کے
 ساتھ نہ بیٹھو۔ کیا تو دیکھتا نہیں کہ کس طرح اس
 نے لفظ بعث کا ذکر توفی کے بعد کیا ہے اور فرمایا
 ہے ثم یبعثکم فیہ اور یہ بات ظاہر ہے کہ سونے والوں
 کے لیے لفظ ایقاظ کا استعمال کیا جاتا ہے نہ کہ
 لفظ بعث۔ اگر لفظ توفی سے مراد یہاں سنانا ہوتا
 تو وہ یہ کہتا ہوا الذی یتوفاکم باللیل ویعلم ما جرحتم بالنهار
 ثم یوقظکم فیہ، لیکن اس نے ثم یوقظکم فیہ —
 نہیں فرمایا۔ بلکہ اس نے فرمایا ہے

”ثم يبعثكم فيه“ پس اس سے زیادہ واضح اور کونسی دیں ہے کیونکہ بعث کا تعلق مردوں سے ہے نہ کہ سونیوالوں سے۔

اس قسم کے استعارات کی مثالیں قرآن کریم میں بہت ہیں۔ جیسا کہ خدائے عزوجل نے فرمایا: ”اعلموا ان اللہ یحیی الارض بعد موتها“ (جان لو کہ اللہ زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کرتا ہے) پس یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہاں یحیی کے معنی لغت کے لحاظ سے یُثَبِّت کے ہیں بلکہ وہ ایک استعارہ ہے اور اس سے مقصود انبات کو احیاء کے ساتھ تشبیہ دینا ہے تا اس سے مردوں کے اٹھائے جانے پر استدلال کرے اور جیسا کہ خدائے عزوجل نے کہا ہے: ”فأصمم وأعمی ابصارهم“۔ (پس انکو بہہ کر دیا ہے اور اندھا بنا دیا ہے) پس یہ نہ کہا جائیگا کہ لفظ اصمم واعمی کے معنی لغت کے لحاظ سے انہیں گمراہ کرنے کے ہیں بلکہ یہ ایک استعارہ ہے اور اس سے مقصود اعراض کرنے والے گمراہوں کو بہروں اور اندھوں کیساتھ تشبیہ دینا ہے۔ پس تو طبع نہ کر اور اس بات میں اپنے نفس کو نہ جھکا کہ تو لغت کے لحاظ سے توفی کے معنی سلمانے کے کرے کیونکہ اگر یہ درست ہوتا تو تجھ پر لازم تھا کہ تو اقرار کرے کہ آیت یحیی الارض میں لفظ یحیی کے معنی یُثَبِّت کے ہیں اور پھر تو اسے لغت کی کتابوں سے

ثم یوقظکم فیہ بل قال ثم یبعثکم فیہ فامی دلیل اوضح من ہذا فان البعث یتعلق بالموتی لا بالناائمین۔ و مثل ہذا الاستعارة کثیر فی القرآن کما قال عزوجل اعلموا ان اللہ یحیی الارض بعد موتها فلا یقال ان لفظ یحیی ہہنا بمعنی یثبت من حیث اللغۃ بل هو استعارة والمقصود منه تشبیہ الانبات بالاحیاء لیستدل بہ علی بعث الموتی وکما قال عزوجل فاصمم واعمی ابصارہم فلا یقال ان لفظ اصمم واعمی بمعنی اضلہم من حیث اللغۃ بل ہی استعارة والمقصود منها تشبیہ الضالین المعصرین بالاصم والعمی فلا یقال ان لفظ نفساک فی ان تجعل معنی التوفی الاثامة من حیث اللغۃ فانہ ان کان ذلک ہوا الحق فلزمک ان تقر بان لفظ یحیی فی آیۃ یحیی الارض بمعنی یثبت ثم تشبہتھا

ثابت کرے اور اسی طرح اگر تو اس پر اصرار کرے تو تجھ پر یہ اقرار کرنا لازم ہے کہ لفظ اصمہم اور لفظ اعلى البصار هم کے معنی اصمہم و البصائر هم عن الحق (انہیں نگراہ کر دیا اور انہیں حق سے دور کر دیا) و اذا غفلو بہم ہیئ (اور ان کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا) پھر تو لغت عرب کی کتابوں سے یہیں یہ معنی دکھائے اور یہ تجھے کہاں سے ملیں گے۔ پس تو دہم کی طوفی دالی سوچ کی پیروی نہ کر اور ضروری ہے کہ تو ثابت شدہ بات کو قبول کرے اور پتے لوگوں کے ساتھ مل جائے۔

اور جان لے کہ تو ان معانی کا کوئی نشان حقیقی طور پر عربی زبان کی کسی کتاب میں ہرگز نہیں پائیگا جو ظاہری تفہیم میں پہلی آیات سے منظور ہوتے ہیں اور اگر تو دیکھنے والا ہے تو قرآن اس کی امثال و نظائر سے بھرا ہوا ہے اور لوگوں کے نزدیک یہ قرار پایا ہے کہ حقیقی معنی وہ ہوتے ہیں جن کا استعمال کسی جگہ بغیر قرینہ قائم کرنے کے زیادہ ہو۔ پس تجھ پر لازم ہے کہ قرآن کو تدبر سے دیکھے تا تیرے لیے ظاہر ہو جائے کہ لفظ توفی کا مطلق استعمال بغیر قرینہ کے قرآن کریم میں صرت موت دینے کے معنوں میں آیا ہے اور تو کسی حدیث میں یا

من كتب اللغة وكذلك ان اصررت على هذا فذمك ان تقربان لفظ فاصمهم ولفظ واعلى البصار هم بمعنی اصمہم و البصائر هم عن الحق و اذا غفلو بہم تفرتینا من كتب لغة العرب هذا المعنی و این لك هذا افلا تتبع الفكر المشرّب بالوهم و لا بدان تقبل ما ثبت و تلحق بقوم صادقیں۔

واعلم انك لن تجد اثرًا من هذه المعانی التي تخيل في بادی النظر في الآيات المتقدمة في كتاب من كتب لسان العرب على وجه الحقيقة والقراء معلوم من هذه النظائر ان كنت من الناظرین وقد تقرر عند القوم ان المعنی الحقيقي هو الذي كثر استعماله في موضع من غير ان يقام القرينة عليه فعليك ان تنظر القرآن تدبراً ليتبين لك ان استعمال لفظ التوفی مطلقاً من غير اقامة قرينة ما جاء في القرآن الا في معنی الامانة ولن

کسی شاعر کے شعر میں یہ نہیں پایا گیا کہ جب تو فی کا لفظ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہو اور انسان مفعول بہ ہو تو اس کے معنی موت دینے کے سوا کوئی اور ہوں پس اگر تو سچا ہے تو ہمارے لیے (اس کی کوئی مثال) نکال اور ہم سے وہ انعام حاصل کر جس کا ہم نے وعدہ کیا ہے۔

اور جن لوگوں نے کہا ہے کہ آیت یا یعنی انی متوفیک میں لفظ متوفیک بمعنی انی یتیمک (یعنی میں تجھے یتیم بنا دیا ہوں) ہے۔ انھوں نے ایک ہی غلطی نہیں بلکہ اپنے قول میں کئی قسم کی لغزشیں جمع کر دی ہیں اور انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر کو چھوڑ دیا ہے، حالانکہ آپ خیر البشر ہیں اور آپ کا کلام کرنا روحِ رحمانی سے تھا اور آپ کا قول سب اقوال سے بہتر تھا اور آپ کے کلمات نے ذوق و ہمدان، علم، عرفان اور اس نور کے سب طریقوں کا احاطہ کر لیا ہے جو آپ کو خدائے رحمان کی طرف سے دیا گیا تھا اور انھوں نے متوفیک کے معنی کے بارہ میں ابن عباسؓ کے قول کو چھوڑ دیا اور قرآن کریم اور اس میں اس لفظ کے طریق استعمال اور اس میں متواتر اور پے درپے موت دینے کے معنوں

بعد فی حدیث اوفی شعر شاعر اذ ان نسب التوفی الی اللہ تعالیٰ وکان الانسان مفعولا بہ معنی اخر من غیر الاماتۃ فاخرج لنا وخذ منا ما وعدنا من الانعام ان کنت من الصادقین۔

والذین قالوا ان لفظ متوفیک فی آیۃ یا عیسیٰ انی متوفیک بمعنی انی یتیمک ما کان خطاؓ هم خطاءؓ واحد ابل جمعوا انواع العثرات فی قولهم وترکوا تفسیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وهو خیر البشر وکان کلمہ بالروح الرحمانی وکان قوله خیرا من الاقوال کما وفتل احاطت کلماتہ طرق الذوق والوجدان والعلم والعرفان والنور الذی اعطى له من الرحمان وترکوا ما قال ابن عباس فی معنی متوفیک وما نظروا الی القرآن وطریق استعمالہ فی هذا اللفظ ووردوا فیہ بمعنی الاماتۃ بالتواتر والتتابع فضلوا و

کی طرف نظر نہیں کی اور خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا اور انہوں نے ہدایت نہ پائی۔

پھر اگر ہم فرض کریں کہ توفی کا لفظ سنانے کے معنوں میں ہے تو ہم اس معنی کو ان کے لیے ذرہ بھر فائدہ مند نہیں دیکھتے کیونکہ نیند سے مراد قبض روح اور جسمانی حواس کا روح اور جسم کا تعلق باقی رہتے ہوئے معطل ہونا ہے۔ پس اس سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ اللہ نے مسیح کے جسم کو قبض کر لیا۔ کیا تو اللہ کی سنت قدیمہ کی طرف نہیں دیکھتا کہ وہ نیند کی حالت میں روحوں کو قبض کر لیتا ہے اور اجسام کو زمین پر چھوڑ دیتا ہے پس تو نے کہاں سے معلوم کر لیا کہ لفظ متوفیک جسم کے اٹھائے جانے کو ظاہر کرتا ہے ؛ حالانکہ سب لوگ سوتے ہیں لیکن اللہ ان میں سے کسی کے جسم کو بھی قبض نہیں کرتا۔ پس حکم اور مبارک و چھوٹ اور ایمان اور دیانت سے دیکھتا اللہ تیرے دل میں نفع کرے اور تجھ کو عارفوں سے بنادے۔

اور اس معنی کو فرض کر لینے سے ایک اور خرابی لازم آتی ہے اور وہ یہ کہ آیت میں فقط توفی اللہ تعالیٰ کی طرف دوسرے وعدوں کی طرح ایک نیا وعدہ ہے

اضلوا وما كانوا من المهتدين۔

ثم اذا فرضنا ان التوفى بمعنى الانامة فما نرى ان ينفعهم هذا المعنى مثقال ذرة فان النوم مراد من قبض الروح وتعطل حواس الجسم مع بقاء تعلق بين الروح والجسد فمن اين يثبت من هذا ان الله قبض جسم المسيح الانتظر الى سنة الله القدیمة فانه يقبض الارواح في حالة النوم ويترك الاجسام على الارض فمن اين علمت ان لفظ متوفيك مشعر برفع الجسد والخلق بيا مون كلهم ولكن لا يقبض الله جسم احد منهم فاترك التحكم والمكابرة وانظر ايمانا وديانتا لينفخ الله في روحك ويجعلك من العارفين۔

وعلى تقدير فرض هذا المعنى يلزم فساد اخر وهو ان لفظ التوفى في هذه الآية وعد محدث من الله تعالى كمواعيد اخرى التي ذكرها

اللہ فیہا ولو کان ہذا المعنی
 ہو الحق فیلزم منہ ان یکون
 نوم المسیح عند الرفع اول امر ود
 علیہ فی عمرہ ویلزمہم ان یعتقدوا
 ان عیسیٰ علیہ السلام کان لاینام قبل
 الرفع قط فان الامر الذی قد وقع علیہ
 فی حیاتہ غیر عمرۃ کیف یمکن ان
 ینذکرہ اللہ فی مواعید جدیدۃ محزنة
 فان وعد الشئ یدل علی عدم وجود
 الشئ قبل الوعد والافیلزم تحصیل
 حاصل وهو فعل لغو لا یلیق بشان
 اللہ تعالیٰ ووجب ان ینزہ عنہ وعد
 رب العلمین - ثم لو کان ہذا المعنی
 هو الصحیح فما تقول فی آیۃ فلما
 توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم
 انظن ان النصاری اتخذوا المسیح
 الها بعد نومه لاجل وفاتہ وتظن
 ان المسیح ما نام قط فی عمرہ الا فی
 وقت ضلالۃ النصاری ولہ تذق عینہ
 طعم النوم قط الا عند الرفع وکان
 قبل الرفع مستیقظا دائما فانظر منصفاً

اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے اور اگر یہ معنی
 ہی درست ہوں تو اس سے لازم آئیگا
 کہ رفع کے بعد مسیح کی نیند پہلا امر ہے
 جو اس کی عمر میں واقع ہوا، اور ان
 پر لازم آئے گا کہ یہ عقیدہ رکھیں کہ عیسیٰ
 علیہ السلام رفع سے پہلے کبھی نہ سوتے تھے
 پس جو امر آپ کی زندگی میں کئی بار واقع ہوا،
 اس کا نئے وعدوں کے ساتھ ذکر کرنا کیسے ممکن
 ہے کیونکہ کسی چیز کا وعدہ وعدے سے قبل اس چیز
 کے نہ ہونے پر دلالت کرتا ہے ورنہ تحصیل حاصل
 لازم آئیگی اور وہ لغو فعل ہے جو اللہ تعالیٰ کی شان
 کے لائق نہیں اور فروری ہے کہ رب العالمین کا
 وعدہ اس سے منزہ ہو۔ پھر اگر یہ معنی صحیح ہوں
 تو تو آیت فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم
 کے بارہ میں کیا کہے گا۔ کیا تو خیال کرتا ہے کہ نصاریٰ
 نے مسیح کو انکی نیند کے بعد معبود بنایا، نہ کہ وفات
 کے بعد اور تو خیال کرتا ہے کہ مسیح سولہ نصاریٰ
 کے گمراہ ہونے کے وقت اپنی زندگی میں کبھی
 نہیں سویا، اور اس کی آنکھوں نے صرف رفع
 کے وقت نیند کا مزہ چکھا ہے اور رفع
 سے پہلے وہ ہمیشہ بیدار رہتا تھا،

پس انصاف سے دیکھ کر کیا یہ معنی اس جگہ درست لگتے ہیں اور اس سے دل کا اطمینان، روح کی سکینت اور باطن کی تسلی میسر آتی ہے اور تو جانتا ہے کہ یہ معنی بہت بعید ہیں اور بالبداهت فاسد ہیں اور اس کی اصلاح تاویل کرنیوالوں کی تاویل بھی نہیں کرتی۔ پس یہ مکھڑیں علماء کی سخت غفلت ہے کہ انھوں نے فاسد معنوں کو درست قرار دینے میں محکم سے کام لیا ہے پس اگر تم سننے والے ہو تو سنو، پھر اس کے ساتھ بخاری میں لفظ توفی کے بارہ میں ابن عباسؓ کی واضح تفسیر آئی ہے اور آپؐ نے فرمایا ہے متوفیک کے معنی (میں تجھے ماریں والا ہوں) کے ہیں اور آپؐ کی دوسرے صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین نے پیروی کی ہے جن میں سے کوئی بھی مخالفت کرتے ہوئے علیحدہ نہیں ہوئے پس طالبین کیلئے اس سے واضح دلیل کوئی ہے اور میں نے ابھی ذکر کیا ہے کہ اگر ہم متنزل کے طور پر فرض کر لیں اور یہ کہیں کہ توفی کا لفظ یہاں آیت یا عیسیٰ انی متوفیک میں سُلانے کے معنوں میں آیا ہے تو یہ واقعہ دوسرا واقعہ ہوگا اور یہ استدلال مخالف قوم کو کوئی فائدہ نہیں دے گا، کیونکہ مخالفوں کا مقصد

الیستقیم هذا المعنى في هذا الموضع ويحصل منه ثلج القلب وسكينة الروح واطمينان الباطن وانت تعلم انه مستبعد جداً وفاسد بالبداهة وما كان ان يصلحه تاويل المولىين۔ فهذه غفلة شديدة من العلماء المكفرين حيث حكموا على المعنى الفاسد بالصلاحي فاسمعوا ان كنتم سامعين۔

ثم مع ذلك قد جاء في البخاري عن ابن عباس رضي الله عنه في معنى التوفى شرح واضح فقال متوفيك هيبتك وتبعه سائر الصحبة والتابعين ومن تبعهم ولم يشذ احد منهم بخلاف فإني دليل يكون اوضح من هذا ان كان رجل من الطالبين۔

وقد ذكرت انفا انالو فرضنا على سبيل التنزل وقلنا ان التوفى ههنا اعني في آية يا عيسى اني متوفيك بمعنى الانامة لكانت هذه الواقعة واقعة اخرى ولا ينفع الاستدلال بها قوماً مخالفين۔ فان مطلوب المخالفين

من خطبهم ان يثبتوا رفع المسيح
مع جسمه العنصري ولكن لا يحصل
هَذَا المطلوب من هَذَا المعنى بل
يحصل ما يخالفه فان معنى الآية في
هَذِهِ الصّورة يكون هكذا يا عيسى
اني قابض روحك وتارك جسدك
على الارض مع بقاء علاقة بين الجسد
والروح فان النّوم عبارة عن قبض
الروح وترك الجسد مع بقاء علاقتهما
على وجه تام فانظر اني يحصل المطلوب
المخالفين من هَذَا المعنى واين يثبت
منه رفع جسد عيسى عليه السّلام
الى السّماء بل الامر بقى على حاله مع
حمل معنى التّوفى على غير محله ولا
شك ان كل منصف يفهم قولنا هَذَا
ويستفيع به الا الذى لم يبق النّصافه
على صحافه واختلطت به ظلمة
التّعصب ودخان الحقد فلا ينفع
الدلائل والبراهين قَوْمًا متعصبين
ثم ان دقت النظر في هَذِهِ
الآية وتحمّلها على احسن وجوها

اپنے خطبات سے یہ ہے کہ وہ مسیح کا جسم عنصری کے ساتھ
رفع کو ثابت کریں، لیکن اس معنی سے ان کا مطلب
حل نہیں ہوتا بلکہ وہ چیز حاصل ہوتی ہے جو خلاف
مقصود ہے؛ کیونکہ آیت کے معنی اس صورت میں
یوں ہوں گے "یا عیسیٰ انی قابض روحک و تارک
جسدک علی الارض مع بقاء علاقۃ بین الجسد والروح"
اے عیسیٰ میں تیری روح کو قبض کر لوں گا اور تیرے جسم کو زمین
پر جسم درج کے درمیان تعلق باقی رکھتے ہوئے چھوڑ دوں گا۔
کیونکہ نیند قبض روح اور جسم کو چھوڑنے، اور
دونوں کے درمیان تعلق باقی ہونے سے عبارت ہے
پس دیکھ کہ ان معنوں سے مخالفوں کا مطلب کیسے حل
ہوتا ہے اور اس سے عیسیٰ علیہ السلام کا
آسمان کی طرف اٹھایا جانا کیسے ثابت ہوتا ہے
بلکہ تو ان کے معنوں کو غیر محل پر معمول کرنے کے
باوجود معاملہ دیں رہا اور بیشک ہماری اس
بات کو ہر منصف مزاح سمجھے گا اور اس سے
فائدہ اٹھائیگا سوائے اس شخص کے جبکہ انصاف اپنے
رُخ پر نہیں رہا اور اس سے تعصب کی تاریکی اور
کینہ کا دھواں مل گیا ہو پس متعصبوں کو دلائل و براہین فائدہ نہیں
پھر اگر تو اس آیت میں باریک نظر سے
دیکھے اور اسے احسن و بڑھ اور معانی پر عمل کرے

ومعاینہا فلا یخفی علیک ان مفہومہا
وسیاق عبارتہا یدل علی وفاة المسیح
کمایدل علیہ منطوقہا فان اللہ قد
ذکر بعد قولہ یا عیسیٰ انی متوفیک
ورافعک الی کلمات فیہا تسلیۃ للمسیح
وتبشیرلہ واخبار عن ایام فتح متبعیہ
وغلبتہم علی اعدائہم بعد وفاتہ و
ہذا دلیل واضح علی ان موت عیسیٰ
علیہ السلام کان قبل نصر من اللہ وقبل
غلبۃ کان ینتظرہا ویسئل اللہ فتحہ
والاصل فی ہذا الباب ان اللہ قد
فطر انبیاء علی انہم یحبون ان
تعلی کلمۃ الحق علی ایدیہم ویجمع
شمل امتہم بہم امام اعیینہم و
یریدون ان تہلک الملل کلہا
الا الحق وکذا لک جرت عادۃ اللہ
تعالی بہم فانہ قد یربہم غلبتہم
وفتحہم وذللۃ اعدائہم ولا یتوفاہم
الا بعد الفتح المبین ونظیر ذلک
سوا نحر رسولنا صلی اللہ علیہ وسلم
فان اللہ لما راٰ ان الکفار یکذبون

تو تجھ پر مخفی نہ رہے گا کہ اس کا مفہوم اور سیاق
عبارت وفات مسیح پر اس طرح دلالت کرتا ہے
جیسے اس کا منطوق وفات مسیح پر دلالت کرتا ہے کیونکہ
خدا تعالیٰ اپنے قول "یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی"
کے بعد ایسی باتوں کا ذکر کیا ہے جن میں مسیح کو تسلی اور بشارت
دی ہے اور ان میں اس کے متبعین کے زمانہ فتح اور دشمنوں
پر اس کی وفات بعد غلبہ کی خبر ہے اور یہ اس
بات پر واضح دلیل ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی
موت اللہ کی نصرت اور اس غلبہ سے پہلے ہے
جس کا وہ انتظار کر رہا تھا اور اللہ سے اپنی فتح کے
لئے دعا کر رہا تھا اور اس باب کا اصل یہ ہے
کہ اللہ نے انبیاء کی فطرت میں یہ بات رکھی ہے
کہ وہ چاہتے ہیں کہ ان کے ہاتھ سے کلمہ حق بلند ہو
اور ان کی دہر سے ان کے ذریعے امت کا شیرازہ
مجتج ہو اور وہ چاہتے ہیں کہ حق کے سوا باقی سب
قلیتیں ہلاک ہو جائیں اور ان کے ساتھ اسی طرح
سنت اللہ جاری ہے کیونکہ وہ انہیں ان کا غلبہ
اور فتح اور دشمنوں کی ذلت دکھاتا ہے اور انہیں
واضح فتح کے بعد ہی وفات دیتا ہے اور اس کی
نظیر ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
سوا نہیں ہیں کیونکہ جب اللہ نے دیکھا کہ کفار

اس کے رسولؐ کی تکذیب کرتے ہیں اور اللہ کی وحی کے ساتھ مذاق کرتے ہیں اور استہزاء کرتے ہیں اور دُکھ دیتے ہیں تو اس ناپسندیدہ نبیؐ کی تائید کی، اس کی مدد کی اور اس کے ہر دشمن کو ذلیل کیا اور ہلاک کیا یہاں تک کہ نبیؐ نے طیب میسر ہو گیا اور اس نے اپنے نبیؐ کو دکھایا کہ لوگ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہو رہے ہیں اور حق ثابت ہو گیا اور باطل مٹ گیا اور ہدایت گمراہی سے واضح ہو گئی اور مفسدوں کی ذلت ظاہر ہو گئی۔

اور کبھی اللہ کی حکمت اور اس کی مصلحتوں کے دقائق اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ وہ اپنے نبیؐ کو اس کی فتح اور اقبال کے دن آنے سے پہلے وفات دیتا ہے، تو اس کو مایوس اور غمگین ہونے کی حالت میں وفات نہیں دیتا بلکہ وہ اسے اس کی وفات کے بعد اس کے پیروکاروں کے غلبہ کی متواتر اور پے در پے بشارتیں دیتا ہے تا اس کا دل مطمئن ہو اور وہ غم نہ کھائے اور تا وہ اپنے رب کی طرف دردمند دل کے ساتھ نہ لوٹے بلکہ وہ اس عالم سے سیکنت اور سرور اور خوشی اور آسائش کی ٹھنڈک کے ساتھ منتقل ہوتا ہے اور اس کے لیے اللہ کی بشارت اور پستے وعدوں کے بعد کوئی غم باقی نہیں رہتا اور وہ اپنے رب کی طرف خوش خوش اور بغیر

رسوله ویتراعبون بوحی اللہ ولبستھ عنہ ویؤذون فاید نبیہ ونصرہ واخرنی کل من عا داه واهلکھ حتی ما از الخبیث من الطیب وارئی نبیہ ان الناس یدخلون فی دین اللہ افواجاً واراہ ان الحق قد حق وان الباطل قد بطل وتبین الرشد من الغی وظهرت ذلة المفسدین۔

وقد تقضى حکمة اللہ تعالیٰ ودقائق مصالحہ انه یتوفی نبیاً قبل مجئہ ایام فتحہ واقبالہ فلا یتوفاه حزیناً یا سأل یبشرہ بتبشیرات متوالیة متتابعة بغلبة متبعیہ بعد وفاته لیطمئن بها قلبہ ولکی لا یحزن ولکی لا یرجع الی ربہ بقلب الیم بل ینتقل من هذا العالم بسکینة وسرور وجور وقرۃ عین ولا یبقی له هم بعد تبشیر اللہ ومواعیدہ الصادقة و یدھب الی ربہ فرحان غیر حزین فکذلک کان امر عیسیٰ علیہ السلام فانہ ما راى غلبۃ فی زمن حیاته

واقترب يوم وفاته فبشره الله تعالى
 بغلبة متبعيه بعد موته وما بشره
 بغلبته في ايام حياته فارجم الى الآية
 المتقدمة ودقق النظر فيها هل ترى
 في هذا المعنى من فتور فكانه قال
 في هذه الآية يا عيسى اني متوفيك
 قبل ان ترى ظفرك وفتحك وغلبتك
 واني معطيك مقام العزة والرفع
 والقرب على خلاف زعم اليهود فلا
 تبتئس بما تموت قبل رؤية غلبتك
 ولا تخش على ضعف متبعيك وكثرة
 أعدائك فاني خليفتك بعدك فامزق
 أعدائك كل ممزق واستاصلهم
 للابد واجعل الذين اتبعوك وتصلوا
 لخلافك فوق الذين كفروا الى يوم
 القيامة هذا تفسير ما قال احسن
 القائلين -

ولو كان عيسى نازلاً من السماء
 في وقت من الاوقات لما قال كذلك
 بل قال يا عيسى لا تخف ولا تحزن
 فان لا نيتك بل نرفعك حيا الى السماء

کسی غم کے جاتا ہے پس عیسیٰ علیہ السلام کا معاملہ اسی طرح تھا
 کیونکہ انھوں نے اپنی زندگی میں غلبہ نہ دیکھا اور ان کی وفات
 کا دن قریب آگیا پس اللہ نے ان کی موت کے بعد ان
 کے متبعین کے غلبہ کی انھیں بشارت دی لیکن ان کی زندگی میں ہی غلبہ
 کی بشارت نہیں دی پس تو پہلی آیت کی طرف رجوع کراد اس
 میں باریک نظر سے دیکھو کیا تو ان معافی میں کوئی نقص دیکھتا ہے
 پس گویا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں کہا ہے کہ اے عیسیٰ میں
 تجھے تیری کامیابی، فتح اور غلبہ سے پہلے وفات دینے والا
 اور تجھ کو یہود کے خیال کے خلاف عزت، رفع اور قرب کا
 مقام دینے والا ہوں پس تو اپنے غلبہ کے دیکھنے سے پہلے
 موت پر غم نہ کر اور اپنے متبعین کی کمزوری اور دشمنوں کی کثرت
 کے متعلق خوف نہ کھا کیونکہ تیرے بعد میں تیرا نگران ہونگا
 پس میں تیرے دشمنوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا اور انہیں ہمیشہ
 کیلئے جڑ سے اکھیڑ دوں گا اور میں تیرے متبعین کو اور تیری خلافت
 کے ماننے والوں کو کفر کر نیواؤں پر تیری امت تک غالب
 رکھوں گا - یہ تفسیر ہے اس کی جو سب سے بہتر
 کہنے والے نے فرمایا -

اگر عیسیٰ نے کسی وقت آسمان سے اترنا ہوتا تو
 وہ اس طرح نہ کہتا بلکہ وہ یہ کہتا اے عیسیٰ تو خوف
 اور غم نہ کر کیونکہ ہم تجھے موت نہیں دیں گے
 بلکہ تجھے زندہ آسمان کی طرف اٹھائیں گے -

ثُمَّ اَنَّا نَنْزِلُكَ اِلَى الْاَرْضِ وَنُودِكَ اِلَى
 اَمْتِكَ وَنَجْعَلُكَ غَالِبًا عَلٰى اَعْدَاكَ
 ثُمَّ نَجْعَلُكَ مَتَّبِعًا لِّغَالِبِيْنَ عَلَيْهِمْ اِلَى
 يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُحْسِبْ نَفْسُكَ مِنْ
 الْمَغْلُوْبِيْنَ - وَلٰكِنْ اللّٰهُ مَا وَعَدَ لَهٗ اَنْ
 يِّنْزِلَهٗ مِنْ السَّمَاءِ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ غَالِبًا عَلٰى
 اَعْدَائِهٖ بَلْ وَعَدَ لَهٗ اَنْ يَّجْعَلَ مَتَّبِعِيهٖ
 غَالِبِيْنَ عَلٰى الْكَافِرِيْنَ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ
 فَفَعَلَ كَمَا وَعَدَ وَمَعْنٰى عَلَيْهِ قُرُون
 كَثِيْرَةٌ وَّامَّا النُّزُوْلُ فَتَشْرُفُ لَا تَرٰى اَثَرَهٗ
 اِلَى هٰذَا الْوَقْتُ فَتَفَكَّرْ لِمَ هٰذَا نَزَلَ مَعَ اَنْ
 عَمْرًا لَدُنْيَا قَدْ بَلَغَ اِلَى اٰخِرِ الزَّمَانِ
 فَالَسِرُ الْكَاشِفُ لِهٰذَا الْاَشْكَالِ هُوَ اَنْ
 اَنْزُوْلُ مَا كَانَ دَاخِلًا فِى مَوَاعِيْدِ اللّٰهِ
 بَلْ كَانَ مِنْ مَّفْتَرِيَّاتِ الطَّبَاغَةِ الزَّالِفَةِ
 وَالْاَفْكَارِ الْمَخْطِيَةِ فَمَا خَرَجَ مِنْ زَاوِيَةِ
 الْعَدَمِ لِاَنَّهُ مَا كَانَ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى
 وَالْمَوَاعِيْدِ الَّتِي كَانَتْ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى
 ظَهَرَتْ كُلُّهَا وَتَمَّتِ الْاَتْرَافُ اِنْ اللّٰهُ
 تَعَالٰى كَيْفَ بَعَثَ رَسُوْلًا اَمِيًّا بَعْدَ عِيْسٰى
 لِيَصْدُقَ وَعْدُهٗ اَعْنٰى قَوْلُهٗ وَمُطَهَّرُكَ

پھر ہم تجھے زمین کی طرف نازل کریں گے اور تجھے تیری
 اُمت کی طرف لڑائیں گے اور تجھ کو تیرے دشمنوں پر
 غلبہ دیں گے۔ پھر ہم تیرے پیروکاروں کو ان پر قیامت
 تک غالب رکھیں گے۔ پس تو اپنے آپ کو مغلوب
 نہ جان لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ نہیں کیا کہ وہ
 اسے آسمان سے نازل کریگا اور پھر اسے اس کے دشمنوں
 پر غالب کریگا بلکہ اس نے یہ وعدہ دیا کہ وہ اس کے
 پیروکاروں کو کافروں پر قیامت تک غالب رکھتے۔
 پھر اس نے وعدہ کے موافق ہی کیا اور اس پر بہت
 صدیاں گزر گئیں اور پھر نزول الہی جیسے جس کا کوئی
 اثر اور نشان تو اس وقت تک نہیں دیکھتا۔
 پس تو سوچ کر دیکھ اعلان سے لبوں بڑا جبکہ دنیا کی
 عمر بھی اب آخری زمانہ کو پہنچ گئی ہے پس اس اشکال
 کو دور کر نیوالا راز یہ ہے کہ نزول اللہ کے وعدوں میں
 شامل نہیں تھا بلکہ کج طبیعتوں اور غلط افکار کے افتراؤں
 میں شامل تھا۔ پس وہ عدم کے کونڈے سے نہ نکلا
 کیونکہ وہ (وعدہ) اللہ کی طرف سے نہ تھا لیکن وہ
 وعدہ جو اللہ کی طرف سے تھے، وہ تمام ظاہر اور پورے
 ہوئے۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ کس طرح اللہ نے عیسیٰ
 کے بعد ایک اُمتی نبی بھیجا تا وہ اپنے وعدے
 کو یعنی دمطہرک من الذین کفروا کو سچا کر دے

من الذين كفروا ثم كيف جعل متبعي
عيسى عليه السلام غائبين على اليهود
ليصدق وعده وجاعل الذين اتبعوك
الخ فلو كان وعد النزول جزءاً من
هذه المواعيد لظهر معها فانظر اين
غائب والتعدم وعد النزول مع ظهور
اجزاء اخرى فوالذي نفسي بيده
ان هذا الذي قلت هو الحق واما
عقيدة النزول فليس من اجزاء
هذه المواعيد وما ذكر معها في
القرآن بل لا يوجد اثر منه في كتاب
الله وان هو الا وهم المتوهمين فلما
تبين الحق فلا ترا الحق بعين الاحتقار
والازدراء وانتق الله وكن من المتورعين
ولا تجد في القرآن اشارة الى حياته
بل القرآن يخبر عن وفاته بعد ما
ترعرع وتكلم كهلاً وبعث وبلغ رسالت
الله واتم حجه على المنكرين -
فايها الناس لا تكتسوا شهادات
الحق في وقت تبينها ولا تفسدوا
في الارض وتوادوا ولا تباغضوا واتمروا

پھر کس طرح اس نے عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکاروں
کو یوں پر غائب کیا تا وہ اپنے وعدہ جاعل الذین اتبعوک
کو سچا کر دکھائے پس اگر نزول کا وعدہ بھی ان مواعید کا حصہ نہ تھا
تو وہ بھی ان کے ساتھ ظاہر ہو جاتا پس دیکھ کہ دوسرے
اجزاء کے ظہور کے باوجود نزول کا وعدہ کہاں غائب
اور معدوم ہو گیا اور مجھے اس ذات کی قسم
جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو کچھ میں نے کہا
راہِ سچ ہے اور نزول کا عقیدہ ان مواعید کا جزو
نہیں اور نہ اسے ان کے ساتھ قرآن میں بیان کیا
گیا ہے بلکہ اس کا کوئی نشان قرآن میں نہیں پایا
جاتا اور یہ صریح دہم کرتی باتوں کا دہم ہے پس جب
حق ظاہر ہو گیا تو حق کو حق قرار اسحقاف کی نگاہ سے نہ دیکھ
اور اللہ تعالیٰ سے ڈر اور پرہیز گار بن جا اور تو قرآن میں
اس کی زندگی کی طرف کوئی اشارہ نہیں
پائے گا بلکہ قرآن اس کی وفات کی
خبر دیتا ہے۔ بعد اس کے کہ وہ جوان ہوا اس
نے اُدھیر عمر میں کلام کی اور مامور کر کے بھیجا گیا اور
اللہ کے پیغامات کو پہنچایا اور اس نے منکروں پر حجت پوری کی
پس اے لوگو! تم حق کی شہادت کو کھول کر بیان کر نیکی
وقت نہ چھپاؤ، اور زمین میں فساد نہ کرو، اور باہم
محبت سے رہو بغض نہ رکھو اور آپس میں نیکی کے بارے
میں مشورہ کرو اور نافرمانی نہ کر دحق کی پیروی کرو

اور حد سے نہ بڑھو اور اپنے نفوس میں فکر کرو اور جلد بازی نہ کرو اور میں تمہارا خدا یاد دلاتا ہوں۔ پس اگر تم مومن ہو تو اس سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ، جو تم پھیلاتے ہو اور جو تم کھینچتا ہے جانتا ہے اور اس پر کوئی پوشیدہ چیز مخفی نہیں۔ پس جس نے اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی اور اس کی نافرمانی کی پس عنقریب وہ اس کو سخت عذاب دکھائیگا اور اس سے سخت محاسبہ کریگا اور اسے اس کے بد کام کا وبال چکھائے گا اور اسے ہلاک شدہ لوگوں میں داخل کریگا۔

یہ نہیں کہا جاسکتا کہ پہلی آیت کا اگلا جملہ یعنی رافع الی۔ نیند کے بعد جسم کے اٹھانے جانے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ جب یہ بات ثابت اور مستحق ہو گئی کہ توفی کے معنی صرف قبضِ روح کے ہیں نہ کہ قبضِ جسم کے تو اس سے ثابت ہوا کہ رُفَع کا تعلق روح سے ہے، جسم سے نہیں۔ پس اللہ صرف اس چیز کا رُفَع کرتا ہے جس کو اس نے قبض کر لیا ہو اور یہ بات ظاہر ہے کہ اللہ اجسام کو قبض نہیں کرتا بلکہ وہ صرف روحوں کو قبض کرتا ہے اور تو جانتا ہے کہ قرآن ہر جگہ اس پر گواہی دیتا ہے اور تو قرآن میں ہرگز کوئی ایسا

بینکم فی المعروف ولا تعصوا وابتعوا
الحق ولا تعتدوا وافی انفسکم
ولا تعجلوا وافی اذکرکم اللہ ربکم
فاتقواہ ان کنتم مؤمنین۔ واعلموا
ان اللہ یعلم ما تکتُمون وما تقولون
ولا یخفی علیہ خافیۃ فالذی عتاعن
امر ربہ وعصاہ فسوف یریبہ عذاباً
نکراً ویحاسبہ حساباً شدیداً و
یذیقہ وبال امرہ ویدخلہ فی
الہالکین۔

لا یقال ان الجملة الاتیة فی
الایة المتقدمة یعنی ورافع
الی یدل علی رفع الجسد بعد الانامة
فانه لما ثبت وتحقق ان معنی التوفی
قبض الروح فقط لا قبض الجسم
ثبت من ههنا ان الرفع یتعلق
بالروح لا بالجسم فان اللہ لا یرفع
الا الشئ الذی قبضہ ومعلوم ان
اللہ لا یقبض الا اجسام بل یقبض
الارواح فقط وانت تعلم ان القرآن
یشہد علی ہذا فی کل مواضعہ

ولن تجد في القرآن لفظاً من ألفاظ
التوفى الذي كان معناه رفع الجسم
مع الروح وكذلك جرت عادة الله
تعالى من يوم خلق آدم الى هذا اليوم
فانه يقبض الارواح ويترك الاجسام
مطروحة على الارض او السرر او
الفرش فالشيء الذي ما قبضه الله
تعالى كيف يرفع اليه فان القبض
شرط ضروري للرفع ثم اذا انفحصنا
عن الفاظ التوفى في القرآن فوجدناها
في خمسة وعشرين موضعاً من
مواضعه ولكن الله لم يستعمله في
موضع الا بمعنى قبض الروح فانظر
القرآن من اوله الى آخره هل تجد
فيه معنى يخالف هذا البيان انظر
في قوله تعالى ربنا افرغ علينا صيداً
وتوفنا مسلمين وفي قوله تعالى
توفني مسلماً والحقني بالصالحين
وفي قوله تعالى امانتيك بعض
الذي نعدهم ونوفيك وفي
قوله تعالى ولكن اعبد الله الذي

لفظ توفى نہیں پائیگا جس کے معنی جسم کے ساتھ روح
کے قبض کرنے کے ہوں اور اسی طرح آدم کی پیدائش سے
لے کر اس وقت تک خدا کی سنت جاری ہے کہ وہ
روحوں کو قبض کرتا ہے اور جسموں کو زمین، چارپائیوں
اور بستروں پر پڑا ہوا چھوڑ دیتا ہے۔ پس جس
چیز کو خدا نے قبض نہ کیا ہو اس کا اس کی
طرح رنچ کیسے ہوگا کیونکہ قبض رنچ کے لیے ضروری
شرط ہے۔ پھر جب ہم فشرآن میں توفی کے
الفاظ کو تلاش کرتے ہیں تو ہم انہیں پچیس
جگہ پاتے ہیں، لیکن اللہ نے اُسے ایک جگہ بھی
قبض روح کے سوا کسی اور معنی میں استعمال
نہیں کیا۔ پس قرآن کو اول سے آخر تک
دیکھ۔ کیا تو اس بیان کے خلاف کوئی معنی
پاتا ہے اور اللہ کے اس قول میں نظر کر رہنا
افرغ علينا صيداً وتوفنا مسلمين (دے ہمارے رب ہم پر
قوت برداشت نازل کر اور ہم کو مسلمان ہوئی حالت میں موت دے)
اور پھر اس بات میں کہ توفنی مسلماً والحقني بالصالحين
مجھے اپنی خاص فرمانبرداری کی حالت میں وفات دے اور صالحین
کے ساتھ ملا دے) اور اس کے قول میں امانتيك بعض
بعض الذي نعدهم ونوفيك (اور جسکا ہم ان سے وعدہ
کرتے ہیں اگر ہم اس کا کوئی حصہ تیرے سامنے بھیج کر تجھے دکھا دیں
یا تجھے وفات دیدیں)

یتوفاکم و فی قوله تعالیٰ حتی یتوفاھن الموت و فی قوله تعالیٰ اذا جاءتهم رسلنا یتوفونھم و فی اقوال اخری و تأمل فی هذه الالفاظ اعنی التوفی هل یجد معناہ الاماتۃ فی هذه الایات او معانی اخری و اما نظائرہ فی الصحاح الستۃ و احادیث اخری و کلام الشعراء فلا تخصی کثرۃ ففکرو لا تکن من المستنکرین و یدبغی ان یختلط فی فکرک و لا یجیب کالمستعجلین و اعلموا ان الذین خالفوا بایننا هذا و قالوا ان التوفی فی آیۃ یا عیسیٰ انما متوفیک و فی آیۃ فلما توفیتنی انما جاء بمعنی الرفع مع الجسد فهو قول لا دلیل علیہ و ما نصوا علی ذلك و ما استدلوا بمحاورۃ کلام اللہ و تفسیر رسولہ او اصحابہ او شہادۃ احد من اهل اللسان فلا شک انه یحکو محض کما هو عادۃ المتعصبین و اذا ثبت ان لفظ التوفی فی

اور اس کے اس قول میں کہ ”وکن اجد اللہ الذی توفاکم“ (بلکہ میں اللہ کی پرستش کرتا ہوں جو تم کو وفات دے گا) اور اس کے اس قول میں ”حتی یتوفاھن الموت“ (اس وقت تک کہ انھیں موت آجائے) اور اس کے اس قول میں ”اذا جاءتھم رسلنا یتوفونھم“ (جب ان کے پاس ہمارے رسول (فرشتے) آئیں گے انھیں نکالنے کے لیے آجائیں) اور دوسرے اقوال میں اور توفی کے الفاظ میں غور کر کیا تو ان آیات میں اس کے معنی موت دینے کے پاتا ہے یا کوئی اور اور اسکی مثالیں صحاح ستہ و دوسری کتب احادیث اور کلام شعراء میں ان گنت پائی جاتی ہیں پس تو فکر کر اور نادانوں سے نہ بن اور چاہیے تو اپنی فکر میں احتیاط کھے اور جلد بازوں کی طرح جواب نہ دے اور جان لو کہ جن لوگوں نے ہمارے اس بیان کی مخالفت کی اور انھوں نے کہا کہ آیات یا عیسیٰ اتی متوفیک اور فلما توفیتنی میں توفی کا لفظ جسم کے ساتھ اٹھانے کے معنوں میں آیا ہے تو یہ ایسا قول ہے جس پر کوئی دلیل نہیں اور انھوں نے اس پر کوئی نص پیش نہیں کی اور نہ اللہ کے کلام کے محاورہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے کلام سے استدلال کیا اور نہ اہل زبان سے کسی کی شہادت پیش کی۔ پس بیشک یہ محض حکم ہے جیسا کہ متعصب لوگوں کی عادت ہے۔

اور جب ثابت ہو گیا کہ قرآن میں ہر جگہ توفی کا

القرآن فی کل مواضعہا ما جاء الا
للاماتۃ وقبض الروح فما ظنک
فی هذا اللفظ التوفی الذی جاء
فی آیۃ یا عیسیٰ انی متوفیک اهو
عندک مثل هذه الالفاظ التی
تجدہا فی القرآن بمعنی الاماتۃ و
قبض الروح بالتواتر والتتابع فی کل
موضع من مواضعہ امر لہ معنی
مخصوص الذی لا یوجد فی القرآن
مثله ولا فی حدیث ولا فی قول
صحابی ولا فی کلمات بلغاء العرب
وشعراءہم من الاولین الی
الآخرین فان کنت تظن ان لهذا
المعنی الذی نختہ العلماء فی لفظ
متوفیک بالتکلفات الباردة الرکیکۃ
امثالاً اخری فی لسان العرب
والقرآن المجید واحادیث رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فأت بھا
ان کنت من الصادقین۔ وان لم
تأتوا بہا من تأتوا بہا فأتوا اللہ الذی الیہ
توجعون ثم تسئلون عما تعلمون

لفظ موت دینے اور قبض روح کے معنوں میں آیا ہے
تو تمہارا اس توفی کے لفظ کے بارہ میں کیا خیال
ہے جو آیت انی متوفیک میں آیا ہے۔ کیا یہ انہی
الفاظ کی مانند ہے جسے تو قرآن میں متواتر اور
ہر جگہ موت دینے اور قبض روح کے معنوں میں
پاتا ہے یا اس کے کوئی مخصوص معنی میں
جن کی نظیر قرآن، حدیث میں کسی صحابی
کے قول میں بلغاء عرب اور اولین و آخرین
تمام شعراء کے کلام میں - - - - -
نہیں پائی جاتی۔ پس اگر تو یہ خیال کرتا
ہے کہ جو معنی علماء نے لفظ متوفیک
کے کمزور اور ناقص تکلفات کے ساتھ
گھڑے ہیں، اس کی اور مثالیں عربی زبان
اور قرآن مجید اور احادیث نبوی میں
پائی جاتی ہیں، تو انہیں پیش کر اگر تو سچا
ہے اور اگر تم انہیں پیش نہ
کر سکے اور تم ہرگز پیش نہیں
کر سکو گے تو اس ذات سے
دور جس کی طرف تم لوٹائے
جاؤ گے۔ پھر تم سے تمہارے علم اور
عمل کے متعلق سوال کیا جائے گا۔

وتعملون واللہ یعلم ما فی صدور
العالمین۔ اور اللہ عالمین کے سینوں کے بھید
جانتا ہے۔

وبوجه اللہ وعزته أنى قرأت
كتاب الله آية آية وتدبرته فيه ثم
قرأت كتب الحديث بنظر عمیق و
تدبرته فيها فما وجدت لفظ التوفی
فی القرآن ولا فی الاحادیث، اذا كان
الله فاعله واحد من الناس مفعولا
به، الا بمعنى الامانة وقبض الروح
ومن یتثبت خلاف تحقیقی هذا
فله الف من الدراهم المروجة
انعاماً منى كذا لك وعدت فی كتبی
التي طبعتها واشعتها للمنكرین
وللذين یظنون ان لفظ التوفی لا
یختص بقبض الروح والامانة
عند استعمال الله لعبد من
عباده لا بل جاء بمعنی عام فی
الاحادیث وكتاب رب العلمین
والحق ان لفظ التوفی اذا جاء
فی كلامه وكان فاعله الله والمفعول به
احد من بنی آدم صریحاً او اشاراً

اور اللہ کی ذات اور اس کی ذات، کی
عزّت کی قسم! میں نے قرآن کو آیت آیت کر کے
پڑھا ہے اور میں نے اس میں تدبر کیا ہے۔ پھر
میں نے کتب حدیث کا گہری نظر سے مطالعہ
کیا اور ان میں غور کیا ہے۔ پس میں نے قرآن اور
حدیث میں کوئی لفظ توفی ایسا نہیں پایا (جب اسکا
فاعل اللہ ہوا اور لوگوں میں سے کوئی مفعول نہ ہو،
جس کے معنی امانت اور قبض روح کے نہ ہوں اور جو
شخص میری اس تحقیق کے خلاف کوئی بات ثابت
کرے اس کو مروج سکہ سے ایک ہزار درہم میری طرف
سے بطور انعام دیے جائینگے اور اسی طرح میں نے اپنی
کتابوں میں جنہیں میں چھپوا کر شائع کر چکا ہوں وعدہ
کیا ہے منکرین اور ان لوگوں کے لیے جو یہ خیال
کرتے ہیں کہ توفی کا لفظ جب اللہ اپنے بندہ کے لیے
استعمال کرے قبض روح اور امانت کے لیے مخصوص نہیں
بلکہ وہ احادیث اور رب العالمین کی کتاب میں عام معنی میں آیا ہے
اور حق بات یہ ہے کہ جب لفظ توفی
کسی کلام میں آئے اور اس کا فاعل اللہ
اور مفعول نہ صراحتاً یا اشارۃً بنی آدم میں سے

مثلاً اذا كان الكلام هكذا اتوفى الله زيداً
او توفى الله بكراً او توفى خالد فلا يكون
معناه فى لسان العرب الا الاماتة و
الا هلاك ولن تجد ما يخالفه فى كلام
الله ولا فى كلام رسوله ولا فى كلام احد
من الشعراء العرب ونوا بغهم فانظر
الى كل جهة هل صدقنا فى قولنا
هكذا امر كذا من الكاذبين وقد
اظنبتنا فى تقريرنا هذا ليتدبر من
كان من المتدبرين -

والعجب من بعض الجلاء
انهم اذا سمعوا منا هذه الحجة
فما قبلوها كالمسترشدین۔ بل
نهضوا معارضین وقرءوا آية ثم
توفى كل نفس ونحوها نقضاً منهم و
لم يعلموا من حقتهم وشدّة
جهلهم ان هذا الايات التى
يقرؤن ردّاً علينا هى كلها من باب
التفعل لا من باب التفعّل الذى
هو محل النزاع فانظر كيف يسعون
هؤلاء الى كل جهة ليطفؤا نور

کوئی ہو مثلاً کلام اس طرح ہو کہ توفى الله زيداً
(اللہ نے زيد کو وفات دی) یا توفى الله بكراً (اللہ نے بکر کو وفات
دی) یا توفى خالد تو اس کے معنی عربی زبان میں صرف
مارنے اور ہلاک کرنے کے ہونگے اور تو اس کے خلاف
اللہ کی کلام۔ کلام رسولؐ عرب کے شعراء اور ان کے
ماہرین ادب کی کلام میں کوئی معنی نہ پایا گیا۔ پس
ہر طرف دیکھ۔ کیا ہم نے یہ پیچ کہا ہے یا ہم
جھوٹے ہیں اور ہم نے اپنی اس
تقریر کو بہت طول دیا ہے تا جو تدبر کرنیوالے
ہوں وہ تدبر کریں۔

اور بعض جملہ پر تعجب ہے کہ جب انھوں
نے ہم سے اس دلیل کو سنا تو انھوں نے
اسے ہدایت چاہنے والوں کی طرح قبول نہیں
کیا بلکہ وہ اعراض کرتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے
اور انھوں نے اپنی طرف سے نقض کے طور پر
یہ آیت ”ثم توفى كل نفس“ اور اس جیسی اور آیات
پڑھیں اور انھوں نے اپنی محات اور شدت جہالت
کی وجہ سے یہ نہ جانا کہ یہ آیات جو وہ ہمارے رد میں
پڑھتے ہیں سب کی سب باب تفعیل سے ہیں نہ کہ
باب تفعّل سے جو اس دلت محل نزاع ہے پس
دیکھ کہ وہ کس طرح ہر بہت سے فوراً حق کو بھانے

الحق ثم انظر كيف ينقلبون خائبين
وكاَيِّ من آيةٍ في القرآن يقرؤنها
ثم يميرون عليها غافلين والبطرهم
كثرتهم فيظلمون الضعفاء متكبرين
واعلم حماك الله وحفظك و
رخض دون اوزارك ان للمخالفين
اعتراضات قد نشئت من سوء
فهمهم وقلة تدبرهم فاردنا ان
نكتبها في كتابنا هذا مع جوابها
لينتفع بها كل من كان رشيدا من
الناس مصطفى مبدءا من دنس
التعصب وكان من الطالبين -

فمنها انهم يقولون ان
الملائكة ينزلون الى الارض كنزول
الانسان من جبل الى حضيبض
فيبعدون عن مقرهم ويتزكون
مقاماتهم خالية الى ان يرجعوا
اليها صاعدين - هذه عقيدتهم
التي يبيتون وانا لانقلبها ونقول
انهم ليسوا فيها على الحق فاشتد
غيطهم وقالوا ان هؤلاء خرجوا

کے لیے کوشش کرتے ہیں پھر دیکھ کہ وہ کس طرح
ناکام و نامراد لوٹتے ہیں اور کتنی ہی آیات قرآنیہ
پڑھتے ہیں اور پھر ان سے غفلت کی حالت میں گذر جاتے ہیں ان کی
کثرت نے انہیں مغرور بنادیا پس وہ تکبر سے کمزوروں پر ظلم کرتے ہیں۔
اور بان لے اللہ تمہاری حفاظت کرے اور
تمہارے گناہوں کی میں دور کرے غافین کے بعض
اور اعتراضات بھی ہیں جو ان کے سورنہم اور تائید
تدبر سے پیدا ہوئے ہیں۔ پس ہم نے ارادہ کیا ہے
کہ انہیں مع جواب اپنی اس کتاب میں لکھیں تا اس سے
ہر وہ شخص فائدہ اٹھائے جو عقلمند ہو
اور تعصب کی میں سے بُری اور صاف ہو اور
حق کو طلب کرنے والا ہو۔

ان اعتراضات میں سے ایک یہ ہے کہ وہ کہتے
ہیں۔ فرشتے زمین کی طرف اس طرح اترتے ہیں
جس طرح انسان پہاڑ سے پست زمین کی طرف
اُترتا ہے۔ پس وہ اپنی قرار گاہ سے دُور ہو جاتے
ہیں اور اپنے مقامات کو خالی چھوڑ دیتے ہیں
تا آں کہ وہ دوبارہ ان کی طرف چڑھ جائیں
یہ انکا عقیدہ ہے جسے بیان کرتے ہیں ہم اسے قبول
نہیں کرتے کہتے ہیں کہ وہ اس میں حق پر نہیں ہیں پس
انکا غیظ و غضب شدید ہو جاتا ہے اور وہ کہتے ہیں

من عقائد اهل السنة والجماعة
بل كفروا وارتدوا فقاموا علينا
معتضين۔

یہ لوگ اہل سنت و الجماعت کے عقائد چھوڑ گئے ہیں
بلکہ کافر اور مرتد ہو گئے ہیں۔ پس وہ ہم پر انگریز
کرنے کیسے اٹھ کھڑے ہوئے۔

واما الجواب فاعلم انهم قد
اخطاوا اذا قاسوا الملائكة بالناس
ولا يخفى على الذی خلق من لينة
الحرية وتنوع در الدراية اليقينية
ان الملائكة لا يشابهون الناس في
صفة من الصفات اصلاً ولم يقيم
دليل من الكتاب ولا السنة ولا
الاجماع على انهم اذا نزلوا الى الارض
فيتكون السماوات خالية كبلدة
خرجت اهلها منها ويقصدون
الناس بشق الانفس ويصلون
الارض بعد مكابدة الاسفار
والالام بعد الشقة ومتاعها ونشأها
ومعاناة كل مشقة وجهد بل القرآن
الكریم يبين ان الملائكة يشابهون
بصفاتهم صفات الله تعالى كما قال
عز وجل وجاء ربك والملاك صفاءً
صفاءً فانظر رزقك الله دقاتك

اور اس کا جواب یہ ہے (کہ اے مخاطب)
تو جان لے۔ ان لوگوں نے ملائکہ کو لوگوں پر
تیسرے کھکے غلطی کی ہے اور یہ بات اس شخص پر مخفی
نہیں جو آزادی کی برائی سے پیدا کیا گیا ہے اور اس نے
وقفہ وقفہ سے یقینی درایت کا دودھ پیا ہے کہ ملائکہ
کسی صفت میں بھی انسانوں سے قطعاً مشابہ نہیں اور
اس بات پر کتاب و سنت اور اجماع سے کوئی
دلیل قائم کی گئی ہے کہ جب وہ زمین پر اترتے ہیں
تو آسمان کو ایک ایسے شہر کی مانند چھوڑ دیتے ہیں
جس سے اس کے باشندے نکل گئے ہوں۔
اور وہ اپنے آپ کو مشقت میں ڈال کر لوگوں کا
قصد کرتے ہیں اور وہ سفروں کی تکلیف برداشت
کرنے اور دُکھوں کے بعد اور مسافت اور اس کی تھکن اور
شدائد اور مشقت اور محنت کی تکلیف کے بعد زمین
تک پہنچتے ہیں بلکہ قرآن یہ بتاتا ہے کہ ملائکہ اپنی
صفات میں خدا تعالیٰ کی صفات سے مشابہت
رکھتے ہیں جیسا کہ اس نے فرمایا ”وجاء ربك والملاك
صفاءً صفاءً“ اور تیرا رب اس شان میں آئے گا کہ فرشتے معین
باندھے کھڑے ہوں گے،

المعرفة انه تعالى كيف اشأ في
هذه الآية الى ان يجيئه ومجي الملائكة
ونزوله ونزول الملائكة متحد في
الحقيقة والكيفية ولا حاجة الى ان
تذكر ان ثابت من نزول الله تعالى
من العرش في الثلث الاخر من الليل
فانك تعرفه ومع ذلك ما ظن ان
تحمل ذلك النزول على النزول الجسماني
وتعتقد ان الله تعالى اذا ما نزل الى
السماء الدنيا فبقى العرش خالياً
من وجوده فاعلم ان نزول الملائكة
كمثل نزول الله كما تشير اليه الايات
المتقدمة والله ادخل وجود الملائكة
في الايمانيات كما ادخل فيها نفسه
وقال ولكن البر من امن بالله واليوم
الآخر والملائكة والكتاب والنبیین
وقال ولا يعلم جنود ربك الا هو فبین
للناس ان حقيقة الملائكة وحقيقة
صفاتهم متعالية عن طور العقل
ولا يعلمها احد الا الله فلا تضر بوالله
ولا ملائكته الامثال واتوه مسلمين

پس دیکھ اللہ تعالیٰ تجھے دقائق معرفت عطا کرے کہ اس
آیت میں اللہ تعالیٰ نے کس طرح اشارہ کیا ہے کہ
اسکا اور فرشتوں کا اتنا اور اس کا اور فرشتوں کا اتنا
حقیقت اور کیفیت میں متحد ہے اور اس بات
کی ضرورت نہیں کہ ہم تجھے وہ یاد دلائیں جو رات
کے تیسرے حصہ میں اللہ کے عرش سے اترنے
سے متعلق ثابت ہے کیونکہ تو اسے جانتا ہے اور اس
کے ساتھ میں یہ خیال نہیں کرتا کہ تو اس نزول کو
نزول جسمانی پر محمول کرنا ہوگا اور تو عقیدہ رکھتا ہوگا
کہ اللہ جب قریب کے آسمان کی طرف آتا ہے تو
عرش اس کے وجود سے خالی رہ جاتا ہے۔ پس تو
جان لے کہ نزول ملائکہ اللہ کے نزول کی مانند ہے
جیسا کہ مذکورہ صدر آیات اس کی طرف اشارہ
کرتی ہیں اور اللہ نے ملائکہ کے وجود کو ایمانیات
میں داخل کیا ہے جیسے اس نے اپنے نفس کو ان میں
داخل کیا ہے اور اس نے فرمایا ہے: ”لیکن کامل نیک
و شخص ہے جو اللہ، آخرت، فرشتوں، کتاب اللہ اور سب نبیوں پر ایمان
رکھتا ہو“ اور اس نے فرمایا ہے: ”اور تیرے رب کے حکموں کو
سوائے اس کے کوئی نہیں جانتا۔ پس لوگوں کے لئے اس
نے واضح کر دیا ہے کہ ملائکہ اور انکی صفات کی حقیقت عقل
انسانی سے بالا ہے اور اسے صرف اللہ ہی جانتا ہے پس تم اللہ اور
اسکے ملائکہ کیلئے مثالیں بیان نہ کرو اور اسکے حضور فرمانبردار
ہو کر آ جاؤ۔“

وانت تعلم ان كل مسلم مؤمن
يعتقد ان الله ينزل الى السماء الدنيا
في الثالث الاخر من الليل مع وجوده
واستوائه على العرش ولا يتوجه
اليه يوم لا ترو ولا طعن طاعن الاجل
هذه العقيدة بل المسلمون
قد اتفقوا عليها وما حاجهم احد
من المؤمنين فكذلك الملائكة
ينزلون الى الارض مع قترارهم و
ثباتهم في مقامات معلومة وهذا
سر من اسرار قدرته ولولا الاسرار
لما عرف الرب القهار ومقامات
الملائكة في السموات ثابتة لا ريب
فيها كما قال عز وجل حكايًا عنهم
وما منّا الا له مقام معلوم وما نرى
في القرآن آية تشير الى انهم يتركون
مقاماتهم في وقت من الاوقات
بل القرآن يشير الى انهم لا يتركون
مقاماتهم التي ثبتهم الله عليها و
مع ذلك ينزلون الى الارض و
يدركون اهلها باذن الله تعالى

اور تو جانتا ہے کہ ہر مسلمان مومن یہ عقیدہ رکھتا
ہے کہ اللہ تعالیٰ رات کے آخری تیسرے حصہ میں
سماں دنیا کی طرف اُترتا ہے باوجودیکہ وہ عرش پر
موجود اور قائم ہوتا ہے اور اس عقیدہ کی وجہ سے
اس پر کوئی ملامت کرنی والا، ملامت یا طعن کرنی والا
طعن نہیں کرتا بلکہ مسلمان اس پر متفق ہیں اور ان
سے کوئی مومن نہیں جھگڑتا۔ اسی طرح ملائکہ اپنے مقامات
معلومہ میں قرار پانے اور ثبات ہونے کے باوجود
زمین کی طرف نازل ہوتے ہیں اور یہ اس کے
اسرار قدرت میں سے ایک عہد ہے اور اگر یہ اسرار
نہ ہوتے تو رب قہار کو نہ پہچانا جاتا اور اس
میں شک نہیں کہ فرشتوں کے آسمانوں میں مقامات
ثبات میں جیسا کہ اللہ نے ان کی طرف سے حکماً کہا ہے
”وما منّا الا له مقام معلوم“ اور ہم سب کے لیے ایک
مقررہ مقام ہے، اور ہم قسماً ان میں ایسی کوئی آیت
نہیں دیکھتے جو اس طرف اشارہ کرتی ہو کہ
وہ کسی وقت اپنے ان مقامات کو چھوڑ دیتے ہیں
جن پر اللہ تعالیٰ نے ان کو قائم کیا ہے اور یہ کہ
وہ زمین پر اُترتے اور اللہ کے اذن سے
اہل زمین کو پکڑتے ہیں اور وہ بہت سی
شکلوں میں ظاہر ہوتے ہیں۔ پس کبھی وہ

وَيَتَبَرِّزُونَ فِي بِرْزَاتٍ كَثِيرَةٍ فَنَارَةٌ
يُمَثِّلُونَ الْأَنْبِيَاءَ فِي صُورِ بَنِي آدَمَ
وَمَرَّةٍ يَتَرَاءَوْنَ كَالنُّورِ وَكَرَّةٍ يَرَاهُمْ
أَهْلُ الْكَشَفِ كَالْأَطْفَالِ وَآخَرَى
كَالْأَمَارِدِ وَيَخْلُقُ لَهُمُ اللَّهُ فِي الْأَرْضِ
أَجْسَادًا أَجْدِيدَةً غَيْرَ أَجْسَادِهِمْ
الْأَصْلِيَّةِ بِقُدْرَتِهِ اللَّطِيفَةِ الْمُحِيطَةِ
وَمَعَ ذَلِكَ تَكُونُ لَهُمُ أَجْسَادُ فِي
السَّمَاءِ وَهُمْ لَا يَفَارِقُونَ أَجْسَادَهُمْ
السَّمَاوِيَّةَ وَلَا يَبْرَحُونَ مَقَامَاتِهِمْ
وَيَجِيئُونَ الْأَنْبِيَاءَ وَكُلٌّ مِنْ أَرْسُلُوا
إِلَيْهِ مَعَهُمْ لَا يَتْرَكُونَ الْمَقَامَاتِ
وَهَذَا سِرٌّ مِنْ أَسْرَارِ اللَّهِ فَلَا تَعْجَبْ
مِنْهُ الْمَنْ تَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ
قَدِيرٌ - فَلَا تَكُنْ مِنَ الْمَكْذُبِينَ -

وَانْظُرْ إِلَى الْمَلَائِكَةِ كَيْفَ جَعَلَهُمُ
اللَّهُ كَجَوَارِحِهِ وَجَعَلَهُمْ وَسَائِطَ
تَرَاةٍ فِي الْأُمُورِ فَيَكُونِيتهُ
فَ كُلُّ أَمْرٍ
يَنْفَخُونَ فِي الصُّورِ عَلَى مَكَانَتِهِمْ وَ
يَبْلَغُونَ صَبِيحَتَهُمْ إِلَى مَنْ يَشَاءُونَ

نسیار کے لیے بنی آدم کی صورت میں ظاہر
ہوتے ہیں اور کبھی وہ نور کی مانند نظر آتے
ہیں اور کبھی اہل کشف ان کو بچوں کی طرح
دیکھتے ہیں اور کبھی بے ریش نوجوانوں کی طرح
اور اللہ اپنی لطیف اور محیط قدرت سے ان کے
اصلی اجسام کے علاوہ زمین میں ان کے لیے نئے
اجسام پیدا کرتا ہے اور ساتھ ہی آسمانوں میں بھی
ان کے جسم ہوتے ہیں اور وہ اپنے آسمانی جسموں
سے علیحدہ نہیں ہوتے اور نہ اپنے مقامات سے
ہٹتے ہیں اور نسیار اور دوسرے سب لوگوں
کی طرف جن کی طرف وہ بھیجے جائیں آتے ہیں
لیکن وہ اپنے اصلی مقامات کو بھی نہیں چھوڑتے
اور یہ اللہ کے بھیدوں سے ایک بھید ہے پس
تو اس پر تعجب نہ کر۔ کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ ہر چیز
پر قادر ہے پس تو جھٹلانے والوں سے نہ بن۔

اور فرشتوں کی طرف دیکھ کہ کس طرح
اللہ نے انہیں اپنے جوارح کی طرح بنایا ہے۔
اور مختلف امور میں انہیں اپنی تفضا و قدر کا وسیلہ بنایا۔
کن نیکویت کن نیکوں سے مرکب ہے یعنی ہر امر
میں وہ اپنی نیکی میں پھونک مارتے ہیں وہ اپنی
آواز جن لوگوں تک پہنچا دیتے ہیں

ولا يعجز احد منهم عن ان يدرك
كل من في المشارق والمغارب في
طرفة عين اوفي اقل منها ولا
يشغله شان عن شان فانظر امثلا
الى ملك الموت الذي وكل بالناس
كيف يقبض كل نفس في الوقت المقدر
وان كان احد من الذين يتوفون
في ان واحد في اقصى المشرق
والاخر في منتهى بلاد المغرب فلو
كانت سلسلة هذا النظام الالهى
موقوفة على نقل خطوات الملائكة
من السماء الى الارض ثم من بلدة
الى بلدة ومن ملك الى ملك لفسد
هذا النظام الامرى ولتطرق حرج
عظيم في امور قضاء الله وقدره و
لما كان لملك عند انتقاله من
مكان الى مكان ان يأمن اضاعة
الوقت وفوت الامر المقصود ولورد
في وقت من الاوقات مورد العتاب
ولا رهن في يوم من الايام بعتبة
رب الارباب لاجل ما فات فعل الامر

اور ان میں کوئی اس بات سے عاجز نہیں رہتا کہ
وہ ہر ایک کو جو مشارق و مغارب میں ہے آنکھ چپکنے
یا اس سے بھی کم دقت میں پالے اور اسے کوئی ایک
کام دوسرے کام سے روک نہیں سکتا۔ مثلاً موت کے
فرشتے کی طرف دیکھو جسے لوگوں پر مقرر کیا گیا ہے
کہ کس طرح وہ دقت مقدر میں ہر جان کو قبض کرتا
ہے خواہ ان میں سے جو ایک دقت میں مرتے ہیں۔
ایک شخص اقصائے مشرق میں اور دوسرا مغربی
علاقوں کے آخر میں ہو پس اگر نظام الہی کا یہ سلسلہ
ملائکہ کے آسمان سے زمین کی طرف اور پھر
ایک شہر سے دوسرے شہر اور ایک ملک
سے دوسرے ملک کی طرف قدم اٹھا کر جانے
پر موقوف ہوتا تو یہ امری نظام (حکم الہی کا نظام) فاسد
ہوجاتا اور اللہ کی قضاء و قدر میں عظیم حرج راہ
پا جاتا اور کسی فرشتہ کے لیے ایک جگہ سے
دوسری جگہ منتقل ہونے میں یہ ممکن نہ ہوتا۔
کہ وہ ضیاع دقت اور امر مقصود کے فوت ہو
جانے سے امن میں نہ رہے اور کسی دقت وہ مورد عتاب
بھی ہوتا۔ اور کسی دن وہ بوجہ کوئی کام دقت
پر نہ کرنے کے رب الارباب کی ڈیوڑھی پر
ڈال دیا جاتا اور اسے قسم قسم کی سزائیں ملتی

اور تو جانت ہے کہ ملائکہ کی شان اس سے پاک ہے اور وہ بلا توقف کام کرتے ہیں اور بلا تفاوت ان کا فعل اللہ کا فعل ہے۔ پس تو غور کر اور غفلتوں میں سے نہ ہو ۛ

علی دقتہ ولاخذ بانواع العقاب انت تعلم ان شان الملائكة منزلة عن هذا و هم يفعلون من غير مكث و فعلهم فعل الله من غير تفاوت فتدبر ولا تكن من الغافلين۔

یہاں طبعی طور پر ہر فہم سلیم میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ملائکہ کوئی کام جس کا انھیں حکم دیا جائے اتنے دقت میں کر سکتے ہیں یا نہیں جو ان کے لیے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے کے لیے کافی نہ ہو بلکہ ان کے اپنے مقام میں کھڑے ہونے میں ختم ہو جائے۔ پس اگر اس کے جواب میں یہ کہا جائے کہ وہ طاقت رکھتے ہیں تو پھر نزول عیث اور تفیض اوقات میں داخل ہے بلکہ وہ عجز کی علامت ہے بلکہ حق یہ ہے کہ وہ نافرمانی اور غفلت کی ایک قسم ہے اور جس نے جان بوجھ کر غفلت کی اس نے نافرمانی کی۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ وہ طاقت نہیں رکھتے تو اس سے یہ بات لازم آتی ہے کہ اللہ فرشتوں کے زمین پر اترنے تک اپنے

ہنہا سوال ینشأ طبعاً فی کل فہم سلیم و هو ان الملائكة هل يستطيعون ان يفعلوا ما امروا فی مقدار وقت لا یکتفی لانتقالہم من مکان الی مکان بل یمغی قیل ان یقوموا من مقامہم اولاً فان قیل فی جوابہ انہم یتطیعون فالنزول عیث و داخل فی تضحیح ۛ۔ الاوقات بل هو من امارۃ العجز بل الحق انه نوع من العصیان والغفلة ومن غفل متعمدا فقد عصی فان قیل انہم لا یتطیعون فہذا یوجب ان ینتظر اللہ تعالیٰ مطلوبہ الی مدۃ نزول الملائكة الی الارض ولا یغنی فساد هذا

پھر غور و فکر کر اللہ تعالیٰ تیری مدد فرمائے اور سعادت

کے قبول کرنے کی تجھے توفیق عطا فرمائے کہ جسم

ثم تدبر نصرك الله ورزقك

الاقبال على المعارف ان الملائكة

مطلوب کے انتظار میں رہے اور عقلمندوں پر

اس بات کی خرابی ظاہر ہے کیونکہ اللہ کے

یہ انتظار کا نقص محال ہے اور یہ صحیح نہیں کہ

اس کے ارادہ میں کوئی حرج راہ پائے اور

اس کی مشیت میں توقف ہو اور اس پر کوئی

زمانہ انتظار کرنیوالوں کی مانند آئے۔ پس وقت

بٹھرنے والی مقدار نہیں۔ پس بیشک نازل کا

وقت قیام کے وقت اور خدائے علام سے کلام

سننے کے وقت کا حصہ نہیں اور تو جانتا ہے

کہ اس کی شان یہ ہے کہ جب وہ کسی

چیز کا ارادہ کرتا ہے تو کہتا ہے ہو جا اور وہ

ہو جاتی ہے۔ کیا تم گمان کرتے ہو کہ اللہ کے

فرشتے سیماں کے سامعی سے بھی کم ہمت

اور قوت دے یں جو نہ تو اپنے بیٹھنے

کی جگہ سے کھڑا ہوا اور نہ ایک جگہ سے دوسری جگہ

گیا اور سیماں کی آنکھ پھینکنے سے قبل

بلقیس کا تخت لے آیا۔ پس غور کرو اور اشارہ

عاقل کے لیے کافی ہوتا ہے۔ منہ

القول على العقلاء فان نقص

الانتظار على الله محال ولا

يصح عليه ان يتطرق في ارادته

حرج وفي مشيئته توقف ويأتي

عليه زمان كالمنتظرين - فان

الوقت مقل ار غير قار ولا

شك ان وقت النزول غير جزء

الذي كان هو وقت المقام و

سماع الكلام من الله العلام

وانت تعلم انما امره اذا

اراد شيئاً فانما يقول له

كن فيكون احتسبون ان

ملائكة الله كانوا اقل همة و

قوة من صاحب سليمان الذي

ما قام من مجلسه وما نقل الى

مكان واتى بعرش بلقيس قبل

ان يردد طرف سليمان فتدبر

والاشارة مكتفية للعاقلين - منه

کے لحاظ سے ملائکہ آسمان و زمین کی ہر چیز سے بڑھے ہیں جیسا کہ نصوصِ قرآنیہ اور حدیثیہ سے ثابت ہے۔ پس اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر ان میں سے کوئی اپنے عظیم اور قوی جسم کے ساتھ زمین پر نازل ہو تو وہ تمام اقوام کو ڈھانپ لے اور ان کے رہنے والوں کو ہلاک کر دے اور وہ زمین میں سما نہ سکے۔ پس حق یہ ہے کہ ان کا نزول مثلی نزول ہوتا ہے اور ان کے اصل اجسام آسمانوں سے نہیں اترتے بلکہ اللہ تعالیٰ ان کے یہ زمین پر دوسرے جسم پیدا کر دیتا ہے جو زمین میں ہی سما سکتے ہیں اور خارجی اسباب اسکا تقاضا کرتے ہیں ایک ایسے انداز سے جسے دیکھنے والوں کی آنکھیں دیکھ لیں۔ پس تو ہمارے اس قول میں فکر کر جیسا کہ فکر کرنے کا حق ہے اور جلدی نہ کر بلکہ سمجھنے کے لیے کچھ دیر کوشش کرے اور میری اس کلام کو ایک بار انصاف کی نظر سے دیکھ اور ایک دفعہ میری بات کی حقیقت کو تلاش کر اور ایک بار مجھ سے میری بات کو سن پھر اس کے بعد تجھ کو اختیار ہے اور قبول کرنا یا رد کرنا، اور ہماری بات کا خلاصہ یہ ہے کہ ملائکہ اس طور پر پیدا کیے گئے ہیں کہ وہ خدا کی ابدی قدرت کو اٹھانے والے، تھکان اور

اعظم جسماء من کل ما فی السموات والارض کما ثبت من النصوص القرآنیة والحدیثیة فلا شک انہ لو نزل احد منهم الی الارض بجسمہ العظیم القوی لغشی الاقالیم کلھا واهلک اهلھا وما وسعها الارض فالحق انهم ینزلون کنزول تمثلی ولا تنزل اجسامہم الاصلیة من السموات ولكن اللہ یخلق لہم اجساداً اخری علی الارض بحیث تسعھا الارض وتقتضیھا المعدلات الخارجیة بقدرتہ رکہ ابصار المبصرین۔

فکفر فی قولنا ہذا کما ہو شرط الفکر ولا تعجل بل تکلف الفہم لبثۃ وانظر کلامی ہذا بنظر الانصاف کرة وتفتش حقیقة کلمتی مرة واستمع عنی نفثتی تارة ثم لك الخيار من بعد وبیدك القبول والرد وحاصل قولنا ان الملائكة قد خلقوا حامیین للقدرة الابدیة الالہیة منزہین عن التعب واللغب

والمشقة ولا يجوز عليهم مشقة السفر
وتعب طي المراحل والوصول الى المنازل
والمقاصد بشق النفس وصرف
الاقوات وانهم بمنزلة جوارح الله لا
تمام اعراضه بمجرد ارادته من
غير مكث فلو كان نزوله وصعودهم
على طرز صعود الانسان ونزوله لاختل
نظام ملكوت السموات وفسد كل ما
فيهما ولعاد كل هذا النقص الى الله
الذي اقامهم مقامه في المهمات
الربوبية والخالقية وغيرها فانهم
مدبرات امره والحافظون من لدنه
على كل شئ وانما امرهم اذا ارادوا
شيئا فيكون الشئ المقصود من غير
توقف فاني ههنا السفر واين طي
المراحل وتراكم المقامات والنزول
الى الارض بصرف وقت فلا تمار
في هذا ولا تستفت الذين اعتراهم
جنون التعصب فكانوا بجنونهم
محبوبين -

وقد ثبت من رسول الله صلى

مشقت سے پاک ہیں سفر کی مشقت، مراحل کو طے
کرنے کی تھکان اور منزلوں اور مقاصد تک جان
کو تکلیف میں ڈال کر اور وقت صرف کر کے پہنچنا
ان کے لیے درست نہیں کیونکہ وہ اللہ کی اغراض
کو مجرد ارادہ سے بغیر کسی توقف کے پورا کرنے کے
لیے اس کے اعطاء کے طور پر ہیں۔ اور اگر انکا نزول
اور صعود انسانی نزول اور صعود کی طرح ہوتا تو آسمانی
حکومت کا نظام مختل ہو جاتا اور جو کچھ ان میں ہے
تباہ ہو جاتا۔ اور یہ سارا نقص اللہ کی طرف لوٹتا
جس نے انھیں مهمات ربوبیت خالقیت و غیرہ
میں اپنا قائم مقام بنایا ہے۔ پس وہ اس کے کام کی
تبدیر کرنے والے اور اس کی طرف سے ہر چیز کے
محافظ ہیں اور ان کی شان یہ ہے کہ جب وہ کسی
چیز کا ارادہ کریں تو وہ چیز بلا توقف ہو جاتی ہے۔
پس یہاں سفر اور مراحل کے طے کرنے اور مقامات
کو چھوڑنے اور وقت صرف کر کے زمین کی طرف
اُترنے کا سوال کہاں پیدا ہوا۔ پس تو اس
بارے میں جھگڑا نہ کر اور ان لوگوں سے فتویٰ
طلب نہ کر جنھیں تعصب کا جنون لاحق ہو گیا ہے پس ان پر انکے
جنون کا پردہ پڑ گیا اور وہ اپنے جنون کی وجہ سے حجاب میں ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو

ثابت ہے وہ ہمارے اس قول کی تائید کرتا ہے کہ ملائکہ اپنے اصلی جسموں کے ساتھ نازل نہیں ہوتے جیسا کہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آسمان میں ایک قدم بھی جگہ ایسی نہیں جس پر ایک فرشتہ سجدہ نہ کر رہا ہو اور یہ ملائکہ کا قول ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کے لیے ایک مقررہ اور معلوم جگہ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ پر رحم کرے۔ تو جان لے کہ یہ اس بات پر قطعی دلیل سے کہ فرشتے اپنی جگہ کو چھوڑتے نہیں؛ ورنہ یہ کہن کس طرح درست ہو سکتا ہے کہ آسمان میں ایک قدم جگہ بھی ایسی نہیں جس پر ایک فرشتہ نہ ہو۔ فرشتوں کے زمین پر اتر آنے کے وقت یہ صورت کیسے باقی رہ سکتی ہے۔ کیا تم یہ عقیدہ نہیں رکھتے کہ جبرائیلؑ کا ایک جسم ہے جو مشرق و مغرب کو پڑ کر دیتا ہے۔ پس جب جبرائیلؑ اس عظیم جسم کے ساتھ زمین پر نازل ہوگا اور آسمان اس سے خالی رہ جائیگا، تو اس خالی جگہ کے متعلق سوچ اور پھر موضع قدم والی حدیث یاد کر اور ندامت اختیار کر۔

پھر جب تو سورہ یسہ القدر میں غور کریگا تو تجھے اس سے بھی زیادہ ندامت

اللہ علیہ وسلم مایؤید قولنا هذا من عدم نزول الملائكة كما جاء عن عائشة رضي الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما في السماء موضع قدم الا عليه ملك ساجد او قائم وذاك قول الملائكة وما منا الا له مقام معلوم فعلم رحمك الله ان هذا دليل قطعي على ان الملائكة لا يتكون مقاماتهم والا فكيف يصح ان يقال انه لا يوجد في السماء موضع قدم الا عليه ملك وكيف تبقى هذه الصورة عند نزول الملائكة الى الارض الا تعتقدون ان لجبرائيل جسما يملأ المشرق والمغرب فاذا نزل جبرائيل بذلك الجسم العظيم الى الارض وبقيت السماء خالية منه ففكر في مقدار خالي و تذكر حديث موضع قدم وكن من المتندمين -

ثم اذا فكرت في سورة ليلة القدر فيكون لك ندامة وحسرة

ازید من هذا فان الله عز وجل
يقول في هذه السورة ان الملائكة
والروح تنزلون في تلك الليلة باذن
ربهم ويمكنون في الارض الى مطلع
الفجر فاذا نزلت الملائكة كلهم في
تلك الليلة الى الارض فلزم بناء
على اعتقادك ان تبقى السماء كلها
خالية بعد نزولهم وهذا كما تقدم
في حديث موضع قدم فلا تنقل
قدمك الى الضلالة البديهيّة و
انت تعلم ان الرشد قد تبين
من الغي ولن تستطيع ان تخرج
لنا حديثاً الا على ان السماء تبقى
خالية بعد نزول الملائكة الى الارض
فلا تجترع على الله ورسوله ولا تقف
ماليس لك به علم فتفقد ملوماً
مخدولاً وتدخل في الضالين -

ان الذين يطيبون سبل الله
لا يصرون على ما قالوا او فعلوا و
اذا امرؤ انهم قد ضلوا فرجعوا
الى الحق مستغفرين هنالك ترى

اور حسرت ہوگی کیونکہ اللہ نے اس سورہ میں
بیان فرمایا ہے کہ ملائکہ اور ارواح اس رات اپنے
رب کے اذن سے نازل ہوتے ہیں اور طلوع فجر
تک زمین میں ٹھہرتے ہیں۔ پس جب تمام ملائکہ
اس رات زمین پر اتر آئے تو تیرے اس
اعتقاد کی بنا پر لازم ہوگا کہ ان کے اترنے
کے بعد سارا آسمان خالی رہ جائے گا
اور یہ ایسے ہی ہے جیسے موضع قدم والی
حدیث میں گذر چکا ہے۔ پس تو اپنا قدم واضح
گمراہی کی طرف نہ اٹھا اور تو جانتا ہے کہ
ہدایت گمراہی سے میسر ہو گئی ہے اور تو ہرگز
اس بات کی طاقت نہ پائیگا کہ کوئی ایسی حدیث تیار
کے کہ اللہ جس بات پر دلالت کرتی ہو کہ فرشتوں کے زمین
پر اترنے کے بعد آسمان خالی رہ جاتا ہے۔ پس اللہ اور اس کے
رسول کے خلاف (افترا پر) جرأت نہ کر اور اس چیز کے پیچھے
نہ ٹھہر جیسا کہ تجھے علم نہیں؛ ورنہ تو ملامت کا نشانہ بن کر اصرار
الہی سے محروم بیٹھ رہیگا اور گمراہی میں داخل ہو جائیگا۔

جو لوگ اللہ کے رستوں کو طلب کرتے ہیں
وہ اپنے قول و فعل پر اصرار نہیں کرتے اور جب
وہ دیکھتے ہیں کہ وہ غلطی خوردہ ہیں تو استغفار
کرتے ہوئے حق کی طرف لوٹ آتے ہیں۔

اعينهم تفيض من الدمع ربنا اغفر لنا
 انا كنا خاطئين۔ فيغفر لهم ربهم
 ويتوب عليهم رحمةً وفضلًا واللّٰه
 يحب التّوابين ويحب المتطهرين۔
 واعلم ان اللّٰه ورسوله الذي
 اوتي جوامع الكلم كثير اما يستعمدا
 استعارات في الكلام فيغلط فيها
 رجل لا ينظر حق النظر والذي يفترها
 قبل وقتها ويعتقد انها محمولة على
 الظاهر وما هي محمولة عليه ولكنه
 يخطئ لدخله قبل وقت الدخول
 فيصير على خطاءه او تدركه عناية
 اللّٰه فيكون من المبصرين۔

وقد جرت عادة اللّٰه تعالى
 انه قد يكون في انباء المستقبلة
 ومعارفه الدقيقة اللطيفة المزيّنة
 بالاستعارات اجزاء تبلى بها الناس
 فالذين يكون في قلوبهم مرض
 فيزيد هم اللّٰه مرضا بتلك
 الابتلاءات فيستعجلون ويكدّبون
 كلام اللّٰه اويكدّبون الذي رزقه

وہاں ان کی آنکھوں کو تو آنسو بہاتے دیکھ گاہ اور
 وہ دُعا کریں گے کہ اے ہمارے رب تو ہمیں
 بخش دے۔ ہم تو خطا کار تھے پس اللہ انہیں بخش دیگا
 اور ان پر رحمت اور فضل کے ساتھ رجوع کرے گا۔
 اور اللہ توبہ کرنے والوں اور پاک باز لوگوں کو
 پسند کرتا ہے اور جان لے کہ اللہ اور اس کا
 رسول جسے جوامع الکلم عطا کیے گئے ہیں اپنے کلام میں
 کثرت سے استعارات استعمال کرتے ہیں پس ان میں وہ شخص
 غلطی کر جاتا ہے جو ان میں پورا غور نہیں کرتا اور جو انکی
 قبل از وقت تفسیر کرتا ہے اور یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ وہ ظاہر
 پر محمول ہیں، حالانکہ وہ اس پر محمول نہیں لیکن وہ دخل
 کیوقت سے پیشتر غلطی کرتا ہے اور اپنی غلطی پر اصرار کرتا ہے۔
 یا اُسے اللہ کی عتاب آتی ہے اور سب بھیس لوگوں سے جو جانتا ہے

اور خداوند اللہ اسی طور پر جاری ہے کہ کبھی اس کی
 اخبار مستقبلہ اور دقیق اور لطیف معارف میں جو
 استعارات سے مزین ہوتے ہیں بعض ایسے اجزاء
 ہوتے ہیں جن سے لوگ ابتلا میں ڈالے
 جاتے ہیں۔ پس وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری
 ہوتی ہے، اللہ ان کی بیماری کو ان ابتلاؤں
 کے ساتھ زیادہ کرتا ہے۔ پس وہ جلدی کرتے
 ہیں اور اللہ کے کلام کو جھٹلاتے ہیں یا اس

شخص کو ظلم اور تکبر کی وجہ سے بھٹلاتے ہیں جس کو اللہ
 نے اپنا علم دیا ہو تاہم اور ڈرتے ہوئے تدبیر نہیں کرتے۔
 پھر جب انکی برأت ظاہر ہو جاتی ہے اور انکی بخت
 روشن ہو جاتی ہے تو وہ شرمندہ ہو کر بوٹے ہیں یا تعجب
 کے گڑھے میں گر کر مر جاتے ہیں اور اللہ سے استغنا
 چاہتے ہیں، اور اللہ تمام جہانوں سے بے نیاز ہے
 البتہ جسے اللہ کی طرف نور فرست عطا ہوتا ہے تو وہ علم الہی میں
 مہارت حاصل کرتا ہے اور حقیقت کو پہچان لیتا ہے اور اللہ کے
 ساتھ دیکھتا ہے اور اللہ سے محفوظ لوگوں کی اصابت رائے عطا کرتا ہے
 اور اب ہم پہلے کلام کی طرف رجوع کرتے ہیں اور
 کہتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی محکم کتاب میں فرماتا
 ہے ان کل نفس لما علیہا حافظ (کوئی جان
 ایسی نہیں جس پر خدا کی طرف نگہان مقرر نہ ہو) پس جب
 ملائکہ، سورج، چاند، ستارے، افلاک، عرش اور
 ہر اس چیز پر جو آسمان اور زمین میں ہے محافظ
 ہیں تو یہ بات لازم آئی کہ وہ اپنی زیر حفاظت
 چیز سے طرفہ العین کے لیے بھی جدا نہ ہوں۔ پس
 دیکھ اس امر سے حق کیسے ظاہر ہوا اور ان کے
 اپنے اصل اجسام کے ساتھ نزول اور صعود کا عقیدہ
 رکھنے والوں کا خیال باطل ہو گیا۔ پس اس
 دقیق معرفت کے قبول کرنے کے سوا کوئی چارہ

اللہ علمہ ظلماً و علواً ولا یتدبرون
 خائفین ثم اذا ظهرت براءتہ و انات
 مجتہد فیرجعون الیہ متند میں او
 یموتون فی ہوة النعصب ویستغنی
 اللہ واللہ غنی عن العالمین۔ واما
 من أوتی فراسة من عند اللہ ونورا
 من لدنہ فیہر فی العلم الالہی
 ویعرف الحقیقة وینظر بنور اللہ
 ویرزقہ اللہ اصابة المحفوظین۔
 ولنرجع الی کلامنا الاول فنقول
 ان اللہ تبارک و تعالیٰ قال فی کتابہ
 المحکم ان کل نفس لما
 علیہا حافظ فلما کانت الملائکة
 حافظین لنفوس النجوم والشمس
 والقمر والافلاک والعرش وکل
 ما فی الارض لزم ان لا یفارقوا ما
 یحفظونہ طرفۃ عین فانظر کیف
 ظہر من ہذا الامر الحق وبطل ما
 زعم الزاعمون من نزولہم و
 صعودہم باجسامہم الاصلیة
 فلا مفر الی سبیل من قبول دقیقة

المعرفة التي كتبناها اعني ان الملائكة لا ينزلون بنزول حقيقي ولا يرون دعاء السفر بل اذا اراد الله اداءهم في الناسوت فيخلق لهم وجوداً مثلياً في الارض فتراه العيون التي تشرح في روضات الكشف ولولم يكن كذلك للزم ان يرى الملائكة الناس كلهم عند نزولهم الى الارض لقبض الارواح وغيرها من المهمات وللزمان يرى ملك الموت مثلاً كل من توفي احد من اقاربه ومن يواخيه ومن عشيرته وعقبه وقومه واصل قائمه امام عينه فان جسم الملائكة جسم كاجسام اخرى فلا وجه لعدم رؤيتهم مع نزولهم باجسامهم الاصلية وانت تعلم ان خلقاً كثيراً يموتون امام اعياننا فلا نرى عند نزعهم وغمره موتهم الملائكة التي توفتهم وما نسمع ما يسئلون الموتي وما يكلمونهم فالحق ان هذا الامر

نہیں کہ جو ہم نے لکھا یعنی ملائکہ حقیقی طور پر نازل نہیں ہوتے اور وہ سفر کی مشقت برداشت نہیں کرتے بلکہ جب اللہ انہیں عالم ناسوت میں رکھانے کا ارادہ کرتا ہے تو ان کا ایک تیش وجود زمین میں پیدا کرتا ہے۔ پس انہیں وہ آنکھ دیکھ لیتی ہے جو کشف کے باغوں میں پھرتی ہے اور اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ لازم آتا کہ ملائکہ کو ادرار قبض کرنے اور دوسری مهمات کے لیے زمین پر نازل ہوتے وقت تمام لوگ دیکھتے اور یہ بات لازم آتی ہے مثلاً ملک الموت کو ہر شخص اپنے سامنے دیکھ لیتا ہے جس کے اقارب اور اس کے بھائی بند، قبیلہ، اولاد قوم اور دوستوں میں سے کوئی مرا ہوتا کیونکہ اگر ملائکہ کا جسم دوسرے اجسام کی مانند ہو تو ان کے نزول کے وقت اپنے اصلی جسم کی مانند ان کے دکھائی نہ دینے کی کوئی وجہ نہیں اور تو جانتا ہے کہ بہت سے لوگ ہمارے سامنے مرتے ہیں۔ پس ہم ان کے نزاع اور غمرات موت کے وقت ان فرشتوں کو نہیں دیکھتے جو ان کی رُوح قبض کرتے ہیں اور ہم مردود سے ان کے سوال اور ان کی گفتگو نہیں سنتے۔ پس حق یہ ہے کہ یہ اور اس

وامثاله من عالم المثال الذی ما اراد الله
 کشف کفه علی العقول والاعین و
 اما نظائر عالم المثال فکثيرة
 و منها نزول الملائكة
 ومنها ما جاء فی الاحادیث ان قبر
 المؤمن روضة من روضات الجنة
 او حفرة من حفرة النار ومنها ما جاء
 فی بعض الاحادیث ان الله یکشف
 لمؤمن غرفة الی الجنة فی قبره
 و یکشف لکافر غرفة الی جهنم و
 لکنار بما نزلوا القبور او خفوا راضها
 فلا نری غرفة الی الجنة والی جهنم
 ولا نری فیها شجرة واحدة فضلاً
 عن الروضات والجمرة من النار
 فضلاً عن النيران الموقدة المحرقة
 ولا نری هناك مینتاً قاعداً عاشراً
 بعد الموت کما اخبر عن قعود الموفی
 و حیاتهم عند السؤال والجواب
 بل نری مینتاً مکفناً قد اكلت الارض
 لحمه وکفنه وقد جاء فی الاحادیث
 ان الشهيد اعیر زقون من ثمر الجنة

جیسے دیگر امور اس عالم مثال سے تعلق رکھتے ہیں
 جس کی گنتہ کو اللہ نے عقول اور آنکھوں پر ظاہر
 کرنیکا ارادہ نہیں کیا اور البتہ عالم مثال کی نظیریں
 بہت ہیں اور ان سے نزول ملائکہ بھی ہے اور جو
 احادیث میں آیا ہے کہ مومن کی قبر جنت کے
 باغیچوں سے ایک باغیچہ یا جہنم کے روضوں سے
 ایک گڑھا اور ان میں سے وہ جی ہے جو بعض
 احادیث میں آیا ہے کہ اللہ مومن کی قبر
 میں جنت کی طرف ایک کھڑکی ظاہر کرے گا
 اور کافر کے لیے ایک کھڑکی جہنم کی طرف ظاہر کریگا
 لیکن ہم بسا اوقات قبروں کی زیارت کرتے ہیں
 یا ان کی زمین کھودتے ہیں تو جنت یا جہنم کی طرف
 کوئی کھڑکی نہیں دیکھتے اور باغیچے تو کجا ہم اس میں
 ایک درختہ بھی نہیں دیکھتے اور بھڑکتی ہوئی اور
 جلانے والی آگ تو درکنار ہم آگ کا کوئی انکارہ بھی
 نہیں دیکھتے۔ اور نہ ہم وہاں کوئی مردہ موت کے
 بعد زندہ بیٹھا ہوا دیکھتے ہیں جیسا کہ سوال و جواب کے
 وقت مردوں کے بیٹھنے اور زندگی کے متعلق خبر
 دی گئی ہے بلکہ ہم کفن میں پیٹی ہوئی لاش دیکھتے
 ہیں جس کے گوشت اور کفن کو زمین نے کھایا ہو۔
 اور احادیث میں آیا ہے کہ شہداء کو جنت کے پھل، دودھ

اور شرابِ طہور دی جاتی ہے، لیکن ہم ان کی قبروں میں جو جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہیں کوئی پھل یا خوشبودار پودہ یا دودھ کا پیالہ یا شراب کا کوئی جام نہیں دیکھتے اور بعض اوقات مُردے کئی دنوں تک دفن نہیں کیے جاتے۔ اور ہم ان کے پاس فرشتوں کا آنا جانا نہیں دیکھتے اور اللہ نے اپنی کتاب میں یہ خبر دی ہے کہ قرشتے کفار کے موتہ پر تھپڑ مارتے جاتے ہیں لیکن ہم نہ کوئی ماریوالا فرشتہ اور نہ ضرب کا نشان دیکھتے ہیں اور نہ ہم مفروہوں کی پیچ اور پکار سُنتے ہیں۔

اور بعض احادیث میں آیا ہے کہ دودھ پینے والا بچہ جب آیامِ رضاعت کی تکمیل سے قبل مر جائے تو اس کے دودھ پینے کے آیامِ قبر میں پورے کیے جاتے ہیں، لیکن ہم قبر میں کوئی دودھ پلانے والی بیٹی ہوئی یا کوئی بچہ اس کا دودھ پُوستے ہوئے نہیں دیکھتے اور بعض احادیث میں آیا ہے کہ مومن کی قبر اس پر اس حد تک وسیع کر دی جاتی ہے، لیکن ہم اس کی توسیع کا کوئی نشان نہیں دیکھتے بلکہ ہم اسے وسعت اور تنگی میں بلا فرق کافر کی قبر کی مانند پاتے ہیں۔ پس ہم حقیقت کا دعویٰ کیسے کریں اس حال میں کہ ہم اس کے آثار نہیں

والبائہا وشرابہا الطہور ولکن لا نرئٰ فی قبورہم التی ہی روضة من روضات الجنة من شجرة اوريجان او من قدح اللبن او کاس خمر و ربما لا تدفن الموتی الی ایام فلا نرئٰ مجئ الملائکة عندهم ولا ذهابهم وقد اخبر الله تعالى فی کتابہ ان الملائکة یضربون وجوه الکفار ولکن لا نرئٰ ملکاً ضارباً ولا اثر الضرب ولا نسمع صراخ المضروبین وقد جاء فی بعض الاحادیث ان الطفل الرضیع اذا مات قبل تکمیل ایام الرضاعة فتم ایامها فی القبر ولکن لا نرئٰ مرضعاً قاعدً فی القبر ولا طفلاً یمص لبنها وقد جاء فی بعض الآثار ان قبر المومن یوسع علیه بمقدار کذا وکذا و لکن لا نرئٰ اثرًا من ذلک التوسیع بل نراه کقبر کافر من غیر تفاوت سعة وضیق فکیف ندعی الحقیقة ولا نرئٰ اثارها وکذلک قیل

ان الشہداء احياء ياكلون ويشربون
 ولكن لا نرمي انهم لا قوا للناس
 كالاحياء ووثبوا من قبورهم ورجعوا
 الى دورهم فلو كانت هذه الامور
 اعني نزول الملائكة وتوسيع قبور
 المؤمنين ووجود الجنات فيها
 وقعود الموتى في القبور احياء وغير
 التي يوجد ذكرها في القرآن والاحاديث
 من الامور الحقيقية الحسية التي
 هي من هذا العالم لا من عالم
 المثال لرأيناها كما نرمي اشياء
 اخرى التي توجد في هذا الدنيا
 وانت تعلم ان احداً امنا لا يرى
 هذه الواقعات بعين يرى بها
 اشياء هذا العالم فان نرمي اشجار
 هذا العالم وبساتينها عن بعيد
 ونرمي شمراتها معلقة باغصانها
 ولكننا اذا كشفنا قبر شهيد من الشهداء
 فلا نجد فيها اثر اثمها وقد امنا
 بأن قبورهم اودعت لفائف النعيم
 وضمخت بالطيب العيم وسينق

دیکھتے اور اسی طرح کہا گیا ہے کہ شہید زندہ ہیں
 اور وہ کھاتے اور پیتے ہیں، لیکن ہم نہیں دیکھتے کہ وہ
 لوگوں کو زندوں کی مانند لے ہوں اور وہ اپنی قبروں
 سے باہر کود پڑے ہوں اور اپنے گھروں کو واپس آ گئے
 ہوں۔ پس اگر یہ امور یعنی فرشتوں کا نزول، مومنوں
 کی قبروں کا وسیع کیا جانا اور ان میں باغوں کا وجود
 اور مردوں کا قبروں میں زندہ ہو کر بیٹھنا اور دیگر امور
 جن کا ذکر قرآن و حدیث میں پایا جاتا ہے، حقیقی
 اور حسی امور ہوتے جو اس عالم کے ہیں
 نہ کہ عالم مثال سے تو ہم دوسری چیزوں کی طرح
 انھیں دیکھ سکتے جو اس دنیا میں پائی جاتی ہیں
 اور تو جانتا ہے کہ ہم میں سے کوئی ان
 واقعات کو اس آنکھ سے نہیں دیکھتا
 جس کے ساتھ وہ اس عالم کی دوسری اشیا کو
 دیکھتا ہے۔ پس ہم اس عالم کے درخت اور اس
 کے باغات کو دُور سے دیکھ لیتے ہیں اور ہم
 دیکھتے ہیں کہ ان کے پھل ان کی مٹینوں سے
 نکلے ہوئے ہیں، لیکن جب ہم کسی شہید کی قبر
 کھود کر دیکھتے ہیں تو اس میں ان کا کوئی نشان نہیں
 پاتے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ان کی قبروں
 کو تہہ بہ تہہ نعمتیں دی گئی ہیں اور ان پر بہت

الیہا شرب من تسنیم واریج تسنیم
 وفيها روضة من روضات الجنة
 وكاس من كاس اللبن والخمر ولكننا
 ما شاهدنا شيئاً منها باعيننا ولا
 تحسسناه بحاسة أخرى فلم نجد
 بُدّاً من تاويل فقلنا ان هذه الامور
 كلها اعني نزول الملائكة ونزول الجنة
 وغيرها متشابهة يشابه بعضها
 بعضها ولا شك ان لها حقيقة واحدة
 من غير اختلاف وتفاوت ولا شك ان
 هذه الواقعات كلها منسلكة في سلك
 واحد فتبصر تستخرج من سهام
 المعترضين ولا تترك الى الذين
 ظلموا واكتسبوا ثوب الذل والخطاء
 بعد ما تبين الرشيد من الغي واتبع
 قولاً قد انكشف كل الانكشاف ومزق
 رقعة تقلب الجاهل مشذره
 ولا تبال اعذل احد او عذر وكن
 من الذين يقومون الله قانتين -
 ولا بد لك ان تؤمن وتعتقد
 ان نزول الملائكة وحيوة الموتي

خوشبو لگائی گئی ہے اور ان کی طرف تسنیم کا پانی چلا گیا
 ہے اور باریج تسنیم کی خوشبو بھی لگئی ہے اور ان میں جنت کے
 باغیچوں سے ایک باغیچہ ہے اور دودھ اور شراب کے
 پیالوں سے ایک پیالہ ہے لیکن ہم نے ان میں سے کسی
 چیز کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا اور نہ کسی دوسری جس
 سے اس کو محسوس کیا ہے۔ پس ہمیں تاویل کے سوا
 کوئی چارہ نہیں۔ پس ہم کہتے ہیں کہ یہ تمام امور یعنی
 نزول ملائکہ، نزول جنت وغیرہ متشابه امور ہیں ان
 میں سے بعض بعض کے مشابہ ہیں اور اس میں
 شک نہیں کہ بغیر کسی اختلاف اور تفاوت کے
 انکی حقیقت ایک ہے بیشک یہ سب امور ایک ہی نثری
 میں پڑے ہوئے ہیں پس تو بصیرت کاملے تو مترضین کے
 تیروں سے راحت پا جائیگا اور ان لوگوں کی طرف
 مائل نہ ہو جنہوں نے ظلم کیا اور ہدایت کے
 گمراہی سے میتر ہو جانے کے بعد ذلت اور
 خطا کا لباس پہن لیا اور اس قول کی پیروی کر جو پوری طرح
 منکشف ہو گیا اور جملہ کی تقلید کے کپڑے کو ریزہ ریزہ
 کر دے اور اس بات کی پروا نہ کر کہ کوئی ملامت کرتا ہے اور
 معذور گردانتا ہے اور ان لوگوں سے جو جواہر اللہ کے فرمانبردار ہوں
 اور اس بات کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ تو
 اس بات پر ایمان لائے کہ نزول ملائکہ اور مردوں

فی قبورهم وعودهم فی اجداثهم
 ووجود الجنة والسعیر فیہا لیس
 من واقعات هذا العالم ولا من
 مدرکات هذه الحواس بل هی
 من عالم آخر ولا ینبغی لاحد ان
 یحملها علی واقعات هذا العالم
 او یقیس علیہ حقائق تلك العالم
 بل هی امور متعالیة عن طور هذا
 العالم ومد رکاتہ ولا یعلم کنہا
 الا الله فلا تضرب لها الامثال ولا
 تکن من المعتدین -

وانت تعلم ان الله تعالى ما قال
 فی کتابہ ان الملائكة يشابهون
 الناس فی صعودهم ونزولهم بل
 اشار فی کثیر من مقامات کتابہ
 الملحکم الی ان نزول الملائكة وصعودهم
 کنزوله تعالى وصعوده ولا یخفی علیک
 ان الله تعالى ینزل فی الثلث الاخیر
 من اللیل الی السماء الدنيا فلا یقال
 ان العرش یمقی خالیاً عند نزوله و
 كذلك اشار الله فی کتابہ الی نزوله

کا اپنی قبروں میں زندہ ہونا اور بیٹھنا اور ان میں جنت و
 دوزخ کا وجود اس عالم کے واقعات میں نہیں اور
 وہ ان حواس سے محسوس نہیں ہو سکتے بلکہ وہ
 ایک اور عالم سے ہیں اور کسی کو نہیں چاہیے کہ
 وہ ان کو اس عالم کے واقعات پر حمل کرے
 یا اس دنیا پر اس عالم کے حقائق کا
 قیاس کرے بلکہ یہ چیزیں اس عالم کے
 طریق اور اسکے مدرکات سے بالا ہیں اور ان کی
 حقیقت کو اللہ ہی جانتا ہے۔ پس ان
 کے لیے مثالیں بیان نہ کر اور نہ تو حد سے
 گزرنے والوں سے بن۔

اور تو جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی
 کتاب میں یہ نہیں کہا کہ ملائکہ اپنے نزول و صعود
 میں انسانوں کی مانند ہیں بلکہ اس نے اپنی حکم
 کتاب میں کئی جگہوں پر اس طرف اشارہ
 کیا ہے کہ ملائکہ کا نزول و صعود اللہ کے نزول و
 صعود کی مانند ہے اور تجھ پر یہ امر مخفی نہیں
 کہ اللہ تعالیٰ رات کے آخری تیسرے حصہ
 میں سماروینا کی طرف اُترتا ہے۔ پس یہ
 نہیں کہا جاسکتا کہ اس کے نزول کے وقت
 عرش خالی رہ جاتا ہے اور اسی طرح اس نے

فی ظلل من الغمام مع الملائكة
المقربین فاذا حل الله الارض
مع جميع ملائکته فان كان هذا النزول
کنزول الاجسام فلا بد لك ان تعتقد
ان العرش والسموات تبقى خالية
یومئذ لیس فیها الرحمن ولا ملائکته
فاذکر ان کنت من المدکرین و
احسن النظر الی ما قلنا واستعد
لقبول المعارف ان کنت من الطالبین
افتض ان السماء لا تبقى علی
حالة واحدة فقد تكون حلوة من
الملائكة مكنظة بحفلهم وقد تكون
کمواعظ خالية لیس احد فیها فان
کنت تصدق هذه العقيدة الباطنة
وتصر علی نزول الملائكة باجسامهم
فعلیک ان تثبتها من النصوص
القرآنية والحديثية کما ادعيتها
او تنوب کرجال متقین -

وقد جاء فی بعض الاحادیث
ان جبرائیل علیہ السلام مکث
علی الارض مع عیسیٰ علیہ السلام

اپنی کتاب میں بادلوں کے سایہ میں مقرب فرشتوں
کی میت میں اپنے اُترنے کی طرف اشارہ کیا ہے
پس جب خدا اپنے تمام فرشتوں کے ساتھ زمین پر
اُتر آیا تو اگر یہ نزول جمائی نزول کی طرح ہو تو ضروری
ہے کہ تو یہ عقیدہ رکھے کہ عرش اور آسمان اس دن
خالی رہ جاتے ہیں اور ان میں نہ خدائے رحمان ہوتا ہے
اور نہ اس کے فرشتے ہیں اگر تو یاد کر نیواںوں سے ہے تو یاد
کر اور جو کچھ ہم نے کہا ہے اس پر اچھی طرح نظر ڈال اور اگر
طالبان حق سے ہے تو معارف کو قبول کر نیکے لیے تیار ہو جا۔
کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ آسمان ایک حالت پر نہیں رہتا کبھی تو
وہ فرشتوں سے بھرا ہوتا ہے اور ان کی کثرت کو مشکل
سے سمیٹے ہوئے ہوتا ہے اور بعض دفعہ وہ خالی جگہوں
کی طرح ہوتا ہے جن میں کوئی بھی نہیں ہوتا پس اگر
تو اس باطل عقیدہ کی تصریح کرتا ہے اور فرشتوں
کے اپنے جہوں کے ساتھ نزول پر اصرار کرتا ہے تو تجھ
پر لازم ہے کہ تو اسے نصوص قرآنیہ یا حدیثیہ
سے ثابت کرے جیسا کہ تُو نے اس کا دعویٰ کیا ہے
یا پھر متقیوں کی طرح توبہ کرے۔

اور بعض احادیث میں آیا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام
کیا ساتھ زمین پر عیسیٰ علیہ السلام تیس سال تک ٹھہرے
وہ ان سے کسی دقت بھی جدا نہ ہوئے اور

الی ثلثین سنة ما فارقة فی وقت و
 جاء فی احادیث اخری انه لا یلقی
 الوحی الا حال کونه فی السماء ویلقی
 الوحی من لدن ربّه ثم یطعم علیہ
 آخرین - فهذه مصیبة اخری
 علیک ولن تقدّر علی تطبیق هذه
 الاحادیث وتوفیقها وربما یختلف فی
 قلبک وهم وتقول انی لست قائلًا
 بخلو السموات بعد نزول الملائكة
 فیقال لک انک تنسئ عقیدتک
 الست تعتقد ان الملائكة ینزلون
 بنزول حقیقی فلزمک من هذا ان
 تقول انهم ینزلون باجسامهم الاصلیة
 وانت تعلم ان نزولهم باجسامهم
 الاصلیة یتلزم خلوا السموات بعد
 النزول وان کنت تعتقد ان الملائكة
 لا ینزلون باجسامهم الاصلیة بل
 یخلق الله لهم فی الارض اجساما اخری
 المتی لا تدرك ولا تری فهذا هو من هبنا
 ولكنک اذا اصررت علی نزولهم
 باجسامهم الاصلیة فهذا قول یخالف

دوسری احادیث میں آیا ہے کہ وہ آسمان میں
 ہوتے ہوئے وحی کرتا ہے اور اپنے رب کے
 پاس سے وحی کرتا ہے اور پھر اس پر دوسرے
 مطلع ہوتے ہیں۔ پس یہ تجھ پر ایک اور مصیبت ہے
 اور تو ان احادیث کو تطبیق دینے اور ان میں موافقت پیدا کرنے
 پر قدرت نہ پائے گا، اور اکثر تیرے دل میں یہ وہم
 کھٹکے گا اور تو کہے گا کہ میں نزول ملائکہ کے بعد
 آسمان کے خالی رہنے کا قائل نہیں ہوں۔ تو تجھے
 کہا جائے گا کہ یقیناً تو اپنے عقیدہ کو بھول گیا
 ہے۔ کیا تو یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ ملائکہ کا نزول
 حقیقی ہوتا ہے۔ پس اس سے تجھ پر لازم آیا کہ
 تو کہے کہ وہ اپنے اصلی جسموں کے ساتھ نزول
 کرتے ہیں اور تو جانتا ہے کہ اصلی جسموں کے ساتھ
 ان کا نزول نزول کے بعد آسمانوں کے خالی
 ہونے کو مستلزم ہے اور اگر تو یہ عقیدہ رکھتا ہے
 کہ ملائکہ اپنے اصلی جسموں کے ساتھ نزول نہیں
 کرتے بلکہ اللہ ان کے لیے زمین میں دوسرے
 اجسام پیدا کرتا ہے جن کا نہ اور اک ہو سکتا ہے
 اور نہ انہیں کوئی دیکھا جاسکتا ہے اور یہی ہمارا مذہب ہے
 لیکن اگر تو ان کے اصلی اجسام کے ساتھ نزول
 پر اصرار کرے تو یہ قول تفسیر غلطی کے

القرآن العظيم لان القرآن يدخل جود
 الملائكة في الایمانیات ویجعل لهم
 مقامات معلومة في السماء اعنى
 المقامات التي اقامهم الله عليها ولا
 يذکر انهم یترکون مقاماتهم في
 حين من الاحیان واما ذکر نزولهم
 فهو کذا نزول الله لا تفاوت بينهما
 فمنهم الصافون ومنهم المسبحون
 ومنهم الراكعون ومنهم الساجدون
 ومنهم القاشمون كما اشار اليه القرآن
 وليس احد منهم قاعد كالفارغين -
 فاذا نزل احد منهم بجسمه
 العنصری فلزم ان یترك صفاته
 خالیاً ویخرج من صفه ویبعد عن
 مقام تسبیحه اورکوعه او سجده
 الذی اقامه الله علیه وینزل الى
 الارض کالمسافرين - وما نرى
 في القرآن اثر من هذا التعلیم بل
 جعل الله نزول الملائكة كنزول
 نفسه وجعل مجيئهم كمجيئ ذاته
 لا تنظر الى هذه الآية اعنى قوله تعالى

مخافت ہے کیونکہ قرآن ملائکہ کے وجود کو ایمانیات
 میں داخل کرتا ہے اور ان کے لیے آسمانوں میں
 مقررہ مقام قرار دیتا ہے۔ یعنی وہ مقام جن پر
 اللہ نے انھیں قائم کیا ہے اور وہ یہ ذکر نہیں
 کرتا کہ وہ کسی وقت اپنے مقامات کو چھوڑ دیتے
 ہیں؛ البتہ ان کے نزول کا ذکر اللہ کے نزول
 کی مانند ہے اور ان دونوں کے درمیان کوئی فرق
 نہیں۔ پس ان میں سے بعض صفت باندھنے والے ہیں
 اور بعض تسبیح کریں گے ہیں اور کچھ رکوع کریں گے ہیں اور
 کچھ سجدہ کریں گے ہیں اور کچھ قیام کی حالت میں رہنے والے جیسا کہ اسکی
 طرف قرآن نے اشارہ کیا ہے اور ان میں سے کوئی فارغ لوگوں کی طرح نہیں
 پس جب ان میں سے کوئی اپنے جسم غفیری
 کے ساتھ نازل ہو تو لازم آئیگا کہ وہ اپنی جگہ
 کو خالی چھوڑ آئے اور اپنی صف سے نکل جائے
 اور اپنی تسبیح یا رکوع یا سجدہ کی جگہ سے دُور ہو
 جس پر اللہ نے اسے قائم کیا ہے اور زمین پر مسافروں
 کی طرح نازل ہو اور ہم قرآن میں اس تعلیم کا
 کوئی نشان نہیں دیکھتے بلکہ اللہ نے ملائکہ کے
 نزول کو اپنے نزول کی مانند اور ان کے آنے
 کو اپنے آنے کی مانند بنایا ہے۔ کیا تو اس آیت
 یعنی ”وہا ربک والملك صفا صفا“ کی طرف اور

وجاء عربك والملک صفا صفا وقوله عز وجل هل ينظرون الا ان ياتيهم الله في ظل من الغمام والملائكة وقضى الامر الى الله ترجع الامور - وهلهنا نكتة اخرى وهى ان الله اذا نزل الى الارض مع ملائكة فلا بد من ان ينزل الملائكة كلهم فان الملائكة جند الله فلا يجوز ان يتخلف احد منهم عند نزول رب العرش الى الارض فاذا انقصر هذا فيلزم منه ان تبقى كل سماء من العرش الى السماء الدنيا خالية عند نزول الله تعالى على الارض ليس فيها رب رحيم رب العرش ولا ملك من الملائكة واللائم باطل فالملزوم مثله كما لا يخفى على المتفكرين -

ثم اذا فرضنا ان في الارض مثلا مائة الف من الانبياء بعضهم في المشرق وبعضهم في المغرب وبعضهم في نواحي الجنوب وبعضهم في اقصى بلاد الشمال وامر الله

”هل ينظرون الا ان ياتيهم الله في ظل من الغمام والملائكة“ وقضى الامر الى الله ترجع الامور (وہ لوگ اس کے سوا کس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ اللہ اور فرشتے ان کے پاس بادلوں کے سایہ میں آئیں اور بات کا فیصلہ کر دیا جائے اور تمام امور اللہ کی طرف پھیرے جاتے ہیں) کی طرف نہیں دیکھتا اور یہاں ایک اور نکتہ بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ کہ اللہ جب اپنے ملائکہ کے ساتھ زمین کی طرف اُترتا ہے تو ضروری ہے کہ تمام ملائکہ اُتر آئیں کیونکہ ملائکہ اللہ کا شکر میں پس یہ جائز نہیں کہ ان میں سے کوئی رب العرش کے زمین پر اُترنے کے وقت پیچھے رہ جائے اور جب یہ ثابت ہو گیا تو اس سے لازم آتا ہے کہ ہر آسمان عرش سے بیکر سماء دنیا تک اللہ کے زمین پر اُترنے کی وقت خالی رہ جائے۔ نہ اس میں رب رحیم اور رب العرش ہو اور نہ فرشتوں میں سے کوئی ہو اور یہ لازم باطل ہے پس ملزوم بھی ایسی ہی ہوگا جیسا کہ یہ بات غور کریں لوگوں پر مخفی نہیں۔

پھر اگر ہم یہ فرض کریں کہ مثلاً زمین میں ایک لاکھ انبیاء ہیں۔ ان میں سے بعض مشرق میں ہیں اور بعض مغرب میں ہیں اور بعض جنوب کی اطراف میں اور بعض شمال کے انتہائی دُور مقامات میں ہیں اور اللہ جبرئیل کو حکم دے کہ وہ ان

تعالى لجبرائيل ان يوحى اليهم كلهم
 في ان واحد لا يتأخر منه احد ولا
 يتقدم او اذ افرضنا ان الله امر ملك
 الموت ان يتوفى مائة الف من الرجال
 الذين بعضهم في المشرق وبعضهم
 في المغرب في طرفه عين لا يقدم ولا
 يؤخر فما ظنك ان جبرائيل او ملك
 الموت يعجز عن ذلك او يقدر على
 اتمام امر المغرب مع كونه في المشرق
 فان كان قادرا فكل ذلك يقدر ان لا
 ينزل من السماء ويفعل كل ما يشاء
 كالنازليين -

ومثل اخر نستفسرك جوابه و
 هو ان ملك الموت حل بلدة عظيمة
 من البلاد المشرقية في ايام الوباء
 ليقبض ارواح سكان تلك البلدة
 فاشتدت الضرورة لقيامه فيها الى
 الشهرين بما كثرت فيها واقعات
 الموت مسلسل متواتر وما فرغ
 من قبض نفس الا وجاء وقت قبض
 نفس اخرى فحبسه هذه السلسلة

سب کی طرف ایک ہی وقت میں دئی کرے کوئی ان
 میں سے آگے یا پیچھے نہ رہے۔ یا جب ہم فرض کریں کہ
 اللہ ملک الموت کو حکم دے کہ وہ ایک لاکھ مردوں
 کو آنکھ جھپکنے کی دیر میں مار دے اور اس میں
 تقسیم و تاخیر نہ ہو اور ان میں سے بعض مشرق میں ہوں
 اور بعض مغرب میں۔ پس تمہارا کیا خیال ہے کہ جبرائیل
 یا ملک الموت اس سے عاجز رہ جائے گا۔
 یا وہ مشرق میں ہوتے ہوئے مغرب والے
 حکم کو پورا کرنے پر قادر ہو گا۔
 پس اگر وہ اس بات پر قادر ہے تو اسی طرح
 وہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ وہ آسمان سے اترے
 اور اترنے والوں کی طرح سب کچھ کرے۔

اور ایسے ہی ہم ایک اور سوال کا جواب تم
 سے طلب کرتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ آیا مہربان میں
 ملک الموت بلاد مشرقیہ سے ایک بڑے شہر میں
 آتا تا وہ اس شہر کے رہنے والوں کی رُوحوں کو قبض
 کرے۔ پس اس کی اس شہر میں دو ماہ تک قیام کی
 سخت ضرورت پڑ گئی؛ کیونکہ اس میں موت کے واقعات
 زیادہ متواتر اور مسلسل تھے۔ وہ ایک رُوح کے قبض سے
 فارغ نہیں ہوتا تھا کہ دوسری رُوح کے قبض کو نہایت وقت
 آجاتا۔ پس اس پلے درپلے اور متواتر سلسلہ نے

المتوالية المتتابعة فيها وما كان يتخامها
 قبل ان يتوفى اهلها فمكت فيها الى
 ان تمادى المقام وامتدت الايام
 الى الشهرين فما بال قوم قد جاء
 اجلهم في تلك الايام في البلاد المغربية
 وما قدر ملك الموت على ان يصلهم
 على وقتهم ا هم يموتون من غير ان
 يحضرهم قابض الارواح او تطيش
 سهام منايهم بينوا ان كنتم صادقين
 لا يقال ان ملك الموت قادر على ان
 يقبض نفوس المغربين مع كونه
 مقيما في المشرق لا نأقول انه لو كان
 قادراً على مثل تلك الافعال لما اضطر
 الى النزول من السماء وما كان محتاجاً
 الى سيرا الارضين -

واذا قبلتم وسلمتم ان ملكاً من
 الملائكة يتصرف على كل وجه الارض
 مع كونه في بلدة من البلاد ولا يشغله
 شأن عن شأن ويتوفى المشرق في
 المشرق مع كونه في المغرب فامس
 حرج في ذلك ان تقول ان الملائكة

اس کو اس شہر میں روک لیا اور وہ اس سے اس وقت
 تک علیحدہ نہیں ہو سکتا تھا جب تک وہ اس کے رہنے
 والوں کو نہ مارے۔ پس وہ اس میں ٹھہرا یہاں تک کہ قیام
 لمبا ہو گیا اور یہ دن دو مہینوں تک پھیل گئے۔ پس ان
 لوگوں کا کیا حال ہو گا جن کی موت کا وقت ان دنوں
 میں بلاد مغربہ میں آگیا ہو اور ملک الموت نے ان
 تک ان کے وقت میں جانیکی قدرت نہ رکھی ہو۔ کیا وہ
 اس حالت میں مر جائیگے کہ انکے پاس رُوحوں کا قبض
 کر نیوالا (فرشتہ) نہ پہنچے یا انکی موتوں کے تیر نشانوں سے
 چوک جائیگے اگر تم سچے ہو تو اس مسئلہ کو واضح کر دے یہ نہیں
 کہا جاسکتا کہ ملک الموت مشرق میں قیام کرنے کے باوجود
 مغرب میں رہنے والے نفوس کی قبض روح پر قادر ہے کیونکہ
 ہم کہتے ہیں کہ اگر وہ ایسے افعال پر قادر ہے تو وہ آسمان سے
 نازل ہونے پر کیوں مجبور ہوا حالانکہ وہ زمینوں میں
 پھرنے کا محتاج نہیں۔

• اور جب تم نے یہ قبول کر لیا کہ کوئی فرشتہ کسی
 ملک میں ہوتے ہوئے تمام روئے زمین پر تصرف
 کر سکتا ہے اور کوئی کام اس کو دوسرے کام سے
 روک نہیں سکتا اور وہ مغرب میں ہونے کے باوجود مشرق
 میں رہنے والے کو مار سکتا ہے تو اس میں کیا حرج ہے کہ
 تو کہے کہ ملائکہ آسمان میں ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ

کے اذن سے زمین میں تصرف کرتے ہیں اور ان کے نزول کی کون سی شدید ضرورت پڑ گئی ہے جبکہ وہ زمین پر کسی جگہ ہوتے ہوئے دوسری جگہ کے رہنے والوں میں تصرف کرنے پر قادر ہیں۔

اور اگر تو ہم سے کوئی ایسی مثال طلب کرے کہ جس سے تجھ پر ہمارا مذہب منکشف ہو جائے تو جان لے کہ یہ امر مثالوں کے بیان کرنے سے بہت بلند اور دُور ہے حقیقتاً تو نہیں، البتہ قریباً کہا جاسکتا ہے کہ فرشتوں کا زمین پر نازل ہونا آسمان کے ستاروں کی مانند ہے جن کی شکلیں ان دریاؤں، نہروں، جھونوں، آئینوں میں دھل جاتی ہیں جو ان کے مقابل پر آتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ نزول کا امر عقل سے اور امثال کے بیان کرنے سے بلند ہے اور یہ خدائے قادر کی ایک نئی مخلوق ہے جو ہر مخلوق کو خوب جاننے والا ہے اور اس کی حکمتوں اور اسرار کے کوائف کی کنہ کو آنکھیں نہیں پاسکتیں۔ پس نزول ملائکہ کو انسانوں کے نزول سے تشبیہ دینا حماقت اور گمراہی ہے اور اس سے انکار، الحاد اور بے دینی ہے اور ایسے معنی قبول کرنا جو ان ملائکہ کی شان کے لائق ہوں

مع کو نھم فی السماء یتصرفون فی الارض
باذن اللہ تعالیٰ ای ضرورة اشتدت
لنزولهم مع کو نھم قادرین علی
ان یتصرفوا فی سکان مکان مع کو نھم
فی مکان اخر من الارضین

وان کنت تطلب منا من مثل
ینکشف بہ علیک مذہبنا فاعلم
انہ امر ارفع وابعد عن ضرب الامثال
وقد یقال تقریباً بالتحقیق ان مثل
نزول الملائكة الی الارض کمثل نجوم
السماء تنطبع اشکالها فی البحار
والانهار والحیاض والمرايا التي
قابلتها والحق ان امر النزول امر
متعالی عن طور العقل وضرب
الامثال وان هو الا خلق جدید من
القادر الذی ہو بکل خلق علیم ولا
تدرک الابصار کنہ حکمہ وکوائف
اسرارہ فتشبیہ نزول الملائكة
بنزول الناس حق وضلالة والانکار
منہ الحاد وزندقة وقبول معنی یلیق
بشان الملائكة الذین هم کجوارح

جو اللہ کے اعضاء کی مانند ہیں، معرفتِ تامہ و صراطِ مستقیم ہے جو اللہ نے ہمیں اور اپنے سب نیک بندوں کو عطا کی ہے۔

اور یہ نزول کے معنی کی عمدہ تعبیروں سے ہے جو اکثر لوگوں پر مشتبہ ہو گئی ہے پس شکر گزار بنتے ہوئے تو اسے مجھ سے لے کیونکہ یہ ان علوم سے ہے جو اللہ نے میرے دل میں ڈالے ہیں اور ان کے ساتھ میرے سینہ کو کھول دیا ہے اور یہ دیکھ سیکنت ہے جو تحقیق کی زبان پر بولتی ہے جب لوگوں کو اپنے ادہامِ زائل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے پس تو غور کر اور اگر تو یقین کے راستوں کا متلاشی ہے تو اس سے آگے نہ بڑھ اور ان غوامض کو حل کرنے کے لیے اللہ نے مجھے امام بنایا ہے۔ اگرچہ میری طبیعت امامت کو پسند نہیں کرتی بلکہ اس کو ناپسند کرتی ہے لیکن اس نے اپنے فضل سے ایسا ہی کیا تا وہ تکذیب، لعنت اور تکفیر کیے جانے والے پر احسان کرے اور اپنی مخلوق پر احسان کرے اور تا وہ دشمنوں کو دکھا دے کہ وہ جھوٹے اور فریب خوردہ ہیں اور تادمہ دنیا داروں کو وہ علوم عطا کرے جنکے انکشاف کا تقاضا انکی طبع کرتی ہیں اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ لوگ اسکے فعل کے بارہ میں سوال نہیں کر سکتے، لیکن ان سے سوال کیا جائیگا۔

اور مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ

اللہ معرفتِ تامہ و صراطِ مستقیم رزقہا اللہ لنا ولجميع عباده الصالحين
وهذا من احسن العبارات عن معنى النزول الذي تشابه على اكثر الناس فخذها مني شاكرًا فانها من علوم نفثها الله في روعي وشرح بها صدرى وانها هي السكينة التي تنطق على لسان المحذنين حين يحتاج الخلق الى ازالة اوهاهم فتفكرو لا تجد منه ان كنت تطلب سبل اليقين وقد جعنى الله امامًا لحل تلك الغوامض وان كانت طبعيتى تاتى الامامة وتناف منها والله فعل كذلك فضلًا من لدنه ليحسن الى من كذب ولعن وكفر ويحسن الى خلقه وليرى الاعداء انهم كانوا كاذبين مخدوعين وليرزق ابناء الزمان علوما اقتضت طبائعهم كشفها والله يفعل ما يشاء ما كان للناس ان يسئلوه عما فعل وهم المستولون۔

والذى نفسى بيده انه نظر

إِلَىٰ قَبْلِي وَاحْسِنَ إِلَىٰ وَرَثَاتِي وَاعْطَانِي
 مِنْ لَدُنْهُ فَهَمَّا سَلِمَا وَعَقْلًا مُسْتَقِيمًا
 وَكَوَمَنْ نَوْرٌ قَدْ ذَفِيَ قَلْبِي فَعَرَفْتُ
 مِنَ الْقُرْآنِ مَا لَا يَعْرِفُ غَيْرِي وَدَرَكْتُ
 مِنْهُ وَلَا يَدْرِكُ خَالَفِي وَوَصَلْتُ فِي
 فَهْمِهِ إِلَىٰ مَرْتَبَةٍ تَتَقَا صِرْعَانَهَا فَهَامَ
 أَكْثَرُ النَّاسِ وَأَنْ هَذَا إِلَّا أَحْسَانُهُ
 وَهُوَ خَيْرُ الْمَحْسَنِينَ -

میں میری جان ہے کہ اس نے میری طرف دیکھا اور مجھے
 قبول کر لیا اور مجھ پر احسان کیا اور میری تربیت کی اور مجھے
 اپنے حضور سے فہم سلیم اور عقل مستقیم عطا فرمائی اور کتنے ہی نور
 ہیں جو میرے دل میں ڈالے گئے اور میں نے قرآن سے وہ
 کچھ جانا جو میرے غیر نے نہ جانا اور میں نے اس سے وہ کچھ
 پایا جو میرے مخالف نے نہ پایا اور میں اس کے سمجھنے میں اس
 مرتبہ پہنچ گیا جس سے اکثر لوگوں کے فہم قاصر ہے اور یوں
 کے احسان کے سوا کچھ نہیں اور وہ بہتر احسان کریں والا ہے۔

وَمِنْ اعْتِرَاضَاتِهِمْ أَنْهُمْ إِذَا قُرِئَ
 كِتَابُ التَّوْحِيدِ وَوُجِدَ وَافِيهِ مَكْتُوبًا
 أَنَّ لِلشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَالنَّجْمِ تَأْثِيرَاتٍ
 يَرْبِي اللَّهُ بِهَا كُلَّمَا يُوْجَدُ فِي الْأَرْضِينَ
 فَاعْتَرَضُوا عَلَىٰ وَقَالُوا إِنَّ هَذِهِ الْعَقِيدَةُ
 عَقِيدَةٌ فَاسِدَةٌ يَخَالِفُ مَا جَاءَ فِي
 الْأَحَادِيثِ فَيَا حَسْرَةً عَلَيْهِمْ أَنْهُمْ مَا
 فَهَمُوا مَعْنَى الْأَحَادِيثِ وَمَا فَهَمُوا
 مَعْنَى قَوْلِي وَقَامُوا مُسْتَعْجِلِينَ
 ظَاهِتِينَ ظَنَ السُّوءِ وَمَا اسْتَفْسَرُوا مَعْنَى
 كَلِمَاتِي مَنِ كَذَّبَ أَهْلَ الصَّلَاحِ بَلْ
 امْتَلَأُوا غَضَبًا وَغِيظًا وَرَدُّوا عَلَىٰ وَ
 كَفَرُوا نِي وَاطْلُوا إِلَّا لِسَنَةً وَقَتْلُوا

اور ان کے اعتراضات میں سے ایک یہ ہے کہ
 جب انھوں نے میری کتاب توحید صریح مرام پڑھی اور اس
 میں انھوں نے یہ لکھا ہوا پایا کہ سورج، چاند اور ستاروں
 کے لیے تاثیرات ہیں۔ اللہ ان کے ساتھ ہر اس چیز کی
 تربیت کرتا ہے جو زمینوں میں ہے تو انھوں نے مجھ پر
 اعتراض کیا اور کہا کہ یہ عقیدہ فاسد ہے اور احادیث
 میں جو کچھ آیا ہے اس کے مخالف ہے۔ پس ہائے افسوس
 ان پر۔ انھوں نے احادیث کو نہ سمجھا اور میرے قول
 کے معنی بھی نہ سمجھے اور جلدی سے بدظنی کرتے ہوئے
 کھڑے ہو گئے اور اہل صلاح کی طرح انھوں نے
 میرے کلمات کے معنی مجھ سے دریافت نہ کیے بلکہ وہ
 غیظ و غضب سے بھر گئے اور انھوں نے میری تردید
 کی، مجھے کافر قرار دیا اور اپنی زبانوں کو لبا اور لفظوں

کو کم کیا اور اپنی خجانت اور بے ہودہ گوئی کا مظاہرہ کیا۔
اور اُنھوں نے اپنے ہج پر دے پھاڑے اور اپنی
جہالت پر متنبہ نہ ہوئے۔

پس اے گمراہ نظر اور پاکیزہ بصیرت والو!
جان لو کہ ہم نے کسی کتاب میں نصوصِ قرآنیہ اور
حدیثیہ کے خلاف کچھ نہیں لکھا اور نہ ہم نے ایسی با
عمر بھراپنے مُنہ سے نکالی ہے اور اللہ ہمیں ایسی
باتوں سے بچانی پناہ میں رکھے، لیکن وہ سمجھنے سے
پیلے اعتراض کرتے ہیں اور ہمیں گمراہ خیال کرتے
ہیں۔ قبل اس کے کہ وہ ہدایت پائیوالے ہوں
اور اللہ جانتا ہے اور ہم جن دُلس کو بطور شاہد
پیش کرتے ہیں کہ ہم یہ عقیدہ نہیں رکھتے کہ سورج
چاند اور ستاروں سے کوئی اپنے فعل میں فاعل
مستقل اور مؤثر بذاتہ ہے یا اُسے افاضۃ تاثیرات
میں کوئی اختیار ہے یا انوار کے پہنچانے اور
بارشوں کے برسانے اور ابدان، اجسام اور ثمرات
کی تربیت میں اسے کوئی ارادی دخل ہے اور ہم
یہ عقیدہ نہیں رکھتے کہ ان اجرامِ نورانیہ سے کوئی
حمد، شکر اور عبادت کا افاضہ کی وجہ سے مستحق ہے
یا اسکا اہل زمین پر ذرہ بھر بھی احسان ہے یا وہ
لوگوں کی دعاؤں کو سُنتا اور حمد کر نیوالوں سے

الانظار وارواخبتہم وھتارہم وما
ھتکوا الا استارہم وماکانواعلی
جھلہم متنبہین۔

فاعلموا یا اُولی البصار الرامقة
والبصائر الرائقة انا ما کتبتنا فی کتاب
شیئاً یخالف النصوص القرائنیة
اول حدیثیة وما تنوہنا بہ یوماً من
الدھر وقد اعاذنا اللہ من مثل ذلک
ولکنہم یعترضون قبل ان ینفہموا
ویمسبوننا ضالین قبل ان یمکنوا
مھتدین۔ واللہ یعلم و نشہد الثقلین
انا لا نعتقد ان احدًا من الشمس
والقمر والنجوم فاعل مستقل فی فعلہ
ومؤثر بذاتہ اولہ اختیار فی افاضة
التاثیرات اولہ دخل ارادی فی ایصال
الانوار وانزال الامطار وتربیة الابدان
والاجسام والثمرات ولا نعتقد ان
احدًا من تلك الاجرام النورانیة
یستحق الحمد والشکر والعبادة علی
افاضة اولہ منة واحسان علی اهل
الارض مثقال ذرّة او هو یسمع دعاء

راہنی ہوتا اور جس نے ہماری طرف ان امور سے کوئی امر منسوب کیا تو اس نے ہم پر ظلم کیا اور اللہ جانتا ہے کہ وہ مفتری ہے، کذاب ہے اور ظلم اور افتراء کو ظاہر کرنے والا ہے اور دھوکہ دینے والوں کی پیروی کرتا ہے۔

لیکن اس کے ساتھ ہم ایمان لاتے ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ اللہ ایک ہے، وہ بے نیاز ہے۔ اس کی ذات اور جملہ صفات میں اس کا کوئی شریک نہیں نہ آسمانوں اور نہ زمینوں میں اور جس نے آسمان وزمین کی اشیاء میں سے کسی کو خدا کا شریک ٹھہرایا تو وہ ہمارے نزدیک کافر، مرتد اور اسلام سے الگ ہونیوالا اور مشرکوں میں سے ہے۔

اور اس کے باوجود ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ خواص اشیاء حق ہیں اور ان میں اس عظیم و حکیم خدا کے ان سے جس نے کوئی چیز بے فائدہ پیدا نہیں کی بعض تاثیرات ہیں اور ہم ہر چیز میں کوئی حقیقت اور اثر پاتے ہیں جو اللہ نے اس میں ودیعت کیا ہے، حتیٰ کہ پتھر، مکھی، جوڑوں اور کیرٹوں اور ان سے بھی ادنیٰ چیزوں میں پس یہ کیسے سمجھیں کہ سورج، چاند اور ستاروں کی پیدائش ان اشیاء سے ادنیٰ ہے اور ان کی طبائع میں کوئی غایت اور لوگوں

النَّاسِ وَيَرْضَىٰ عَنْ الْحَامِدِينَ وَمَنْ عَزَا لِيْنَا مِمَّا مِنْ هَذِهِ الْأُمُورِ فَقَدْ ظَلَمْنَا وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَنَّهُ مَفْتَكَنْ أَبَدٍ وَمَجَاهِرًا بِالْفَحْةِ وَالْفَرِيَةِ وَيَتَّبِعْ سَبِيلَ الْخَادِعِينَ -

بَلْ نُوْمِنُ وَنَعْتَقِدُ أَنَّ اللَّهَ أَحَدٌ صَمَدٌ لَا شَرِيكَ لَهُ فِي ذَاتِهِ وَلَا فِي جَمِيعِ صِفَاتِهِ لَا فِي السَّمَوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِينَ وَمَنْ أَمْسَكَ بِاللَّهِ شَيْئًا مِنْ أَمْشَاءِ السَّمَاءِ أَوِ الْأَرْضِ فَهُوَ كَافِرٌ مَرْتَدٌّ عِنْدَنَا وَمُفَارِقٌ لِلدِّينِ الْإِسْلَامِ وَدَاخِلٌ فِي الْمَشْرُكِينَ -

وَمَعَ ذَلِكَ أَنَا نَعْتَقِدُ أَنَّ خَوَاصَّ الْأَشْيَاءِ حَقٌّ وَفِيهَا تَأْثِيرَاتٌ بِإِذْنِ الْعَلِيمِ الْحَكِيمِ الَّذِي مَا خَلَقَ شَيْئًا بَالْهَلَاوِ نَرَىٰ أَنَّ فِي كُلِّ شَيْءٍ خَاصِيَّةً وَآثَرًا وَدَعَا اللَّهَ حَتَّىٰ الْبَعُوضَةِ وَالذَّبَابِ وَالْقَمَلِ وَالِدُودِ وَمَادُونَهَا فَكَيْفَ نَظُنُّ أَنَّ خَلْقَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَالْجُومِ هِيَ أَدْنَىٰ مِنْ هَذِهِ الْأَشْيَاءِ وَمَا فِي طَبَائِعِهَا مِنْ خَاصَّةٍ وَنَفْعٍ لِلنَّاسِ وَ

انماھی باطلة الحقیقة وخلقها الله
 کاشیاء عبث وردی ما اودعها الله
 منفعة عظيمة لعباده الا القلیل
 الذی يقوم مقامه کثیر من الاشیاء
 کما انت ترعیم فی خلق النجوم وتقول
 انها علامات هادیة للمسافرین -
 وانت تعلم ان الناس قد صنعوا و
 عملوا لانفسهم لاسفار برّهم وبحرهم
 طرقاً اخری اغنتهم عن النجوم بل ما
 بقى لهم حاجة الى هذه العلامات
 اصلاً ثم اذا انصفت فوجب علیک
 ان تقول ان الناس لا یحتاجون الى
 النجوم کلها لیتخذوها علامات
 عند اسفارهم الا الى کواکب معدّدة
 واما النجوم الذی کثرت عدتها فی السماء
 حتی اتمکروا لا تستطيعون ان تعدوها
 فای حاجة للمسافرین الیهابیّنوا
 توجروا ان کنتولد عوانکم مبینین
 وان لم تبیینوا ولن تبیینوا فاتقوا الله
 الذی لا یحب المبطلین -

وکیف تظن ان الله خلق النجوم

کے لیے کوئی فائدہ نہیں اور یہ محض بے حقیقت ہیں اور
 انکو اللہ نے ردی اور بے فائدہ اشیاء کی مانند پیدا
 کیا ہے اور اس میں اپنے بندوں کے لیے سوائے معمولی
 فائدہ کے کوئی بڑا فائدہ پیدا نہیں کیا جس کی قائم
 مقام بہت سی اشیاء ہو سکتی ہیں جیسا کہ ستاروں
 کی پیدائش کے بارے میں خیال کرتا ہے اور کہتا ہے
 کہ وہ مسافروں کے لیے رہنمائی کرنیوالی علامات ہیں
 اور تو جانتا ہے کہ لوگوں نے اپنے لیے اور اپنے بری اور
 بحری سفروں کے لیے کئی اور طریقے بھی اختیار کئے
 ہیں جنہوں نے انہیں ستاروں سے بے نیاز کر دیا ہے
 بلکہ انہیں ان علامات کی بالکل کوئی حاجت نہیں۔
 پھر جب تو انصاف کرے تو تجھ پر لازم ہوگا کہ تو کہے
 کہ لوگ سوائے چند ستاروں کے باقی تمام ستاروں
 کے محتاج نہیں کہ وہ انہیں اپنے سفروں کے لیے علامات
 قرار دیں اور وہ ستارے جنکی آسمان میں اتنی کثرت
 سے یہاں تک کہ انکا شمار ممکن نہیں انکی مسافروں کو کیا
 حاجت ہے؟ اگر تم اپنے دعویٰ کو وضاحت
 بیان کر سکتے ہو تو بیان کر دو۔ ابھر پاؤ گے۔
 اور اگر تم نے بیان نہ کیا اور تم ہرگز بیان نہ کر سکو گے
 تو اس اللہ سے ڈرو جو باطل پرستوں کو پسند نہیں کرتا،
 اور تو کیسے خیال کرتا ہے کہ اللہ نے ستاروں

باطلة الحقيقة وما خلق فيها تأثيرات
عجيبة وانار في خواصا وتأثيرات
في ادنى مخلوقاته وكيف نعتقد ان
الله الذي وشح تلك الاجرام بالنوار
الظاهرة وزيتها بالصور المنيرة المشرقة
المعجبة لم يذقت الى ان يودع بواطنها
انوارا اخرى اعنى تأثيرات مما ينفع
الناس وقد سخر الشمس والقمر و
النجوم للناس وأشار الى ان كل منها
خلق لمصالح العباد والى ان وجود
تلك الاجرام من اعظم احساناته
وتفضلاته - وانه لم يذك تأثيرات
بعض الاشياء في كتابه المحكم وانها
قد ثبتت عند اولى التجارب فما لنا
ان لا نقرب تأثيرات اشياء قد ذكرها
الله تعالى في القرآن العظيم بل فضلها
على اكثر النعماء وحث عبادة على ان
يفكروا في خلق السموات والارض و
آياتها وقال ان في خلق السموات
والارض واختلاف الليل والنهار
لايات لاولى الالباب والحق ان

کو بے حقیقت پیدا کیا ہے اور ان میں تاثیرات عجیبہ نہیں
رکھیں ؛ حالانکہ ہم اس کی اونی مخلوقات میں بھی
خواص اور تاثیرات دیکھتے ہیں اور ہم کس طرح عقیدہ
رکھ سکتے ہیں کہ وہ اللہ جس نے ان اجرام کو ظاہری
انوار اور روشن ، چمکدار اور دل بھانے والی صورتوں
سے مزین کیا ہے وہ ان کے باطن میں دوسرے انوار
یعنی ایسی اثرات ودیعت کرنے کی طرف توجہ نہیں ہوا جو
لوگوں کو فائدہ دیں اور اس نے سورج چاند اور
ستاروں کو لوگوں کے لیے سخر کیا اور اس طرف اشارہ کیا
کہ ان میں سے ہر ایک بندوں کے مصالح کے لیے پیدا
کیا گیا ہے ۔ یہ کہ ان اجرام کا وجود اس کے عظیم تفضلات
اور احسانات سے ہے مگر اس نے بعض چیزوں کی تاثیرات
کو اپنی حکم کتاب میں بیان نہیں کیا اور اہل تجربہ
کے نزدیک یہ بات ثابت ہے پس یہیں کیا ہے
کہ ہم ان تاثیرات کا اقرار نہ کریں جکا اللہ تعالیٰ
نے قرآن عظیم میں ذکر کیا ہے بلکہ انہیں اکثر
نعماء پر فضیلت دی ہے اور اپنے بندوں کو ترغیب
دی ہے کہ وہ آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش اور ان
کے نشانات میں غور کریں اور اس نے فرمایا : ان فی
خلق السموات والارض واختلاف الليل والنهار لآيات
لاولى الالباب " آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن
کے آگے پیچھے آنے میں عقل مندوں کے لیے یقیناً کئی نشان ہیں)

تأثيرات الشمس والقمر والنجوم
 شيء يراه الخلق في كل وقتٍ وحين
 ولا سبيل الى انكارها مثلاً اختلاف
 الفصول وطبائعها وخصوصية كل
 فصل بامراض مخصوصة ونباتات
 معروفة وحشرات مشهورة شيء
 نعرفه، فلا حاجة الى تفصيلها وانت
 تعلم انه اذا طلعت الشمس فاضت
 الانوار فلا شك لهذا الوقت تأثير
 في النباتات والجمادات والحيوانات
 ثم اذا هرم النهار وكاد جُرف اليوم
 ينهار ففي ذلك الوقت تأثيرات
 أخرى والحاصل ان لبعث الشمس
 وقربها اثراً جلياً وتأثيرات قوية
 في الاشجار والاشمار والاحجار
 وامزجة بنى آدم ولا بد من ان
 نقر بها والا فاین نفر من علوم
 حسية بديهة تأبته عند كل قوم
 وكو من خواص القمر يعلمها
 الدهاقين وارباب الفلاحة فيا
 حسرة على الذين يقولون انا نحن

اور حتی یہ ہے کہ سورج، چاند اور ستاروں کی تاثیرات
 ایسی چیزیں ہیں جسے مخلوق ہر وقت دیکھتی ہے اور انکے
 انکار کی کوئی گنجائش نہیں مثلاً موسموں اور ان کے
 طبائع کا اختلاف، اور ہر موسم کا مخصوص امراض معروض
 نباتات اور مشہور کیڑے کوڑوں سے مخصوص ہونا ایسی
 چیز ہے جسے تو جانتا ہے اور اس کی تفصیل کی ضرورت
 نہیں اور تو جانتا ہے کہ جب سورج چڑھے اور انوار
 پھیلیں تو بیشک اس وقت نباتات، جمادات
 اور حیوانات میں خاص اثر ہوتا ہے، حتیٰ کہ جب
 دن کا آخری حصہ ہو اور دن ختم ہونے کے قریب ہو
 تو اس وقت کی بہت سی دوسری تاثیرات ہیں اور حاصل
 کلام یہ ہے کہ سورج سے قُرب و بُعد کا درخون پھول
 پتھروں اور بنی آدم کے مزاجوں میں واضح اور
 قوی اثر ہوتا ہے۔ ان کے اقرار کے سوا کوئی
 چارہ نہیں پس ہم ان علوم حسیہ بدیہ سے
 کہاں بھاگ سکتے ہیں اور جو ہر قوم کے نزدیک
 ثابت ہیں اور چاند کی کتنی ہی خاصیتیں جنہیں
 کسان، زراعت پیشہ لوگ جانتے ہیں۔ پس
 ہائے افسوس ان لوگوں پر جو کہتے ہیں ہم
 علماء ہیں۔ پھر وہ ادنیٰ جاہلوں کی مانند کلام
 کرتے ہیں اور حکماء اس بات پر متفق

العلماء ثورتی کمون کا رذل الجاہلین۔
 وقد اتفق الحكماء علی ان اعدل
 اصناف الناس سکان خط الاستواء
 وما هذا الا للتأثیر خاص یكون سببا
 لکمال صحتهم و زیادة فهمهم و
 حزمهم ولا شک ان هذا من العلوم
 الحسنة البدیة المرئیة و لا
 یعرض عنه الا الذی لا یحیط بسراج
 الحجة و یزیغ عن المعجزة فتعسا
 للمعرضین۔ وقد تقر فی دیننا ان
 بعض الاوقات مبارکة تجاب فیها
 الدعوات و تسمع فیها التضرعات
 کليلة القدر و ثلث الاخیر من اللیل
 و قال المحققون ان فی الاوقات المتی
 عینت للصلوات برکات محففة فلذلک
 خصها الله للعبادات فمن حافظ
 علیها و قضی کل صلوة بحضور القلب
 فی وقتها فلا شک انه یعطى برکاتها
 و یرصده حظ منها و ینال سعادة
 مطلوبة و ینجی من بئس القرین۔
 فتأمل هذا الموضع حق التأمل

ہیں کہ لوگوں میں سے زیادہ معتدل خط استوا
 کے قریب رہنے والے لوگ ہیں اور کوئی
 خاص تاثیر ہی ان کی اچھی صحت، فہم و عقل کے
 کے زیادہ ہونے کا سبب ہے اور بیشک یہ
 نظر آنے والے علوم حسیہ بدیہ سے ہے
 اور اس سے صرت وہی اعراض کرتا ہے
 جسے دلائل دبراہین کی روشنی نصیب نہیں ہوئی
 اور وہ اس شاہراہ سے ہٹ گیا ہے۔ پس
 اعراض کرنیوالوں پر ہلاکت ہو اور ہمارے دین
 میں یہ بات مُسلم ہے کہ بعض اوقات مبارک
 ہوتے ہیں جن میں دعائیں قبول ہوتی اور تضرعات
 سُنی جاتی ہیں جیسے یلۃ القدر اور رات کا
 آخری تیسرا حصہ اور محققین نے کہا ہے کہ
 نماز کے مقررہ اوقات میں بہت سی برکات
 پوشیدہ ہیں اسی لیے اللہ نے انہیں عبادات
 کے لیے مخصوص کیا ہے۔ پس جس نے ان کی حفاظت
 کی اور ہر نماز حضور قلب سے وقت پر ادا کی اُسے
 یقیناً اسکی برکات عطا ہوں گی اور ان سے بہت پائیگا
 اور مطلوبہ سعادت حاصل کریگا اور بُرے ساتھی سے
 نجات پائیگا۔

پس اس مقام پر غوب فر کر کیونکہ یہ بڑی عظمت

فانه موضع عظیم ومن جد فی الطلب
وجاهد فتقارنه العناية والتوفیق
والاجتباء ویعصمه الله من الخذلان
ویجعله من الموفّقین -

واذا عرفت هذا فان كنت ذا
قلب سلیم فقد عرفت الحقیقة و
زالت عنك شکوک كثيرة وشبهات
فی هذا الباب وانجابت غشاوة
الاسترابة وبانت اماراة الحق وكشف
عنك الغمی وهدیت الی نور الیقین
وان كنت لا یکفیک هذا وتجد فی نفسک
طلب الزیادة فی الايضاح والافصاح
فاعلم ان القرآن قد صرح بهذا فی
غیر موضع کقوله عز وجل فقال لها
ولارض ائتیا طوعاً او کرهاً فالتنا
أتینا طائعتین فقضهن سبع سموات
فی یومین واوحی فی کل سماء امرها
وکقوله ینزل الامر من بینهن وکقوله
یدبر الامر من السماء الی الارض
فهذه الآیات کلها تدل علی ان
الله الحکیم العلیم الرحیم الکریم

والا مقام ہے اور جس نے طلب کرنے میں کوشش
کی اور محنت کی تو عنایت اور توفیق اور برگزیدگی
اس کے ساتھ رہے گی اور اللہ اسے محرومی
سے بچائے گا۔ اور اے توفیق یافتگان سے بنائیگا۔

اور اگر تجھے اس کی معرفت حاصل ہو گئی اور
تو صاحب قلب سلیم ہے تو تجھے حقیقت مل جائے
گی اور تیرے بہت سے شکوک اور شبہات دور ہو جائیں
گے اور شکوک کا پردہ چھٹ جائیگا اور حق کی علالت
ظاہر ہو جائیگی اور شبہات دور ہو جائیں گے۔
تو نور یقین کی طرف ہدایت پائیگا۔ اور اگر تجھے یہ کافی
نہ ہو اور تو اپنے نفس میں زیادہ وضاحت اور فصاحت
کی طلب پائے تو جان لے کہ قرآن نے اس کی
دوسرے مقام پر بھی تصریح کی ہے جیسا کہ خدائے عزوجل
نے فرمایا: فقال لها ولارض ائتیا طوعاً او کرهاً فالتنا
أتینا طائعتین سبع سموات فی یومین واوحی فی کل سماء امرها
(پس اس نے اس سے آسمان اور زمین سے کہا دونوں اپنی مرضی سے یا
بجوہر ہو کر آجاؤ۔ ان دونوں نے کہا ہم فرمانبردار ہو کر آگئے ہیں پھر
ان کو سات آسمانوں کی صورت میں دو دور میں بنایا اور ہر آسمان میں جو
کچھ ہونا تھا اس کی طاقت اس میں ودیعت کر دی) اور جیسے

اس کا قول ہے: ینزل الامر من بینهن ۱۱ (ان آسمانوں اور زمینوں
کے درمیان اس کا حکم نازل ہوتا رہتا ہے) اور جیسے اس کا قول ہے:

عندہ دکان اللہ علیہا حکیم۔

فتد برفی هذه الآيات بنظر
عمیق وكرر النظر فيها واعلم ان هذا
الموضع من اجل المواضع لمن حقه
وفهمه ونظرة بدقة النظر ويؤيد
هذه الآيات قوله تعالى فلا اقيم
بمواقع النجوم وانت تفهم أن في
هذا القول إشارة الى ان للنجوم
ومواقعها دخل لتحسس زمان
النبوة ونزول الوحي ولاجل ذلك
قيل ان بعض النجوم لا يطلع الا في
وقت ظهور نبي من الانبياء فطوبى
للذي يفهم اشارات الله ثم يقبلها
كالنقات ولا يصول كالذي هو خليع
الرسن ومد يد الوسن ومن العصاة
ومن المتكبرين -

وان كنت ما سمعت من قبل
ببائنا واضحا كمثل بياننا هذا فلا
تعجب من ذلك فان لكل موطن مجال
ولكل وقت مقال وان الله لا ينزل
دقائق المعارف ولا يبسطها كل

دوسر کے بغیر پورا نہیں ہو سکتا۔ پس ان دونوں کا جوڑا بنانا اس کی
اپنی حکمت سے ہے اور اللہ عظیم درکھیم ہے۔

پس تو ان آیات میں گہری نظر کیسا تھ غور کر اور پھر
اس میں بار بار نظر دوڑا اور جان لے کہ یہ جگہ اس شخص
کے لیے سب بڑی جگہ ہے جس نے اس کی تحقیق کی۔ اے
سبھی اور شرف نگاہی سے اس کا جائزہ لیا اور ان آیات
کی تائید اللہ کا یہ قول کرتا ہے: "فلا أقسم بمواقع النجوم"
(اس میں ستاروں کے ٹوٹنے کو شہادت کے طور پر پوچھیں کرتا ہوں)
اور تو جانتا ہے کہ اس قول میں اس طرف اشارہ ہے کہ نجوم
اور ان کے مواقع کو زمانہ نبوت اور نزول وحی سے ایک
خاص تعلق ہے اور اسی لیے کہا گیا ہے کہ بعض ستارے
صرف کسی نبی کے ظہور کے وقت ہی طلوع ہوتے ہیں
پس خوشخبری ہے اس شخص کیلئے جو اللہ کے اشارات کو سمجھتا
اور پھر انہیں متقیوں کی طرح قبول کرتا ہے اور اس
شخص کی طرح حملہ نہیں کرتا جو منافران، متکبر اور بے لگام
اور آزاد ہوئے

اور اگر تو نے ہمارا اس سے پہلے کوئی داغ
بیان نہ سنا ہو تو اس سے تعجب نہ کر کیونکہ ہر
جگہ کے مناسب حال کچھ آدمی ہوتے ہیں اور ہر
بات کا ایک وقت ہوتا ہے اور اللہ دقیق معارف
اور ان کی تفصیل کو ضرورت کے وقت ہی

البسط الی فی وقت ضرورتها و کم من
لطائف و نکات تخفی من اهل زمان
شریائی وقت اظهارها فی زمان اخر
فیبعث الله محمداً فی ذلک الوقت
وینطق محدث الوقت بتلاک النکات
فیفصل مجملات اقتضت حالة
الزمان تفصیلها وتلقى علی لسانه
معارف الله الّتی قد جاء وقت تبیینها
فیبیّنہا للناس علی وجه البصیرة
بجائز متین۔ فیقبلہ الذی رکن
من الدنیا الی الله و یعرض عنه
الجاهل لغباوته و غلبه شقاوته فاتق
الله و کن من الصالحین۔

و اعلم ان کثیرا من العلماء الراغبین
ذهبوا الی ما ذهبنا فی تفسیر هذه
الآیات المتقدمة و كانوا یعتقدون
ان فی الشمس والقمر والنجوم تاثیرات
خلقها الله لمصالح عبادة کما قال
الرازی فی تفسیره الكبير و هو هذا۔
فان الشمس سلطان النهار والقمر
سلطان اللیل ولولا الشمس لما

نازل کرتا ہے اور کہتے ہی لطائف اور نکات میں
جو ایک زمانہ کے لوگوں سے مخفی رہتے ہیں۔
پھر دوسرے زمانہ میں ان کو ظاہر کرنے کا
وقت آ جاتا ہے۔ پس اللہ اس وقت ایک
مجدد کو بھیجتا ہے اور محدث وقت ان نکات کو
بیان کرتا ہے اور حالات زمانہ کے تقاضہ کے مطابق ان مجملات کی
تفصیل بیان کرتا ہے اور اس کی زبان پر کرتا ہے اللہ
کے وہ معارف جاری کیے جاتے ہیں جن کے کھول
کربیان کرنیکا وقت آ جاتا ہے اور وہ انھیں علی وجہ البصیرت
مضبوط دل کیساتھ بیان کرتا ہے۔ پس دنیا سے خدا کی
طرف مائل ہونیوالا شخص اسے قبول کر لیتا ہے اور جاہل اپنی
غباوت اور غلبہ بدبختی سے اس سے اعراض کرتا ہے پس
اللہ کا تقویٰ اختیار کر اور نیکوں سے ہو جا۔

اور جان لے کہ اکثر راہِ نسخ علماء متذکرہ آیات
کی تفسیر میں اس طرف گئے ہیں جس طرف ہم گئے
ہیں اور وہ عقیدہ رکھتے تھے کہ سورج، چاند اور
ستاروں میں تاثیرات ہیں اور انہیں اللہ نے
اپنے بندوں کی مصلحتوں کے لیے پیدا
کیا ہے۔ جیسا کہ امام رازی نے تفسیر کبیر میں کہا
ہے۔ سورج دن کا اور چاند رات کا بادشاہ
ہے اور اگر سورج نہ ہوتا تو چاروں موسم حاصل ہوتے

اور اگر یہ موسم نہ ہوتے تو مصالح عالم مکمل طور پر مختل ہو جاتے اور ہم نے سورج اور چاند کے فوائد اس کتاب کے شروع میں پوری تحقیق سے بیان کیے ہیں (اسکا کلام پورا ہوا) پس تو اس میں فکر کر اور اس کے پاس سے خوابیدہ آدمیوں کی طرح نہ گزر جا۔

اور حجۃ اللہ الباقیہ کے مصنف نے کہا ہے
البتہ پختہ اور دوسرے ستاروں کے بارے میں
یہ بعید نہیں کہ ان دونوں کی کوئی حقیقت ہو کیونکہ
شرعیات نے صرف ان میں مشغول ہو جانے سے منع کیا
ہے حقیقت کی کئی طور پر نفی نہیں کی اور سلف صالح سے
ان چیزوں میں مشغول نہ ہونا اور شغل رکھنے والوں کی مذمت
اور ان تاثیرات کا قبول نہ کرنا ثابت ہے نہ یہ بات کہ
تاثیرات بالکل ہیں ہی نہیں۔ اور ان میں سے بعض چیزیں
ایسی ہیں جو بدیہیات اولیہ کے درجہ کو پہنچ چکی ہیں جیسے
شمس و قمر کے حالات وغیرہ کے تحت لایے موسموں
کا بدن وغیرہ۔ اور ان میں سے بعض باتیں ایسی ہیں جن پر
علم قیاس، تجربہ اور علم نجوم دلالت کرتے ہیں جیسا
کہ یہ علوم سوئچھ کے گرم اور کافور کے ٹھنڈا ہونے پر
دلالت کرتے ہیں اور یہ بعید نہیں کہ ان کی تاثیر دو
زنگوں میں ہو۔ ایک رنگ طبائع سے مشابہ ہو۔ پس
جیسا کہ ہر نوع کی تاثیرات ہوتی ہیں جو اسی نوع کے ساتھ

حصلت الفصول الأربعة ولولاها
لاختلفت مصالح العالم بالكلية وقد
ذكرنا منافع الشمس والقمر والاستقصاء
في أول هذا الكتاب ثم كلامه
فتفكر فيه ولا تتركها كالناثمين۔

وقال صاحب حجۃ الله البالغة
أما الأنواع والنجوم فلا يبعد أن
يكون لهما حقيقة فإن الشرع إنما
أقبح بالنهي عن الاشتغال به لا نفي
الحقيقة البتة وإنما توارث من السلف
الصالح ترك الاشتغال به وذم المشتغلين
وعدم القبول بتلك التأثيرات لا القول
بالعدم أصلاً وإن منها ما يلحق بالبدیہیات
الأولية كاختلاف الفصول باختلاف
أحوال الشمس والقمر ونحو ذلك و
منها ما يدل عليه الحدس والتجربة
والرصد كمثل ما تدل هذه على
حرارة الزنجبيل وبرودة الكافور ولا
يبعد أن يكون تأثيرها على وجهين
وجه يشبه الطبائع فكما أن لكل
نوع طبائع مختصة به من الحر والبرد

والیبوسة والرطوبة بها يمتسك في دفع الامراض فكذا لك للافلاك والكواكب طبائع وخواص كحر الشمس ورطوبة القمر فاذا جاء ذلك الكوكب في محله ظهرت قوته في الارض الا تعلم ان المرارة انما اختصت بعادات النساء واخلاقهن بشيء يرجع الى طبيعتها وان خفي ادراكها والرجل انما اختص بالجرأة والجهورية وغوهم المعنى في مزاجه فلا تنكر ان يكون لحلول قوى الذهبية والمريخ بالارض اثر كما تر هذه الطبائع الخفية وثانيتها وجه يشبه فتوة روحانية مشتركة مع الطبيعة وذلك مثل قوة نفسانية في الجنين من قبل أمه وابيه والمواليد بالنسبة الى السموات والارضين كالجنين بالنسبة الى ابيه وأمّه فتلك القوة تهيئ العالم لفيضان صورة حيوانية ثم انسانية ولحلول تلك القوى بحسب الاتصالات الفلكية انواع

مختص ہوتی ہیں۔ جیسے گرم و سرد ہونا، خشک و تر ہونا وغیرہ جن سے بیماریوں کے دور کرنے میں مدد لی جاتی ہے اسی طرح افلاک اور ستاروں کی تاثیرات اور خواص ہیں جیسے سورج کی گرمی اور چاند کی رطوبت۔ پس جب وہ ستارہ اپنی (جگہ) پر آجاتا ہے، تو اس کی قوت زمین میں ظاہر ہو جاتی ہے۔ کیا تو نہیں جانتا کہ نعلی عورتوں کی طبیعت سے مخصوص ہے اور ان کے اخلاق بھی ان کی طبیعت سے مناسبت رکھتے ہیں اور مرد اپنے مزاج کے لحاظ سے ایک رنگ میں جرات اور مردانگی کی خصوصیت رکھتے ہیں۔ پس تو اس بات سے انکار نہ کر کہ ہر طرح ان طبائع خفینہ کا اثر ہوتا ہے اسی طرح زہرہ اور مریخ کی قوتوں کا زمین پر نازل ہونیکا اثر ہوتا ہے۔ اور دوسرا رنگ قوت روحانیت اور طبیعت سے مشابہ ہے اور یہ اس قوت نفسانیہ کے مشابہ ہے جو بچہ میں اس کی ماں اور باپ کی طرف سے پائی جاتی ہے اور عناصر ثلاثہ کو آسمان اور زمین سے وہ نسبت ہے جو بچہ کو ماں باپ سے ہوتی ہے پس یہ قوت عالم کو صورت حیوانیہ پھر صورت انسانیہ کے فیضان کے لیے تیار کرتی ہے اور فکلی اتصالات کے لحاظ سے ان قوتوں کا حلول کئی اقسام کا ہوتا ہے اور ہر نوع کے لیے

بعض خواص ہوتے ہیں۔ پس ایک قوم نے اس علم میں غور کیا تو انھیں ستاروں کا علم حاصل ہو گیا جسکے ساتھ وہ آئندہ کے واقعات کا علم حاصل کرتے ہیں۔ مگر جب قضاء الہی اس کے خلاف مقرر ہو جاتی ہے تو ستاروں کی قوت متصورہ کو ایک دوسری صورت میں ظاہر کر دیتی ہے جو اس صورت کے قریب ہوتی ہے اور اللہ اپنے حکم کو پورا کرتا ہے بغیر اس کے کہ ستاروں کے خواص کے نظام میں کوئی خلل واقع ہو۔

پس اے عزیز! دیکھ اللہ تعالیٰ تیرے ساتھ ہو کہ تاثیرات نجوم کا قائل ایک یہ شخص ہند کے علماء میں سے ایک عالم ربانی ہے جو اپنے وقت کا مجدد تھا اور ان کے فضائل اس ملک میں مشہور ہیں اور بڑوں اور چھوٹوں کی نظر میں اہم ہے۔ اور مومنوں میں سے کوئی بھی اس کی علوشان میں اختلاف نہیں رکھتا۔ پس ہلاکت ہے ان لوگوں کے لیے جو ایک مغلوب بے شرم کی طرح اپنی زبانیں مسلمانوں کی تکفیر کے لیے دراز کرتے ہیں اور وہ اپنے اماموں کے کلمات پر غور نہیں کرتے اور وہ چاہتے ہیں کہ کفار کو زیادہ اور مسلمانوں کو کم کریں۔ اور وہ چاہتے ہیں کہ امت مسلمہ کو سخت فتنہ میں ڈال دیں۔ ان میں سے بعض بعض کو کافر قرار دے رہے ہوں

ولکل نوع خواص فامعن قیوم فی
 هذا العلم فحصل لهم علم النجوم
 يتعرفون به الوقائع الآتية غير ان
 القضاء اذا انعقد على خلافه جعل
 قوة الكواكب متصورة بصورة اخرى
 قريبة من تلك الصورة واتقوا الله
 قضاء من غير ان ينخرم نظام الكواكب
 في خواصها تتركها الله رحمة الله -
 فانظروا بها العزيز كان الله
 معك ان هذا القائل بتاثير النجوم
 عالم رباني من علماء الهند وكان
 هو مجد زمانه وفضائله متبينة
 في هذه الديار وهو امام في اعيان
 الكبار والصغار ولا يختلف في
 علوشانه احد من المؤمنين
 فويل للذين يطيلون لسنهم
 لتكفير المسلمين كالوقاح المتسلطة
 ولا يتفكرون في كلمات ائمتهم و
 يريدون ان يزيدوا الكفار ويقلوا
 اهل الاسلام ويريدون ان يلقوا
 الأمة في فتنة صماء يكفر بعضهم

اور وہ اپنے ایمانوں کو دسترخوان کے پچھلے کھجوروں اور گھاٹ کی بھاگ کے لیے بیچ دیتے ہیں اور وہ نکھتوں کی طرح، اینٹ، پیپ، لوگوں کے پانچلہ پر گرتے ہیں۔ اور گلاب، ریحان، کستوری، عنبر اور صابن پانی کی نروں کو چھوڑ دیتے ہیں۔ پھر جان لو کہ وہ فاضل جکے کلام کا تھوڑا سا حصہ ہم نے لکھا ہے اس نے ”فیوض الحرمین“ میں اس سے بھی زیادہ لکھا ہے۔ پس ہم اس کی عبارتوں سے جو ستاروں اور افلاک کی تاثیرات سے متعلق ہیں کچھ لکھتے ہیں اور وہ یہ ہیں۔

بسا اوقات ایک شخص شریف الاصل

نہیں ہوتا، لیکن اتفاق سے وہ ایسے زمانہ میں پیدا ہوتا ہے کہ اس وقت اتصالات فلکیہ اس کی شرافت نسب کا تقاضا کرتی ہیں اور یہ سمجھا ہوں کہ یہ اسی وقت ہوتا ہے جب زحل کا سورج اور مشتری کیساتھ ایک لحاظ سے امتزاج ہو اور اس امتزاج کی صورت یہ ہوتی ہے کہ زحل کی حیثیت ایک آئینہ کی ہو اور سورج اور مشتری کا نور اس میں منعکس ہو رہا ہو پس اس کی فہم سے اس وقت نسب کی بزرگی اور شرافت پیدا ہوتی ہے۔

واللہ اعلم۔ اور یہ اتصال اس طرح ہوتا ہے کہ اتصال کا اثر اس کی صورت پر اس طرح محفوظ ہو جاتا ہے جس طرح پختے

بعضاً ویبیعون الایمان لفضالة الماکل
وشماله المنهل ویسقطون کالذباب
علی قیح ومخاط وبرا زالناس ویترکون
ورداً اور یجاناً ومسکاً وعندراً وانهار
ماء معین۔ ثم اعلم ان الفاضل
الذی کتبنا قلیلاً من کلامه قال فی
فیوض الحرمین ازید من هذا
فلنذکر قلیلاً من عباراته التی
فیہا بیان تاثیر النجوم الافلاک
وهی هذہ۔

ربما لو یکن الرجل شریفاً فی

الاصل ولكنه ولد فی زمان تقضی
الاتصالات الفلکیة یومئذ نباهة
نسبه وارئی ان ذلک بنوع امتزاج
زحل مع الشمس والمشتري بحیث
یکون الزحل مرآة ونور الشمس
والمشتري منعکسافیه فحینئذ
یکون واللہ اعلم براعة النسب والنباهة
من اجله ویكون ذلک الاتصال
بحیث ینحفظ فی صورته المفاضة
حکم هذہ الاتصال کما ینحفظ فی الاول

اشكال الوالدین، وتخطیطهما و
 هذا الرجل ليس له شرف موروث
 ثقال في مقام اخر من كتابه
 الفيوض هالك ما فهمني ربي انه
 يجي من مد السماء الاولى
 نقول وتوسطات وزى - ومن السماء
 الثانية قواعد منضبطة فتكتب
 وتسطر وتعلم وتوثر كابرا عن كابر
 وتوقر بها الصدور وتتلأ به
 الصحف ومن السماء الثالثة لون
 طبعي فتصير طبيعته وتميل اليه
 الطبائع وتهيج لها حمية منهم
 فيحمونها وينصر ونها ويناضلون
 دونها ويحبونها كحب الاموال
 والاولاد والانفس - ومن السماء
 الرابعة غلبة وقوة وتسخير فيكون
 مسخر لها اكابر الناس واصاغرهم
 علماءهم وامراءهم ومن السماء الخامسة
 نكائة وشدة فلن ترى منكرها
 الا وقد امتحن بالمحن وابتلى
 بالبلايا ولعن وعوقب كان من الغيب

یہ والدین کے نقوش اور خدوخال آجاتے ہیں۔ اب
 یہ جو مولود ہوتا ہے اس کو ورثہ میں بزرگی و نسب نہیں ملتا۔
 پھر انھوں نے اپنی کتاب فیوض الحرمین میں ایک
 اور جگہ لکھا ہے کہ "اس ضمن میں جو میرے رب نے
 مجھے سمجھایا ہے یہ ہے کہ پہلے آسمان سے جو مدد نازل
 ہوتی ہے وہ نقول، توسطات اور لباس کی صورت
 میں ہوتی ہے اور دوسرے آسمان سے مدد و مرتب
 قواعد جو لکھے جاتے ہیں، پڑھے جاتے ہیں اور یکھے جاتے
 ہیں اور نسل در نسل موثر ہوتے ہیں اور ان کے ذریعے سے
 سینے معزز ہوتے ہیں اور ان سے صحیفے پڑھتے ہیں۔
 اور دوسرے آسمان سے ایک طبعی رنگ کا فیضان ہوتا ہے
 اور یہ رنگ انسان کی طبیعت بن جاتا ہے اور لوگوں کی
 طبائع اس کی طرف مائل ہوتی ہیں اور اسی رنگ کیلئے
 ان کی حیثیت جوش میں آتی ہے پس وہ اسکی حمایت کرتے
 ہیں، اس کی مدد کرتے ہیں اور اس سے وہ مقابلہ کرتے ہیں
 اور اس سے ایسی محبت کرتے ہیں جیسے وہ اپنے اموال سے
 اولاد سے اور اپنی جانوں سے محبت کرتے ہیں اور چوتھے
 آسمان سے غلبہ، قوت اور تسخیر نازل ہوتے ہیں اور اس کی قہر
 سے بڑے اور چھوٹے علماء و امراء سب کے سب اس کے لیے
 مستخر کر دیے جاتے ہیں۔ اور پانچویں آسمان سے تکلیف
 اور شدت نازل ہوتی ہے اور تو دیکھے گا کہ اس کا منکر

ناصرًا لها ومن السماء السادسة
 هداية معظمة فيكون سببًا
 لا هتد انهم ومثابة للناس الى
 كما لهم ومن السابعة الشرف
 الدائم الذي كالندب في الحجر
 لا يزال حتى تمزع او صاله وتقطع
 اجزائه فهذه اركان سبعة تلتهم
 في الملاء الاعلى فيكون جسدًا
 سوى فيهم فينفخ من التدلى
 الاعظم جذب فيها بمنزلة الروح
 في الجسد فمن تلبس بتلك الاذكار
 والا فكار وتزين بذلك الذي
 شملته الرحمة الالهية واتاه
 الجذب من فوقه ومن تحته و
 يمينه وشماله ومن حيث لا
 يحتسب ثور يربى هذا الطفل
 سادات الملاء الاعلى ويخدمه
 الملاء السافل فلا يزال يتقرر امره
 ويزداد شأنه حتى يأتى امر الله على
 ذلك فهذه هي الطريقة وقس
 عليه المذهب في الفروع والاصول

مصائب میں گرفتار اور دکھوں میں مبتلا کیا جائیگا اس پرعت
 کی جائیگی اور اسے عذاب دیا جائیگا۔ گویا غیب کوئی اسکی مدد
 کر رہا ہے اور چھ آسمان سے بڑی عظمت ہدایت نازل ہوتی
 ہے۔ وہ شخص لوگوں کی ہدایت کا سبب بن جاتا ہے اور انکے
 کمالات کے حصول کی جگہ بن جاتا ہے اور ساتویں آسمان سے ایک مستقل
 شرف عطا ہوتا ہے جو پتھر میں اس نشان کی مانند ہوتا
 ہے کہ سینک پتھر کے جوڑ جوڑ امگ نہ یکے جائیں اور
 اس کے اجزاء ٹکڑے ٹکڑے نہ یکے جائیں وہ اس
 سے راز کی نہیں ہوتا۔ پس یہ ساتوں ارکان ہیں جو تم ملار اعلیٰ
 میں اس طرح پاتے ہو کہ ان تمام کارہاں ایک جسم بن جاتا
 ہے پھر اس جسم میں تدلی اعظم کی طرف سے جذب کی روح
 پھونکی جاتی ہے جو اس کے لیے وہی حیثیت رکھتی ہے جو
 ایک انسانی جسم میں روح کی ہوتی ہے۔ پس جو ان اذکار
 اور اذکار کا لباس پہن لیتا اور اس سے ستر بن ہو جاتا
 ہے تو رحمت الہیہ سے ڈھانپ لیتی ہے اور اس پر اوپر سے
 نیچے سے، دائیں سے بائیں سے اور ایسی جگہ سے جس کا وہ گان
 بھی نہیں کر سکتا جذب کا نزول ہوتا ہے پھر ملار اعلیٰ کے
 اکابر اس پتھر کی تربیت کرتے ہیں اور ملار سافل اسکی خدمت
 کرتے ہیں اور اس طرح اس کی حیثیت برابر مستقل ہوتی جاتی
 اور اسکی شان بڑھتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اسکے متعلق اللہ
 کا حکم صادر ہو جاتا ہے۔ پس یہی اصل طریق سلوک ہے اور تو

فكل من ادعى ان الله تعالى اعطاه طريقة
او مذهبا ولو يكن الذي اعطاه كما
وصفنا فقد عجز عن معرفة الامر
على ما هو عليه ثوليس كل احد
يقضى له بالطريقة وليس عند الله
جزاؤ ولا تخمين في شيء من الاشياء
بل انما يعطى من جبل مبارك زكيا
فيه امداد الافلاك السبعة والملا
الاعلى والسافل وله رحمة خاصة
من التالى الاعظم وكم من عارف
عظيم المعرفة اوفانى باقى شديدا
الفناء سابع البقاء ليس بمبارك زكى
فلا يعطاها وكذلك لا يتعاطى حفظها
كل احد بل لكل امر رجل خلق له و
يسر جبل لذلك واما صورة ظهورها
فنشأة اخرى وراء النشأة المتعارفة
حقيقة بركة فائضة فى الاعراض
والافعال تعركل امه رحمه الله
فان كفر احد بهذه العقائد
نكفره اولافان الفضل للمتقدمين
من اعتراضاتهم انهم قالوا

مذہب کے فروغ اور اصول کو اس پر قیاس کرے۔
ہر وہ شخص جو اس بات کا دعویٰ کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اس
سلوک کا کوئی طریق یا مذہب عطا کیا ہے اور وہ شخص جسے یہ طریق
عطا کیا ہو ایسا نہ ہو جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے تو وہ معاملہ کی
حقیقت کو سمجھنے سے عاجز ہے گا، اور پھر آدمی ایسا ہوتا بھی
نہیں کہ اسکے لئے کس طریق کا فیصلہ کیا جائے اور اللہ تعالیٰ تو
کسی چیز کے باریک بین مطلق و تحمین سے کام نہیں لیتا، بلکہ ہر طرف
ان عظیم المرتبت لوگوں کو عطا کرتا ہے جو مبارک اور
پاک ہو اور اس میں ساتوں آسمانوں اور ملائکہ اعلیٰ اور سافل
کی امداد شامل ہوتی ہے اور اسکے لئے تدلی غلم کی خاص رحمت
ہوتی ہے اور کتنے ہی عارف ہیں جو بڑی معرفت والے ہیں اور
مقام فانیں انتہا تک پہنچے ہوئے اور مقام بقا کے حامل ہیں
لیکن چونکہ انکی حقیقت مبارک اور پاک نہ تھی اس لیے ان کو
یہ نعمت عطا نہ ہوئی اسی طرح طریقہ سلوک کی حفاظت کا منصب
ہر شخص کو عطا نہیں ہوتا بلکہ اقصیٰ ہے کہ ہر کام کیلئے ایک آدمی
ہوتا ہے جو اس کام کے لیے پیدا ہوتا ہے اور اس میں اس کام کو کرینکی
جلی استعداد ہوتی ہے، البتہ اسکے ظہور کی صورت معرود پیدائش
سے قبل ہے ایک اور پیدائش ہے مصنف کا کلام پورا ہوا اللہ اش
رحم کرے، پس اگر تو ان عقائد کو جو بے کسی کو کافر قرار دیتا ہے تو
یشک ہے پہلا کافر قرار دے کیونکہ غیبت متعین کو ہے۔
اور ان کا یہ بھی اعتراف ہے کہ یہ شخص مسیح ہے

ان هذا الرجل يحقر معجزات المسيح
ويستهزء بها ويقول انها ليست
بشيء ولو اردت لأرى مثله ابل اكبر
منها ولكنى اكراه ولا اتوجه اليها
كالشاكقين۔ اما الجواب فاعلم ان
المعجزة ليس من فعل العباد بل من
افعال الله تعالى فما كان لرجل ان
يقول ان افعل كذا او كذا باختياري
وارادتي وما يفعل انسان باختياري
وارادته وتدبيره فهو فعل من
افعال الانسان ولا نسميه معجزة بل
هو كيد او سحر فافهم يا اخي زادك
الله رشداً ائني ما قلت كما فهم المستعجلون
بل قلت متكلماً بزي رجل محمدى
نظراً على فضل كان على سيدنا
محمد بن المصطفى خاتم النبيين
وما فحكت على المسيح وما
استهزئت بمعجزاته بل كان مرادى
من كلامى كلها انا اوتينا ديننا كاملاً
ونبيّاً كاملاً ولا شك انا نحن خيرة امة
اخرجت للناس فكم من كمال يوجد

عليه السلام کے معجزات کی تحقیر کرتا، ان پر استہزاء
کرتا اور کہتا ہے کہ وہ تو کچھ بھی نہیں اور اگر میں چاہوں تو اس
جیسے بلکہ اس سے بڑے معجزات دکھا سکتا ہوں، لیکن
میں ناپسند کرتا ہوں اور ان کی طرف شاکتین کی مانند
توجہ نہیں کرتا۔ اس کے جواب میں تو جان لے کہ معجزہ
دکھانا بندوں کا فعل نہیں بلکہ اللہ کا فعل ہے۔ پس کسی
شخص کے لیے یہ جائز نہیں کہ کہے میں یہ اپنے
اختیار اور ارادہ سے کرتا ہوں اور انسان جو اپنے
اختیار اور ارادہ اور تدبیر سے کرتا ہے، وہ انسانی فعل ہے
اور ہم اس کا نام معجزہ نہیں رکھتے بلکہ وہ ایک تدبیر
یا جادو ہے۔ پس اے میرے بھائی تو سمجھ لے اللہ
تجھے مزید ہدایت دے۔ میں نے ایسے
نہیں کہا جیسے جسد بازوں نے سمجھ
لیا ہے بلکہ میں نے ایک محمدی شخص کے پاس میں
اپنے آقا خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر ہونے
والے فضل کو تدبیر رکھ کر بات کی ہے۔

اور میں مسیح علیہ السلام پر ہنسنا نہیں اور

نہیں نے اس کے معجزات پر استہزاء کیا ہے
بلکہ میرے تمام کلمات سے میری مراد یہ تھی کہ ہمیں
ایک کامل دین اور کامل بنی ملا ہے اور اس میں کوئی
شک نہیں کہ ہم ہی خیر امت ہیں جو لوگوں کے فائدہ

فی الانبیاء بالاصالة ویحصل لنا افضل
منه واولی منه بالطریق الظنی وھذا
فضل اللہ یؤتیہ من یشاء الا تدری
الی قول رسول اللہ صلی اللہ اذ قال
ان فی الجنة مکانا لا ینالہ الا رجل واحد
وارجوان اکون انا ہو فبکی رجل من
سماع ھذا الکلام وقال یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لا اصبر علی فراقک
ولا استطیع ان تكون فی مکان وانا فی
مکان بعید عندک محجوباً عن رؤیة
وجھک فقال لہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم انت تكون معی وفی
مکانی فانظر کیف فضله علی الانبیاء
الذین لا یجدون ذالک المکان ثم
انظر الی قوله تعالی ودعائه الذی
علمنا اھدنا الصراط المستقیم
صراط الذین انعمت علیہم
فانا اُمرنا ان نقدر الی الانبیاء کلہم
ونطلب من اللہ کمالا تھم ولما کانت
کمالات الانبیاء کاجزاء متفرقة و
اُمرنا ان نطلبھا کلھا ونجمع مجموعہ

کیلئے یہ کہنے گئے ہیں پس کہتے ہی کمال ایسے میں جو نبیاء
میں اصالتاً پائے جاتے ہیں اور ہمیں وہ افضل و اعلیٰ طور پر
علیٰ طریق سے حاصل ہوتے ہیں اور یہ اللہ کا فضل ہے
وہ بچے چاہتا ہے دیتا ہے۔ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے قول کی طرف نہیں دیکھتا جب آپؐ نے فرمایا جنت
میں ایک مکان ہے جسے ایک ہی شخص حاصل کر سکتا ہے اور
میں اُمید رکھتا ہوں کہ وہ میں ہی ہوں۔ آپؐ کی یہ بات سنکر
ایک شخص رو پڑا اور اس نے کہا یا رسول اللہ میں آپؐ کے جدا
ہونے پر صبر نہیں کر سکوں گا اور میں اس بات کی بھی طاقت
نہیں رکھتا کہ آپؐ ایک جگہ ہوں اور میں آپؐ کو دوسری
جگہ اور آپؐ کا چہرہ مبارک دیکھنے سے حجاب میں ہوں۔ تو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو میرے ساتھ ہوگا
اور میری جگہ میں ہوگا پس دیکھ کہ کیسے اللہ نے اسے
دوسرے انبیاء پر فضیلت دی ہے جو اس جگہ کو نہیں
پا سکتے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے اس قول اور اس دعا کی طرف
دیکھ جو اس نے ہمیں سکھائی یعنی اُھدنا الصراط المستقیم
صراط الذین انعمت علیہم (یعنی سیدھے راستے پر چلا، ان لوگوں
کے راستے پر جنہوں نے انعام کیا۔) پس ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم
سب انبیاء کی پیروی کریں اور اللہ تعالیٰ سے ان کے
کمالات طلب کریں اور جب انبیاء کے کمالات
متفرق اجزاء کی مانند ہیں اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ان سب کو

تلك الاجزاء في النفس فلزم ان يحصل
لنا شيء بالظلية ومتابعة رسول الله
صلى الله عليه وسلم والحمد لله يحصل
لفرد من الانبياء وقد اتفق علماء
الاسلام انه قد يوجد فضيلة جرئية
في غير بنى لا توجد في بنى ثم انظر
الى كلام ابن سيرين حين سئل عن
مرتبة المهدي وقيل اهو كابي بكر
في فضائله قال بل هو افضل من بعض
الانبياء وما اختلف اثنان من علماء
هذه الامة في ان الفضائل الظلية
التي توجد في هذه الامة تفوق
بعض الفضائل التي توجد في الانبياء
بالاصالة ولذلك قيل ان الانبياء
السابقين كانوا ينظرون الى هذه
الامة بعين الغبطة وتمنى اكثرهم
ان يكونوا منهم فلو لم يكن في هذه
الامة شيء من انواع الفضائل التي
لها توجد في انبياء بنى اسرائيل
فلما سئلوا ربهم ان يجعلهم من
هذه الامة واما كراهننا من بعض

طلب کریں اور اپنے نفوس میں ان اجزاء کا ایک مجموعہ
جمع کریں تو لازم آیا کہ میں ظلی رنگ میں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی پیروی سے وہ چیز حاصل ہو جائے جو انبیاء
کو فرداً فرداً حاصل نہیں ہوئی اور علماء اسلام اس پر
متفق ہیں کہ کبھی کوئی جزوی فضیلت غیر بنی میں ایسا بھی
پائی جاتی ہے جو کسی بنی میں نہیں پائی جاتی پھر ان میں سے
کے کلام کی طرف دیکھ جب ان سے مہدی کے متعلق
متعلق سوال کیا گیا اور کہا گیا کہ کیا وہ اپنے فضائل میں ابو بکر
کی مانند ہوگا تو فرمایا، بلکہ وہ بعض انبیاء سے بھی
افضل ہوگا اور اس آیت کے علماء میں سے کسی نے
نہ بھی اس بات میں اختلاف نہیں کیا کہ وہ ظلی
فضائل جو اس امت میں پائے جاتے ہیں وہ ان
بعض فضائل پر فوقیت لے گئے ہیں جو انبیاء
میں اصالتاً پائے جاتے ہیں اور اسی لیے کہا گیا
ہے کہ سابق انبیاء اسی امت کو رشک کی نگاہ
سے دیکھتے تھے اور ان میں سے اکثر نے یہ تمنا کی
ہے کہ وہ اس میں سے ہوں۔ پس اگر
اس امت میں فضائل کی اقسام سے کوئی
ایسی چیز نہ ہوتی جو بنی اسرائیل کے انبیاء
میں نہ تھی تو انھوں نے اپنے رب سے یہ سوال
کیوں کیا کہ وہ انھیں اس امت سے بنا دے؟
ابتداء حضرت مسیحؑ کے بعض معجزات

معجزات المسیح فامحق وكيف لا
نكره امورا لا توجد حلتها في شريعتنا
مثلا قد كتب في انجيل يوحنا الاصحاح
الثاني ان عيسى دعى مع امه الى العرس
وجعل الماء خمرًا من انية ليشرب
الناس منها فانظر كيف لا نكره مثل
هذه الايات فان لا نشرب الخمر ولا
نحسبه شيئًا طيبًا فكيف نرضى بمثل
هذه الاية وكمر من امور كانت من
سنن الانبياء ولكننا نكرهها ولا نرضى
بها فان آدم صفي الله كان يزوج
بناته ابنه وغن لا نحسب هذا العمل
حسنًا طيبًا في زماننا بل كذا كارهيين -
فلكل وقت حكم ولكل امة منهم
وكذا لا نكره ان يكون لنا اية خلق الطيور
فان الله ما اعطى رسولنا هذا الاعجاز
وما خلق نبينا ذبابة فضلًا عن
ان يخلق طيرًا عظيمًا وكان السر في
ذلك اعلاء كلمة التوحيد وتنجية
الناس من كل ما هو كان محل الخطر بل
قد يكون كبد الشرك هذا اما كان

سے ہماری کراہت حق بات ہے اور ہم کیسے ان امور
کو ناپسند نہ کریں جسکا جواز ہماری شریعت میں نہیں
ہے۔ مثلاً انجیل یوحنا کے باب ۲ میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام
کو آپ کی والدہ کے ساتھ ایک شادی میں بلایا گیا۔
اور آپ نے ایک برتن کے پانی کو شراب بنا دیا تھا
تھا لوگ اسے پیئیں۔ پس دیکھ کہ ہم اس قسم کے نشانات
کو ناپسند کیوں نہ کریں کیونکہ ہم شراب نہیں پیئیں اور
اسے طیب نہیں سمجھتے۔ پھر ہم ایسے نشان پر کیسے
راضی ہو جائیں اور کئی ایک امور سنت انبیاء
تھے، لیکن ہم انہیں ناپسند کرتے ہیں اور
ان پر راضا مند نہیں ہوتے۔ آدم صفی اللہ اپنی
بیٹی کی شادی اپنے بیٹے سے کر دیتے تھے اور ہم اپنے زمانہ میں
اس فعل کو اچھا اور طیب خیال نہیں کرتے بلکہ ناپسند کرتے ہیں۔
پس ہر وقت کے لیے ایک حکم ہے اور ہر امت
کے لیے ایک مسلک ہوتا ہے اور اسی طرح ہم ناپسند
کرتے ہیں کہ ہمارے لیے پرندے پیدا کرنے کا معجزہ ہو کیونکہ
اللہ نے ہمارے رسول کو یہ معجزہ عطا نہیں کیا،
اور ہمارے رسول اللہ علیہ وسلم نے بڑا پرندہ پیدا کرنا تو
کبھی ایک مکھی بھی پیدا نہیں کی اور اس میں رازیہ تھا نہ کلمہ
توحید بلند ہوا اور ہر خطرے کی جگہ سے لوگوں کو بچایا جائے۔
بلکہ کبھی وہ مقام بشرک کے نیچ کی مانند ہوتا ہے۔
یہی بات ہماری کتاب میں مقصود تھی اور اعمال

مراد نافی کتابنا وانما الاعمال بالنیات
قد بر ساعۃ لعل اللہ یجعلک من
المصدقین۔

ومن اعتراضاتهم انهم قالوا
ان هذا الرجل يحسب الملائكة ارواح
الشمس والقمر والنجوم اما الجواب
فاعلم انهم قد اخطوا في هذا
والله يعلم اني لا اجعل ارواح النجوم
ملائكة بل اعلم من ربي ان الملائكة
مدبرات للشمس والقمر والنجوم
وكلماني في السماء والارض وقد قال
الله تعالى وان كل نفس لما عليها
حافظ وقال والمدبرات امرا ومثل
تلك الايات كثير في القرآن فطوبى
للمتدبرين۔

ومن اعتراضات المكفرين انهم
قالوا ان هذا الرجل ادعى النبوة و
قال اني من النبيين۔ اما الجواب
فاعلم يا اخي اني ما ادعيت النبوة
وما قلت لهم اني نبي ولكن تعجلوا و
اخطاؤني فهم قولي وما فكمروا

کا مدار زنیوں پر ہے۔ پس تو کچھ دیر
غور کر شاید اللہ تعالیٰ تجھے تصدیق کر نیوالا
بنا دے۔

اور ان کا ایک اعتراض یہ ہے کہ یہ شخص
فرشتوں کو سورج، چاند اور ستاروں کی ارواح
خیال کرتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ انھوں نے اس بار
میں غلطی کھائی ہے اور اللہ جانتا ہے کہ میں ستاروں کی
روحوں کو فرشتے قرار نہیں دیتا بلکہ میرے رب نے مجھے
علم دیا ہے کہ فرشتے سورج، چاند، ستاروں اور آسمان و
زمین کی ہر چیز کی تدبیر کر نیوالے ہیں، اور اللہ تعالیٰ
نے فرمایا ہے: وان كل نفس لما عليها حافظ“ کوئی ایسی جان
نہیں جس پر ایک نگراں مقرر نہ ہو) اور فرمایا ہے: والمدبرات
امرا (پھر وہ کام کی تدبیروں میں لگ جاتی ہیں) اور ان جیسی
اور بہت سی آیات قرآنیہ ہیں۔ پس تدبیر کر نیوالوں
کو مبارک ہو۔

اور مجھے کافر کہنے والوں کا ایک اعتراض یہ
ہے کہ انھوں نے کہا کہ اس شخص نے نبوت کا دعویٰ
کیا ہے اور کہا ہے کہ میں نبیوں میں سے ہوں اور اسکے جواب
میں میں کہتا ہوں کہ اے میرے بھائی تو جان لے کہ
میں نے نہ تو نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور نہ میں نے
یہ کہا ہے کہ میں نبی ہوں۔ لیکن لوگوں نے جلد بازی

حق الفکر بل اجترؤ اعلیٰ تحت بہتان
 مبین۔ و تراہم یسارعون الی التکفیر
 و یکفرون بعض المؤمنین و یخادعون
 البعض ولا ینفی علی اللہ ما فی صدور
 الظالمین و منهم من یعجب الناس
 قوله و یقسم باللہ انہ علی الحق و
 ہواؤل المبطلین یلبس الحق بالباطل
 و یغی الصدق علی الکذب۔ و یسعی
 سعی العفاریت و ینجس وجہ الارض
 بالتمویہات و التلبیسات و یفوق
 بمکرہ کل مکارثم لیسعی الصادقین
 دجالین۔

و ما قلت للناس الا ما کتبت فی
 کتبی من انی محدث و یکلمنی اللہ
 لما یکلم المحدثین۔ واللہ یعلم انہ
 اعطانی ہذہ المرتبۃ فکیف ارد
 ما اعطانی اللہ و رزقنی من رزق
 ما عرض عن فیض رب العلمین۔
 و ما کان لی ان ادعی النبوة و اخرج
 من الاسلام و الحق بقوم کافرین۔ و ہا
 اننی لا اصدق انہا ما من الہا ما فی

سے کام لیا اور میری بات سمجھنے میں انھوں نے غلطی کھائی
 ہے اور انھوں نے پوری طرح غور نہیں کیا بلکہ انھوں نے
 کھلا کھلا بہتان تراشنے کی جرات کی ہے اور تو انھیں سمجھے
 گا کہ وہ کفر کا فتویٰ دینے میں جلدی کرتے ہیں اور بعض مونوں
 کی تکفیر کرتے ہیں اور بعض کو دھوکہ دیتے ہیں اور ظالموں کے
 سینوں کی کوئی بات غنی نہیں اور ان میں سے وہ بھی ہے جسکی
 بات لوگوں کو پسند آتی ہے اور وہ خدا کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ وہ
 حق پر ہے حالانکہ وہ پہلا باطل پرست ہے وہ حق کو باطل کیساتھ
 ملاتا ہے اور جھوٹ پر سچائی کا پردہ ڈالتا ہے اور شر راہ دکھا کر
 لوگوں کی مانند سعی کرتا ہے اور سطح زمین کو طمع سازیوں اور شکوک
 شہات سے ناپاک کرتا ہے اور اپنے مکر سے تمام مکاروں پر فو
 لے جاتا ہے پھر وہ راست بازوں کو دجال کا نام دیتا ہے۔

اور میں نے لوگوں کو وہی بات کہی ہے جو میں نے اپنی
 کتب میں لکھی ہے یعنی یہ کہ میں ایک محدث ہوں اور مجھ
 سے اللہ اسی طرح کلام کرتا ہے جس طرح وہ محدثوں سے کلام
 کرتا ہے اور اللہ جانتا ہے کہ خود اس نے مجھے یہ مرتبہ عطا فرمایا
 ہے۔ پھر میں اللہ کی عطا اور اس کے رزق کو کیسے رو کر
 سکتا ہوں؟ کیا میں رب العالمین کے فیض سے اعراض کروں؟
 اور میرے لیے جائز نہیں کہ میں نبوت کا دعویٰ کروں
 اور اسلام سے نکل جاؤں اور کافروں سے مل جاؤں اور یہ
 بات بھی یاد رکھو کہ میں اپنے الہامات میں سے کسی الہام کی

الابعد ان اعرضه على كتاب الله واعلم
انه كلما يخالف القرآن فهو كذب و
الحاد وزندقة فكيف ادعى النبوة وانا
من المسلمين - واحمد الله على اني
ما وجدت الها من الها ما في يخالف
كتاب الله بل وجدت كلها موافقا
بكتاب رب العالمين -

ومن الناس من يقول ان باب
الالهام مسدود على هذه الامة
وما تدبر في القرآن حق التدبر
وما لقي الملهمين - فاعلم ايها
الرشيد ان هذا القول باطل
بالبداهة ويخالف الكتاب والسنة
وشهادات الصالحين - اما كتاب الله
فانت تقر في القرآن الكريم آيات
تؤيد قولنا هذا وقد اخبر الله تعالى
في كتابه المحكم عن بعض رجال و
لساء كلمهم ربهم وخاطبهم و
امرهم ونهاهم وما كانوا من الانبياء
ولا رسل رب العالمين - الا تقر في
القرآن لا تخافني ولا تخزني انا رادده اليك

اس وقت تک تصدیق نہیں کرتا جب تک کہ میں اسے اللہ
کی کتاب یعنی قرآن کریم پر پیش نہ کروں اور یہ بھی
جان لے کہ ہر وہ بات جو مخالف قرآن ہے وہ جھوٹ
الہام اور بے دینی ہے۔ پھر میں کس طرح نبوت کا دعویٰ کر سکتا
ہوں جبکہ میں مسلمان ہوں اور میں اس بات پر اللہ کی حمد
کرتا ہوں کہ میں نے اپنے الہامات میں سے کوئی الہام ایسا نہیں پایا
جو کتاب اللہ کے خلاف ہو بلکہ میں نے ان سب کو کتاب اللہ کے موافق پایا

اور کچھ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس اُمت پر الہام
کا دروازہ بند ہے اور اس نے قرآن میں اس طرح تدبیر
نہیں کی جیسا کہ تدبیر کرنیکا حق ہے اور نہ ہی وہ ملہمیں
سے ملے ہیں۔ پس اے حکمند تو جان لے کہ یہ بات
باید اہت باطل اور کتاب اللہ سنت اور صالح
لوگوں کی شہادت کے خلاف ہے۔ جہاں تک
کتاب اللہ کا سوال ہے، تو اس میں متعدد ایسی
آیات پڑھتا ہے جو ہمارے اس قول کی تائید
کرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بعض ان
مردوں اور عورتوں سے متعلق خبر دی ہے جن سے
انکے رب نے کلام کیا۔ انہیں مخاطب کیا۔ انہیں بعض
باتوں کا حکم دیا اور بعض باتوں سے انہیں منع فرمایا حالانکہ
وہ نبی اور رسول نہ تھے۔ کیا تو قرآن کریم میں نہیں پڑھتے
کہ؟ لا تخافني ولا تخزني انا رادده اليك وجا علوه من الرسلين

وجاعلوه من المرسلين۔

قَبْلَ بَرَأْيِهَا الْمُنْصَفِ الْعَاقِلِ كَيْفَ

لَا يَجُوزُ مَكَالِمَاتِ اللَّهِ بِبَعْضِ رِجَالِ هَذِهِ

الْأُمَّةِ الَّتِي هِيَ خَيْرُ الْأُمَمِ وَقَدْ كَلَّمَ اللَّهُ

نِسَاءَ قَوْمِ خُلُوٍّ مِنْ قَبْلِكُمْ وَقَدْ أَتَاكُمْ

مِثْلُ الْأَوَّلِينَ۔ فَاِنْ كَانَ بَعْضُ النَّاسِ

فِي شَكٍّ مِنَ الْهَامِي وَكَانَ لَهُمْ عَجَبٌ

مِنْ أَنْ يُخَاطَبَ اللَّهُ أَحَدًا مِنْ هَذِهِ

الْأُمَّةِ وَيُكَلِّمَهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَكُونَ نَبِيًّا

فَلَمْ لَا يَحْكُمُونَ الْقُرْآنَ فِيمَا يَشْجُرُ بِهِمْ

وَلَمْ لَا يَرُدُّونَ الْأَمْرَ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ أَنْ

كَانُوا مُؤْمِنِينَ وَقَدْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لَهُمْ

الْبَشْرَاءُ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَقَالَ

أَنْ الَّذِينَ قَالُوا رَبَّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا

تَنْزِلَ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ الْأَخْفَاءُ

وَلَا تَحْزَنُوا وَابْشُرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي

كُنْتُمْ تُوعَدُونَ۔ خُنْ أَوْلِيَاءَكُمْ

فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَلَكُمْ فِيهَا

فِيهَا مَا تَشْتَهَى أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا

مَا تَدْعُونَ۔ وَقَالَ يَلْقَى الرُّوحَ

مِنْ أَعْدَاءِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ

تو خوف نہ کیا اور نہ غم کریم اسکو تیری طرف لوٹنے کے لاینگے اور اسکو رسولوں سے بنائیں گے۔

پس اے عقلمند اور مصنف مزاج انسان تو غور کر کہ اس

بہترین اُمت کے بعض مردوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کے

مکالمات کیوں جائز نہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے پہلی قوموں کی

بعض عورتوں سے بھی کلام کیا ہے اور تمہارے پاس سلف

کی مثالیں موجود ہیں۔ اگر بعض لوگوں کو میرے ایمان میں شک

ہے اور انہیں اس بات پر تعجب ہے کہ خدا تعالیٰ اس

اُمت کے ایک فرد کو مکالمہ مخفی طبع سے مشرف کرے

بغیر اس کے کہ وہ نبی ہے۔ پس اگر وہ مومن ہیں تو پھر

امر متنازع میں قرآن کریم کو حکم کیوں نہیں بناتے اور معاملہ

کو خدا اور اس کے رسول کی طرف کیوں نہیں لوٹاتے؛

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ "لَعَلَّكُمْ تَشْعُرُونَ فِي حَيَاةِ الدُّنْيَا"

دیکھ لیے اس ترجمہ میں بشارت ہے۔ اور فرمایا ہے؛ اِنْ لَدُنْ

قَالُوا رَبَّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَنْزِلَ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ الْأَخْفَاءُ وَلَا

تَحْزَنُوا وَابْشُرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ خُنْ أَوْلِيَاءَكُمْ فِي حَيَاةِ

الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهَى أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدْعُونَ"

وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے پھر مستقل مزاجی سے اس

عقیدہ پر قائم ہو گئے ان پر فرشتے اتریں گے یہ کہتے ہوئے کہ ڈرو

نہیں اور غم نہ کرو اور اس جنت کے ملنے سے خوش ہو جاؤ جبکہ

تمہ سے وعدہ کیا گیا تھا۔ ہم بنائیں بھی تمہارے دوست اور آخرت میں

بھی تمہارے دوست رہیں گے اور اس جنت میں جو کچھ تمہارے جی چاہیں

گے تم کو دیا جائے اور جو کچھ تم مانگو گے وہ تم کو اس میں ملے گا۔

لیندزیم التلاق - وقال ويجعل
 لهم فوقاً ويجعل لهم نوراً يمضون
 به فالنور الذي هو الافرارق بين
 خواص عباد الله وبين عباد اخرين
 هو الالهام والمكشف والتحديث و
 علوم غامضة دقيقة تنزل على قلوب
 النواص من عند الله - وكذلك قال
 عزوجل ومن يتق الله يجعل له
 مخرجاً ويرزقه من حيث لا يحتسب
 وانت تعلم ان الذين يصلون
 مقامات الكمال من الاتقاء وخوف
 هجر الرب لا يبقى لهم هم واهتمام
 في فكل الرزق الذي هو حظ الجسم
 اصنى الخبز واللحم وانواع الطعام
 والشراب واللبسة بل يمهضون
 لاكتساب الاموال الروحانية و
 يجذب قلبهم وروحهم وشوقهم
 الى المولى والى رزق يزيدهم يقيناً
 ومعرفةً ويدخلهم فى الواصلين
 ولا يريدون الدنيا وشهواتها
 ولذا انها وما كان اعظم مراداتهم

اور اس نے فرمایا ہے:
 "يلقى الروح من امره على من يشاء من عباده ليندزيم التلاق"
 اور فرمایا ہے: "ہم تجمل کم فرقاً تا وہ ہمارے لیے ایک بڑے امتیاز
 کا سامان پیدا کر دیگا" (تجمل ہم نوراً یمضون ہم (وہ انکے
 لیے ایک نور مقرر کریگا جسکی مدد وہ چلیں گے پس وہ نور جو اللہ تعالیٰ
 خاص بندوں اور دوسروں میں فرق کرنے والا ہے۔ یہی الہام
 کشف اور محدثیت ہے۔ اور گھرے اور دقیق علوم اللہ کی طرف سے
 صرف خواص کے دلوں پر ہی نازل ہوتے ہیں اسی طرح اللہ
 تعالیٰ نے فرمایا ہے: "ومن يتق الله يجعل له مخرجاً ويرزقه
 من حيث لا يحتسب" (اور جو شخص اللہ کا تقویٰ اختیار
 کریگا اللہ اسکے لیے کوئی نہ کوئی رستہ نکال دیگا اور اسکو وہاں
 سے رزق دیگا جہاں سے اُسے خیال بھی نہ ہوگا) اور تو جانتا ہے کہ
 وہ لوگ جو تقویٰ اور خدا تعالیٰ سے جدائی کے خوف کے
 استقامتی مقام پر پہنچ جاتے ہیں، انھیں اس رزق کے
 فکر اور اہتمام کی ضرورت نہیں رہتی جس سے جسم مخلوق ہوتا ہو
 یعنی روٹی گوشت اور قسم قسم کے کھانے مشروبات اور
 بلوسات بلکہ وہ روحانی اموال کھانے کے لیے متعدد ہوتے
 ہیں اور ان کے دل، رُوحیں اور انکا شوق اپنے مولیٰ اور
 اس رزق کی طرف کھینچ چلا آتا ہے جو انھیں یقین اور
 معرفت میں زیادہ کرتا ہے اور انھیں وصال حاصل کرنے،
 والوں (خدا تک پہنچنے والوں) میں داخل کرنا ہے اور
 انھیں دُنیا اور اس کی شہوات اور لذات کی خواہش

نہیں ہوتی اور نہ ہی دنیا ان کا مقصدِ عظیم ہوتی ہے اور یہ کہ وہ کھائیں، پیئیں اور اپنی عمروں کو کھانے پینے میں تلف کر دیں اور خوشحال لوگوں کی مانند زندگی گزاریں پس وہ رزق جو متقی مردوں کا مقصد اور مراد ہوتا ہے۔ وہ غیب کے کشف، اہم اور مخاطبات کا فیض حاصل کرتا ہے تا وہ یقین کے تمام مراتب پر پہنچ جائیں اور اللہ کے عارف بندوں میں داخل ہو جائیں۔ پس اللہ نے ان سے وعدہ کیا ہے اور فرمایا ہے: "من يتق الله يجعل له مخرجا ويرزقه من حيث لا يحتسب" اور وہ لوگ جو یہ خیال کرتے کہ رزق جہاں نعمتوں ہی میں محصور ہے۔ اُنھوں نے بہت بڑی غلطی کھائی ہے اور تکرار میں اس طرح تدبر نہیں کیا جو تدبرِ کریم کا حق تھا اور وہ معارفِ قرآنیہ سے غافل ہیں۔

اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے: "اولیٰ ربک الی اللہ لعلکم فتنوا" یعنی ان کے دلوں کو لالچ اور ان میں ثابت قدمی کے کلمات ڈالو یعنی ان سے کہو کہ تم خوف کھاؤ اور نہ غم کرو یا ایسے اور کلمات جن سے ان کے دل مطمئن ہو جائیں پس یہ تمام کی تمام آیات اسی بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کلام کرتا ہے۔ اور اُنھیں مخاطب کرتا ہے تا ان کا یقین اور بصیرت زیادہ ہو اور تا وہ اطمینان پانے

الدنیا ولا اُنْ یا کلوا ویشربوا ویتلوا اعمارہم فی الخضم والقضم ویعیشوا کالمترفین۔ فالرزق الذی ہو مراد رجال اولی التقوی انما ہو فیوض الغیب من الکشف والالہام والمخاطبات لیسئلوا مراتب الیقین کلّھا ویدخلوا فی عباد اللہ العارفین۔ فقد وعد اللہ لهم وقال من يتق الله يجعل له مخرجا ويرزقه من حيث لا يحتسب واما الذين یظنون ان الرزق منحصر فی التنعّمات الجسمانیة فقد اخطاوا خطاء کبیرا واما تدبروا فی القرآن حق التدبر وکانوا من الغافلین۔

وذلك قوله تعالى اذ یوحی ربک الی الملائکة انی معکم فثبتوا الذین امنوا ای هاتوا قلوبہم والقوا فیہا کلمات التنبیت یعنی قولوا لا تخافوا ولا تحزنوا وکمثلہ من کلمات تطمئن بہا قلوبہم فہذا الایات کلھا تدل علی ان اللہ قد یدیکلم اولیاءہ ویخاطبہم لیزداد یقینہم

و بصیرتہم ویکنوا من المطمئنین
 و کذلک علم اللہ عبادہ دعاء اہدنا
 الصراط المستقیم صراط الذین
 انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم
 ولا الضالین۔ و معلوم ان من انواع
 الهدایۃ کشف والہام و سر و یا
 صالحۃ و مکالمات و مخاطبات و تحدیث
 لینکشف بہا غوامض القدر ان
 و یزاد الیقین۔ بل لا معنی للانعام
 من غیر ہذہ الفیوض السماویۃ
 فانہا اصل المقاصد للسالکین
 الذین یریدون ان تنکشف علیہم
 دقائق المعرفة و یعرفوا ربہم فی
 ہذہ الدنیا و یزادوا حُبًّا و ایماناً
 ویصلوا محبوبہم متبتلین فلاجل
 ذلک حث اللہ عبادہ علی ان یطلبوا
 ہذا الانعام من حضرتہ فانہ کان
 علیما بما فی قلوبہم من عطش الوصال
 والیقین والمعرفة فرحمہم و اعد کل
 معرفۃ للطالبین۔ ثم امرہم لیطلبوا
 فی الصباح والمساء واللیل والنہار

دلوں سے ہو جائیں اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے
 اپنے بندوں کو اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت
 علیہم غیر المغضوب علیہم (میں سیدھے راستہ پر
 چلا ان لوگوں کے راستہ پر جن پر تو نے انعام کیا جن پر نہ تو بعد
 میں تیرا عذاب نازل ہوا اور نہ وہ گمراہ ہوئے) کی دعا سکھائی ہے
 اور یہ بات تو معلوم ہی ہے کہ کشف، الہام، رؤیا صالحہ،
 مکالمات و مخاطبات اور تحدیث کی ہی اقسام ہیں
 تا ان سے اسرار قرآن منکشف ہوں اور یقین بڑھے بندہ
 انعام کے ان سماوی فیوض کے علاوہ اور کوئی معنی نہیں
 کیونکہ یہ سالکوں کے مقصد کی تجویز ہے
 جو چاہتے ہیں کہ دقائق معرفت ان پر منکشف ہوں اور اس
 دُنیا میں وہ اپنے رب کو پہچان لیں اور محبت اور ایمان میں ترقی
 کریں اور دُنیا سے انقطاع کر کے اپنے محبوب ہم
 وصال حاصل کریں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے
 بندوں کو اس بات کی ترغیب دلائی کہ وہ اس
 کی تجاہد سے اس انعام کو طلب کریں
 کیونکہ وہ ان کے دلوں میں وصال کی تشنگی، یقین
 اور معرفت کی پیاس کو خوب جانتا ہے پس
 اللہ نے ان پر رحم کیا ہے اور طلب گاروں کے
 لیے ہر معرفت نیا رکھی ہے۔ پھر انہیں حکم دیا
 کہ وہ اسے صبح، شام اور دن رات طلب کریں۔

اور اس نے یہ مُکمل اُنہیں یہ نہما دینے پر راضی ہونے کے بعد دیا بلکہ بعد اس کے کہ اس نے ان نہما کا اُنہیں دیا جانا مقدر کر دیا۔ اور اُنہیں ان انبیاء کا وارث بنانے کے بعد جنہیں ان سے پہلے اصحاب ہدایت کی نعمت عطا ہوئی تھی۔ پس دیکھ اللہ نے ہم پر کس طرح احسان کیا ہے اور ہمیں سورہ فاتحہ میں حکم دیا ہے کہ ہم اس میں انبیاء کی سب ہدایات طلب کریں تاہم پر ان تمام باتوں کا انکشاف ہو جو ان پر کھولی گئی تھیں۔ لیکن یہ اتباع کے نتیجہ میں ظنی طور پر ظرف استعداد اور ہمت کے مطابق ہوگا۔ پس اگر ہم ہدایت کے طلبگار ہیں تو ہم اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کو کیسے رد کریں جو ہمارے لیے تیار کی گئی ہے اور اصدق انصافین صلعم سے خبر پانے کے بعد ہم کس طرح اس کا انکار کریں؟

اور اس باب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور آثار سے جو کچھ ثابت ہے اس کے متعلق جان لے کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تم سے پہلے بنی اسرائیل میں ایسے مرد پائے جاتے تھے جو گونہ نہیں تھے، مگر اللہ تعالیٰ ان سے ہم کلام ہوتا تھا۔ پس اگر ان میں سے کوئی میری مُت میں ہوگا تو عمر یقیناً ان میں سے ہے۔ اور آپ نے فرمایا

وما امرهم الا بعد ما رضى باعطاء هذه النعماء بل بعد ما قدر لهم ان يرزقوا منها وبعد ما جعلهم ورثاء الانبياء الذين اوتوا من قبلهم كل نعمة الهداية على طريق الاصاله فانظر كيف من الله علينا وامرنا في امر الكتاب لنطلب فيه هدايات الانبياء كلها ليكشف علينا كل ما كشف عليهم ولكن بالاتباع والظلية وعلى قدر ظروف الاستعداد والهم فكيف نرد نعمة الله التي اعطانا ان لا كنا طلباء الهداية وكيف ننكرها بعد ما اخبرنا عن اصدق الصادقين -

واما ما ثبت من سنة رسول الله وآثاره في هذا الباب فاعلم انه قال صلى الله عليه وسلم لقد كان في من كان قبلكم من بنى اسرائيل رجال يكلمون من غير ان يكونوا انبياء فان يك في امتي منهم احد فعمره وقال قد كان فيما مضى قبلكم من

الاعمى محمّد ثون وانّه ان كان في امتي
هذه منهم فانه عمر بن الخطاب
وجاء في البخاري في آية وما ارسلنا
من قبلك من رسول ولا نبى الا اذا قمى
الآية عن ابن عباس انه كان يزيده
فيه ولا محذّث يعني يقرؤ ما ارسلنا
من قبلك من رسول ولا نبى ولا
مُحدّث وتجد هذا الذي ذكر مفصلاً
في فتح الباري فلا تعرض عن
الحق بعد ما جاءك وتدبر مع
المتدبرين -

وانى كتبت في بعض كتبى
ان مقام التحدّث اشد
تشبها بمقام النبوة ولا فرق
الا فرق القوة والفعل وما فهموا
قولى وقالوا ان هذا الرجل
يدعى النبوة والله يعلم
ان قولهم هذا كذب بحت لا
يمازجه شئ من الصدق و
لا اصل له اصلاً وما تحتوه الا ليهيؤا
الناس على التكفير والسب واللعن

کرم سے پہلی اُمتوں میں محدث پائے جاتے تھے اور اگر میری
اُمت میں کوئی محدث ہے تو وہ عمر بن خطابؓ ہیں
اور بخاری میں آیت ”وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبى
الا اذا قمى الآیة“ اور ہم نے تجھ سے پہلے نہ کوئی رسول بھیجا نہ نبی مگر
جب بھی اس نے خواہش کی۔ (آیہ)۔ (کے تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ
سے یہ روایت درج ہے کہ آپ اس آیت میں ولا محدث
کے الفاظ زیادہ کرتے تھے یعنی آپ اس آیت کو اس شکل میں
بھی پڑھا کرتے تھے ”من رسول ولا نبى ولا محدث“ اور تو اس کا
تفسیر کی ذکر فتح الباری میں پایگا۔ پس تو حق سے بعد اس کے
کہ وہ تمہارے پاس آیا اور اعراض نہ کر اور تدبر کرنے والوں
کے ساتھ تدبر کر۔

اور میں نے اپنی بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ مقام
محدثیت مقام نبوت کے ساتھ گہری مشابہت
رکھتا ہے اور ان میں سوائے قوت اور فعل
کے اور کوئی فرق نہیں، لیکن لوگوں نے
میری بات کو نہ سمجھا اور کہہ دیا کہ یہ
شخص نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اور اللہ جانتا
ہے کہ ان کا یہ قول محض جھوٹ ہے اور اس
میں سچائی کا شائبہ تک نہیں اور اس کی اصلاً
کوئی حقیقت نہیں اور انھوں نے اس بہتان کو
محض اس لیے تراشا ہے تا وہ لوگوں کو بے کافر قرار

وَالطَّعْنُ وَيَنْهَضُوهُمْ لِلْعِتَادِ
وَالْفُسَادِ وَيَفِرُّوَابَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ -
وَأَمَّا وَاللَّهُ أَكْبَرُ بِاللَّهِ وَ
رَسُولُهُ وَأَمَّا بَابُ خَاتَمِ
النَّبِيِّينَ نَعَمْ قُلْتُ إِنَّ أَجْزَاءَ
النَّبُوَّةِ تَوْجِدُ فِي التَّحْدِيثِ كُلِّهَا
وَلَكِنْ بِالْقُوَّةِ لَا بِالْفِعْلِ - فَالْمَحْدَثُ
نَبِيٌّ بِالْقُوَّةِ وَلَوْلَمْ يَكُنْ سَدُّ بَابِ
النَّبُوَّةِ لَكَانَ نَبِيًّا بِالْفِعْلِ
وَجَازَ عَلِيٌّ هَذَا إِنْ نَقُولُ النَّبِيَّ
فُحِّلَتْ عَلِيٌّ وَجْهَ الْكَمَالِ لِأَنَّهُ
جَامِعٌ لِجَمِيعِ مَا لَاتَهُ عَلَى الْوَجْهِ
الْأَتَمُّ إِلَّا بَلَغَ بِالْفِعْلِ وَكَذَلِكَ
جَازَ إِنْ نَقُولُ أَنَّ الْمَحْدَثَ
نَبِيٌّ بِنَاءً عَلَى اسْتِعْدَادِهِ الْبَاطِنِ
أَعْنَى أَنَّ الْمَحْدَثَ نَبِيٌّ بِالْقُوَّةِ
وَكَمَالَاتِ النَّبُوَّةِ جَمِيعُهَا مَخْفِيَةٌ
مُضْمَرَةٌ فِي التَّحْدِيثِ وَمَا حَبَسَ
ظُهُورَهَا وَخَرُوجَهَا إِلَى الْفِعْلِ
الْأَسَدُّ بَابُ النَّبُوَّةِ وَالْإِشَارَةُ
إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

دینے، لکایاں دینے اور لعن طعن کرنے پر جوش و لائیں اور
’انہیں میری ٹہنی پر لکھائیں۔ اور مومنوں کے درمیان تفرقہ پیدا کریں
اور اللہ کی قسم! میں اللہ اور اس کے رسول
پر ایمان رکھتا ہوں اور میں اس بات پر بھی ایمان رکھتا
ہوں کہ آپ خاتم النبیین ہیں۔ ہاں میں نے کہا ہے کہ اجزاء
نبوت، تحدیث میں پائے جاتے ہیں، لیکن بالقوۃ نہ کہ
بالفعل۔ پس محدث نبی بالقوۃ ہے اور اگر نبوت

کا دروازہ بند نہ ہوتا تو وہ بالفعل نبی ہوتا اور
اس طرح یہ کہنا جائز ہے کہ نبی علی وجہ الکمال
محدث ہے؛ کیونکہ وہ علی وجہ الاتم تمام کمالات
محدثیت کا بالفعل جامع ہے اور اس طرح یہ کہنا
بھی جائز ہوگا کہ اپنی استعدادات باطنیہ
کی وجہ سے ہر محدث نبی ہے یعنی
محدث نبی بالقوۃ ہے اور نبوت
کے تمام کمالات محدثیت میں مخفی اور
پوشیدہ ہیں اور ان کے بالفعل ظہور
اور خروج کو نبوت کے دروازہ کے
بند ہونے نے روک رکھا ہے اور
اسی کی طرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
نے اپنے قول میں اشارہ کیا ہے کہ
اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتا۔

اور آپ نے یہ بات اس بنا پر کہی ہے کہ حضرت عمرؓ محدث تھے۔ پس آپؐ نے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ نبوت کا مادہ اور بیج محدثیت میں موجود ہوتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے مخفی قوت سے حیّز فصل میں لانا نہیں چاہا اور اسی کی طرف حضرت ابن عباسؓ کی قرأت ”وما ارسلنا من رسول الا نبی ولا محدث“ میں اشارہ ہے۔ پس دیکھ کہ کس طرح رسولوں اور نبیوں اور محدثوں کو اس قرأت میں ایک ہی شان میں داخل کر دیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ ان سب کی خفایت کی گئی ہے۔ اور یہ سب کے سب مرسل ہیں۔

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ محدثیت شان نبوت کی طرح مجرد موهبت الہی ہے، بے کوشش سے حاصل نہیں کیا جاسکتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ محدثین سے اسی طرح کلام کرتا ہے جس طرح وہ نبیوں سے کلام کرتا ہے اور محدثوں کو اسی طرح بھیجتا ہے جس طرح وہ رسولوں کو بھیجتا ہے اور محدث اسی چشمہ سے پیتا ہے جس سے نبی پیتا ہے۔

فی قوله لو كان بعدی نبی
لکان عمر۔ وما قال هذا الا بناءً
على ان عمر كان محدثاً فاشار
الى ان مادة النبوة وبذر بها
يكون موجوداً في التحديث ولكن
الله ما شاء ان يخرجهما من مكن
القوة الى حيّز الفعل والى ذلك
اشارة في قراءة ابن عباس و
ما ارسلنا من رسول ولا نبی ولا
محدث فانظر كيف اوخل الرسل
والنبيون والمحدثون في هذه
القراءة في شان واحد وبين الله
ان كلهم من المحفوظين و
من المرسلين۔

والشك ان التحديث موهبة
مجردة لا تنال بكسب البتة كما
هو شان النبوة ويكلم الله المحدثين
كما يكلم النبيين ويرسل المحدثين
كما يرسل الرسل ويشرب المحدث
من عين يشرب فيها النبي فلا
شك انه نبی لو اسد الباب و

وهذا هو السِّرُّ في ان رسول الله
صلى الله عليه وسلم اذ اُسْمِيَ
الفاروق مُعَدِّثًا ففقا على اثره
ثبوتُه لو كان بعدى بنى لكان
عمرو ما كان هذا الاشارة الى
ان المحدثات يجمع كمالات النبوة
في نفسه ولا فرق الا فرق الظاهر
والباطن والقوة والفعل فالنبوة
شجرة موجودة في الخارج مثمرة
بالغة الى حدها والتحديث كمثال
بذرفيه يوجد في القوة كلما يوجد
في الشجر بالفعل وفي الخارج وهذا
مثال واضح للذين يطلبون معارف
الدين - والى هذا اشار رسول الله
صلى الله عليه واله وسلم في حديث
علماء امتي كانبيا بني اسرائيل
والمراد من العلماء المحدثون
الذين يؤتون العلم من لدن
ربهم ويكونون مكلّمين -

وقد استصعب الفرق بين
التحديث والنبوة على بعض الناس

پس اس میں ملک نہیں کہ اگر نبوت کا دروازہ
بند نہ کر دیا جاتا، تو وہ (محدث) نبی ہوتا۔ آنحضرت صلی
حضرت عمر کو محدث لکھ کر یہ کہتے ہیں کہ اگر میرے
بعد کوئی نبی ہوتا، تو عمر ہوتا یہی راز ہے اور یہ صرت
اس بات کی طرف اشارہ کرنے کے لیے کہا گیا
ہے کہ محدث اپنی ذات میں کمالات نبوت جمع
رکھتا ہے اور سوائے ظاہر و باطن اور قوت و فعل
کے اور کوئی فرق نہیں۔ پس نبوت خارج میں
موجود اپنی حد کو پہنچا ہوا ایک پھسل وار
درخت ہے اور محدثیت ایک بیج کی مانند
ہے جس میں وہ سب کچھ بالقوة موجود ہے جو
درخت میں بالفعل اور خارج میں پایا جاتا ہے
اور یہ ان لوگوں کے لیے ایک واضح مثال ہے
جو دین کے معارف حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اسی کی
طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث
میں اشارہ کیا ہے کہ علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل اور
علماء عمر ادمحدث ہی ہیں جنہیں اپنے رب کی طرف
سے علم دیا جاتا ہے اور وہ مکالمہ اور مخاطبہ
سے مشرف ہوتے ہیں۔

بعض لوگوں میں محدثیت اور نبوت میں
فرق کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ پس حق یہی ہے کہ

ان دونوں کے درمیان قوت اور فعل کا فرق سے جیسا کہ
میں نے بھی درخت اور اس کے بیج کی مشابہت میں
کیا ہے پس اسے مجھ سے سمجھ لے اور اللہ کے سوا کسی
سے نہ ڈر۔ اور میں خدا تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ تو
صاحب معرفت ہو جائے۔ یہ وہ بات ہے جو ہم نے
احادیث نبویہ اور تفسیر ان کریم سے استنباط کر کے
اپنی بعض کتب میں بیان کی اور جو کچھ بزرگان
سلف نے کہا ہے وہ اس سے بہت بڑھ کر
ہے۔ کیا تو ابن سیرین کے قول کی طرف
نہیں دیکھتا کہ آپ کے پاس مہدی کا ذکر
کیا گیا کہ کیا وہ ابوبکر سے افضل ہیں۔ تو آپ
نے فرمایا ابوبکر کیا۔ وہ تو بعض انبیاء سے بھی افضل ہیں
یہ بات فتح البیان کے مصنف نواب سیّد

صدیق حسن خا نصاحب مرحوم نے اپنی کتاب
حج اکرامہ میں بیان کی ہے اور ایسے ہی اور اقوال
بھی ہیں لیکن ہم انہیں طوالت کے خوف سے
چھوڑتے ہیں اور تجھ پر لازم ہے کہ تو پورے
انصاف کے ساتھ دقیق نظر سے دیکھے تا تجھ پر حق
واضح ہو جائے اور تو کامیاب و کامران ہو۔ اور میں
نے تمہارے سامنے وہ سب کچھ بیان کر دیا ہے جو
جلد بازوں کی نظر میں کلمہ کفر ہے پس دیکھ کہاں یہ بات

فالحق ان بينهما فرق القوة
والفعل كما بينت انفا في مثال
الشجرة وبذرهما فخذها مني
ولا تخف الا الله وادعوا الله ان
تكون من العارفين۔ هذا ما كتبنا
في بعض كتبنا استنباطا من الاحاديث
النبوية والقران الكريم وما قال
بعض السلف فهو اكبر من هذا
الاترى الى قول ابن سيرين انه
ذكر المهدى عندنا وسئل عنه
هل هو افضل من ابي بكر فقال ما
ابوبكر هو افضل من بعض النبيين
هذا ما كتب صاحب فتح البیان
صلیٰ بن حسن فی کتابہ الحجج
ومثله اقوال اخرى ولكن انتركها
خوفا من الاطباء وعليك ان
تدقق النظر بالانصاف الكامل
ليتضح لك الحق الحقيق وتكون
من الفائزين وقد بينت لك
كلما هو كلمة الكفر في اعين المستعجلين
فانظر اين هذا واين ادعاء النبوة

اور کہاں دعویٰ نبوت۔ پس اسے میرے بھائی تو یہ
 خیال نہ کر کہ میں نے کوئی ایسی بات کی ہے جس میں
 دعویٰ نبوت کی بوجہ پائی جاتی ہو جیسا کہ میرے ایمان
 اور میری عزت پر حملہ کرنا انہوں نے سمجھا ہے بلکہ جب
 کبھی میں نے یہ کلمہ کہا ہے، تو وہ معارف اور دقائق
 قرآنیہ کو بیان کرنے کیلئے کہا ہے اور اعمال کا مدار
 نیت پر ہے اور میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں نبوت
 کا دعویٰ کروں بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نبی اور
 آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناتم انبیاء قرار دیا۔
 اور ان کے اعتراضات میں سے ایک یہ بھی ہے
 کہ مسیح موعود قرب قیامت اور علامات کبرئے
 کے ظہور کے وقت یعنی یا جوج و ماجوج و دابة الارض
 و دجال، جسکے ساتھ جنت و دوزخ ہوں گے،
 کے ظہور اور سورج کے طلوع ہونے کے
 وقت آئے گا۔

اور ابھی ان علامات میں سے کوئی بھی علامت
 ظاہر نہیں ہوئی۔ پس ان نشانات کے عدم ظہور
 کے بغیر مسیح موعود کہاں سے آگیا اور دل اس پر
 کیسے مطمئن ہو سکتا ہے اور وثوق اور یقین کیسے
 حاصل ہو سکتا ہے۔ سو اس کا جواب
 یہ ہے، کہ یہ تمام کی تمام اخبار

فلا تلقن یا اخی افی قلت کلمۃ فیہ
 راحۃ ادعاء النبوة کما فہم
 المتہورون فی ایمانی وعرضنی
 بل کلمۃ قلت انما قلتہا بتییناً
 لمعارف القرآن ودقائقہ وانما
 الاعمال بالتبیات ومعاذ اللہ ان
 ادعی النبوة بعد ما جعل اللہ
 نبینا وسیدنا محمد بن المصطفیٰ
 صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین
 ومن اعتراضاتہم انہم
 قالوا ان المسیح الموعود لایأتی
 الا عند قرب القیامۃ وظہور
 اماراتہا الکبریٰ یعنی ظہور یا جوج
 و ماجوج و دابة الارض والدجال
 الذی تسیر معہ الجنۃ والنار و
 طلوع الشمس من مغربہا وما ظہر
 شیء من ہذا العلامات فمن
 ابن جاء المسیح الموعود مع عدم
 مجئ آیات اخری وکیف یطمئن
 القلب علی ہذا وکیف یحصل التلبہ
 والیقین۔ اھا الجواب فاعلموا ان

هَذَا الْاَنْبَاءُ قَدْ تَمَّتْ كَمَا وَ
وَقَعَتْ كَمَا كَانَ فِي الْاَثَارِ الْمُنْتَقَاةِ
الْمَدُونَةِ عَنِ الثَّقَاتِ وَلَكِنَّ النَّاسَ
مَاعَرَفُوها وَكَانُوا غَافِلِينَ - وَالْكَلَامُ
الْمُفَصَّلُ فِي ذَلِكَ اَنْ اِمَارَاتِ الْقِيَامَةِ
عَلَى قِسْمَيْنِ الْاِمَارَاتِ الصَّغْرَى
وَالْاِمَارَاتِ الْكُبْرَى اِمَّا الْاِمَارَاتِ
الصَّغْرَى فَقَدْ تَبَيَّنَ وَ قَدْ تَظْهَرُ
عَلَى صَوَرَتِهَا الظَّاهِرَةِ وَقَدْ تَنْكَشِفُ
وَجُودُهَا فِي حُلِّ الْاِسْتِعَارَاتِ وَ
لَكِنَّ الْاِمَارَاتِ الْكُبْرَى فَلَا تَظْهَرُ عَلَى
صَوَرَتِهَا الظَّاهِرَةِ اَصْلًا وَلَا بَدَلُ فِيهَا
اَنْ تَظْهَرُ فِي حُلِّ الْاِسْتِعَارَاتِ
وَالْمَجَازَاتِ وَاسْتَرْفِ فِي هَذَا الْاَمْرِ
اَنْ السَّاعَةَ لَا تَأْتِي الْاِبْغَةَ ثَمَّ اَل
اللّٰهُ تَعَالَى لِيَسْئَلُوْكَ عَنِ السَّاعَةِ
اَيَّانَ مَرسلها قُلْ اِنَّمَا عَلِمَهَا
عِنْدَ رَبِّي لَا يَجْلِيْهَا لَوْ قَتَهَا
اَلَّا هُوَ تَقَلَّتْ فِي السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ
لَا تَأْتِيْكُمْ اِلَّا بِغَتَةٍ لِّيَسْئَلُوْكَ كَاَنَّا
حَفِيٌّ عَنْهَا قُلْ اِنَّمَا عَلِمَهَا عِنْدَ اللّٰهِ

اسی طرح پوری ہو گئیں جیسا کہ منتخب اور معتبر لوگوں
کی مرقب احادیث میں وہ موجود ہیں، لیکن لوگوں نے
اس کی معرفت حاصل نہ کی اور غافل رہے اور اس
بار کے تفصیل کلام یہ ہے کہ قیامت کی علامات دو قسم
کی ہیں۔ چھوٹی علامات اور بڑی علامات چھوٹی
علامات کبھی اپنی ظاہری صورت میں ظاہر ہوتی ہیں
اور کبھی ان کا وجود استعاروں کے لباس میں نکشت
ہو آئے، لیکن بڑی علامات اپنی ظاہری صورت میں
بالکل ظاہر نہیں ہوتی اور ضروری ہے کہ وہ استعارات
اور مجازات کے لباس میں ظاہر ہوں اور
اس میں راز یہ ہے کہ وہ گھڑی اچانک آئے گی
جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: يَسْئَلُوْكَ عَنْ
السَّاعَةِ اَيَّانَ مَرسلها قُلْ اِنَّمَا عَلِمَهَا
عِنْدَ رَبِّي لَوْ قَتَهَا اَلَّا هُوَ تَقَلَّتْ فِي السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ
لَا تَأْتِيْكُمْ اِلَّا بِغَتَةٍ يَسْئَلُوْكَ كَاَنَّا
عِنْدَ اللّٰهِ وَلَكِنْ اَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (وہ تجھے پوچھتے ہیں
اس گھڑی کے متعلق — کہ اس کا آنا کب ہو گا تو کہہ دے
کہ اس کا علم صرف میرے رب کو ہے وہی اس کو اپنے وقت پر ظاہر
کرے گا۔ وہ بیماری ہوگی آسمانوں میں بھی اور زمین میں بھی۔ تمہارے
پاس اچانک آئے گی۔ وہ تجھے اس طرح سوال کرتے ہیں، گویا
تجھے بھی اس وقت کی گئی ہوئی ہے تو کہہ کہ اس کا علم صرف اللہ کو ہے

ولكن اكثر الناس لا يعلمون - و
قال في مقام اخرا فامنوا ان تأتيتهم
غاشية من عذاب الله او تأتيتهم
الساعة بغتة وهم لا يشعرون -
قل هذه سبيلي ادعوا الى الله
على بصيرة انا ومن اتبعني بل
تأتيتهم بغتة فتبتهتهم فلا يستطيعون
ردھا ولا هم ينظرون - وقال كذلك
سكننا في قلوب المجرمين لا يؤمنون
به حتى يروا العذاب الاليم فأتيتهم
بغتة وهم لا يشعرون - وقال
هل ينظرون الا الساعة ان تأتيتهم
بغتة وهم لا يشعرون - وقال
ولا يزال الذين كفروا في مرية منه
حتى تأتيتهم الساعة بغتة او يأتيهم
عذاب يوم عقيم فثبت من قوله
عز وجل اعنى ولا يزال الذين
كفروا في مرية منه ان العلامات
القطعية المزيلة للمرية والامارات
الظاهرة الناطقة بالدالة على قرب
القيامة لا تظهر ابل وانما تظهر

لیکن اکثر الناس (یعنی اکثر لوگ) جانتے نہیں (اور ایک اور مقام میں کہا ہے :
”انا منوا ان تأتيتهم غاشية من عذاب الله“ اور ”تأيتهم الساعة بغتة“
”قل هذه سبيلي ادعوا الى الله على بصيرة“
”انا ومن اتبعني“ کیا یہ لوگ امن میں آگئے ہیں کہ اپنے اللہ کے عذابوں
میں سے کوئی عذاب آجائے یا اچانک اپنے وہ گھڑی آجائے اور
انہیں پتہ بھی نہ ہو کہ یہ میرا طریق ہے میں اللہ کی طرف امانتوں
اور جنھوں نے میری پیروی کی میں اور وہ سب بصیرت پر قائم ہیں (۱)
”بل تأتيتهم بغتة فتبتهتهم فلا يستطيعون ردھا ولا هم ينظرون“
وہ عذاب انکے پاس اچانک آئیگا اور انکو تیرا نہ کر دیکھیں وہ انکو
رد کرنے کی طاقت نہیں رکھیں گے اور نہ انکو ملت دی جائیگی (۲) اور
اسی طرح کہا : ”کذلك سلكوا“ (۳) تو سب المجرمین لایؤمنون
پر حتیٰ بردا العذاب الالیم فأتيتهم بغتة وہم لا يشعرون (۴) (اس
طرح ہم نے مجرموں کے دلوں میں بات داخل کر چھوڑی ہے کہ وہ اس پر
ایمان نہیں لائیں گے۔ یہاں تک کہ وہ نہ انکے عذاب دیکھیں پس وہ
انکی لامعی میں انکے پاس اچانک آجائیگا (۵) اور کہا ہے ”هل ينظرون
الا الساعة ان تأتيتهم بغتة وهم لا يشعرون“ (۶) وہ صرف قیامت
کا انتظار کر رہے ہیں جبکہ یہاں تک انا مقدر ہے لیکن وہ سمجھتے ہیں
اور کہا ہے ”ولا يزال الذين كفروا في مرية منه“ حتیٰ تأتيتهم
الساعة بغتة او يأتيهم عذاب يوم عقيم (۷) اور کافراں کے متعلق
اسوقت تک کہ گھڑی اچانک آجائے یا انکے پاس اس دن کا عذاب
آجائے جو اپنے پیچھے کچھ نہیں چھوڑنا۔ شبہ میں پڑے رہیں گے۔

آیات نظریۃ الٰہی تحتاج الی التاویلات
ولا تظهر الا فی حلل الاستعارات
والا فکیف یمکن ان تنفتح ابواب
السماء وینزل منها عیسیٰ امام
اعین الناس فی یدہ حربۃ و
تنزل الملائکۃ معہ وتنشق الارض
وتخرج منها دابة عجیبة تکلم
الناس ان الدین عند اللہ هو الاسلام
ویخرج یاجوج ماجوج بصورہم
الغریبة واذ انہم الطویلة ویخرج
حمار الدجال ویری الناس بین
اذنیہ سبعون باعاً ویخرج الدجال
ویری الناس الجنة والنار معہ
والخزائن الٰہی تتبعہ وتطلع الشمس
من مغربہا کما اخبر عنہا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ویسمع الخلق
اصواتا متواترة عن السماء ان
المہدی خلیفۃ اللہ ومع ذلک یبقی
الشک والشبهة فی قلوب الکافرین۔
ولاجل ذلک کتبت فی کتبی
غیر مرۃ ان ہذہ کلہا استعارات

پس اللہ تعالیٰ کے قول ولایزال الذین کھرو فی مریتہ منہ سے
ثبات ہوا کہ علامات قطعیدہ پوشک کو دُور کر نیوالی ہیں اور ظاہری
ناطق علامات، جو قیامت کے قرب پر دلالت کرتی ہیں کبھی
ظاہر نہیں ہونگی اور صرف نظری نشانات ظاہر ہونگے جو تاویلات
کے محتاج ہوتے ہیں اور صرف استعارات کے لباس میں ظاہر
ہوتے ہیں؛ ورنہ کیسے ممکن ہے کہ آسمان کے دروازے کھل جائیں
اور ان سے عیسیٰ لوگوں کی آنکھوں کے سامنے نازل ہو اور اسکے
ہاتھ میں ایک نیزہ ہو اور اسکے ساتھ فرشتے نازل ہوں اور زمین
پھٹ جائے اور اس سے ایک عجیب جانور نکلے جو لوگوں سے
کہے کہ اللہ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے اور یاجوج ماجوج اپنی
عجیب صورتوں میں نکلیں اور انکے کان لمبے ہوں اور دجال کا
نگہا ظاہر ہو اور لوگ اسکے دونوں کانوں کے درمیان ستر گز کا فاصلہ
دیکھیں اور دجال نکلے اور لوگ اسکے ساتھ جنت اور دوزخ
دیکھیں اور اس کے پیچھے چلنے والے غفرانے دیکھیں اور
سُورج مغرب سے طلوع ہو، جیسے اس کے متعلق رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے اور لوگ آسمان
سے متواتر آوازیں سنیں کہ مہدی خلیفۃ اللہ ہے۔
اور اس کے باوجود کافروں کے دلوں میں
شک و شبہ باقی رہے۔

اور اسی لیے میں نے اپنی کتب میں کئی بار
لکھا ہے کہ یہ سب استعارات ہیں اور اللہ

وما اراد الله بها الا ابتلاء للناس
ليعلم من يعرفها بنور القلب ومن
يكون من الضالين۔ ولو فرضنا انها
تظهر بصورها الظاهرة فلا شك
ان من شمراتها الضرورية ان يرتفع
الشك والشبهة والمريية من قلوب
الناس كلهم كما يرتفع في يوم القيامة
فاذا زالت الشكوك ورفعت الحجب
فاتي فرق بقى بعد انكشاف هذه
العلامات المهيبة الغربية في تلك
الايام وفي يوم القيامة انظر ايها
العاقل انت اذ ارأى الناس رجلاً
نازلاً من السماء وفي يده حربة
ومعه ملائكة الذين كانوا خائبين
من بدء الدنيا وكان الناس يشكون
في وجودهم فنزلوا وشهدوا
ان الرسول حق وكذلك سمع الناس
صوت الله من السماء ان المهدى
خليفة الله وقرءوا لفظ الكافرى
جبهة الدجال قدؤ ان الشمس
قد طلعت من المغرب والشقت الارض

اس کے ساتھ صرف لوگوں کو آزمانا چاہا ہے تادم معلوم
کرے کہ کون اس کو نور قلب سے پہچانتا ہے اور کون
گمراہ ہوتا ہے اور اگر ہم فرض کریں کہ وہ اپنی ظاہری
صورتوں پر ظاہر ہوں گے، تو اس کا لازمی نتیجہ یہ
ہے کہ تمام لوگوں کے دلوں سے شک و شبہ دور ہو
جیسا کہ قیامت کے دن دور ہو گا۔ پس جب
شکوہ زائل ہو گئے اور حجاب اُٹھ جائے
گئے، تو ان دلوں میں اور قیامت کے دن میں
ان عجیب اور خوفناک علامات کے انکشاف کے
بعد کون سا فرق باقی رہ گیا ہے۔
اے عاقل دیکھ کہ اگر لوگ ایک شخص کو آسمان
سے نازل ہوتا دیکھیں اور اس کے ہاتھ میں
ایک نیزہ ہو اور اس کے ساتھ وہ فرشتے
ہوں جو ابتدائے دُنیا سے غائب تھے اور لوگ
ان کے وجود کے بارے میں شک کرتے تھے۔
پس وہ اُتریں اور گواہی دیں کہ یہ رسول
سچا ہے اور اسی طرح لوگ آسمان سے اللہ
کی یہ آواز سُنیں کہ مدی خلیفۃ اللہ ہیں اور
_____ کافر کا لفظ دجال کی پیشانی پر پڑھیں
اور وہ دیکھیں کہ سورج مغرب سے
طلوع ہوا ہے اور زمین پھٹ گئی ہے اور اس

سے ایک زمینی جانور نکلا ہے جس کا پاؤں زمین پر ہے اور سر آسمان کو چھو رہا ہے اور اس نے مومن اور کافر پر نشان لگایا ہے اور اس نے ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان مومن یا کافر کا لفظ لکھا ہے اور اس نے بلند آواز سے گواہی دی ہے کہ اسلام حق ہے اور حق ظاہر ہو گیا ہے اور ہر طرف سے وہ چک اٹھا اور اسلام کی سچائی کے انوار ظاہر ہو گئے ہیں یہاں تک کہ چوپایوں اور درندوں اور کچھوؤں نے اس کی صداقت پر شہادت دی ہو۔ پس کس طرح ممکن ہے کہ ان بڑے نشانات کو دیکھنے کے بعد رفتے زمین پر کوئی کافر باقی رہ جائے یا اللہ اور قیامت کے دن کے بارہ میں شک باقی رہ جائے کیونکہ علوم حیہ اور بدیہہ ایسی چیز ہیں جس کو کافر اور مومن ہر دو قبول کرتے ہیں اور اس کے بارہ میں ان لوگوں میں سے کوئی بھی اختلاف نہیں کرتا جنہیں انسانی توحیل دیے گئے ہیں۔ مثلاً جب دن موجود ہو اور سورج نکلا ہو اور لوگ جاگ رہے ہیں تو کوئی کافر یا مومن انکار نہیں کریگا۔ پس اسی طرح جب تمام پردے اٹھائے جائیں اور متواتر گواہیاں ملیں اور نشانات ظاہر ہوں اور مخفی چیزیں ظاہر ہو جائیں اور ملائکہ اتریں اور آسمانی آوازیں سنائی دیں تو کونسا فرق ان

وخرجت منها دابة الارض التي قدمه في الارض وراسه تمس السماء ووسمت المؤمن والكافر وكتبت ما بين عينهم مؤمن او كافر و شهدت باعلى صوتها بان الاسلام حق وحصص الحق وبرق من كل جهة وتبينت انوار صدق الاسلام حتى شهد البهائم والسباع والعقارب على صدقه فكيف يمكن ان يبقى كافر على وجه الارض بعد رؤية هذه الايات العظيمة او يبقى شك في الله وفي يوم الساعة فان العلوم الحسية المبدئية شيء يقبله كافر ومؤمن ولا يختلف فيه احد من الذين اعطوا قوحي الانسانية مثلاً اذا كان النهار موجوداً والشمس طالعة والناس مستيقظين فلا ينكره احد من الكافرين والمؤمنين۔ فكذلك اذا رفعت الحجب كلها وتواترت الشهادات وتظاهرت الايات وظهرت

المخفيات وتبزلت الملائكة وسمعت اصوات السماء فامّی تفادت بقیت بین تلك الايام و بین یوم القیامة و امّی مفربقی للمنکرین۔ فلزم من ذلك ان یسلم الکفار کلّهم فی تلك الايام ولا یبقی لهم شک فی الساعة ولكن القرآن قد قال غیر مرّة ان الکفار یبقون علی کفرهم الی یوم القیامة ویبقون فی مریتهم و شکّهم فی الساعة حتّی تأتیهم الساعة بغتة و هم لا یشعرون۔ و لفظ البغتة تدل بدلالة واضحة علی ان العلامات القطعیة الّتی لا یتبقی شک بعده علی وقوع القیامة لا تظهر ابدًا ولا تجلیها الله بحیث ترفع الحجب کلّها و تكون تلك الامارات مرآة یقینیة لرؤية القیامة بل یبقی الامر نظریا الی یوم القیامة والا مارات تظهر کلّها ولكن لا کالامر الی دیهی لا مفرّ من قبوله بل کامور ینتفع منها

دنوں اور قیامت کے دن کے درمیان باقی رہ جائیگا اور منکروں کے لیے کوئی جائے فرار باقی رہے گی؟ پس اس سے لازم آیا کہ ان دنوں سب کفار مسلمان ہو جائیں گے اور انھیں قیامت کے بارہ میں کوئی شک باقی نہ رہے گا، لیکن قرآن نے ایک سے زائد بار کہا ہے کہ کفار قیامت کیدن تک اپنے کفر پر باقی رہیں گے اور قیامت کے بارہ میں وہ اپنے شک و شبہ میں رہیں گے یہاں تک کہ ان کے پاس قیامت اچانک آجائے گی اور انھیں شعور نہ ہوگا اور بغتہ کا لفظ وضاحت کے ساتھ دلالت کرتا ہے کہ ایسی علامات قطعیہ جن کے بعد وقوع قیامت میں کوئی شک نہیں رہتا، کبھی ظاہر نہیں ہوں گی۔ اور اللہ انھیں اس طور پر ظاہر نہیں کریگا۔ کہ تمام پردے اُٹھ جائیں اور یہ علامات قیامت کو دیکھنے کے لیے ایک یقینی آئینہ بن جائیں بلکہ بات قیامت تک نظری رہے گی اور تمام علامات ظاہر ہو جائیں گی، لیکن بدیہی امر کی طرح نہیں جس کے قبول کرنے سے کوئی مفر نہیں بلکہ ان امور کی مانند جن سے عقلمند لوگ فائدہ اُٹھاتے ہیں اور اسے جاہل

العاقلون ولا يمسها الجاهلون المتعصبون
فتدبر في هذا المقام فانه تبصرة
للمتدبرين۔

اور متعصب لوگ چھوٹے نہیں۔ پس اس مقام
میں تدبر کر، کیونکہ یہ تدبر کرنے والوں کو
بصیرت عطا کر نیوالی ہے۔

وانت تعلم ان هذه الانباء
كلها كخروج دابة الارض وياجوج
وماجوج وغيرها قد اختلفت الآثار
في تبينها ولم تبين على نهج
واحد حتى ان بعض الصحابة
زعموا ان دابة الارض على رضى الله
تعالى عنه قليل له ان الناس يظنون
انك انت دابة الارض فقال الا
تعلمون انه انسان ومعه لوازم
بعض الحيوانات ولها وبروريش و
شئ فيه كالطيرو شئ فيه كالبهائم
وهو يسعى مكشاً من س ضليع ثلاث
مرة ولم يخرج الا اقل من ثلثيه
وما انا الا انسان مجت ليس على
جلدى وبر ولا ريش فكيف اكون
دابة الارض وقال بعض الناس ان
دابة الارض التي ذكره القرآن هو
اسم الجنس لا اسم شخص معين

اور تو جانتا ہے کہ ان تمام اخبار یعنی
دابة الارض اور یاجوج ماجوج کے نکلنے کے
بارہ میں احادیث میں اختلاف پایا جاتا ہے
اور ان کی تصریح ایک نہج پر نہیں کی گئی۔
یہاں تک کہ بعض صحابہ نے خیال کیا کہ دابة الارض
علی رضی اللہ عنہ میں اور آپ سے کہا گیا کہ
لوگ آپ کو دابة الارض خیال کرتے ہیں، تو
انہوں نے کہا کیا تم نہیں جانتے کہ وہ انسان ہے
اور اس کے ساتھ بعض حیوانات کے لوازم
ہوں گے اور اس کی پیشم اور پڑ ہوں گے اور
اس میں کچھ چیزیں پرندوں کے مشابہ ہوں گی
اور کچھ چوپایوں کے اور وہ تین بار ایک مضبوط
گھوڑے کی طرح دوڑے گا لیکن اپنے دو تہائی سے
کم ہی نکل سکے گا اور میں تو عرض ایک انسان ہوں
میرے چمڑے پر پیشم اور پڑ نہیں۔ پس میں
”دابة الارض“ کیسے ہو سکتا ہوں اور بعض لوگوں
نے کہا کہ دابة الارض جس کا قرآن میں ذکر ہے
وہ اسم جنس ہے۔ کسی معین شخص کا نام نہیں۔

۱۰ اذ انشقت الارض فخرج منه
 الون من دواب الارض سمی کل
 واحد منها دابة الارض لهم صور
 كصور الانسان وابدان كابدان
 السباع والكلاب والبهاة وقيل انها
 حيوان لها عنق طويلة يراها المغربي
 كما يراها المشرقي ولها مناظر الطيور
 وهي حيوان اصوف ذات زغب وذات
 وبر وریش وفيها من كل لون من
 الوان الدواب ولها اربع فتواجم و
 فيها من كل امة سيما وسيماها من
 هذه الامة انها تكلم الناس بلسان
 عربي مبين تكلمهم بكلامهم هذا
 قول ابن عباس وجاء من ابی هريرة
 انها ذات عصب وریش وان فيها
 من كل لون ما بين قرينها فرسخ
 للراكب المجتد وعن ابن عمر قال
 انها زغباء ذات وبر وریش - وعن
 حذيفة قال انها سلمعة ذات وبر
 وریش لن يدر كها طالب ولا يفوتها
 هارب وعن عمرو بن العاص قال

پس جب زمین پھٹ جائے گی تو اس سے ہزاروں
 زمینی جانور نکلیں گے۔ ان میں سے ہر ایک کو دابة الارض
 کہیں گے۔ ان کی صورتیں انسانوں کی مانند ہوں گی اور
 ان کے بدن درندوں اور کتوں اور چوہائیوں کے بدنوں
 کے مانند ہوں گے اور کہا گیا ہے کہ وہ ایک لمبی گردن
 والا حیوان ہے۔ اس کو ایک مغربی دیے ہی دیکھے
 گا جیسے ایک مشرقی اور اس کی پرندوں کی سی چونچیں
 ہوں گی اور وہ بڑی صوف والا اور چانوں والا اور
 پشتم والا اور بالوں والا جانور ہے اور اس میں
 جانوروں کے تمام رنگ ہوں گے اور اس کی چار
 ٹانگیں ہوں گی اور اس میں ہر امت کا نشان
 ہوگا اور اس کا نشان اس امت کے لیے یہ ہے کہ
 وہ لوگوں سے فصیح عربی میں کلام کریگا۔ اور وہ ان سے
 ان کی زبان میں گفتگو کریگا۔ یہ ابن عباس کا
 قول ہے اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ وہ چٹوں والا
 اور پروں والا ہے اور اس میں ہر رنگ موجود ہے۔
 اور اس کے دونوں سینگوں کے درمیان تیز و سوار کیلئے
 فرسخ کا فاصلہ ہے اور ابن عمر سے روایت ہے کہ وہ پٹھوں
 والا، پروں والا اور پشتم والا جانور ہے اور حذیفہ سے
 روایت ہے، انھوں نے کہا وہ پشتم اور بالوں والا بھیڑیا
 ہے جسے کوئی تلاش کر نہ پا پکڑ نہیں سکتا اور نہ اس سے

انہا حیوان طویل القامة راسہ
 یبلغ السماء ویمسها ولہ یخرج
 رجلاً من الارض وانہا لتخرج
 کجرى الفرس ثلثة ايام لم یخرج
 ثلثا وعن ابن زبیر قال ہی دابة
 راسها کراس البقر وعینہا کعین
 الخنزیر واذنہا کاذن الفیل وقرنہا
 کقرن الایل وعنقہا کعنق النعامۃ
 وصدرہا کصدر الاسد ولونہا
 کلون النمر وخالصہا کخالص السدور
 وذنبہا کذنب المعیز وارجلہا
 کقوائم الابل وما بین مفصلیہا اثنا
 عشر ذراعاً وعن عاصم بن جیب
 ابن اصبہان قال رايت علیاً یقول
 ان دابة الارض تاكل بفیہا وتتکلم
 من استہا وجاء فی بعض الاحادیث
 انہا تخرج ویكون معہا عصا موسیٰ
 وخاتم سلیمان ابن داؤد وینادی
 بالعلی صوت ان الناس کانوا بایتنا
 غافلین۔ وتسم المؤمن والکافر اما
 المؤمن فیبرق وجہہ بعد الوسم

کوئی بھاگنے والا آگے نہیں نکل سکتا اور مرد بن عاص سے
 روایت ہے کہ وہ ایک طویل القامت حیوان سے جس کا سر
 آسمان تک پہنچتا ہے اور اسے چھو تا ہے اور اس کے دونوں
 پاؤں زمین سے نہیں نکلے اور وہ گھوڑے کے بھاگنے کی
 طرح تین دن نکلے گا اور تین دن نہیں نکلے گا اور ابن زبیر
 سے روایت ہے کہ وہ ایک جانور ہے جس کا سر گائے
 کے سر اور آنکھ سور کی آنکھ اور کان باغی کے کان اور سینک
 بارہ سگھ کے سینک اور گردن شتر مرغ کی گردن اور سینہ
 شیر کے سینہ اور رنگ چیتے کے رنگ کی مانند ہے
 اور اس کا پہلو بٹی کے پہلو کی مانند اور اس کی
 دم بکریوں کے دم کی مانند ہے اور اس کے پاؤں ادنیٰ
 کی ٹانگوں کی مانند ہیں اور اس کے دو جوڑوں کے درمیان
 بارہ گز کا فاصلہ ہے اور عاصم بن جیب بن صہبان
 سے روایت ہے کہ علیؑ یہ فرماتے تھے کہ دابة الارض
 اپنے منہ سے کھائیکا اور اپنے سر میں سے کلام کریگا۔
 اور بعض احادیث میں آیا ہے کہ وہ نکلے گا اور اس کے
 ساتھ موسیٰ کا عصا اور سلیمان بن داؤد کی انگوٹھی
 ہوگی اور وہ بلند آواز سے پکارے گا کہ لوگ
 ہمارے نشانات سے غافل تھے اور وہ کافر اور
 مومن پر نشان لگائیکا۔ مومن کا چہرہ نشان لگنے
 کے بعد روشن ستارہ کی مانند چمکے گا اور وہ جانور

کالکوب الدرے و تکتب الدابة ما
 بین عینیه لفظ المؤمن واما الکافر
 فتکتب ما بین عینیه لفظ الکافر
 كنقطة سوداء وجاء في رواية ان
 لها صوتا عال يسمعها كل من هو
 في الخافقين وهي تقتل ابليس
 وتمزقه وفي مواضع خروجها و
 ازمنة ظهورها اختلافات عجیبة
 تركنا ذكرها اجتنابا من طول الكلام
 وقالوا انها تخرج في زمان واحد من
 امكنة متعددة وتخرج من ارض مكة
 وتخرج من ارض المدينة وتخرج من
 ارض اليمن فيرمي صورته في الامكنة
 المختلفة بطور خرق العادة في الصور
 المثالية فمن ههنا يثبت عالم
 المثال و اعجبني ان علماء ناقدا قد جوزوا
 هذه الصور المثالية في خروج دابة
 الارض وقالوا ان لها تكون قد ساءة
 على كونها موجودة في المشرق والمغرب
 في ان واحد وهم لا يجوزون هذه
 القدرة للملائكة ويقولون انهم اذ انزلوا

اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ مومن لکھ دیا گیا ؛
 البتہ کافر کی دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ کافر سیاہ
 نقطہ کی مانند لکھے گا۔ اور ایک روایت میں آیا
 ہے کہ اس کی بلند آواز ہوگی جس کو ہر وہ شخص
 سنے گا جو مشرق و مغرب میں رہتا ہے اور وہ ابلیس
 کو قتل کریگا اور اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیگا اور اس
 کے نکلنے کی جگہوں اور اس کے ظہور کے زمانوں
 میں عجیب اختلاف ہیں، جس کا ذکر ہم نے
 طوالت کلام سے بچتے ہوئے چھوڑ دیا ہے۔ اور
 لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ وہ ایک زمانہ میں مختلف
 جگہوں سے نکلے گا۔ وہ مکہ کی زمین سے نکلے گا اور
 مدینہ کی زمین سے نکلے گا اور وہ یمن کی زمین سے
 نکلے گا۔ پس وہ مختلف جگہوں میں خارق عادت
 طور پر مثالی صورتوں میں دکھائی دے گا، پس یہاں سے
 عالم مثال ثابت ہوتا ہے اور مجھے تعجب ہے کہ ہمارے
 علماء نے دابة الارض کے خروج کے بارہ میں
 مثالی صورتوں کو جائز قرار دیا ہے۔ اور
 انھوں نے کہا ہے کہ اسے مشرق و مغرب
 میں ایک ہی وقت میں موجود ہونے کی قدرت
 ہوگی، حالانکہ وہ اس قدرت کو ملائکہ
 کے لیے جائز قرار نہیں دیتے۔ اور کہتے ہیں کہ

من السماء فلا بد من ان تبقى السلوات
خالية منهم وان هذا لا يحق
مبنيين ۔

جب وہ آسمان سے اترتے ہیں تو ضروری ہے
کہ آسمان ان سے خالی ہوں اور یہ تو کھلی کھلی
حماقت ہے ۔

هذا ما جاء في حال دابة الارض
في كتب الاحاديث مع اختلافات
وتناقضات حتى ان اكثر الصحابة
ظنوا انه انسان فقط ولاجل ذلك
حسبوا ان علياً هو دابة الارض ومن
اعجب العجائب ان بعض الاحاديث
تدل على ان دابة الارض مؤمنة
تؤيد المؤمنين وتخزي الكافرين
وتشهد ان دين الاسلام حق حتى
انها تقتل ابليس وتمزقه وبعض
الاحاديث يدل على انها امراء
كافرة خادمة للشيطان وجساسة
للدجال وليس فيها خير فلا يمكن
التوفيق بينهما الا ان نقول ان المراد
من دابة الارض علماء السوء الذين

یہ وہ بیان ہے جو دابۃ الارض کے بارے میں
احادیث میں اختلاف اور تناقض کے ساتھ آیا
ہے۔ یہاں تک کہ اکثر صحابہ نے سمجھ لیا کہ وہ فقط
ایک انسان ہے اور اسی لیے انہوں نے خیال کیا
کہ علی ہی دابۃ الارض ہیں اور سب عجیب بات یہ
ہے کہ بعض احادیث اس بات پر دلالت کرتی
ہیں کہ دابۃ الارض مومن ہوگا اور مومنوں کی تائید
کریگا اور کافروں کو رسوا کریگا اور گواہی دیگا
کہ دین اسلام حق ہے۔ یہاں تک کہ وہ ابلیس
کو قتل کریگا اور اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیگا۔ بعض
احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ وہ ایک
کافر عورت ہے جو شیطان کی خادمہ اور دجال کی
جاسوس ہے اور اس میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔
ان دونوں کے درمیان تطبیق بجز اس کے ممکن نہیں
کہ ہم کہیں کہ دابۃ الارض سے مراد علماء سوء ہیں جو

ایک کہنے والے نے کہا ہے کہ اگر یہ حق ہے کہ
دابۃ الارض اس زمانہ کے علماء کا ایک گروہ

قال قائل لو كان هذا هو الحق
ان دابة الارض هي طائفة علماء

اپنے اقوال کے ساتھ یہ گواہی دیتے ہیں کہ رسول حق ہے اور قرآن حق ہے اور پھر بُرے کام کرتے ہیں۔ اور دجال کی خدمت کرتے ہیں اور ان کا دُجود وہ اجزا سے ملکر بنا ہے۔ ایک جز اسلام کے ساتھ ہے اور ایک کفر کے ساتھ انہی باتیں مومنوں کی طرح اور افعال کافروں کے افعال کی مانند ہیں۔

يشهدون باقوالهم ان الرسول حق والقرآن حق ثم يعملون الخبائث ويخدعون الدجال كان وجودهم من الجزئين جزء مع الاسلام و جزء مع الكفر اقوالهم كاقوال المؤمنين وافعالهم كافعال الكافرين

ہی ہے، تو لازم آئیگا کہ ان کی تکفیر حق اور پسٹی ہو، کیونکہ دابة الارض کا ایک کام یہ ہے کہ مومن اور کافر کو نشان لگائیگا پس جسکو وہ جانور کافر قرار دے (معترض ہماری طرف اشارہ کرتا ہے) تو تم پر لازم ہے کہ تم اس کے کفر کا اقرار کرو؛ کیونکہ تکفیر بمنزلہ اس زمینی جانور کے نشان کچے پس اس معترض کے جواب میں یہ کہا جاتا ہے کہ نشان سے مراد کافر کے کفر اور مومن کے ایمان کا اظہار ہے۔ پس یہ اظہار دو قسم کا ہے۔ کبھی تو وہ اقوال کے ساتھ ہوتا ہے اور کبھی افعال اور ان کے نتائج کے ساتھ اور سنت اللہ جاری ہے کہ کبھی کافروں اور فاسقوں کو اپنے انبیاء و اودیاء کے انوار ایمان کے تصور

هذا الزمان فيلزم ان يكون تكفيرهم حقا وصدقا فان من شان دابة الارض انها تم المؤمن والكافر من جعله الدابة كافرا (يشير المعترض اليها) فعليكم ان تقروا بكفره فان التكفير بمنزلة الوسم من دابة الارض فيقتال في جواب هذا المعترض ان المراد من الوسم اظهار كفر الكافر و ايمان مؤمن فهذا الاظهار على نوعين قد يكون بالاقتوال وقد يكون بالافعال ونتائجها وقد جرت سنة الله انه قد يجعل الكافرين والفاسقين علة موجبة لظهور

فاخبر رسول الله صلى الله عليه وسلم
عن انهم يكثرُونَ في اُخر الزمان
وسموا دابة الارض لانهم اخلدوا
الى الارض وما ارادوا ان يرفعوا الى
السماء واطمئنوا بالدين والشهواتها
وما بقي لهم قلب كالانسان واجتمعت

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ہے کہ وہ آخری زمانہ میں زیادہ ہوں گے اور
ان کا نام دابۃ الارض رکھا جائیگا؛ کیونکہ وہ زمین
کی طرف جھک جائیں گے اور آسمان کی طرف
اُٹھنے کا - ارادہ نہیں کریں گے اور دنیا کی
شہوات سے مطمئن ہو جائیں گے اور ان کیلئے انسان

کی علت موجبہ بنا دیتا ہے۔ کیا تو ہمارے
آقا اور نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
کی طرف نہیں دیکھتا کہ کس طرح ابوہل
اور اس جیسے لوگوں کی عداوت آپ
کے صدق کو روشن کرنے اور آپ کے
ایمان کی روشنی کو زیادہ کرنے والی ثابت
ہوئی۔ اگر ابوہل اور اس کے دوسرے معاند
ساتھی نہ ہوتے، تو صدق محمدی کے بہتے انوار
انفخار کے پروے میں باقی رہ جاتے پس جب
اللہ نے ارادہ کیا کہ وہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے صدق کو لوگوں میں ظاہر کرے، تو اس نے زمینی
ابوہل اور دوسرے شیاطین کی مانند معاند
معاند اور دشمن بنا دیئے پس انھوں نے ہر قسم کا
نکر کیا اور انھوں نے ہر قسم کی ایذا پہنچائی اور

انوار ایمان انبیاء و اولیاء
الائتری الی سیدنا و نبینا
محمدن المصطفیٰ صلعم کیف
کانت عداوة ابی جہل و امثاله
موجبة لانا اذ صدقہ و ضیاء
ایمانہ و لولولیکن ابو جہل و
اخوانہ من المعادین لبقی کثیر
من انوار الصدق المحمدی فی
مکمن الاختفاء فاذا اراد اللہ ان
یظهر صدق نبیہ صلعم بین
الناس فجعل له الحاسدین
المعاندين المعادین فی الارض
کابی جہل و شیاطین اخرین
فمکروا کل المکر و اذوا کل الیذاء

کی طرح کوئی دل باقی نہیں رہے گا اور ان میں وزنوں اور سوزوں اور گونج کی عادات جمع ہو جائیں گی۔ اور تو انہیں شکرت اور خود پسند دیکھے گا گویا کہ وہ آسمان تک پہنچ گئے ہیں اور انہوں نے اسے چھوا ہے اور مینا کی طرح شدید جھکاؤ کے باعث ان کے پاؤں زمین سے نہیں نکلے۔ پس وہ اس شخص کی مانند ہیں جس نے اپنے قسم کو مضبوطی سے باندھ لیا ہو اور وہ ان تبدیلیوں کی مانند ہیں جو لوگوں سے سرسبز سے باتیں کرتے ہیں نہ کہ مُنہ سے۔ یعنی تو انکی باتوں میں پاکیزگی، برکت، استقامت و صالحین کے کلمات کی مانند نورانیت نہیں پائیگا۔

فيهم عادات السباع والخنازير والكلاب تراهم مستكبرين متبخترين كأنهم بلغوا السماء ومثوها ولم تخرج أرجلهم من الأرض شدة انتكاسهم إلى الدنيا فهم كالذي مثلد أسره وكل مسجونين يكلمون الناس من الاست لا من الإفواه يعني ولا تجد في كلماتهم طهارة وبركة واستقامة ونورانية كلمات الصالحين۔

انہوں نے ان انوار کو بچانے کی کوشش کی جو آسمان سے نازل ہوئے۔ پس وہ اس سے عاجز آ گئے اور حق آگیا اور جہل مٹ گیا اور اللہ کا امر ظاہر ہوا۔ گو وہ ناپسند کرتے تھے۔ پس جائز ہوا کہ یہ کہا جائے کہ ابو جہل اور اس کے مثل محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق اور آپ کے پاکیزہ ایمان اور بلند انوار کو ظاہر کرنے کا موجب ہوئے۔ پس اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ وابتدأ اللہ جو شیطان کی خاموشی ہے یعنی سرسبز سے بات کرتی ہے نہ کہ صحت مند نوح انسانی کی مانند مرنے سے

وسعوا لإطفاء أنوار نزلت من السماء فعجزوا عن ذلك وجاء الحق وزهق الباطل وظهر امر الله ولو كانوا كارهين نجازان يقال ان ابا جهل وامثاله كانوا سببا لظهور صدق المصطفى وایمانه الطيب وأنواره العليا فكذلك نقول ان دابة الأرض التي هي خادمة الشيطان أعنى التي تتكلم بالاست لا بالفهم والصالحين

اور ان کے اعتراضات سے یہ بھی ہے جو کہا گیا کہ ایک بڑے شیخ نے کہا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور میں نے اس شخص (یعنی مولف کتاب ہذا) کے متعلق سوال کیا کہ وہ جھوٹا ہے یا سچا تو آپ نے فرمایا یہ صادق ہے اور اللہ کی طرف سے ہے، لیکن اللہ اس سے خوش طبعی کر رہا ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ توجان لے کہ اس بزرگ نے اپنی طرف سے دو پیغامبر میرے پاس بھیجے۔ ان میں سے ایک کا نام خلیفہ عبداللطیف اور دوسرے کا نام خلیفہ عبداللہ عرب تھا۔ وہ میرے پاس فیروز پور مقام پر آئے۔ اور

ومن اعترضا ثلثهم ما قيل ان بعض اجل مشائخهم قال اني رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم في المنام وسئلته عن هذا الرجل - (يعني عن المؤلف) اهو كاذب ام صادق فقال صادق ومن عند الله ولكن الله يمازحه * اما الجواب فاعلم ان ذلك الشيخ قد ارسل الى رسولين من عندة كان اسم احدهما الخليفة عبد اللطيف واسم الثاني الخليفة عبد الله العرب

وہ مومن کو اس معنی میں نشان لگائیگی کہ وہ اس کے ایمان کے انوار کو اسی طرح ظاہر کریگی جس طرح ابوجہل نے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار ایمان کو ظاہر کیا۔ پس تو سوچ اور بیوقوف اور پاگلوں کی طرح نہ بن۔ ۱۲ منہ

اس شیخ کا نام پیر جھنڈے دالہ ہے اور آپ سندھ کے ایک شہر میں رہتے ہیں اور میں نے سنا ہے کہ آپ اس علاقہ کے مشہور مشائخ سے ہیں اور آپ کے بیعت کنندگان کی تعداد تقریباً ایک لاکھ یا اس سے زیادہ ہے۔ ۱۲ - منہ

من نوع الانسان هي تسم المؤمن بمعنى انها تظهر انوار ايمانه كما اظهر ابوجهل انوار ايمان خاتم النبیین فتفكروا لا تكن كالمعتوه والمجانين - ۱۲ منہ

اسم هذا الشيخ پير صاحب العلم ويسكن في بعض بلاد السند وسمعت انه من مشاهير مشائخ تلك البلاد وجماعة ميايعيه قريب من مائة الف او يزيدون - ۱۲ - منہ

انہوں نے کہا ہمیں آپ کی طرف ہمارے شیخ صاحب العلم نے یہ کہہ کر بھیجا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی علیہ وسلم کو دیکھا اور آپ سے میں نے آپ کے معاملہ میں دریافت کیا اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے بتائیے کہ آیا وہ جھوٹا اور افترا کر نیوالا ہے یا سچا ہے! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ سچا ہے اور اللہ کی طرف سے ہے۔ پس میں نے جان لیا کہ آپ واضح حق پر ہیں اور اس کے بعد ہم آپ کے معاملہ میں شک نہیں کرتے اور آپ کی شان میں کوئی شبہ نہیں کرتے۔ اور ہم اسی طرح کریں گے جیسے آپ حکم دیں گے۔ پس اگر آپ ہمیں حکم دیں کہ امریکہ کے علاقہ میں چلے جائے تو ہم وہاں چلے جائیں گے اور ہمیں اپنے معاملہ میں اختیار نہ ہوگا اور آپ ہمیں انشاء اللہ اطاعت کر نیوالوں سے پائیں گے۔

یہ وہ بات ہے جو ان کے دونوں پیغمبروں نے کہی اور وہ دونوں اپنی قوم کے شرفاء سے ہیں۔ بلکہ جس شخص کا نام عبداللہ عرب ہے وہ مشہور تاجروں سے ہے اور اس پر اللہ نے بہت سے اموال اور باقیاتِ صالحہ کے ساتھ احسان کیا ہے اور میرا خیال ہے کہ وہ نیک شخص ہے اور جھوٹ نہیں بولتا اور اس نے اللہ کی راہ میں اور تمہاتر دینیہ میں بہت

فجاء الی فی مقام فیروز و زوفا
قد ارسلنا الیک شیخنا صاحب
العلم یقول انی رأیت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم واستفسرته فی امرک
وقلت بیئنی یا رسول اللہ اھو کاذب
مفتزی ام صادق فقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم انه صادق
ومن عند اللہ فعرفت انک
علی حق مبین وبعد ذلک لا
نشا فی امرک ولا نرتاب فی شانک
ونعمل کما تامر فان امرتنا ان اذھبوا
الی بلاد الامریکہ فاننا نذھب
الیہا وما تھون لنا خیرۃ فی امرنا
وستجدنا ان شاء اللہ من المطاوعین
ھذا ما قال رسولہ وکانا من
شرفاء القوم بل الذی کان اسمہ
عبد اللہ العرب ھو من مشاہیر
التجار ومن اللہ علیہ باموال کثیرۃ
وباقیات صالحۃ واطن انہ رجل
صالح لا یکنز وقد انفق مالا کثیرا
فی سبیل اللہ ومہمات الدین

وله هُم كَثِيرٌ لَا عِلَاءَ كَلِمَةِ الْإِسْلَامِ
وَمَا جَاءَ فِي الْأَعْلَى قَدَمُ الصِّدْقِ وَالْإِخْلَاصِ مَا جَاءَ
الْأَبْعَدُ مَا أَرْسَلَهُمَا شَيْخَهُمَا خُفَكَ دِيَانَةً وَالْإِصْفَاءُ
أَرْسَلَهُمَا شَيْخَهُمَا مِنْ دِيَارِ رُبْعِيَّةٍ
عَلَى حَتْمِ مَصَارِفِ السَّبِيلِ وَتَكَالُفِ
السَّفَرِ فِي أَيَّامِ الشِّتَاءِ لِيَبْتَغَا مِنْهُ
كَلِمَةَ الْمَزَاحِ وَيُوْذِيَاعِلَ خِلَافَ
السَّنَةِ أَهْلَ الصَّلَاحِ وَأَنْهَمَا حَيَّانَ
مَوْجُودَانِ وَالشَّيْخُ حَيٌّ مَوْجُودٌ فَاسْأَلْهُمَا
وَشَيْخُهُمَا أَنْ كُنْتَ مِنَ الْمَرْتَابِينَ
وَمَعَ ذَلِكَ نِسْبَةَ الْمَزَاحِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى
قَوْلُ تَرَى حَقِيقَتَهُ وَأَنْتَ تَعْلَمُ
أَنَّ الْمَزَاحَ نَوْعٌ مِنَ الْكُذْبِ وَلَا يَصَحُّ
عَلَيْهِ سُبْحَانَهُ الْكُذْبُ فَانْهَ رَجْسٌ وَ
مِنَ النَّقَائِصِ وَالنَّقَائِصُ كُلُّهَا تَسْتَحِيلُ
عَلَيْهِ تَعَالَى ذَاتًا عَقْلًا وَعُرْفًا وَتَدْرُكُ
اتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلَى أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى
لَا يَكْذِبُ وَلَا يَخْلُفُ الْمِيعَادَ وَالْكَذْبُ
عَلَيْهِ مُحَالٌ لِمَا فِيهِ مِنْ أَمَارَةِ الْعَجْزِ
أَوِ الْجَهْلِ أَوِ الْعَبَثِ وَلِمَا فِيهِ زِيَادَةُ
وَنَقْصٌ وَيَتَعَالَى اللَّهُ عَنِ النَّقَائِصِ

مال خرچ کیا ہے اور اسے اعلائے کلمۃ اسلام کے
لیے بہت فکر ہے اور وہ میرے پاس قدم صدق اور
اخلاص پر ہی آیا ہے اور وہ میرے پاس اس وقت آیا
جب اس کو اور اس کے ساتھیوں کو ان کے شیخ نے میرے
پاس بھیجا پس دیانت اور انصاف سے سوچ۔ کیا ان کے
شیخ نے انھیں دور کے علاقہ سے راستہ کے اثرا بات
اور سردیوں میں سفر کی تکالیف برداشت کرنے کے بعد
اس لیے بھیجا ہے کہ دونوں مجھ تک اُن کی مزاحیر باتیں
پہنچائیں اور سنت کے خلاف اصل صلاح کو تکلیف دیں؟
وہ دونوں زندہ موجود ہیں اور شیخ بھی زندہ ہیں۔ پس اگر
تھیں کوئی شک ہو، تو ان دونوں سے اور ان کے شیخ سے
پوچھ لو اور مزاح کی نسبت اللہ کی طرف ایک ایسی
بات ہے جس کی حقیقت کو تو جانتا ہے اور تو جانتا ہے کہ
مزاح جھوٹ کی ایک قسم ہے اور اللہ سبحانہ کی طرف جھوٹ
کی نسبت درست نہیں؛ کیونکہ یہ پلیدی اور نقص ہے
اور نقائص کی نسبت اللہ کی طرف ذاتاً، عقلاً اور عرفاً
محال ہے اور علماء اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ
جھوٹ نہیں بولتا اور وعدہ خلافی نہیں کرتا اور اس پر
جھوٹ باندھنا محال ہے؛ کیونکہ اس میں عجز،
جہالت اور عبث کام ہونے کی علامت پائی جاتی
ہے اور اس میں کوئی زیادت یا نقص موجود ہے۔

اور اللہ سب نقائص اور ان کی سب اقسام سے پاک ہے اور اللہ تعالیٰ کی خبروں اور اس کی وحی اور الہام میں جھوٹ کا جواز ایسے مفاسد تک پہنچاتا ہے جسکا شمار نہیں کیا جاسکتا اور شریح المواقف میں آیا ہے کہ اس (اللہ) پر اتفاقی جھوٹ کی نسبت بھی ممتنع ہے اور اگر اللہ جھوٹا ہوتا تو اس کا جھوٹ قدیم ہوگا، کیونکہ جب حادث اس کی ذات کے ساتھ قائم نہیں ہو سکتا تو جھوٹ اس کی صفات قدیمہ سے کیسے ہو گیا، حالانکہ وہ سب سچوں سے زیادہ سچا ہے۔

اور ان کے اعتراضات میں سے ایک اعتراض بھی ہے کہ وہ کہتے ہیں قرآن کریم سے ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر مقتول اور مصلوب ہونے کے آسمان کی طرف رنچ ہوا اور احادیث میں آیا ہے کہ وہ عنقریب نازل ہوگا ﴿اور دجال کو قتل کریگا اور شادی کریگا۔﴾

كلها وكل انواعها وجواز الكذب في اخباره تعالى ووحيه والهامه يفضي الى المفاسد لا تخصي قال في شرح المواقف ويمتنع عليه الكذب اتفاقا ولو كان الله كاذبا لكان كذبه قديما اذ لا يقوم الحادث بذاته تعالى فكيف يكون الكذب من صفاته القدیمة وهو اصدق الصادقين۔

ومن اعتراضاتهم انهم قالوا قد ثبت من القرآن ان عيسى عليه السلام رفع الى السماء غير مقتول ولا مصلوب وجاء في الاحاديث انه سينزل ويقتل الدجال ويتزوج

۱۔ اور اگر عیسیٰ رنچ کے بعد دنیا کی طرف واپس آنے والے ہوتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوں فرماتے کہ اللہ کی قسم قریب ہے کہ وہ لوٹ آئے، لیکن آپؐ نے فرمایا ہے۔ اللہ کی قسم قریب ہے کہ وہ نازل ہو۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظ رجوع

۱۔ ولو كان عيسى راجعا الى الدنيا بعد الرفع لقال رسول الله صلى الله عليه وسلم والله ليوشكن ان يرجع ولكنه قال والله ليوشكن ان ينزل فتترك رسول الله صلى الله عليه وسلم

اور اس کی اولاد ہوگی پھر وہ فوت ہوگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں دفن کیا جائیگا اور بعض احادیث میں آیا ہے کہ فوت نہیں ہوا اور مہدی کے زمانہ میں اس کی قبل از موت آمد پرندہ اجماع ہو چکا ہے اور وہ یا جوج ماجوج کے خلاف بددعا کریگا اور وہ اس بددعا سے مر جائیں گے۔ پس ان احادیث سے کیسے انکار کیا جاسکتا ہے جن پر سلف اور خلف، صحابہ اور تابعین، ائمہ اور اکابر محدثین نے اتفاق کیا ہے اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ تو جان لے کہ عیسیٰؑ کی وفات قطعی طور پر دلائل کرنے والی احادیث سے ثابت ہے، کیونکہ قرآن نے لفظ توفی صرف موت دینے اور ہلاک کرنے کے لیے استعمال کیا ہے اور اس کے معنی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تصدیق

ویولد له ثم يموت فيدفن في
قبر رسول الله صلى الله عليه وسلم
وقد جاء في بعض الأحاديث انه
لم يموت وقد انعقد الإجماع على
مجيئه قبل موته في زمان يبعث
الله المهدى فيه ويدعو على يا جوج
وما جوج فيموتون بدعائه فكيف
يمكن الإنكار من هذا الأحاديث
التي اتفق عليها السلف والخلف
والصحابه والتابعون والأئمة والأكابر
المحدثين أما الجواب فاعلم
ان وفاة عيسى ثابت بالآيات التي
هي قطعية الدلالة لان القرآن ما
استعمل لفظ التوفى الا للماتة
والاهلاك وصدق ذلك المعنى

کو ترک کرنا اور لفظ نزول کو اختیار

کرنا اس بات پر قوی دیں ہے کہ
ان کی مراد عیسیٰ سے کوئی اور ہے نہ کہ وہ
عیسیٰ ابن مریم جو اللہ کا نبی

ہے۔ - منہ

لفظ الرجوع واختياره لفظ
النزول دليل قوي على انه
ازاد من عيسى رجلا آخر
لا عيسى الذي هو نبى الله

ابن مریم - منہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وشہد
 علیہ رجل من الصحابة الذی
 کان اعلو بلغات قومہ وکان استنبط
 علم التفسیر ووضعه وکان لہ الید
 الطولی والقدر المعلى فی تحقیق
 لسان العرب وکان من العارفين
 واما شہادتہ فکما جاء فی البخاری
 متوفیک مینک وقال العینی شارح
 البخاری رواہ ابن ابی حاتم عن ابیہ
 قال حدثنا ابو صالح حدثنا معاویہ
 عن علی بن ابی طلحة عن ابن عباس
 قال متوفیک مینک ثم اعلم
 ان ادعاء الاجماع فی عقیدۃ رفع
 عیسی حیاً بحسبہ العنصری
 باطل وکذب صریح قال ابن الاثیر
 فی کتابہ الکامل ان اهل العلم
 قد اختلفوا فی عیسی هل رفع
 قبل الموت او بعدہ فبعضہم
 ذهبوا الی انہ رفع قبل الموت
 وبعضہم ذهبوا الی انہ مات الی
 ثلاث ساعات او سبع ساعات و

کی ہے اور اس پر صحابہ ہیں سے اس شخص نے
 بھی شہادت دی ہے جو اپنی قوم کی زبان کا سب
 سے زیادہ عالم تھا اور اس نے علم تفسیر اور اس
 کی وضع کا استنباط کیا اور اس کو عربی
 زبان کی تحقیق میں بڑی مہارت اور بڑے پایہ
 کی تنقید کا مرتبہ حاصل تھا اور وہ عارفوں سے
 تھا اور اس کی شہادت جیسا کہ بخاری میں ہے
 یہ ہے کہ متوفیک کے معنی میتیک کے ہیں اور
 بخاری کے شارح عینی نے کہا ہے کہ ابن ابی حاتم
 نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ اس نے
 کہا کہ میں ابو صالح نے بتایا تھا۔ اس نے کہا کہ میں
 معاویہ نے بتایا تھا اس نے علی بن ابی طلحہ سے اور
 علی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا
 متوفیک کے معنی میتیک کے ہیں۔ پھر جان لے کہ عیسیٰ کے
 زندہ جسم عنصری کیساتھ اٹھائے جانیکا دعویٰ باطل اور
 صریح جھوٹ ہے اور ابن اثیر نے اپنی کتاب "الکامل"
 میں کہا ہے کہ اہل علم نے عیسیٰ کے بارہ میں اختلاف کیا ہے
 کہ آپ کا رفع موت سے پہلے ہوا یا بعد میں۔ پس
 بعض ان میں سے اس طرف گئے ہیں کہ موت سے پہلے انکا
 رفع ہوا اور بعض اس طرف گئے ہیں کہ وہ نہیں
 یاسات گھڑی تک مرے رہے اور ایک فریق

ذهب فريق من المعتزلة والجهمية
انه ما رفع جسمه العنصري بل
ما ت و رفع بالرفع الروحاني وما
يكون نزوله الا نزولاً روحانياً كما
كان الرفع روحانياً وقد اثبت البخاري
موته في صحيحه بكتاب الله و حديث
رسوله وقول بعض الصحابة فابن
ثبت الاجماع على رفعه حيّاً و عدم
موته وكذلك ما اتفق المسلمون
على دقته في قبر رسول الله صلى الله
عليه وسلم وقال العيني في شرح
البخاري قيل يدفن في الارض
المقدسة وكذلك اختلف في
موضع نزوله وفي حديث ابن عباس
قال سمعت رسول الله صلى الله عليه
وسلم يقول ينزل اخي عيسى ابن مريم
على جبل افق اماماً هادياً حكماً
عادلاً بيده حربة تقتل الدجال
وتضع للحرب اوزارها و اخرج نعيم
بن حماد من طريق جبير بن نفير
وشريح وعمر بن الاسود وكثير بن مرة

معتزله اور جهميه کا اس طرف گیا ہے کہ آپ کا جسم
عنصري کے ساتھ رفع نہیں ہوا بلکہ آپ دفات پا
گئے اور آپ کا رفع روحانی ہوا اور آپ کا نزول
نزول روحانی ہوگا جیسا کہ آپ کا رفع روحانی تھا
اور بخاری نے اپنی صحیح میں کتاب اللہ اور حدیث
نبوی اور بعض صحابہ کے اقوال سے ان کی موت
ثابت کی ہے۔ پس اس کے زندہ اٹھائے جانے اور
اس کے نہ مرنے پر اجماع کہاں ثابت ہوا۔ اور
اسی طرح مسلمان قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
میں آپ کے دفن ہونے پر بھی متفق نہیں اور
یعنی سنے شرح بخاری میں کہا ہے کہ کہا گیا ہے
وہ ارض مقدسہ میں دفن ہوگا اور اسی
طرح اس کے نزول کے مقام میں اختلاف
ہے اور ابن عباس کی حدیث میں ہے کہ
میں نے رسول اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے
تھے: میرا بھائی عیسیٰ بن مریم جبل افق پر نازل
ہوگا اور امام ہادی اور حکم و عدل ہوگا۔ اس
کے ہاتھ میں دجال کو قتل کرنے کے لیے ایک نیزہ
ہوگا اور لڑائی اپنی اوزار رکھ دیدگی اور نعيم
بن حماد نے جبیر بن نفیر اور شريح اور عمر بن الاسود
اور كثير بن مرة نے روایت کیا ہے۔ لوگ کہتے ہیں۔

قال قالوا انما الدجال شيطان لا
 غيره یعنی یخروج فی اخر الزمان
 ویوسوس فی صدور الناس ویقتله
 المسيح بالحربة السماوية یعنی
 بالنور والذین امنوا من الصحابة
 بنزوله ما امنوا الا جمالا والذین
 صرحوا فی هذا الباب بعد الصحابة
 فقد اخطوا ولا یجب علینا ان نبتع
 اراء هم هم رجال وغن رجال و
 قدر من الله علینا وکشف علینا
 بالهاماته ما لم یرکتف علیهم و
 هذا فضل الله یؤتیہ من یشاء
 من عبادة المؤمنین ۔

کہ دجال شیطان کے سوا اور کوئی نہیں یعنی وہ آخری
 زمانہ میں نکلے گا اور لوگوں کے سینوں میں دوسوے
 پیدا کریگا اور اس کو میٹخ آسمانی حربہ کے ساتھ
 یعنی نور کے ساتھ قتل کر دیگا اور جو لوگ صحابہ
 میں سے اس کے نزول پر ایمان لائے وہ صرف
 اجمالی طور پر ایمان لائے ، اور جنہوں نے اس
 باب میں صحابہ کے بعد صراحت کی ہے انہوں نے
 غلطی کی ہے اور ہم پر واجب نہیں کہ ہم ان کی
 آراء کی پیروی کریں وہ بھی مرد ہیں اور ہم بھی مرد
 ہیں اور اللہ نے ہم پر احسان کیا ہے اور اپنے
 اسماء کے ذریعے ہم پر وہ کچھ منکشف کیا ہے جو ان
 پر منکشف نہیں کیا تھا اور یہ اللہ کا فضل ہے وہ اپنے
 مومن بندوں سے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے ۔

وقد اشار الله تعالى في القرآن
 ان التوراة اما ريعني فيه نظير
 كل واقته يقع في هذه الامة و
 لذلك قال فاسئلوا اهل الذکر ان
 كنتم لا تعلمون ولكن لا تجد في
 التوراة نظير النزول الجسماني
 بل تجد نظير اخيه للنزول
 الروحاني كما ذكرنا قصة نزول ايليا

اور اللہ نے قرآن میں اشارہ کیا ہے کہ تورات
 امام ہے یعنی اس میں ہر اس واقعہ کی نظیر موجود ہے جو
 اس امت میں ہوگا اور اسی لیے اس نے کہا ہے :
 "فاستولوا لذرک ان کنتم لا تعلمون" (اگر تم نہیں جانتے تو اس
 ذکر داؤں ہی سے پوچھ لو)۔ لیکن ہم تورات میں نزول جسمانی
 نہیں بلکہ نزول روحانی کی مثال پاتے ہیں جیسا کہ
 ہم نے ایلیا بنی کا قصہ بیان کیا ہے
 پس تو قلب سلیم اور امین دل کے ساتھ

الخبیر قد بر قلب سلیم امین ۛ
 ثم مع ذلك قد ثبت ان الواقعات
 الاتیة التي اخبر عنها رسول الله صلی
 الله علیه وسلم او غيره من الانبياء
 ما وقعت كلها بصورتها الظاهرة المرجوة
 بل وقع بعضها على الظاهرة وبعضها
 على وجه التأويل فاذا كان سنة الله
 كذلك في ظهور الانباء المستقبلة
 فامتی دلیل علی ان خبر نزول المسيح
 محمول علی الظاهر ولہو لا يجوز ان
 يكون محمولاً علی الباطن بل اذا
 دققنا النظر فیما مر العقل ان الاخبار
 التي هی امارات کبری للقیامة لا
 بدلہا ان لا یقع الا فی حل
 الاستعارات فان القیامة لا تاتی
 الا بغتة ولا یزول ریب المراقبین
 ابد احثی تاتیتهم کما ثبت من
 نصوص القرآن واما اذا جازنا ظهور
 الامارات الکبری علی صورها الظاهرة
 فلا تبقى الساعة امرأ ظنیاً فی اعین
 المنکرین فوجب ان نعتقد ان

متبرک۔ پھر اس کے ساتھ یہ بھی ثابت ہو
 گیا ہے کہ آئندہ کے واقعات جن
 کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا دیگر
 انبیاء نے دی ہے وہ ساری کی ساری اپنی
 اس صورت ظاہری پر واقع نہیں ہوں گی جس
 کی اُمید کی جاتی تھی بلکہ ان میں سے بعض ظاہری
 شکل میں اور بعض تاویلی رنگ میں واقع ہوں گی۔ پس
 اخبار مستقبلہ کے ظہور کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کی سنت
 یہ ہے تو اس بات پر کوئی دلیل ہے کہ نزول مسیح کی خبر
 ظاہر پر محمول ہے اور اس کا باطن پر محمول ہونا
 کیوں جائز نہیں۔ جب ہم باریک نظر سے دیکھتے
 ہیں تو عقل حکم دیتی ہے کہ وہ خبریں جو قیامت
 کے لیے بڑی بڑی علامات ہیں ضروری ہے کہ وہ
 استعارات کے رنگ میں واقع ہوں کیونکہ قیامت
 اچانک آئے گی اور شک کرنے والوں کے شک کبھی
 زائل نہیں ہوں گے۔ یہاں تک کہ ان کے پاس
 وہ کچھ آجائے جو نصوص قرآنیہ سے ثابت
 ہے اور اگر ہم بڑی بڑی علامات کے ظہور کو ان
 کی ظاہری صورتوں پر جائز قرار دیں تو منکرین کی نظر
 میں قیامت قطعی امر نہیں رہے گا۔ پس
 واجب ہے کہ ہم عقیدہ رکھیں کہ بڑی بڑی

الاصوات انکبری لاتنقم علی صورها الظاهره وکذا
النزول نزول روحانی بتوسط رجل یشابه
فی صفاته کما خسر معنی نزول ایلینا النبیین
قبل فی صحف النبیین۔

واما قولهم ان الاحادیث تشهد
علی ان عیسی یقتل الدجال بحربته
فنحن لانسلم ان الاحادیث تدل
علیها بالاتفاق بل الحديث الذی
جاء فی البخاری فی امر عیسی یعنی
قول رسول الله صلی الله علیه وسلم
یضع الحرب یدل بدلالة صریجة
علی ان عیسی لا یقتل الدجال باله
من الالات المحرب وکیف یاخذ حربته
بیدہ مع ان رسول الله صلی الله علیه
وسلم قال فی حقہ انه یضع الحرب
فلا شک ان حربه قتل الدجال
حربه روحانیة منزلة من السماء
کما یدل علیہ حدیث رومی عن ابن
عباس قال قال رسول الله صلی الله
علیه وسلم ینزل اخي عیسی ابن
مریم علی جبل افیق اما ما هادی
حکماً عادلاً بیدہ حربه یقتل به

علامات اپنی ظاہری صورتوں میں واقع نہیں ہونگی اور اس طرح
نزول بھی نزول روحانی ہوگا اور ایک ایسے شخص کے واسطے
ہوگا جو سچے اپنی صفات میں مشابہت رکھتا ہوگا جیسا کہ ایلیا
نبی کے نزول کے معنی کی تفسیر نبیوں کے صحیفوں میں پہلے بیان
کی گئی ہے۔

رہا ان کا یہ قول کہ احادیث اس بات پر
شہادت دیتی ہیں کہ عیسیٰؑ دجال کو اپنے نیزہ کے ساتھ قتل
کرے گا، لیکن ہم تسلیم نہیں کرتے کہ احادیث اس پر بالاتفاق
دلائل کرتی ہیں بلکہ وہ حدیث جو بخاری میں عیسیٰؑ کے
بارہ میں آئی ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا یہ قول کہ وہ لڑائی کو ختم کرے گا صریح طور پر دلائل
کرتی ہے کہ عیسیٰؑ دجال کو جنگی آلات میں سے کسی آلہ سے
قتل نہیں کرے گا اور وہ اپنے ہاتھ میں نیزہ کیسے پکڑ
سکتا ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس
کے حق میں یہ فرمایا ہے کہ وہ لڑائی کو ختم کرے گا پس
اس میں شک نہیں کہ دجال کو قتل کرنے کا حربہ روحانی
حربہ ہے جو آسمان سے اترے گا جیسے کہ اس پر
وہ حدیث دلائل کرتی ہے جو ابن عباس سے مروی
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا
بھائی عیسیٰ بن مریم جبل افیق پر سے امام ہادی
اور حکم عدل ہو کر نازل ہوگا اسکے ہاتھ میں ایک نیزہ ہوگا جس سے
وہ دجال کو قتل کرے گا۔ پس اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ نیزہ
آسمانی ہے نہ کہ زمینی۔ پس قتل امر روحانی

الدجال فقد ظهر من هذا الحديث ان الحربة سماوية لا ارضية فالقتل امر روحاني لا جسماني شعر لما كان الدجال شيطان اخر الزمان يبسط ظل الضلالة على مظاهره فما معنى القتل الجسماني وما نقلوا انه بعد قتله يدفن او يحرق او يلقى في البحر او يطرح في الارض حتى تاكله الطير فهذه كلها دلائل قاطعة على ان القتل امر روحاني واعلم ان حربة عيسى الذي ينزل معه من السماء انما هو حربة لنفسه التي يهلك بها كل كافر فما لكم لا تتدبرون كالعاقليين وقد علمتم ان الدجال شيطان كما جاء في بعض الاحاديث فحربة قتل ابليس لا تكون الا حربة روحانية فحديث وضع الحرب حديث صحيح يوجد في البخاري وكلما يخالفه من الاحاديث فهو مدسوس عليه او مؤول والذي يجادل في ذلك فقد شى هذا الحديث

ہے نہ کہ جسمانی۔ پھر جب دجال آخری زمانہ کا شیطان ہے جو اپنے مظاہرہ پر مگر ہی کا سایہ پھیلائیگا تو پھر جسمانی قتل کے کیا معنی اور انھوں نے یہ بیان نہیں کیا کہ قتل کے بعد اسے دفن کہاں کیا جائے گا، جلایا جائے گا یا اسے سمندر میں پھینک دیا جائے گا۔ یا زمین پر پھینک دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ پرندے اس کو کھا جائیں۔ پس یہ سب اس بات پر قطعی دلائل ہیں کہ قتل ایک روحانی امر ہے اور جان لے یعنی کائیزہ جو اس کے ساتھ آسمان سے نازل ہوگا، وہ اس کے نفس کائیزہ ہے جس کے ساتھ وہ ہر کافر کو ہلاک کرے گا پس تم کیوں عقلمندوں کی طرح تدبیر نہیں کرتے۔ اور تم نے جان لیا ہے کہ دجال شیطان ہے جیسا کہ بعض احادیث میں آیا ہے۔ پس ابلیس کے قتل کا کائیزہ روحانی نیزہ ہی ہو سکتا ہے۔ پس وضع حرب کی حدیث صحیح ہے جو بخاری میں پائی جاتی ہے اور اس کی مخالف احادیث یا تو وضعی ہیں اور یا ان کی تادیل کی جائے گی اور جو شخص اس کے بارہ میں جھگڑتا ہے اس نے اس حدیث کو جھٹلایا ہے جو

اس کتاب میں پائی جاتی ہے جو قرآن کے بعد سب کتابوں سے زیادہ صحیح ہے اور یہی حق ہے اور اسکا انکار کوئی غافل احمق ہی کر سکتا ہے۔ پس تو متدبر کر اور جلد باز نہ بن۔

اور مہدی کی آمد کے متعلق جو احادیث ہیں پس تو جانتا ہے کہ وہ تمام کی تمام ضعیف اور مجرد ہیں اور ایک دوسرے کی مخالف ہیں۔ یہاں تک کہ ابن ماجہ اور اس کے علاوہ دوسری کتب میں ایک حدیث آئی ہے کہ مہدی عیسیٰ ہی ہو گا۔ پس اس جیسی احادیث کا باوجود ان میں اختلاف اور ضعف کی شدت کے کیسے سہارا لیا جاسکتا ہے اور ان کے راویوں پر بہت سے اعتراضات ہیں۔ جیسا کہ محدثین پر مخفی نہیں۔

پس حاصل کلام یہ ہے کہ یہ ساری احادیث معارضات اور تناقضات سے خالی نہیں ہیں۔ ان سب سے الگ رہ اور احادیث سے متعلق تمام تنازعات حدیثیہ کو قرآن کی طرف لوٹا اور اس کو ان پر حکم بنانا تیرے لیے رُشد ظاہر ہو اور توحیدیت چاہنے والوں سے ہو جائے۔ پس اگر تو احادیث کو ان کے تناقض اور اختلاف کی شدت اور ان کے مرتبہ یقین سے گرے ہوئے ہونے کے باوجود قبول

الذی یوجد فی کتاب ہواصح الکتب بعد کتاب اللہ وھذا ہوالحق ولا ینکرہ الا قباغ غافل فتدبر ولا تکن من المستعجلین۔

واما احادیث معیئ المہدی فانتم تعلم انھا کما ضعیفة مجردة ویخالف بعضها بعضا حتی جاء حدیث فی ابن ماجہ وغیرہ من الکتب انہ لا مہدی الا عیسیٰ ابن مریم فکیف یتکاف علی مثل ھذہ الاحادیث مع شدۃ اختلافھا و تناقضھا وضعفھا والکلام فی رجالھا کثیر کما لا یخفی علی المحدثین۔ فالحاصل ان ھذہ الاحادیث کما لا تخلو عن المعارضات والتناقضات فاعتزل کلھا ورد التباذعات الحدیثیۃ الی القرآن واجعلہ حکما علیھا لیتبین لك الرشد وتكون من المسترشدين۔ فان کنت تقبل الاحادیث مع شدۃ اختلافھا وتناقضھا وتزلھا عن مرتبۃ الیقین

کرتا ہے تو تیرے لیے بہت ہی مناسب ہے کہ تو قرآن کو قبول کرے جو یقینی اور قطعی ہے اور باطل نہ اس کے سامنے سے آسکتا ہے اور نہ اس کے پیچھے سے۔ اگر یقین کے راستوں پر چلنا چاہتا ہے۔

اور ان کا ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ یہ شخص مسیح کے خالق بطور ہونے اور اس کے محی الاموات ہونے پر ایمان نہیں لاتا اور کہ وہ اس عصمت میں غصوص اور منفرود تھا اور مس شیطان سے محفوظ تھا اور اس کی اس صفت میں کوئی اور نبی اس کا شریک نہیں۔ جواب اس کا یہ ہے کہ توجان لے کہ ہم اس کے احیاء عجازی اور خلقی عجازی پر ایمان لاتے ہیں، لیکن حقیقی احیاء اور حقیقی خلق پر ایمان نہیں لاتے۔ جو اللہ کے زندہ کرنے اور اللہ کے پیدا کرنے کے مشابہ ہے اور اگر ایسا ہوتا تو پیدا کرنا اور زندہ کرنا تشابہ ہو جاتے اللہ سبحانہ نے فرمایا ہے: "فیکون طیراً باذن اللہ" پس وہ اللہ کے حکم سے ایک اٹنے والا بن جاتا ہے) اور اس نے یہ نہیں کہا کہ فیکون حیاً باذن اللہ (یعنی پس وہ اللہ کے اذن سے زندہ ہوتا ہے اور یہ نہیں فرمایا فیسیر طیراً باذن اللہ اور عیسیٰ کے پرندوں کی مثال موسیٰ کے عصا کی سی ہے جو ایسے سانپ کی شکل میں ظاہر ہوا جو دوڑ رہا تھا، لیکن اس نے ہمیشہ اپنی پسلی

فکم من حری ان تقبل القرآن
الیقینہ القطعی الذی لایاتیہ
الباطل من بین یدیه ولا من خلفه
ان کنت ترید ان تتبع سبل الیقین
ومن اعتراضاتہم انہم قالوا
ان هذا الرجل لا یؤمن بان المسیح
کان خالق الطیور وکان محی الاموات
وکان فی العصمة مخصصاً متفرداً
محفوظاً من مس الشیطان لا یشابہہ
فی هذا الصفة احد من النبیین۔
اما الجواب فاعلم اننا نؤمن باحیاء
عجازی وخلق عجازی ولا نؤمن
باحیاء حقیقہ وخلق حقیقی کا حیاء
اللہ وخلق اللہ ولو کان كذلك ل تشابہ
الخلق والاحیاء وقال اللہ سبحانه
فیکون طیراً باذن اللہ وما قال
فیکون حیاً باذن اللہ وما قال
فیسیر طیراً باذن اللہ وان مثل
طیر عیسیٰ کمثل عصا موسیٰ ظہرت
کحیة تسعی ولكن ما ترک للدوام
سیرتہ الاولی وکذلك قل المحققون

ان طیر عیسے کان یطیر امام اعرین
الناس واذا غاب فکان یسقط ویرجع
الی سیرتہ الاولی فاین حصل
لہ الحیۃ الحقیقۃ وكذلك کان
حقیقۃ الاحیاء اعنی انه ماردّ الی
میّت قط لو ازم الحیۃ کلّہا بل کان
یجرى جلوة من حیاة المیّت بتاثير
روحہ الطیب وکان المیّت حیّا
مادام عیسی قائمّا علیہ ادقاعدا
فاذا ذهب فعاد المیّت الی حالہ
الاول ومات فکان ہذا احیاء
اعجازیا لا حقیقیّا واللہ یعلم ان
ہذا هو الحقیقۃ الواقعة ثم ما رجعہا
اغلاط بیان الناس وزادوا فیہا
ما نشاءوا کما لا یخفی علی من لہ شمة
من العلم والبصیرۃ فدق النظر فی
مطاوی الایات ومعاینہا لیکشف
عند الضلال والظلام وتکون من
المتبصرین۔ ومن اعتراضاتہم انہم
قالوا ان اللہ تعالیٰ قد اخبر عن
نزول المسیح عند قرب القیامۃ

سیرت کو نہیں چھوڑا اور اسی طرح محققین نے کہا ہے عیسیٰ
کا پرندہ لوگوں کی آنکھوں کے سامنے اڑتا اور جب وہ
غائب ہو جاتا، تو گر پڑتا اور اپنی پہلی حالت پر لوٹ
آتا تھا۔ پس اسے حقیقی زندگی کہاں حاصل ہوئی اور
اسی طرح احیاء کی حقیقت بھی ایسی ہی ہے یعنی اس نے
مردہ کی طرف تمام لوازم حیات ہرگز نہیں لوٹائے بلکہ
وہ مردہ کی زندگی کا ایک جلوہ اپنی پاک روح کی تاثیر
سے دکھاتا تھا اور مردہ اس وقت تک زندہ رہتا
تھا جیتک عیسیٰ اس پر کھڑے رہتے یا بیٹھے رہتے۔
پس جب آپ چلے جاتے تو مردہ اپنی پہلی حالت
میں لوٹ آتا اور مر جاتا۔ پس یہ احیاء عجازی تھا
نہ کہ حقیقی۔ اور اللہ جانتا ہے کہ یہی حقیقت واقعہ
ہے۔ پھر اس میں لوگوں کے بیان کی غلطیاں
مل گئیں اور انھوں نے جو چاہا اس میں زیادہ کر دیا
جیسا کہ ہر اس شخص پر مخفی نہیں ہے جسے ذرہ بھر علم اور
بصیرت حاصل ہے پس آیات کی تہوں اور معانی میں
باریک نظر سے دیکھنا کہ کچھ سے اندھیرا اور تاریکی
دور ہو جائے اور نور صاحب بصیرت ہو جائے۔
اور ان کا ایک اعتراض یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ
نے قرب قیامت کے وقت بیٹھے نزول کی خبر
دی ہے۔ جیسا کہ اس نے فرمایا: "وانہ لعلم لساۃ"

كما قال وانه لعلم للساعة اما
الجواب فاعلم ان الله تعالى قال و
انه لعلم للساعة وما قال انه سيكون
علما للساعة - فالآية تدل على
انه علم للساعة من وجه كان
حاصل له بالفعل الا ان يكون من
بعد في وقت من الاوقات والوجه
الحاصل هو تولد من غير اب
والتفصيل في ذلك ان فرقة من
اليهود اعنى الصديقين كانوا
كافرين بوجود القيامة فاخبرهم
الله على لسان بعض انبيائه ان
ابنا من قومهم يولد من غير اب و
هذا يكون آية لهم على وجود القيامة
فالى هذا اشار في آية وانه لعلم
للساعة وكذلك في آية ولنجعله
آية للناس اى للصديقين -

وقال بعض المفسرين انه ضمير
انه لعلم الساعة يرجع الى القران
فان القران احيا خلقا كثيرا و
بعثهم من القبور فهذا البعث الروحاني

(اور وہ آخری گھڑی کا علم مختص ہے) اس کا جواب یہ
ہے کہ تو جان لے کہ اللہ تعالیٰ نے دائہ لعلم الساعة
کہا ہے یہ نہیں کہا انہ سیکون علما للساعة۔ پس یہ
آیت دلالت کرتی ہے کہ وہ من وجہ ساعت کا نشان
تھا جو اسے بالفعل حاصل تھی۔ بعد میں کسی وقت اسے
حاصل نہیں ہونی تھی اور وجہ جو حاصل تھی وہ اس کا
بغیر باپ پیدا ہونا تھا اور اس کے بارہ میں تفصیل
یہ ہے کہ یہود کا ایک فرقہ یعنی صدوقی
لوگ قیامت کے وجود سے منکر تھے۔ پس
اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے بعض انبیاء
کی زبان سے خبر دی کہ ان کی قوم سے ایک
بیٹا بغیر باپ کے پیدا ہوگا اور یہ ان کے لیے
قیامت کے وجود پر نشان ہوگا۔ پس اس
طرف آیت دائہ لعلم الساعة میں اشارہ کیا گیا ہے
اور اسی طرح اس آیت میں بھی اس طرف اشارہ ہے کہ :
”ونجعل آية للناس“ (اور ہم لوگوں کے لیے اسے ایک نشان قرار دیں)
یعنی ہم سکوان لوگوں یعنی صدوقیوں کیلئے ایک نشان بنائیں گے۔

اور بعض مفسرین نے کہا ہے کہ دائہ لعلم الساعة
میں ضمیر قرآن کی طرف لوٹتی ہے پس قرآن نے
بہت سی مخلوق کو زندہ کیا اور ان کو قبروں سے اٹھایا
ہے۔ پس یہ بعث روحانی دلیل ہے۔ بعث جسمانی

دلیل علی البعث الجسمانی یعنی علی
الساعة كما فی معالم التنزیل وغیره
فالْحَاصِلُ ان آیة انه لعلم الساعة
لا یدل علی نزول المسیح قط بل
یفحم المنکرین بدلیل موجود ثابت
فلهذ اقل فلا تَمْتَرْنَ بها ولا یقال
مثل هذ القول لآیة ما ثبت
وجودها بعد وماراها احد من
المخالفین - ومن اعترضا تهم
انهم قالوا ان کان هذ اهو المسیح
الذی ارسل لکسر الصلیب و قتل
الخنزیر فقد مضت علیه احدی
عشر سنة من رأس القرن ، فای
صلیب کسروای خنزیر قتل و
ای جزیه وضع و من ذالذی
دخل فی الاسلام وترك سبیل
الکافرین -

اما الجواب فاعلم ان الحق
لا یأتی دفعة بل یأتی تدریجاً و فی
العینی عن ابن عباس یقیم عیسی
تسع عشر سنة لا یكون امیراً و لا

پر یعنی قیامت پر جیسا کہ معالم التنزیل اور دوسری
کتب میں ہے۔ پس حاصل کلام یہ ہے کہ آیت
انہ لعلم الساعة نزول مسیح پر قطعاً دلالت نہیں کرتی
بلکہ وہ منکروں کا مُنہ ایک موجود اور ثابت دلیل
سے بند کرتی ہے۔ پس اسی لیے اس نے کہا ہے:
”فلا تَمْتَرْنَ بها“۔ (پس تم اس کے متعلق مُتَبہ نہ کرو) اور کسی
ایسے قول کو نشان نہیں کیا جاسکتا جس کا وجود دنیائے
نہ ہو اور اس کو کسی مخالفت نے نہ دیکھا ہو۔
اور ان کے اعتراضات میں سے ایک اعتراض یہ بھی
ہے کہ وہ کہتے ہیں۔ اگر یہ وہ مسیح ہے جو کسر صلیب
اور قتل خنزیر کے لیے بھیجا گیا ہے تو اس
پر صدی کے سر سے گیارہ سال گذر
چکے ہیں۔ پس کونسی صلیب اس نے
ٹوڑی اور کونسا سوز اس نے قتل کیا اور کونسا
جزیرہ اس نے ہٹایا، اور کون ہے جو اسلام میں
داخل ہوا، اور اس نے کافروں کے رستوں
کو چھوڑ دیا ہے ؟

اس کا جواب یہ ہے کہ تو جان لے حق ایک
ہی دفعہ نہیں آتا بلکہ آہستہ آہستہ آتا ہے
اور عینی میں ابن عباس سے روایت ہے کہ عیسیٰ ۱۹
سال قیام کریگا۔ وہ نہ تو امیر ہوگا نہ پولیس کاپ ہی

شرطياً ولا ملكاً وقد مضت على رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلاث عشر سنة في مكة وما لحق به في هذه المدة الاضة قليلة من المساكين وكان من بعض علاماته المكتوبة في التوراة فتح الروم والشام وبلاد فارس فما عاينها الناس في وقت حياته و ما تبعه جموع كثيرة من كل قوم وملك الا بعد انتقاله الى رفيقه الاعلى بل ما رأى في اوائل زمانه الا مصيبة على مصيبة والذين امنوا معه اذا هم القوم ابيداً كثير او غيرهم وطردهم وقالوا عليهم كل كلمة شريفة كاذبين وهكذا طردوا الانبياء كلهم ومستهم الباساء والضراء في اوائل زمانهم فمضت على ذلك الابتلاء مدة طويلة حتى قالوا متى نصر الله فهذا من كان من الهالكين۔ كما قال الله تعالى اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمْ الْبَاسَاءُ وَالضَّرَآءُ وَزُلْزِلُوا

اور نہ بادشاہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کتبہ میں تیرہ سال گزر گئے تھے اور اس مدت میں آپ کے ساتھ ایک چھوٹا سا مسکینوں کا گروہ ملا تھا اور تورات میں لکھی ہوئی آپ کی بعض علامات میں سے روم، شام اور فارس کے علاقوں کا فتح ہونا تھا۔ انھیں لوگوں نے آپ کی زندگی میں نہ دیکھا اور نہ کسی قوم اور ملک سے بڑے بڑے گروہ آپ کے پیرو بنے، مگر اس وقت جب آپ اپنے رفیق اعلیٰ یعنی خدا کی طرف چلے گئے بلکہ آپ نے اپنے زمانہ کی ابتدا میں سوائے مصیبت پر مصیبت کے اور کچھ نہ دیکھا اور جو لوگ آپ پر ایمان لائے تھے ان کو بھی لوگوں نے بہت ٹھک دیا اور ان پر الزامات لگائے اور انھیں دھتکارا اور انھوں نے ان کے خلاف ہر گندی بات جھوٹ بولتے ہوئے کہی اور اسی طرح انھوں نے تمام انبیاء کو دھتکارا اور ان کو ان کے زمانہ کے اوائل میں تکلیف اور دکھ پہنچے اور اس ابتلاء پر ایک لمبی مدت گزر گئی۔ یہاں تک کہ انھوں نے کہا اللہ کی مدد کب آئیگی۔ پس جو ہلاک ہوئے انھوں نے وہ ہلاک ہو گئے جیسا کہ اللہ نے فرمایا: اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمْ الْبَاسَاءُ وَالضَّرَآءُ وَزُلْزِلُوا حَتَّى يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا بَعْدَ نَصْرِ اللَّهِ (کیا تم نے سمجھ رکھا ہے کہ باوجود

حَتَّى يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ
مَتَى نَصْرُ اللَّهِ فَكَذَلِكَ يَرْيِدُ ابْنَاءُ هَذَا
الزَّمَانِ لِيَقْتُلُونِي أَوْ يَصْلُبُونِي أَوْ يَطْرَحُونِي
فِي غِيَابَةِ جَبِّ وَبِيدٍ وَسَوَاءٌ الصَّدَاقَةُ
بَارِجُهُمْ وَيَحْرِقُوا الْأَشْجَارَ الْخَضِرَةَ كَمَا
يَحْرِقُ الْحَشَائِشُ الْيَابِسَةَ فَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ
عَلَى مَا يَكِيدُونَ وَهُوَ خَيْرُ النَّاصِرِينَ -
وَأَمَّا نَصْرُهُ الَّذِي يَنْكُونُهُ فَشَيْءٌ سَتَرِي
مَا لَا تَسْمَعُ بَلْ ظَهَرَتْ عَلَامَاتُهُ فِي
أَعْيُنِ النََّاظِرِينَ -

الَّتِي أَنْزَلْنَاهَا فِي الزَّمَانِ كَيْفَ انْقَلَبَ
إِلَى التَّوْحِيدِ وَكَيْفَ هَبَّتْ رِيَّاحُ
الْإِسْلَامِ فِي بِلَادِ الْمُشْرِكِينَ وَكَيْفَ
يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا
فِي كُلِّ مَلَاكٍ فَمَا هَذَا إِلَّا النُّورُ الَّذِي
أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَعَ الَّذِي أَنْزَلَ
لِلْإِسْلَامِ النَّاسَ فَاتَى دَلِيلٌ وَاضِحٌ مِنْ
هَذَا أَنْ كُنْتَ مِنَ الْمُنْصَفِينَ - يَا مُسْكِينُ
قُمْ وَافْتَحِ الْعَيْنَ لِنَتَظَرَ كَيْفَ يَكْسِرُ
الصَّلِيبَ وَيَقْتُلُ الْخَزِيرَ بِحَرْبَةِ
السَّمَاءِ وَامْقَاتِلِ النَّاسَ بِأَلَاتِ

ایکے کرا بھی تم پران لوگوں کی حالت نہیں آئی جو تم سے پہلے گئے ہیں تم بہت
میں داخل ہو جاؤ گے! انھیں تنگی پہنچی اور تکلیف بھی اور انھیں خوب ہلایا گیا
یہاں تک کہ اس وقت کا رسول اور اس کیساتھ ایمان لائے ہوئے کمرٹھے کہ اللہ
کی مدد ب آئیگی! پس اسی طرح اس زمانہ کے لوگ چاہتے ہیں
کہ مجھے قتل کریں یا مجھے صلیب دیں یا مجھے کسی اندھے کنویں
میں ڈالیں اور صداقت کو اپنے پاؤں تلے روند ڈالیں اور
سر سبز درختوں کو اسی طرح جلا ڈالیں جیسے خشک لکھاس کو
جلا دیا جاتا ہے پس اللہ ہی ہے جس سے آنکھیں مکڑوں اور تیرہوں
کے خلاف مدد حاصل کی جا سکتی ہے اور وہ بہتر مدد کرے گا کہ وہ ہے اور
البتہ اسکی وہ مدد جب کادہ انکار کرتے ہیں ایسی چیز ہے کہ تو
عنقریب ہر کچھ دیکھ لیا جو تو نہیں سُننا بلکہ اسکی علامات دیکھنے
والوں کے سامنے ظاہر ہو گئی ہیں۔

کی تو نہیں دیکھتا کہ کس طرح زمانہ توحید
کی طرف پلٹ گیا ہے اور کس طرح اسلام کی
ہو این مشرکوں کے علاقوں میں چل پڑی ہیں اور
کس طرح لوگ اللہ کے دین میں ہر ملک سے فوج
در فوج داخل ہو رہے ہیں پس یہ وہی نور ہے جو
آسمان سے اس شخص کے ساتھ اترا جو لوگوں کی
اصلاح کے لیے نازل ہوا۔ پس اگر تو منصف ہے
تو اس سے واضح دلیل اور کونسی ہے۔ اے مسکین کھڑا
ہو اور آنکھیں کھول کہ تو دیکھے کہ صلیب کیسے توڑی جاتی ہے
سور کو آسمانی نیزہ سے کیسے قتل کیا جاتا ہے اور
البتہ لوگوں کو اس دنیا کے آلات سے قتل کرنا کوئی

عجیب چیز نہیں ہے۔ کیا بادشاہ ایسے نہیں کرتے۔ پس تو اللہ کے نیزہ کو محسوس کر اور انکار کر نیوالوں سے نہ بن۔

اور میں نے ابھی ذکر کیا ہے کہ دجال شیطان ہوگا۔ پس وہ اپنے پیردکار لوگوں کے دلوں میں دسویں ڈالے گا۔ پس وہ انکے کارکن بن جائیں گے اور ان کا فعل اس کا فعل ہو جائیگا۔ پس اس زمانہ میں مسیح موعود فرشتوں کے آسمانی حربہ کے ساتھ نازل ہوگا پس وہ اس شیطان اور اس کے سؤروں کو قتل کریگا اور اس کی طرف قرآن نے مختلف مقامات میں اشارہ فرمایا ہے نیز اس طرف اشارہ کیا ہے کہ وہ آخری زمانہ میں فتح حاصل کریگا۔ پس جن لوگوں پر شیطان نازل ہوتا ہے، وہ زمین میں فساد کرتے پھر رہے ہوں گے اور وہ ہر بلندی سے اتر رہے ہوں گے پھر اللہ اپنے بندوں کو کلمہ حق پر آسمانی بگل بجانے کے ساتھ جمع کریگا اور یہ ایسی تقدیر ہے جو رب العالمین کی طرف سے مقدر ہو چکی ہے۔

اور یہ اللہ تعالیٰ کے بھیدوں میں سے ایک بھید ہے اور اس کی سنتوں میں سے ایک سنت ہے کہ جب وہ لوگوں کے دلوں پر شیطان کے غالب ہو جانے کے وقت ان کی اصلاح کا ارادہ

هذه الدنيا فليس بشيء عجيب اليس الملوك يفعلون ايضا ذلك فتحسس حربة الله ولا تكن من المنكرين۔

وقد ذكرت انفا ان الدجال لا يكون الا شيطانا فيوسوس في صدور قوم تبعوه فيكونون عملته له ويكون فعلهم فعله فينزل في هذا الزمان المسيح الموعود بالحربة الملكية السماوية فيقتل ذلك الشيطان و يقتل خنازيره والى هذا اشار القرآن في مقامات شتى واشار الى انه يفتح في اخر الزمان فالذين يتنزل الشيطان عليهم يعثون في الارض مفسدين وينسلون من كل حدب ثم يجمع الله عباده على كلمة الحق بنفخ الصور السماوي وكان ذلك قد را مقذورا من رب العلمين۔

وهذا اسر من اسرار الله تعالى وسنة من سننه انه اذا اراد اصلاح الناس في وقت تسلط الشيطان على قلوبهم فينزل روحه على قلب عبد

من عبادہ ومعہ ملائکة فیتنزل
الملائکة فی کل طرف فیوحون الی
عبادہ ان قوموا واقبلوا الحق فیا تو نهم
ويعطونهم قوة لقبول الحق وتحمل
المصائب وما یظهر هذہ التحریکات
الی عند ظهور رسول او نبی او محدث
والکن الجاهلون ما یعرفون هذہ السر
الذی تهب منه ریح الهدایة و
یغلطون فیه ویسکون مسلك الاتقا
ولا یتدبرون فی ان الله قد جعل
لکل شیء سبباً وما من متحرک فی الکون
الا وله محرک اولئک الذین ضل سبیلهم
فی الحیوة الدنیا ورضوا بخیالات
سطحیة وما کانوا من المتدبرین۔

والحق ان للملک لمة بقلب بنی
آدم وللشیاطین لمة فاذا اراد الله ان
یبعث مصلحاً من رسول او نبی او
محدث فیقوی لمة الملک ویجعل
استعدادات الناس قریبة لقبول الحق
ويعطیهم عقلاً وفهما وهمة وقوة
تحمل المصائب ونور فہم القرآن ما

کرتا ہے تو اس کی روح اس کے بندوں میں سے
ایک بندہ کے دل پر اُترتی ہے اور اس کے ساتھ فرشتے
ہوتے ہیں۔ پس فرشتے ہر طرف سے اُترتے ہیں اُدوہ اسکے
بندوں کو دُجی کرتے ہیں کہ کھڑے ہو جاؤ اور حق کو قبول
کر دو۔ پس وہ ان کے پاس آتے ہیں اور انہیں قبول حق
اور مصائب کو برداشت کرنیکی قوت عطا کرتے ہیں اور
یہ تحریکات کسی رسول، نبی یا محدث کے ظہور کے وقت
ہی ظاہر ہوتی ہیں، لیکن جاہل لوگ اس راز کو نہیں جانتے
جس کی وجہ سے ہدایت کی ہوائیں چلتی ہیں اور اس کے بارہ میں
غلطی کھاتے ہیں اور اتفاقات کے رستے پر چلتے ہیں اور اس میں
تدبیر نہیں کرتے کہ اللہ نے ہر چیز کیلئے ایک سبب بنایا ہے
اور عالم وجود میں ہر متحرک چیز کیلئے کوئی محرک ہے۔ یہی وہی لوگ
ہیں جنکی کوشش اس دنیا کی زندگی میں ضائع ہو گئی اور وہ
سطحی خیالات پر راہنی ہو گئے اور وہ تدبیر کریں والے نہ ہوئے۔

اور حق یہ ہے کہ فرشتہ بنو آدم کے دلوں پر
اُترتا ہے اور شیاطین بھی اُترتے ہیں۔ پس جب اللہ تعالیٰ
کوئی مصلح یعنی کوئی رسول، نبی یا محدث بھیجنا چاہتا ہے
تو وہ فرشتوں کے نزول کو قوت دیتا ہے اور لوگوں کی
استعدادوں کو قبول حق کے قریب کر دیتا ہے اور انکو عقل
نعم، ہمت اور مصائب برداشت کرنے کی قوت اور فہم
قرآن کا نور عطا کرتا ہے جو اس مصلح کے ظہور سے

كانت لهم قبل ظهور ذلك المصنف
فتصفى الاذهان وتنقى العقول
وتقلو الهمم ويجد كل احد كانه
اوقف من نومه وكان نوراً ينزل من
غيب على قلبه وكان معلّمات امر
بباطنه ويكون اندس كان الله بدل
مزاجهم وطبعيتهم وشحن اذهانهم
وافكارهم فاذا ظهرت واجمعت
هذه العلامات كلها فتدل بدلالة
قنعية على ان المجدد الا عظم تظاهر
والنور انما قد نزل والى هذا اشار
سبحانه في سورة القدر وقال انا انزلناه
في ليلة القدر وما ادراك ما ليلة
القدر - ليلة القدر خير من الف شهر
تنزل الملائكة والروح فيها باذن
ربهم من كل امرس الام - هي حتى
مطام الفجر - وانت تعلم ان الملائكة
والروح الذينزلون الابلحق وتعالى الله
عن ان يرسلهم عبثا وباطلا فارسل
الروح ههنا اشارة الى بعث نبي او
مرسل او محدث يخلق ذلك الروح

پسے انھیں میسر نہیں ہوتا پس اس وقت ہوتا ہے
میں اور عقلیں تنویر پکڑتی ہیں اور عقلیں بعد ہر جاتی
میں اور ہر ایک ایسا محسوس کرتا ہے کہ گویا سے نیند
سے جگا دیا گیا ہے اور گویا نور غیب سے اس کے
قلب پر نازل ہو رہا ہے اور گویا کہ ایک معلم اس کے
باطن کیساتھ کھڑا ہو گیا ہے اور لوگ ایسے ہو جاتے
ہیں گویا کہ اللہ نے ان کے مزاج اور طبائع بدل دیے
ہیں اور ان کے ذہن اور افکار کو تیز کر دیا ہے۔ پس
جب یہ تمام علامات ظاہر اور جمع ہو جائیں تو وہ اس
بات پر قطعی دلالت کریں گی کہ مجدد اعظم ظاہر ہو گیا ہے
اور نازل ہوئے اور انور اتر آیا ہے اور اس کی طرف اللہ سبحانہ
نے سورۃ القدر میں اشارہ فرمایا ہے اور کہا ہے: انا انزلنا
فی لیلة القدر وما ادراک ما لیلة القدر لیلة القدر خیر
من الف شهر تنزل الملائکۃ والروح فیہا باذن ربہم من کل
امرسل احی حتی مطلع الفجر (ہم نے یقیناً اس کو ایک
قدر عظمت والی رات میں اتارا ہے اور تجھے کیا معلوم کہ یہ
لیلۃ القدر کیا شے ہے یہ رات ہزار میوؤں سے بھی بہتر ہے۔ تمام
فرشتے اور روح امیں اپنے رب کے حکم سے تمام امور لے کر اترتے ہیں
پھر ایک بعد سلاقی ہی سلاقی ہے اور یہ حالت صبح کے طلوع ہونے
سبک رہتی ہے۔) اور تو جانتا ہے کہ فرشتے اور روح حق کے
ساتھ ہی اترتے ہیں اور اللہ کی شان اس سے بلند ہے کہ

عليه وارسال الملائكة اشارة الى نزول
ملائكة يجذبون الناس الى الحق
والهداية والثبات والاستقامة
كما قال الله تعالى في مقام اخر اذ
يوحى ربك الى الملائكة افي معكم
فثبتوا الذين امنوا اى ها تواقلو بهم
وحببوا اليهم الايمان والثبات
والاستقامة فهذا فعل الملائكة
اذا انزلوا في سورة القدر اشارة
الى ان الله تعالى قد وعد لهذه الامة
انه لا يضيعهم ابد ابل اذا ما
ضلوا وسقطوا في ظلمات ياتي
عليهم ليلة القدر وينزل الروح
الى الارض يعنى يلقيه الله على من
يشاء من عباده ويبعثه مجددا
ينزل مع الروح ملائكة يجذبون
قلوب الناس الى الحق والهداية فلا
تنقطع هذه السلسلة الى يوم القيامة
فاطلبوا تجدوا واقرعوا يفتح لكم وان
هذا الزمان زمان قد انفتحت فيه
ابواب النعماء الجسمانية والترقيات

وہ انھیں بحث اور باطل طور پر اتارے۔ پس روت کے
بھیجنے سے یہاں کسی نبی مرسل اور محدث کی بعثت کی طرف
اشارہ ہے۔ یہ روح اس پر ڈالی جاتی ہے اور ارسال ملائکہ
سے نزول ملائکہ کی طرف اشارہ ہے جو لوگوں کو حق، ہدایت
ثبات اور استقامت کی طرف بلاتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ
نے ایک اور مقام پر فرمایا ہے؟ اذ یوحى ربك الى الملائكة افي
معكم فثبتوا الذين امنوا (جیتے تڑپتے فرشتوں کو وحی کو پہنچاتے ہیں تمہارا
ساتھ ہوں پس مومنوں کو ثابت قدم بنائی یعنی انکے دلوں کو لاوار اور
انکے نزدیک ایمان ثبات اور استقامت محبوب بنا دو پس
یہ ملائکہ کا فعل ہے جب وہ نازل ہوتے ہیں اور سورہ قدر
میں اس طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسی اُمت سے وعدہ
کیا ہے کہ وہ اسے کبھی ضائع نہیں کریگا بلکہ جب وہ گمراہ
ہو جائیں اور اندھیروں میں گر جائیں گے تو ان پر سیدۃ القدر
آئیں گی اور روح زمین کی طرف نازل ہوگی یعنی اللہ اسے
اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے گا ڈالے گا اور اس کو
مجدد بنا کر مبعوث کریگا اور روح کے ساتھ فرشتوں کو
نازل کریگا جو لوگوں کو حق اور ہدایت کی طرف کھینچیں گے
پس یہ سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا پس طلب
کرد۔ تم پاؤ گے اور کھٹکھٹاؤ تمہارے لیے کھولا جائیگا۔
اور یہ وہ زمانہ ہے جس میں جہاں نعمتوں اور نئی ترقیات
کے دروازے کھل گئے ہیں اور تم اپنی سوارپوں اور

الجدیدة وترون نعمًا جدیدة فی
 رکوبکوروباسکروانواع تمدنکرو
 قد انکشف کثیر من دقائق العلم الطبعی
 والریاضی وخواص النفس ووجد
 انباء اللہ نیافی علومهم الجدیدة
 کانهم یصعدون الی السماء ویرون
 اشیاء تتحیر فیها العقول ویتاخر
 منها المنقول ووجد من کل طرف
 صنعة جدیدة وفنونًا جدیدة و
 اعمالا معجبة دقیقة کسحر مبین -
 ولا نجد من هذه الصنائع اثرًا
 فی الاولین کان الارض بدلت غیر الارض
 واذا ثبت ان فی الارض امواجًا من
 علوم جدیدة وه معارف جدیدة و
 فتق اللہ حجب العلوم الارضیة من
 قدرته فلو تعجب من فتق السماء
 والهمزة ربی وقال ان السموات
 والارض کانتا ارتقا ففتقناهما فافهم
 هذا السر ولا تیش من روح رب
 العلمین -

وانت تری ان ادنی المساکین

اپنے لباس اور اپنے تمدن کی اقسام میں نئی نئی نعمتیں
 دیکھتے ہو اور علوم طبعیات اور ریاضی اور خواص نفس
 کے بہت سے دقائق فہر ہو گئے ہیں اور ہم دنیا والوں
 کو علوم جدیدہ میں اسی طرح پاتے ہیں گویا وہ آسمان
 کی طرف چڑھ رہے ہیں اور وہ ایسی چیزیں دیکھ
 رہے ہیں کہ عقلمیں ان میں حیران ہوتی ہیں اور منقول
 ان سے پیچھے رہ جاتا ہے اور ہم ہر طرف ایک نئی صنعت
 نئے فنون اور واضح جادو کی مانند
 دقیق اور عجیب کام دیکھتے
 ہیں -

اور ہم ان مصنوعات کا کوئی نشان پہلے لوگوں

میں نہیں پاتے۔ گویا زمین بدل کر اور زمین بن
 گئی ہے اور جب یہ ثابت ہو گیا کہ زمین میں نئے
 علوم اور نئے معارف کی موجیں ہیں اور اللہ نے
 زمینی علوم کے پردوں کو اپنی قدرت سے پھاڑ دیا ہے
 تو تو آسمان کے پھٹ جانے سے کیوں تعجب کرتا
 ہے اور میرے رب نے مجھے الہام کیا ہے اور کہا ہے:
 ”ان السموات والارض کانتا ارتقا ففتقناهما“ (آسمان اور زمین دونوں
 بند تھے پس ہم نے انکو کھول دیا) پس اس راز کو سمجھو اور رب العالمین
 کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔

اور تو دیکھتا ہے کہ ان دنوں میں ادنی سے ادنی

فِي هَذِهِ الْاَيَّامِ تَنْعَمُ بِنِعْمَاءِ مَآرَاها
 اَحَدٌ مِنْ اِبَاعِهِ بِلِ مِنَ الْمُلُوكِ
 اِنَّمَا بَلَقِيْنَ وَلَا سَلِيْمَانِ مَعَ كُلِّ جَدِّه
 فَاذْ اَمَنَّ اللّٰهُ عَلٰى عِبَادِهِ بِنِعْمَا عِده
 الْجَسْمَانِيَّةُ فَكَيْفَ تَطْنُوْنَ اِنَّهُ تَرْكُهُمْ
 مَحْرُومِيْنَ مِنْ نِعْمَا عِده الرُّوحَانِيَّةِ
 فَتَدْبِرُ فِيمَا سَرَدْنَا عَلَيْكَ وَاعْتَذِرْ
 اِلَى اللّٰهِ وَاِلَى اَهْلِ الْحَقِّ اِنْ كُنْتَ مِنْ
 الْمُتَوَرِّعِيْنَ - اَصْبِرُوا اِيهَا الْمُهْتَاجُونَ
 حَتّٰى يَأْتِيَ اللّٰهُ بِأَمْرٍ مَا لَكُمْ لَاتُرَوْنَ
 الْفِتْنَةَ الَّتِي كَثُرَتْ فِيكُمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ
 لِيُذِلَّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَا هُمْ عَلَيْهِ
 حَتّٰى يُمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ فَلَا
 تَيْسُرُوا مِنْ اَيَّامِ اللّٰهِ وَهُدًى رَحْمِ
 الرَّاحِمِيْنَ -

مکین کو وہ نعمتیں میسر ہیں جو اس کے باپ دادوں بلکہ
 پہلے بادشاہوں اور سیمائے نے بھی اپنی تمام شان
 کے باوجود نہیں دیکھی تھیں۔ پس جب اللہ نے
 اپنی جہانی نعمتوں کے ساتھ اپنے بندوں پر احسان کیا
 ہے تو تم کیسے خیال کرتے ہو کہ اس نے انہیں روحانی
 نعمتوں سے محروم رکھا؟ پس تو اس میں تدبیر کو جو ہم
 نے تجھ سے بیان کیا ہے اور اللہ سے اور اہل حق سے
 معذرت کر اگر تو پر میسر کار ہے۔ اے جلد باز صبر کرو
 یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ صادر فرمائے۔ نہیں
 کیا ہو گی ہے کہ تم ان فتنوں کی طرف نہیں دیکھتے
 جو تم میں زیادہ ہو گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ مومنوں کو ان
 کے حال پر نہیں چھوڑے گا۔ یہاں تک کہ وہ
 غیبت کو طیب سے میسر کر دے گا۔ پس تم اللہ کے
 دنوں سے مایوس نہ ہو اور وہ تمام رحم کر نیوالوں
 سے زیادہ رحم کر نیوالا ہے۔

اور ان کے اعتراضات میں سے ایک اعتراض
 یہ بھی ہے کہ اولیاء دعویٰ نہیں کرتے اور وہ یہ نہیں کہتے
 کہ ہم ایسے ہیں ایسے ہیں بلکہ ان کے اہل اور ان کا پتہ پھر ان
 کے اولیاء ہونے پر دلالت کرتا ہے پس جو دعویٰ
 کرے وہ ولی اللہ نہیں بلکہ بلا شک وہ جھوٹوں میں
 سے ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جان لے سناٹے

وَمِنْ اعْتَرَضَاتِهِمْ اَنَّهُمْ قَالُوا
 اِنَّ الْاَوْلِيَاءَ لَا يَدَّعَوْنَ وَيَقُولُونَ خُنْ
 كُنْ اَوْ كُنْ اَبِلْ اَحْوَالُهُمْ وَمَسْأَلُهُمْ
 تَدُلُّ عَلَى كَوْنِهِمْ اَوْلِيَاءَ فَالَّذِي ادَّعٰى
 فَهُوَ لَيْسَ وَلٰى اللّٰهُ بَلْ لَاشْكَ اِنَّهُ مِنْ
 الْكَافِرِيْنَ اَمَّا الْجَوَابُ فَاعْلَمَنَّ السَّافَهُ

والخلف قد جوزوا اظہار الولایۃ
 عنیۃ النعمۃ اللہ وان کتب الشیخ
 الجلی والمجد والسمیٰ مملوۃ
 من ذلک وقال تعالیٰ واما بنعمۃ
 ربک فحدث وروی ابن جریر فی
 تفسیرہ عن ابی یسیرۃ الغفاری ان
 الصحابة کانوا یحسبون الشکر شکرًا
 للبشر لا لظہار لان اللہ تعالیٰ قال
 لئن شکرتکم لازیدنکم ولئن کفرتکم
 ان عذابی لشدید - وروی الدیلمی
 فی الفہرست و ابونعیم فی الحدیث
 ان عمر بن الخطاب رقی المنبر و
 وقال الحمد لله الذی صیر فی کما
 لیس فوقی احد فسالہ الناس عن
 ذلک القول فقال ما قلت الا شکرًا
 لنعمۃ اللہ تعالیٰ واما ما قال اللہ
 تعالیٰ فلا تزکوا انفسکم ففرق بین
 تزکیۃ النفس و اظہار النعمۃ وان
 کانہا مشابہین فی الصورة فانک اذا
 عزوت الکمال الی نفسک ورأیت انک
 کانک شیء و نسب الی الخلق الذی

خلف سب نے ولایت کے اظہار کو تحدیر سے نعمت
 کے طور پر جائز قرار دیا ہے اور شیخ عبدالقادر جیلانی اور
 مجدد و سرمدگی کی کتب اس سے بھری پڑی ہیں اور اللہ
 نے فرمایا: واما بنعمۃ ربک فحدث کہ اور ابن جریر نے
 اپنی تفسیر میں ابویسیرۃ غفاری سے روایت کی ہے
 کہ صحابہ شکر کو اظہار کی شرط کے ساتھ ہی شکر خیال
 کرتے تھے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: لئن شکرتکم
 لازیدنکم ولئن کفرتکم ان عذابی لشدید (اگر تم شکر گزار
 بنے تو میں تمیں اور بھی زیادہ دؤں گا اور اگر تم نے ناشکری کی تو
 میرا عذاب یقیناً سخت ہے) اور دیلمی نے فردوس میں اور
 ابونعیم نے حبیبہ میں روایت کی ہے کہ عمر بن خطابؓ
 منبر پر چڑھے اور فرمایا: سب تعریف اس خدا
 کے لیے جس نے مجھے ایسا بنایا کہ مجھ سے بڑھ کر
 کوئی نہیں پس آپ سے لوگوں نے اس قول کے متعلق
 پوچھا تو فرمایا: میں نے یہ اللہ کی نعمت کے شکر کے
 طور پر کہا ہے اور یہ جو خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے:
 "فلا تزکوا انفسکم" (پس تم اپنی جانوں کو پاک مت قرار دو)
 پس تزکیۃ نفس اور اظہار نعمت کے درمیان فرق کرنا
 چاہیے؛ اگرچہ یہ دونوں صورتاً مشابہ ہیں۔ پس جب
 تو کمال کو اپنے نفس کی طرف منسوب کرے اور اپنے
 کمال کو کوئی چیز سمجھے، تو اس فی حق کو بھول جائے

جس نے تجھ پر احسان کیا ہے، تو یہ نفس کو پاک قرار دینا ہے، لیکن جب تو اپنے کمال کو اپنے رب کی طرف منسوب کرے اور تو ہر نعمت کو اس سے سمجھے اور تو کمال کے دیکھتے وقت اپنے نفس کو نہ دیکھے بلکہ ہر طرف اللہ کی قوت و طاقت اور اس کا احسان اور فضل دیکھے اور تو اپنے نفس کو میت کی مانند پائے جو غسل کے ہاتھ میں ہو اور تو اس نفس کی طرف کوئی کمال منسوب نہ کرے تو یہ اظہار نعمت ہے۔ پس جن لوگوں کے دلوں میں مرض ہے وہ جلدی سے اعتراض کی طرف بھاگتے ہیں۔

اور وہ مامور شکر گزاروں اور باطل پرستوں، ریاکاروں کے درمیان فرق نہیں کرتے ان پر معاملہ مشتبہ ہو جاتا ہے۔ ان کے اعتراضات کے جواب میں یہ ہمارا آخری کلام ہے اور اللہ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کریگا اور اللہ بہتر فیصلہ کرے گا۔

اور جان لے کہ ان کے علاوہ بعض اور یہودہ اعتراضات میں بلکہ یہ دقیقہ معرفت ان کی نظریں محل اعتراض ہے اور ہم ان کے بڑے بڑے اعتراضات کے جواب سے فارغ ہو گئے ہیں اور جو ان کے چھوٹے چھوٹے اور کمزور اعتراضات میں تیرے کتاب ان سے مشورہ جتنی کہ سب اللہ کے فضل سے ہوتا ہے تو اسے دقیق نظری سے پڑھنے کے بعد پائے گئے گا۔

مَنْ عَيْبَ فِيهِ مِنْ اتِّكِيَةِ الْفَنَسِ وَلَكِنَّ
اِذَا عَزَزَتْ مَلَكَ اِلٰهِي رَبِّكَ وَرَأَيْتَ
كُلَّ نِعْمَةٍ مِنْهُ وَمَا رَأَيْتَ، نَفْسٌ كَتَمَتْ
رُؤْيَا الْكَمَالِ بَلْ رَأَيْتَ، اِنْ كَلَّ طَرَفٌ
حَوْلَ اللَّهِ وَقُوَّتَهُ وَمَتَّاهُ وَفَضْلَهُ وَوَجْدَهُ
نَفْسٌ كَسَمِيَّتِهِ فِي يَدِ الْفَنَسِ وَمَا
اَضْمَنْتَ اِيَّاهُ شَيْئًا مِنَ الْكَمَالِ فَهَذَا
مِنْ اَوَّلِ اَنْزَالِ الْعَمَةِ فَادْلِيلٌ فِي تَقْوِيهِمْ
مَرْضَى سَيَعُونَ اِلَى الْاَعْتِرَاضِ مُسْتَعِجِينَ
وَلَا يَضْرِبُونَ بَيْنَ الشَّاكِرِينَ اِلَى اُمُورِهِمْ
وَأَسْرَافِهِمْ، اِبْطَالِينَ وَيَنْتَبِهُنَّ عَلَيْهِمْ
الْأَمْرُ مِنَ الْقَرِينِ وَهَذَا الْاَخْرَ كَلَامُنَا
فِي رَدِّ اَعْتِرَاضَاتِهِمْ وَاللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَنَا
وَبَيْنَهُمْ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ

وَأَعْلَمُ أَنَّ لَهُمْ اَعْتِرَاضَاتٍ رَكِيكَةً
خَيْرٌ ذَلِكَ بَلْ كَلَّ دَقِيقَةُ الْمَعْرِفَةِ فِي
نَظَرِهِمْ مَحَلَّ اَعْتِرَاضٍ وَقَدْ مَرَّ غَنَا
مِنْ رَدِّ اَعْتِرَاضَاتِهِمْ بِكِبَرِيَّةٍ وَأَمَّا
الْاَعْتِرَاضَاتُ الصَّغِيرَةُ الْوَاهِيَّةُ الْكَلْبَانِ
نَزْهَ عَنْ دَوَّجَاءِ الْكَلْبَانِ بِفَضْلِ اللَّهِ
كَامِلًا شَيْئًا كَمَا سَتَرَاهُ اِذَا تَرَأَتْهُ

بما یقیم النظر وقد سرردنا فی هذا الکتاب
 اذلة قطعية یقینیة صحیحة من
 کتاب الله وسنة رسوله واتمنا الحجة
 علی المخالفین - والله یعلم انی ما انتصر
 لنفسی فی استیصال اعتراضاتهم و
 لست ان اناهی احدا من اعدائی او
 لیس لی عدو فی الارض الا الذی هو
 عدو الله ورسوله وانما انتصارى
 لهما فما اسبب السابین ولا العین
 اذ عینى ولا اضیع وقتى الذی هو
 اذکى و انفس فی امور لا طائل تحتها و
 اذ ذل الامر الی الله رب العالمین
 فان کان ربی یخذلنی فمن
 ذال الذی یعزى وان کان یعزى
 فمن ذال الذی یخذلنی فکل امری
 فی ید ربی ان کان لی عندة قد فیهب
 سترایمتد والا فیتروکى بوجه یسود
 فلا اعلم غیره احدا ان الذی یهکک
 او کان من المنجین وارجو فضله
 وانتظر نصرته وهو ربی من علی و
 انتم علی نعمته یعلم ما فی قلبی وهو

ہے، ارشاد فرماتا ہے کہ اس کتاب میں قطعی یقین
 اور صحیح دلائل کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ
 سے بیان کر دیے ہیں اور ہم نے مخالفوں پر حجت
 قائم کر دی ہے اور اللہ جانتا ہے کہ میں نے ان کے
 اعتراضات کو جڑ سے اکھڑنے میں اپنے نفس سے
 مدد نہیں لی۔ میں ایسا نہیں ہوں کہ کسی سے اس لیے دشمنی
 رکھوں کہ اس نے مجھ سے دشمنی رکھی ہے اور زمین میں
 میرا وہی دشمن ہے جو اللہ اور اس کے رسول کا دشمن ہے
 اور میری مدد انہی دونوں کے لیے ہے۔ پس میں گالی
 دینے والوں کو گالیاں نہیں دیتا اور لعنت کر نیوالوں پر میں
 لعنت نہیں کرتا اور میں اپنے اس وقت کو ضائع نہیں کرتا
 جو زیادہ پاک اور ان امور میں زیادہ نفیس ہے جنکے نیچے کوئی فائدہ
 نہیں اور میں اپنا معاملہ رب العالمین کے سپرد کرتا ہوں۔
 پس اگر میرا رب مجھے ذلیل کرنا چاہے تو کون
 مجھے عزت دے سکتا ہے اور اگر وہ مجھے عزت دے تو
 کون مجھے ذلیل کر سکتا ہے پس میرا ہر کام میرے رب کے
 ہاتھ میں ہے۔ اگر ان لوگوں میں کوئی قدر ہے تو مجھے
 ایسا پردہ عطا کریگا جو پھیلتا چلا جائے گا اور نہ وہ
 مجھے سیاہ رُو چھوڑ دیکر پس میں اس کے سوا اور
 کسی کو نہیں جانتا جو مجھے ہلاک کرے یا نجات دے اور
 میں اس کے فضل کی امید کرتا ہوں اور اس کی نصرت
 کا منتظر ہوں۔ اور وہ میرا رب ہے جس نے مجھ پر احسان

ارحم الراحمین۔ وانی وضعت فی
 نفسی ان اموت علی بابہ ولا ابجھا
 فی کل حال من الفتح والہزیمة
 حتی یاتینی نصر منہ ومن ینصر
 الا اللہ ہونعم المولیٰ ونعم النصیر
 واذانی تویٰ ولعنونی وکفرونی وقالوا
 کافرو جال۔ وسمونی باسماء یکرھون
 ان یسموا بہا ولقبونی بالقباب لیجھون
 ان یلقبوا بہا واکثروا القول فی ایمانی
 وکانوا متدین۔ فافوض امری
 الی اللہ ہو یعلم ما فی قلبی وما
 فی قلوبہم ولا یخفی علی اللہ خافیة
 الیس اللہ با علم بما فی صدور العالیین
 ویاقوم اذکرکم بایات اللہ۔ ان
 جاء کھ فاسق بنباء فتبیتوا ان
 تصیبوا قومًا بجهالة فتصبحوا علی
 ما فعلتم نادمین۔ انما المؤمنون
 اخوة فاصحابین اخویکم واقسطوا
 ان اللہ یحب المقسطین۔ یا ایہا
 الذین امنوا لا یسخر قوم من قوم
 علی ان ینکونوا خیرا منهم ولا نساء

کیا اور مجھ پر اپنی نعمت پوری کی وہ جو کچھ میرے دل میں ہے
 اسے جانتا ہے اور سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا
 ہے اور میں نے اپنے دل میں محال نہ ہے کہ میں اس کے
 دروازہ پر مر جاؤنگا اور میں فتح و شکست کسی صورت میں
 بھی اس سے نہیں ہٹوں گا، یہاں تک کہ اللہ کی مدد
 میرے پاس آجائے اور اللہ کے سوا اور کون مدد کر سکتا
 ہے اور وہ بہتر ساتھی اور بہتر مدد کرنے والا ہے اور میری قوم نے
 مجھے دکھ دیا، مجھ پر لعنت کی اور مجھے کافر قرار دیا اور کافر و جال
 کہا۔ اور انھوں نے میرے لیے نام رکھے جنہیں اپنے لیے وہ
 ناپسند کرتے ہیں اور مجھے ایسے القاب دیے جو پلنے لیے پسند
 نہیں کرتے اور انھوں نے میرے ایمان کے بارہاں بہت
 سی باتیں کہیں اور وہ حد سے گزرنے والے ہیں پس میں
 اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ وہ جانتا ہے جو کچھ میرے
 دل میں ہے اور جو کچھ دلوں میں ہے اور اللہ سے کوئی چیز مخفی
 نہیں کیا اللہ عالمین کے سینوں کی باتوں کو نہیں جانتا ہے
 اور اے میری قوم میں تمہیں اللہ کی آیات یاد
 دلاتا ہوں "ان جاء کھ فاسق بنباء فتبیتوا ان تصیبوا قومًا
 بجهالة فتصبحوا علی ما فعلتم نادمین" (اگر تیرا بے پاس کوئی
 فاسق کوئی اہم خبر لائے تو اس کی تحقیق کریں کہ وہ ایسا نہ ہو تم نااہلی
 سے کسی قوم پر حملہ کر دو اور پھر اپنے لیے پرشرمندہ ہو جاؤ)

من نساء عینے یکن خیراً منهن
ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا
بالا لقاب بشئ الاسم الفسوق بعد
الايمان ومن لهریتب فاولئک
هم الظالمون۔

یا ایہا الذین آمنوا اجتنبوا
کثیراً من الظن ان بعض الظن اثم
ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضاً
ایحب احدکم ان یا کل لحم اخیه
میتاً فکرمھتموه واتقوا اللہ
ان اللہ تو اب رحیم ولا تقولوا لمن
القی الیکم السلام لست مومن
وانتقوا اللہ واعلموا ان اللہ مع المتقین
ولا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحها
وادعوه خوفاً وطمعاً ان رحمت اللہ
قرب من المحسنین۔ وهو الذی
یرسل الیہم بشاراً بین یدھ
رحمته حتی اذا قلت سما باثقال
سقنا لبلد میت فانزلنا بہ الماء
فاخرجنا بہ من کل الثمرات کذلک
نخرج الموتی لعلکم تذكرون۔ والبلد

۷۔ مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ پس تم اپنے دو بھائیوں
کے درمیان صلح کرو یا کرو اور انصاف کو نہ نظر رکھو۔ اللہ انصاف
کرنیوالوں کو پسند کرتا ہے

۸۔ اے مومن کوئی قوم کسی قوم سے ہنسی مذاق نہ کیا کرے ممکن
ہے کہ وہ ان سے اچھی ہو۔ نہ عورتیں دوسری عورتوں سے ہنسی
ٹھٹھا کیا کریں ممکن ہے وہ ان سے اچھی ہوں اور نہ تم ایک
دوسرے پر طنز کیا کرو اور نہ ایک دوسرے کو بُرے ناموں سے
یاد کیا کرو کیونکہ ایمان کے بعد لطاعت نے مکمل جانیائے نام کا
مستحق بنا دیتا ہے اور جو توبہ نہ کرے وہ ظالم ہوگا۔

۹۔ اے مومنو! تم بہت سے گمانوں سے بچتے رہا کرو کیونکہ بعض
گمان گناہ بن جاتے ہیں اور تجسس سے کام نہ لیا کرو اور تم
میں سے بعض بعض کی غیبت نہ کیا کریں۔ کیا تم میں سے کوئی اپنے
مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کر گیا تم اس کو ناپسند کرو گے۔
اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اللہ بہت ہی توبہ قبول کرنے والا ہے۔
اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ ۷ اور جو تین سلام کہتے تم اسے
یہ نہ کہا کرو کہ تو مومن نہیں۔ ۸ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو
اور جان لو کہ اللہ متقیوں کے ساتھ ہے۔ ۹ اور زمین میں
اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ کیا کرو اور خدا کو خوف اور طبع

الطيب يخرج نباته باذن ربه والذي
 خبث لا يخرج الا نكدا - هُوَ الَّذِي
 ارْسَل رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ
 الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلٰى الدِّيْنِ كُلِّهٖ -
 وَلَوْ لَا دَفَعَ اللّٰهُ النَّاسَ بَعْضَهُمْ
 بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ
 ذُو فَضْلٍ عَلٰى الْعٰلَمِيْنَ - اِلَيْهِ يَصْعَدُ
 الْكُلُّ الطَّيْبِ وَالْعَمَلُ الصّٰلِحُ يَرْفَعُهٗ
 وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّئٰتِ لَهُمْ
 عَذَابٌ شَدِيْدٌ وَمَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ
 يَبُوْءُ - وَالَّذِيْنَ يَجَادِلُوْنَ فِيْ اٰيٰتِ اللّٰهِ
 بَغْيٍ سَلْطٰنٍ اَتَا هُمْ اَرْثًا فِيْ صُدُوْرِهِمْ
 اَلَّا يُكْرِهُوْا هُمْ بِالْبَغْيِ فَاسْتَعٰذُوْا بِاللّٰهِ
 اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ لَخَلَقَ السَّمٰوٰتِ
 وَالْاَرْضِ الْاَكْبَرَ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنْ
 اَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ - مَا يَسْتَوِي
 الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ - فَغُرُوْا اِلَى اللّٰهِ اِنِّىْ
 لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ -

وقد خصني الله تعالى بايات
 من عنده وبارك في قولي ونطقي و
 جعل البركة في دعائي وانزل الانوار

کے ساتھ پکارو۔ اللہ کی رحمت یقیناً مومنوں کے قریب
 اور وہی ہے جو ہوا کو اپنی رحمت سے پہلے خوشخبری دینے
 کو بھیجتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ بوجھل بادلوں کو اٹھا لیتی ہے تو
 ہم ان کو ایک مردہ شہر کی طرف چلا کر لے جاتے ہیں پھر ہم
 ان میں سے پانی اتارتے ہیں پھر ہم اس پانی کے ذریعہ سے
 ہر قسم کے پھل پیدا کرتے ہیں اسی طرح ہم مردوں کو نکالا کرتے
 ہیں تاکہ تم نصیحت حاصل کرو اور اچھا شہر اپنے رب کے حکم
 سے اپنی روئیدگی نکالتے اور جو خراب ہو وہ صرف ردی پڑا
 نکالتے ہے۔ وہ خدا ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت
 کے ساتھ اور سچا پوین ویکر بھیجا تاکہ اس کو تمام دینوں پر غلبہ
 کرتے اور اللہ بعض انسانوں کو بعض کے ذریعہ سے نروکتا
 تو زمین میں فساد پیدا ہو جائے لیکن اللہ تمام جانوں پر بڑا فضل
 کرنا والا ہے۔ یہ پاک باتیں اسی کی طرف چڑھ کر جاتی ہیں اور
 عمل صالح اکٹھا کرتا ہے اور جو لوگ بُری تدبیریں کرتے ہیں ان
 کے لیے سخت عذاب ہے اور ان لوگوں کی تدبیر تباہ ہو نیوالی شے
 ہے۔ جو لوگ اللہ کی آیتوں کے بارہ میں بغیر کسی دلیل کے
 جھگڑا کرتے ہیں ان کو اللہ نے گمراہ کر دیا ہے ان کے دلوں میں
 بڑی بڑی غواہشیں ہیں جبکہ وہ کبھی نہ پہنچیں گے پس اللہ کی

پناہ مانگتا رہ وہ بہت مُسنے والا اور بہت دیکھنے والا ہے۔

اور اللہ نے اپنے پاس سے مجھے کئی نشانات سے

محفوظ کیا اور اس نے میرے قول اور نطق میں برکت دی ہے

اور اس نے میری دُعا میں بھی برکت دی میرے گھر پر اور میرے

گھر کی دیواروں پر اور انازل کیے ہیں اور جہاں کہیں بھی میں ہوتا

ہوں وہ میرے ساتھ ہوتا ہے۔ اس نے مجھے بھیجا ہے تاغافل

اور دشمن جان لیں کہ یہ نعمتیں اسلام میں ثابت ہیں اور انکے

غیر کھیلنے ان میں سے کوئی حصہ نہیں اور تا وہ جان لیں کہ

مسلمانوں کا مرتبہ اللہ کے نزدیک کیسا ہے۔ پس اللہ کی قسم

یہ امر صحیح اور سچی ہے اور جو کوئی قلبِ سلیم اور صحیح نیت کے

ساتھ یہ تقدیر کرے گا اور میرے پاس فیض اور مدد طلب کرتا ہو آئیگا

تو وہ میری تضرع اور دعا کی برکت کیساتھ اپنی مراد پالے گا سوائے

اس امر کے جس کے بارے میں اس کی بری تقدیر کا قلم چل چکا

ہے اور میں نے اے بھائی تیرے لیے اپنے قصہ کو اختصار سے

بیان کر دیا ہے پس تو میرے اس کجوتوب کو غور سے دیکھ اور

اس میں انصاف کا مے اور میں تجھے نصیحت کرتا ہوں۔

پس اس سے ڈر جو تمام بڑوں میں سب سے بڑا ہے اور

وہ حقیقی بادشاہ ہے جس کے پھرے کے زور کے ساتھ جو کچھ آسمانوں

علیٰ انفاسی و علیٰ داری و جدران

بیتی و ہومعی حیث ما کنت و

ارسلنی لیعلم الخالفون المعادون

ان تلك النعم ثابتة فی الاسلام و

لاحظ منها الغیرهم ولیعلموا کیف

مرتبة المسلمین عند الله فوالله

ان هذا الامر صحیح حق ومن

یقصد فی قلب سلیم و نية صحیحة

ویا تینی مستفیضا مستغیثا

فبا تہالی و بركة دعائی یدرک ما

طلبه ویفوز فی کل امر الا فی الذی

جفت القلم بكونه من قدر السوء

وقد شرحت لك یا اخی قصتی

هذه علی غایة الاقتصار فانظر

مکتوبی هذا بنظر الامعان واستعمل

الانصاف فیہ وانی لك لمن الناصحین

ونخف من هو اکبر من کل کبیر

وهو الملك الحقیقی الذی اشرق

بنور وجهه ما فی السموات والارض

ویرتعد الملائكة من سلطانه و

یهتز العرش من عظمتہ وقد اعدّ

للمؤمنين الصالحين نعماء الابد
 التي لا انقطاع لها والحياة التي لا
 موت بعد ها وقد خصكم الله يا
 حيران بيت الحرام بمزايا كثيرة
 واعطاكم قلبا متقلبا مع الحق رحمة
 من عنده فانظروا في امري يا
 معشر الكرام وليس هذا الامر
 من الامور التي يغفل عنها ولا
 تدري نفس بائٍ وقت تدعى
 الى السماء واعلموا ان هذه الايام
 ايام الفتن وزمان امواج المفاصد
 وقد زلزلت الارض زلزالا شديدا
 وتكاثرت الافات على الاسلام
 فاذكروا عهد الله واتقوا ايام
 الطوفان والطغيان واستمسكوا
 بالعروة الوثقى التي لا انفصام لها
 واطلبوا رضى الرب الكريم واجعلوا
 بعد خوفه كل خوف تحت اقدامكم
 ونسئل الله ان يوفقكم ويعطيكم
 من لدنه قوة ويهبكم من عنده
 الهاماً موقناً يعصمكم من الخطاء

اور زمین میں ہے روشن ہو گیا ہے۔ اور اس کے جہاد و جلال
 سے ملائکہ کانپتے ہیں اور اس کی عظمت عرش بل جاتا ہے اور اس
 نے اپنے صالح مومنوں کیلئے ابدی نعمتیں تیار کی ہیں جو منقطع نہیں
 ہوں گی اور انہیں ایسی زندگی عطا کرے گا جس کے بعد موت نہیں
 ہوگی۔ اور اے بیت الحرام کے قریب بنے والو! تمہیں اللہ تعالیٰ
 نے بہت سی خوبیوں کیساتھ مخصوص کیا ہے اور تمہیں اپنے پاس سے
 رحمت کے طور پر ایسا دل دیا ہے جو حق کیساتھ پلٹ جاتا ہے۔
 پس اے شرفاء کے گروہ۔ تم میرے معاملے میں غور کرو اور یہ
 کام ان کاموں میں سے نہیں ہیں سے تغافل برتا جاتا ہے۔ اور
 کوئی نفس نہیں جانتا کہ کس وقت اسے آسمان کی طرف بلایا جائے
 گا اور جان لو کہ یہ دن فتنوں کے ہیں اور یہ زمانہ مفاسد کی حوجوں
 کا زمانہ ہے اور زمین شدید طور پر ہلائی گئی ہے اور اسلام پر آفتیں
 زیادہ ہو گئی ہیں۔ پس اللہ کے عہد کو یاد کرو اور طوفان سے
 سرکشی کے ایام سے بچو اور مضبوط کڑے کو کپڑو جو ٹوٹنے والا نہیں
 اور رب کریم کی رضا طلب کرو اور اس کے خوف کے بعد ہر خوف
 کو اپنے قدروں کے نیچے رکھ دو۔ اور ہم اللہ سے دعا کرتے
 ہیں کہ وہ تمہیں اپنی جناب سے توفیق اور قوت دے اور تمہیں یقین
 پیدا کرے اور اللہ عطا فرمائے۔ تحقیق میں خطا اور رائے

فی النظر والاستعجال فی اقامة
 الراى وسوء الظن ونسئله ان
 یدخلکم فی ملکوتہ مع الانبیاء
 والبرسل والصدیقین والشهداء
 والصالحین۔ ونحن ننتظر الجواب
 واخر دعوانا ان الحمد لله رب
 العلمین۔

تمام کرنے میں جلد بازی کرنے اور بدظنی سے محفوظ رکھے
 اور ہم دعا کرتے ہیں کہ وہ تمہیں اپنی سلطنت میں نبیوں
 اور رسولوں اور صدیقوں اور شہیدوں اور صالحین
 کے ساتھ داخل کرے اور ہم جواب
 کے منتظر ہیں۔
 اور ہماری آخری پکاریہ ہے کہ تمام قسم کی تعزیریں اللہ کے
 لیے ہیں جو تمام جانوں کا رب ہے۔

الراقہ المقتصر الی اللہ الصمد

غلام احمد عافاہ اللہ واید وقد کتب

فی آخر الربیع الاول ۱۳۱۱ھ ہجری من قادیان

ضلع غورداسپور من الہند البنجاب

غلام احمد (اللہ اس کو عافیت میں رکھے اور اس کی تائید و نصرت کرے)

آخر ربیع الاول ۱۳۱۱ھ میں قادیان ضلع غورداسپور بنجاب (ہند) سے لکھا گیا

قَصِيدَةُ الطِّيفَةِ

لَمَوْلَانِ هَذِهِ الرِّسَالَةِ فِي بَيَانِ مَفَاسِدِ الزَّمَانِ وَضُرُورَةِ رَجُلٍ يَهْكُلُ إِلَى طَرْتِ الرَّحْمَنِ
وَنَعَتِ سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ وَفَخْرِ الْإِنْسَانِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

میرے آنسو بسبب ان فتنوں کے جن میں دیکھ رہا ہوں بہہ
رہے ہیں اور میں فتنوں کو پرستی ہوئی بارش کی طرح دیکھتا ہوں۔
تباہ کن طوفانی ہوائیں چل رہی ہیں۔ اور لوگوں
کی صلاحیت کم اور گمراہی بڑھ رہی ہے۔
ہدایت کی زمین خوب ہلائی گئی ہے اور تقویٰ
کا چٹمہ گدلا ہو گیا ہے اور گدلا کیا جا رہا ہے۔
اور کوئی حیح و پکار ایسی نہیں جو آسمان تک پہنچے اور کوئی ایسی
نہیں جو سنی جائے اور اس کے نتیجہ میں الہی نصرت آئے۔
جب تباہ کن نافرمانی و بدکاری کا سیلاب طغیانی پر آیا تو
میں نے تباہ کن دبا کے لیے خواہش کی۔
کیونکہ عقلمندوں کے نزدیک لوگوں کا ہلاک ہو جانا س گمراہی
سے زیادہ پسندیدہ و بہتر ہے جو خسران و ہلاکت میں ڈالے۔
اسلام کی دیواروں پر حوادث نازل ہوئے ہیں اور یہ
ان بدیوں کی بدولت ہیں جو پھیلانی جا رہی ہیں۔

دموعی تفيض بذكر فتنة انظر
وانى ادرى فتنا كقطرٍ مطر
تهب رياح عاصفات مبيدة
وقتل صلاح الناس والغى يكثر
وقد زلزلت ارض الهدى زلزالها
وقد كدرت عين الثقة وتكدر
وما كان صرخ يصعدن الى العلى
وما من دعاء يُسمعن ويُصّر
فلما طغى الفسق المبيد بسيله
تمثيت لو كان الوباء المتبر
فان هلاك الناس عندا ولي النهى
احب واولى من ضلالٍ يخسر
على اجدد الاسلام نزلت حوادث
وذلك بسبب ثنائهم وتشر

وَفِي كُلِّ طَرَفٍ نَارٌ مِّنْ تَابُحَاتٍ
وَفِي كُلِّ ذَنْبٍ قَدْ تراءَى التَّقَعُّرُ
وَمِنْ كُلِّ جَهَّةٍ كُلُّ ذَنْبٍ وَنَمْرَةٍ
يَعِيشُ بَوْتَبٍ وَالْعُقَارِبُ تَابُزُ
وَعَيْنٌ هَدَايَاتِ الْكِتَابِ تَكْدُرُ
بِهَآءِ الْعَيْنِ وَالْآرَامِ مِشَى وَيَعْبُرُ
تَوَاعَتْ غَوَايَاتِ كَرِيمٍ عَاصِفُ
وَارْخِي سِدْرَ دَوْلِ الْغَى لَيْلُ مُكْدَّرُ
وَلِلدِّينِ اِطْلَالُ اِرَاهَا كَلَاهِمُ
وَدَمْعِي بَذْكِرَ قُصُورِهِ يَتَحَلَّلُ
اِرْمِ الْعَصْرَ مِنْ تَوَمِّ الْبَطَالَةِ نَاطِمًا
وَكُنْ جَهْلٌ فِي الْهَوَا يَتَبَخْتَرُ
وَلِيْلَاكَيْنِ اِلْطَبَّ غَابَتْ بَجُومِهِ
وَدَاعٌ لِّشِدَّتِهِ عَنِ الْمَوْتِ تَخْبَرُ
لَسُوَانِهِ جِدِينَ اَللّٰهُ خَبَثًا وَغَفْلَةً
وَاَفْعَالُهُمْ بَغْيٌ وَفَسْقٌ وَمَيْسَرُ
وَمَا هُمْ اِلَّا لِحَظِ نَفْسِهِمْ
وَمَا جَهْدُهُمْ اِلَّا لِعَيْشٍ يُوَفَّرُ
وَقَدْ ضَيَّعُوا بِالْجَهْلِ لِبَنَآئِ اَعْمَا
وَلَمْ يَبْقِ فِي الْاَقْدَاحِ اِلَّا مَا ضُرُ

اور ہر طرف نقتوں کی آگ شعلہ زن ہے اور ہر
گناہ کی انتہاء نظر آ رہی ہے ۔
اور ہر طرف بھیڑیا اور چیتا حملہ آور ہو کر فساد پیدا
کر رہا ہے اور بچھو ڈنگ مار رہے ہیں۔
اور کتاب اللہ کی ہدایات کا چشمہ گدلا ہو گیا ہے اور اس
میں نیل گائیں درہن چل رہے اور اسے عبور کر رہے ہیں۔
گمراہیاں طوفانی ہوا کی طرح نظر آ رہی ہیں اور تاریک
رات نے گمراہی کے پردے ڈال دیے ہیں۔
اور دین کے شہیوں کو کھنڈرات کی طرح
دیکھ رہا ہوں اور اس کے عملات کی یاد میں میرا آنسو بہہ رہا ہے۔
میں دیکھتا ہوں کہ زمانہ پر باطل پرستی کی نیند طاری ہے اور ہر
ایک پرے دور جہ کا جاہل اپنی خواہشات میں ناز سے چل رہا ہے۔
میں ہرن کی آنکھ کی مانند تاریک است دیکھتا ہوں جبکہ ستارے
غائب ہو گئے ہیں ایسی بیماری دیکھتا ہوں جو اپنی شدت کی وجہ سے موت لاتی ہے۔
لوگ خباثت اور غفلت کی وجہ سے دین الہی کے رستہ کو بھول
گئے ہیں اور ان کے افعال بغاوت، نافرمانی اور تقاربازی ہیں۔
اور ان کی ساری توجہ حظ نفس کی طرف لگی ہوئی ہے اور
ان کی کوشش زیادہ دولت والی زندگی کے لیے ہے۔
اور انھوں نے اپنی جہالت کی وجہ سے خوشگوار دودھ صنایع کر
دیا ہے اور پیالوں میں ترش دودھ کے سوا کچھ باقی نہیں رہا۔

وركب المنايا قد دناهم بسيفهم
 وهم خيل شح مادناهم تحسّر
 تصيدهم الدنيا بعظمة مكرها
 فباع عجباً منها وممات مكر
 تذكراً فلا ساء وجوعاً وفاقه
 فتد عوالم الآثار ممات ذكر
 تريد لتهلك في التغافل اهلها
 وقد عقرت همم اللثام وتعقر
 والهت عن الدين القويم قلوبهم
 فمالوا الى لمعاتها وتخيروا
 تفود الى نار اللظى وجناتها
 ولمعاتها تضبى القلوب وتختز
 وتدعوا اليها كل من كان هالكا
 فكل من الاحداث يدنو ويخطر
 تميس كبر في نقاب المكائد
 وتبدى وميضاً كاذباً وتزور
 ودقت مكائد هافل ويد رسرها
 لما نسبحت لها من فنون تكور
 وتبد وكترس في زمان بكيدها
 وفي ساعة اخرى حسام مشهور

اور موتوں کا قاتلہ اپنی تلوار یہ ان کے قریب آگیا ہے اور
 وہ حرص و آرزو کے لیے شہسوار ہیں جنکے پاس تھکان نہیں آتی۔
 دُنیا ان کو اپنے مکر کی عظمت سے شکار کر رہی ہے،
 پس اس دُنیا اور اس کے مکر پر بڑا تعجب ہے۔
 وہ لوگوں کو انکس، بھوک اور فاقہ زیادہ دلاتی ہے اور
 اس یاد دلانے سے انھیں گناہوں کی طرف بلاتی ہے۔
 وہ چاہتی ہے کہ اپنے رہنے والوں کو غفلت میں ہلاک کر دے
 اور اپنے اپنی دونوں کی گنجیں کٹ دیں اور کاٹ ہی ہے
 اور اس نے انکے دلوں کو دینِ قیوم سے غافل کر دیا، پس وہ اسکی
 چمک کی طرف مائل ہو گئے ہیں اور انھوں نے اسے پسند کر لیا ہے۔
 اس کے رخسار بھڑکتی ہوئی آگ کی طرح جلتے ہیں اور اسکی
 چمک دمک لوں کو فریفتہ کرتی اور انہیں دھوکہ دیتی ہے۔
 اور وہ ہر ہلاک ہوئی کو اپنی طرف بلاتی ہے۔ پس
 سب فوجوان اس کے قریب ہوتے اور حرکت کرتے ہیں۔
 وہ مکر کے نقاب میں ایک کنواری کی مانند ناز و نغز سے
 چلتی ہے اور جھوٹی چمک دکھاتی اور دھوکہ دیتی ہے۔
 اور اس کے قریب باریک ہیں جسکا راز معلوم نہیں کیا جا
 سکتا، کیونکہ اس نے انھیں پیچ و پیچ فنون سے بنا ہے
 اور کبھی وہ اپنے قریب سے دُعا کی مانند ظاہر ہوتی
 ہے اور کبھی سوتی ہوئی تلوار کی شکل میں سامنے آتی ہے

وعین لها تصبی الوری فتاتہ
ولقتل اهل الفسق کشف فخصر
عجبت لمنظر ذات شیب عجوزہ
اینق لعین الناظرین وازھر
لزمتم اصطبارا اذ رأیت جمالها
فقلت الھی انت کھفی وما زر
فصیدھار بقی لنفسی سریة
کجاریة تلقی بطويع وتھجر
وذلك فضل من کریم ومحسن
ويعطى المھمن من یشاء ویحجر
وقد ضاقت الدنيا علی عشاقھا
ویبغونها عشقا وحبًا فتدبر
تزامت الطلاب حول لحومھا
کمثل کلاب والمنا یا تسخر
وان ھواھا راس کل خطیئة
فخف حبھا یا ایھا المتبصر
وقد مضت انیابھا کل طالب
وانت اثرا تھم فسوف تکسر
علی کل قلب قد احاط ظلا مھا
سوی قلب مسعود حملا المیسر

اس کی تنہ میں ڈالنے والی کچھ مخلوق کو اپنی طرف مائل کرتی
ہے اور نافرمانوں کو قتل کرنے کیلئے ایک پتلی مکر ہے۔
میں نے اس بڑھیا عورت کے منظر پر تعجب کیا جو دیکھنے
والوں کی نظر میں خوب صورت اور چمکیلی معلوم ہوتی ہے۔
میں نے جب اس کی خوبصورتی کو دیکھا تو صبر کو لازم پکڑ لیا
اور میں نے کہا الٰہی تو ہی میری پناہ اور قوت ہے۔
پس میرے رب نے اسے میرے لیے ایک نوڈی کی مانند
بنا دیا جو فرماں برداری کے ساتھ آتی جاتی ہے۔
اور یہ خدائے کریم و مہن کا فضل ہے اور خدائے مہمن جسے
چاہتا ہے دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے رک لیتا ہے۔
اور دنیا اپنے عشاق پر تنگ ہو گئی ہے اور لوگ اسے محبت و
عشق کی وجہ سے چاہتے ہیں، لیکن وہ منہ پھیر لیتی ہے۔
اسے طلب کرنیوالے اس کے گوشت کے گرد گھومتے ہیں۔
مانند ہجوم کر رہے ہیں اور موتیں مسکرا رہی ہیں۔
اور اس کا عشق ہر ایک خطا کی جڑ ہے۔ پس
اے صاحب بصیرت تو اس کی محبت سے ڈر۔
اور اس کی کچلیوں نے ہر ایک طالب کو چبا ڈالا ہے اور تو انکا
بقیہ ہے پس تو بھی عنقریب ٹکڑے ٹکڑے کیا جائیگا۔
اسکے اندھیرے نے ہر ایک دل پر احاطہ کر لیا ہے سوائے
اس دل کے جس کی خدائے شگفتہ نے حفاظت کی ہے۔

اِذَا مَا رَأَيْتَ الْمُسْلِمِينَ كَلَّابَهَا
فَقَاضَتْ دُمُوعُ الْعَيْنِ وَالْقَلْبُ يَضْحَكُ
عَلَيْهِمْ فَسَقَهُمْ لَمَّا اطَّلَعَتْ وَكَسَلَهُمْ
بِكَيْتٍ وَلَمْ يَصْبِرُوا لِاتِّصَابِ
أَكْبُو عَلَى الدُّنْيَا وَمَا لَوْ أَلَى الْهَوَا
وَقَدْ حُلَّ بَيْتُ الدِّينِ ذَنْبٌ مُدْمَرٌ
أَرَى ظُلُمَاتٍ لَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَهَا
وَذَقْتُ كَيْثُوسَ الْمَوْتِ لَوْلَا أُنُوسُ
فَسَادَ كَطُوفَانِ مَبِيدٍ وَانْتَنَى
أَرَاةَ كَهْجِ الْبَحْرِ أَوْ هُوَ أَكْثَرُ
أَرَى كُلَّ مُفْتُونٍ عَلَى الْمَوْتِ مُشْرِفًا
وَكُلَّ ضَعِيفٍ لَا حَالَةَ يَعْثُرُ
فَالنَّقْضُ ظَهَرَ ضَعْفُهُمْ وَوَبَّالَهُمْ
وَمَنْ دُونَ رَبِّي مَنْ يَدَاوِي وَيَنْصُرُ
فِيَارَبِّ أَصْلَحْ حَالِ أُمَّةٍ سَيِّئَةٍ
وَعِنْدَكَ هَيِّنٌ عِنْدَنَا مُتَعَسِّرُ
وَلَيْسَ بِوَأَقْبَلُ مِنْ أَنْ تَأْخُذَ بِيَدَا
وَلَيْسَ بِسَاقِ قَبْلِ كَاسٍ تَقْدَرُ
وَقَدْ نُشِرَتْ ذُرَا تُنَا مِنْ مَصَائِبِ
وَمَتَنَافِلَ تَذَكَّرْ ذُنُوبًا تَنْظُرُ

جب میں مسلمانوں کو اس دُنیا کے کتوں کی طرح دیکھتا ہوں تو
میری آنکھوں سے آنسو بہہ پڑتے ہیں اور دل بیقرار ہو جاتا ہے۔
جب میں ان کی نافرمانی اور غفلت پر مطلع ہوا تو میں رو
پڑا اور صبر نہ کر سکا اور نہ صبر کر سکتا ہوں۔
وہ دُنیا پر جھجک گئے ہیں اور دُنوی خواہشات کی طرٹ
ہاں ہو گئے ہیں اور دین کے گھر میں ایک مُلک بھڑیا اتر آئے
میں بہت سی تارکیاں دیکھ رہا ہوں، کاش میں ان سے پہلے
مر جاتا اور اگر میں متور نہ کیا جاتا تو میں موت پکے چمک چکا ہوتا
ایک فساد ہے جو تباہ کن سیلاب کی مانند ہے اور میں اسے
سمندر کی لہروں کی طرح یا اس سے بھی زیادہ دیکھ رہا ہوں۔
میں ہر ایک فتنہ میں گرفتار شخص کو قریب المرگ دیکھتا
ہوں اور ہر ایک کمزور لا محالہ ٹھوکر کھا جاتا ہے۔
ان کے ضعف اور وبال نے میری کمر توڑ دی ہے اور
میرے رب کے سوا کون علاج اور مدد کر سکتا ہے!
پس اے میرے رب تو میرے آقا کی اُمت کی اصلاح
کو اور یہ تیرے لیے آسان اور ہمارے لیے مشکل ہے۔
اور جب تک تو ہاتھ نہ پکڑے کوئی اوپر نہیں چڑھ سکتا اور
جب تو پیالہ مقدس نہ کرے کوئی پلانے والا نہیں۔
اور مصائب کی وجہ سے ہمارے ذرات منتشر کیے گئے ہیں اور ہم
مرچکے ہیں۔ پس تو ہمارے ان گناہوں کو یاد نہ کر چکو تو دیکھ رہا ہے۔

و لا تخرجن سيفاً طويلاً لقتلنا
 و تب و اعفون يا رب قومٍ صُغُرُوا
 و ان تهلكن يا ربنا بنو بنا
 فنحن بموت الخزي و الخصم بيض
 و لا ابرح المضامر حتى تعينني
 و لا بد لي ان اهلكن و اظفر
 و ان اري ان الذنوب كبيرة
 و اعرف معه ان فضلك اكبر
 الهى اغشنا و اسقنا و احم عرضنا
 بسلطانك الاله و انك اقدر
 يسنا من المخلوق و انقطع الرحا
 و جئناك يا من يعلم ما يضم
 تعاليت يا من لا تحاط كماله
 لك الحمد حمداً ليس يحصى و يحصر
 تصدق بالطاف كما انت اهلها
 و ادرك عباداً لك كما انت اقدر
 فخذ بيدى يا رب فى كل موطن
 و ايد غريباً يلعن و يكفر
 اتيتك مسكيناً و عونك اعظم
 و جئتاك عطشاً و اوجعك ازخر

اور میں قتل کرنے کیلئے تو لمبی تلوار نہ نکال اور اے ان لوگوں
 کے رب جو ذلیل ہو گئے ہیں ہم پر نظر فرما اور ہمیں معاف فرما۔
 اور اے ہمارے رب اگر تو ہمارے گناہوں کی وجہ سے ہمیں ہلاک
 کر دے گا تو ہم ذلت کی موت فنا ہو جائیں گے اور دشمن اکڑ کر پھر بیٹھا۔
 اور جب تک تو میری مدد نہ کرے میں اس میدان کو نہیں چھوڑوں گا
 اور ضروری ہے کہ میں ہلاک ہو جاؤں یا کامیاب ہو جاؤں
 اور میں دیکھتا ہوں کہ گناہ بڑے ہیں اور اس کے ساتھ
 میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تیرا فضل سب سے بڑا ہے۔
 اے خدا تو ہماری فریادیں سن کر اور ہمیں پانی پلا اور اپنی نیاں
 طاقت ہماری عزت کی حفاظت کر کہ تو بڑی قدرتوں والا ہے
 ہم مخلوق سے مایوس ہو چکے ہیں اور امید منقطع ہو چکی ہے
 اور اے اسرار کے جاننے والے ہم تیرے پاس آئے ہیں۔
 اے وہ خدا جس کے کمال کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا تو اے
 تیری تعریفیں ان گنت اور غیر محدود ہیں۔
 تو ہم پر ایسی مہربانیاں فرما جو تیری شایان شان ہیں اور تو
 اپنے بندوں کی اس طرح کی شکاری فرما جو تیری قادر ذات نظر آتے ہیں
 پس اے میرے رب، تو ہر جگہ میرے ہاتھ کو پکڑا اور اس
 غریب کی تائید فرما جو موردِ لعنت و تکبر ہے۔
 میں ممکن ہو کر تیرے پاس آیا ہوں اور تیری مدد سے بڑی ہے
 اور تیرے پاس پیاسا ہونے کی صورت میں آیا ہوں اور تیرا سمندر
 موجیں مار رہا ہے۔

قد اندرست آثار دین محمد
 فامشکو الیک وانت تبنی وتعمر
 اری کلّ یوم فتنة قد مدّت
 ومُتَنّا وَاَموات الا عاد می بُعَثُوا
 وقد از معوا ان یز عجا سبل الہک
 وکھر من ار اذل من شقاہم تنصروا
 اری کلّ محبوب لدنیا ہا بالیا
 فمن الذی یبکے لدین یُحَقَّرُ
 فیا ناصر الاسلام یرب احمدا
 اغثنے بتایید فانی مُدْخِرُ
 ایارب من اعطیتہ کلّ درجۃ
 و شانا برؤیتہ الوریٰ تتخیرُ
 وما زلت ذالطف وعطف ورحمة
 وما کنتُ محروما وکنت اوقرُ
 فلا تجعلے مضغة لمحاربی
 وانت وحیدے کلّ خطاء تغفرُ
 وانت المہیمن مرجع الخلق کلّهم
 وانت الحفیظ تعینے وتعزّرُ
 وما غیر باب الربّ الا مذلة
 وما غیر نور الربّ الا تکدرُ

وین محمدی کے آثار مٹ گئے ہیں۔ پس میں تیرے حضور شکایت
 کرتا ہوں۔ تو عمارتوں کو بناتا اور تباہ کرتا ہے۔
 میں ہر روز ایک نیا فتنہ دیکھتا ہوں جو بہت پھیلا ہوا ہوتا
 ہے اور ہم مر گئے ہیں اور دشمنوں کے مُردے بھی جی اُٹھے ہیں۔
 اور انھوں نے رادہ کر لیا ہے کہ وہ ہدایت کے راستوں کو پھینک لیں
 اور کتنے ہی ذیل میں جو اپنی بد بختی کی وجہ سے عیسائی ہو گئے ہیں۔
 میں ہر محبوب کو اپنی دنیا کے لیے روتے دیکھتا ہوں پس کون
 ہے جو اس دین کے لیے روتا ہے جسے ذیل کی جا رہا ہے؟
 پس اے اسلام کے مددگار! اے احمد کے رب تو میری اپنی تائید
 کے ساتھ فریاد رسی کر کہ میں ذلیل کیا گیا ہوں۔
 اے اس ذات کے رب جس کو تو نے ہر رتبہ عطا فرمایا ہے
 اور ایسی شان دی جسے دیکھ کر تمام مخلوق حیران ہے۔
 اور تو ہمیشہ نطف و مہربانی اور رحم کرتا رہا اور تیرے فضل سے
 کبھی محروم نہیں ہوا اور میں تجھ سے عزت پاتا رہا ہوں۔
 پس تو مجھے دشمن کا نغمہ نہ بن اور تو میرا
 یگانہ ہے جو ہر خطا کو بخشا ہے۔
 اور تو ہی نگہبان اور تمام مخلوق کا مرجع ہے اور تو
 ہی محافظ ہے تو میری مدد اور نصرت کرتا ہے۔
 اور خدا کے دروازہ کے ہوا ذات ہی ذات اور خدا کے
 نور کے ہوا باقی سب ظلمت ہی ظلمت ہے۔

وَعُلِّمْتَ مِنْكَ حَقَائِقَ الدِّينِ الْهَدَى
وَتَهْدِي بِفَضْلِكَ مِنْ تَرَى وَتُنَوِّرُ
اِذَا مَا بَدَأَ اَنْ عَلِمَ غَا مِضْ
فَاَيَقْنَتْ اَنْ عَنِ قَرِيبٍ سَاكِفُ
فَسَلِّمْتَ بَعْدَ الْاِهْتِدَاءِ بِفَضْلِهِ
سَلَامُ الْوَدَاعِ عَلَى الَّذِي يَسْتَنْكِرُ
وَاِنْ الْهَدَايَةَ يَرْجِعُ عَنْ خُوطَاتِبِ
وَمِنْ غَضِّ عَيْنِي رُؤْيَا اَيْنَ يُنْصَرُ
وَاَللّٰهُ لَا يَشْفَعُ الَّذِي هُوَ يَطْلُبُ
وَمِنْ جَدِّ فِي تَحْصِيلِ هَذَا مَيْنَصَرُ
وَمِنْ كَانِ اَكْبَرُ هَمِّهِ جَلْبُ لَذَّةٍ
وَحِظٌّ مِنَ الدُّنْيَا فَكَيْفَ يَطْهَرُ
اَمْ كَفَرُوهَا لَا بَعْضُ هَذَا التَّحْكُمِ
وَحَفَّ قَهْرُ رَبِّ قَالِ لَا تَقِفْ فَاحْذَرُوا
وَاِنْ ضِيَاءُ الدِّينِ قَدْ حَانَ وَقْتُهُ
فَتَعْرِفُ شَجَرَتَا بَاهِي تَشْمَرُ
وَيَا حَسْرَاتٍ مَوْبِقَاتٍ عَلَى الَّذِي
يَكْذِبَتِي مِنْ غَيْرِ عِلْمٍ وَيَكْفُرُ
وَمَا جِئْتُ قَوْمِي مِنْ دِيَارٍ بَعِيدَةٍ
وَقَدْ عَرَفُونِي قَبْلَهُ ثُمَّ اَنْكُرُوا

اور تیری طرف سے مجھے دین و ہدایت کے حقائق سمجھائے گئے
میں اور جبکہ تو دیکھتا ہوں اسے اپنے فضل کیساتھ ہدایت دیتا اور نور کرتا
جب مجھے معلوم ہوا کہ میرا علم بہت عتیق ہے تو میں نے یقین کر لیا کہ
مجھے عنقریب کافر قرار دیا جائے گا۔
پس میں نے اس کے فضل سے ہدایت پانے کے بعد
اس شخص پر الوداعی سلام کیا جو نادانقت بنتا ہے۔
اور ہدایت طاب ہدایت کی طرف ضرور لوٹنے کی مگر جس
نے اپنی مینا آنکھ کو نیچے کر لیا وہ کہاں دیکھے گا؟
اور خدا کی قسم طاب ہدایت کبھی بے نصیب نہیں رہتا اور
جسے ہدایت حاصل کر لینی کوشش کی وہ عنقریب مدد دیا جائیگا۔
اور جس کا سب سے بڑا مقصد لذت حاصل کرنا اور دنیا
کا حظ اٹھانا ہے اُسے کس طرح پاک کیا جائیگا؟
اے میری تکلیف کر نیوالے تکلم چھوڑ دے اور اس رب کے
قہر سے ڈر جس نے لا تقف کا حکم دیا ہے پس اس سے ڈر جا۔
اور دین کی روشنی کے پھیلنے کا وقت آ گیا ہے۔ پس تو
ہمارے درخت کو اس کے پھلوں سے پہچان لے گا۔
اور ہائے تباہ کن حسرتیں اس شخص پر جو بغیر علم کے
مجھے بھٹلاتا اور کافر قرار دیتا ہے۔
اور میں اپنی قوم کے پاس دُور کے ملکوں سے نہیں آیا بلکہ
انہوں نے اس سے قبل مجھے پہچان لیا پھر انکار کر دیا۔

وَاَعْرَضَ عَنِّي كُلٌّ مِّنْكَانٍ صَاحِبٍ
 وَافَرَدَتْ اَفْرَادُ الَّذِي هُوَ يُقْبَرُ
 تَمْنِيَتُ اِنْ يَخْفَى تَطَاوُلُ قَوْلِهِمْ
 وَهَلْ يَخْتَفِ مَا فِي الْمَجَالِسِ يُذَكَّرُ
 وَيَعْوِي عَدُوٌّ مِثْلُ ذَنْبٍ مِّنْ طَوِّ
 وَلَيْسَ لَهُ عِلْمٌ بِمَا هُوَ اذْكُرُ
 وَمَا رَزَقَتْ عَيْنَاهُ مِّنْ نِّدَاءٍ لِّعَلَّ
 فَاخْلُدْ خَوْا لِّلْاَرْضِ جَهْلًا وَيُنْكَرُ
 اُولَئِكَ قَوْمٌ ضَالُّوْنَ اَمْرٍ دِينِهِمْ
 وَخَانُوْا الْعَهْدَ وَزَيَّنُوْا مَا زُوْرُوْا
 وَيَعْلَمُ رَبِّيْ سِرَّ قَلْبِيْ وَسِرَّهُمْ
 وَكُلٌّ خَفِيَ عِنْدَهُ مَتَحَضَّرُ
 وَلَوْ كُنْتُ مُرَدِّدًا مِّلِّيْكَ لَضَرَّتْنِيْ
 عِدَاوَةُ قَوْمٍ كَذِبُوْنَ وَكُفَرُوْا
 وَهَمَّ اَبَتْكَ فَيُرَى وَقَامُوا لِّلْعَنَةِ
 وَلَمْ يَعْلَمُوْا اِنَّ الْمُهَيْمِنَ يَنْظُرُ
 اِذَا قِيلَ اِنَّكَ مَرْسَلٌ خَلَّتْ اَنْفُ
 دُعِيْتُ اِلَى اَمْرِ عَلَى الْخَلْقِ يَعْصُرُ
 وَكُنْتُ عَلَى نَوْرِ فَاغْوَا مِنْ اَلْعَمِ
 وَهَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمَى وَرَجُلٌ يَّرْصُرُ

اور مجھ سے میرے تمام ساتھیوں نے منہ پھیر لیا اور میں قبر میں
 ڈالے جانے والے شخص کی طرح ایک لاکھ دیا گیا،
 میں نے خواہش کی کہ ان کی فخر و غرور کی باتیں مخفی رہیں مگر
 جو باتیں مجاس میں کی جائیں وہ کب مخفی رہ سکتی ہیں؟
 اور میرا دشمن بھوکے پیڑھے کی طرح بھونکتا ہے اور جو
 باتیں میں کہتا ہوں ان کا اسے علم نہیں۔
 اور اس کی آنکھوں کو آسمانی نور عطا نہیں ہوا پس وہ جہالت
 کی وجہ سے زمین کی طرف جھک گیا اور انکار کرتا ہے، یہ وہ لوگ
 ہیں جنہوں نے اپنے دین کے حکم کو نظر انداز کر دیا ہے اور انہوں نے
 عہدوں میں نیت کی دراپنی جھوٹی باتوں کو خوبصورت کر کے دکھایا
 اور میرا رب میرے دل راز کو اور انکے راز کو بھی جانتا ہے۔
 اور ہر غائب اس کے نزدیک حاضر ہے۔
 اگر میں خدا کی نگاہ سے دھتکارا ہوا ہوتا تو ان لوگوں کی عداوت
 مجھے ضرور نقصان پہنچاتی جنہوں نے مجھے بھٹکایا اور کافر قرار دیا
 اور ان لوگوں نے مجھے کافر قرار دینے کا ارادہ کیا اور وہ مجھ پر لعنت
 کرنے کیلئے کھڑے ہو گئے اور انہوں نے نہ جانا کہ اللہ نگہبان ہے کیسے ہو۔
 جب کہا گیا کہ تو رسول ہے تو میں نے خیال کیا کہ مجھے ایسے
 امر کی طرف بلایا گیا ہے جو لوگوں پر شاق گذرے گا۔
 اور میں اللہ کے نور پر قائم ہوں مگر وہ اندھے ہیں کیونکہ
 میڑھے ہو گئے اور کیا اندھا اور بین دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟

وما دیننا الا ہدایۃ احمدا
 فی الیت شعری ما یظن المکفر
 وقد کنت النسی کل جور معیڑے
 والکنہ جور کبیر مکور
 وکرم من دلائل قد کتبت لطالب
 یفکر فیہا لودع مدبر
 الا ایہا المتکبر المتشدد
 ترید ہوائی والکریم عذر
 واذ قلت انی مسلم قلت کافر
 فاین التقیہ یا ایہا المتهور
 وبعد بیانی این تذهب منکرا
 القلم یا مسکین ما هو مضمّر
 فلا تتجرع ایہا الضال فی الہوا
 بایدیک کاس الموت مالک تخطر
 وان کنت لا تخشی فقل لست مؤمنا
 ویاتی زمان تسئلن و تخبرن
 وکل سعید یعرف الحق قلبہ
 واما الشقی فیعلمن حین یخسر
 وانی ترکت النفس والخلق والہو
 فلا السب یؤذینی ولا المدح یبطر

اور ہمارا دین احمد کی ہدایت کے سوا کچھ نہیں
 پس نہ معلوم میرا مکفر کیا خیال کرتا ہے۔
 اور میں اپنے عیب جو کا ہر ظلم بھلا دیتا تھا، لیکن یہ
 ظلم تو بہت بڑا اور بیچ در بیچ ہے۔
 اور کتنے ہی دلائل ہیں جو میں نے طالب حق کیلئے لکھ دیے
 ہیں۔ ان میں ہر عقلمند اور مدبر غور و فکر کرے گا۔
 اے منکبر اور تشدد کرنے والے! تو میری ذلت
 چاہتا ہے اور خدا نے کریم مجھے عزت دے رہا ہے۔
 جب میں نے کہا کہ میں مسلمان ہوں تو تو نے مجھے کافر کہا
 پس اے تنہور کا مظاہرہ کرنیوالے۔ تقویٰ کہاں گیا۔
 اور میرے بیان کے بعد تو انکار کرتے ہوئے کہاں جا
 گا اور اے مسکین کیا تو مخفی بات کو جانتا ہے۔
 پس اے اپنی خواہشات میں بھٹکنے والے تیرے ہاتھ میں
 موت کا پیالہ ہے تو کس لیے غدر سے چل رہا ہے اور
 اگر تو ڈرتا نہیں تو کہہ دے کہ تو مومن نہیں مگر ایک زمانہ
 آئے گا کہ تجھ سے پرسش ہوگی اور تجھ کو بتایا جائے گا۔
 اور ہر نیک نخت کا دل حق کو پہچان لیتا ہے مگر ایک
 بد نخت اس وقت جانتا ہے جب وہ نقصان اٹھائے۔
 اور میں نے نفس مخلوق اور خواہشات کو چھوڑ دیا ہے پس اب
 تو مجھے کالی تکلیف دیتی ہے اور نہ تعریف مجھے اکڑ باز بناتی ہے

وَلَعَنَ مَنْ عَدَّ وَبَعْدَ مَا اكْمَلَ الذَّمَّ
 اتَانِي فَلَمْ اصْعُرْ مَا كُنْتُ اصْعُرُ
 احْنِ اِلَى مَنْ لَا يَحِبُّ حُبَّةَ
 وَاَدْعُو لِمَنْ يَدْعُو عَلَيَّ وَيَهْذُرُ
 خذ الرِّفْقَ اِنْ الرِّفْقَ رَأْسُ الْمَحْسَنِ
 وَيَكْسِرُ رَاسَ مَنْ يَتَكَبَّرُ
 عَجِبْتُ لَا عَمَلُ لَا يَدَاوِي عَيُونَهُ
 وَمَنْ كُلَّ ذِي الْبَصَارِ يَلْوِي وَيَسْخَرُ
 اَتَنَسَّ فِجَاسَاتٍ رَضِيَتْ بِاَكْلِهَا
 وَتَذَمَّ مَا هُوَ مُسْتَطَابٌ وَاطْهَرُ
 تَسْتَمِينَ جَهْلًا يَا ابْنَ اَدَمَ ثَعْلَبَا
 وَمَا اَنَا اِلَّا اللَّيْثُ لَوْ تَتَفَكَّرُ
 تَفِيضُ عَيُونِ الْعَارِفِينَ بِقَوْلِنَا
 وَلَكِنْ غَبَّيْ يَضْحَكُنْ وَيُحَقِّقُ
 تَعَيَّرَ فِي ظُلْمٍ اَوْ كِبَرًا اَوْ فُخُوهُ
 وَهِيَ هَاتِ اَهْلَ الْحَقِّ كَيْفَ يَعَيَّرُ
 صَبْرُنَا عَلَيَّ ظُلْمِ الْخَلَائِقِ كُلِّهَا
 وَتُبْنَا اِلَى الرَّبِّ الَّذِي هُوَ اَقْدَرُ
 تَرَكْنَا الْهَلَالَ وَاللَّهُ كَافٍ لَصَادِقٍ
 وَاِنْ الصَّدُوقُ بِفَضْلِهِ يَتَخَيَّرُ

اور کتنے دشمن ہیں جو میرے پاس انتہائی اذیت دینے کے بعد
 آئے تو میں ان سے تڑش روئی سے پیش نہ آیا اور نہ میں ایسا کر سکتا
 میں اس کی طرف محبت کرتا ہوں جو میری طرف محبت نہ کر سکتا
 ہوتا اور میں اس شخص کیلئے دعا کرتا ہوں جو میرے لیے بڑا دکھوا کر کشتہ
 نرمی اختیار کر کیونکہ نرمی تمام خوبیوں کی سردار ہے
 اور میرا رب ہر متکبر کا سر توڑتا ہے۔
 میں اس اندھے پر متعجب ہوں جو اپنی آنکھوں کا علاج نہیں کرتا
 بلکہ وہ ہر بنیاد شخص سے منہ پھیر لیتا ہے اور اس سے تسخر کرتا ہے۔
 کیا تو ان گندگیوں کو بھول گیا ہے جنہیں کھانا تو نے پسند کیا اور
 تُو طیب اور پاکیزہ چیزوں کی مذمت کرتا ہے۔
 اے گیدڑ تو جہالت سے میرا نام لومٹری رکھتا ہے، حالانکہ
 میں شیر ہوں۔ کاش تو غور کرے۔
 ہماری بات سن کر عارفوں کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے
 ہیں، لیکن غبی ہنسنا اور تکبر کرتا ہے۔
 تو مجھ پر ظلم اور کبر و نخوت سے الزام لگاتا ہے اور میری
 بات ہے کہ اصل حق پر الزام لگایا جائے۔
 ہم نے تمام مخلوق کے ظلم پر صبر کیا
 اور قادر خدا کی طرف متوجہ ہو گئے۔
 ہم نے بغض و عداوت کو چھوڑ دیا اور اللہ صادق کی تائید
 کیلئے کافی ہے اور راستہ باز اس کے فضل سے مقبول ہوتا ہے۔

ولیس الفتی من یقتل الناس سیفہ
ولکنہ من یظلمن ویصبر
اری الظلم یشقی فی الخراطیم وسمہ
واما علامات الاذی فتغیر
اتکفر فی یا ایہا المستعجل
واما علامات تری اذ تکفر
وان اما می سید الرسل احمد
رضیناہ متبوعا وربی ینظر
ولاشک ان محمدا شمس الہدی
الیہ رغبتا مؤمنین فنشکر
لہ درجات فوق کل مدارج
لہ لمعات لا یلیہا تصوّر
ابعد نبی اللہ شیء یروقنی
ابعد رسول اللہ وجہ منور
علیک سلام اللہ یا مرجع الورع
لکل ظلام نور وجہک نیر
ویحمدک اللہ الوحید وجندہ
ویثنی علیک الصبح اذ هو یحشر
مدحت امام الانبیاء وانه
لا رفع من مدحی واعلی واکبر

اور بہادر وہ نہیں جس کی توار لوگوں کو قتل کرے بلکہ وہ
بہادر ہے جو مظلوم ہو اور صبر کرے۔
میں دیکھتا ہوں کہ ناک پر ظلم کا نشان باقی رہتا ہے
لیکن دکھ کی علامات بدل جاتی ہیں۔
اے جلد باز کیا تو میری تکفیر کرتا ہے، تو
میری تکفیر کرنے کے لیے کونسی علامات پاتا ہے؟
بیشک ہمارے امام رسول کے سردار احمد ہیں اور خدا شاہد
ہے کہ ہم اس کے متبوع ہونے کو پسند کرتے ہیں۔
اور بیشک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت کے سورج ہیں ہم
آپ کی طرف مومن ہو کر مائل ہوتے ہیں اور شکر ادا کرتے ہیں۔
آپ کو تمام درجات سے بلند درجات حاصل ہیں اور آپ کے
انوار ایسے ہیں جنہیں تصور بھی نہیں پہنچ سکتا۔
کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مجھے کوئی چیز
خوبصورت لگ سکتی ہے اور کیا آپ کے بعد کوئی روشن چہرہ ہے؟
اے مرجع خلائق آپ پر خدا کے سلام ہوں۔ آپ
کے چہرہ کا نور ہر تاریکی کیلئے سورج ہے۔
خدا نے واحد و یگانہ اور اسکے شکر تیری حمد و تعریف کرتے
ہیں اور جب صبح لوگوں کو اٹھاتی ہے تو وہ بھی آپ کی شاکر کہتے
ہیں نے امام الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف
کی ہے لیکن آپ میری تعریف سے زیادہ بلند اعلیٰ اور بڑے ہیں

دعوا کل فخر للنبی محمد
 امام جلالة شأنه الشمس احقر
 وصلوا علیه وسلموا ایہا الولد
 وذروا له طرق التشاجر توجروا
 ووالله انی قد تبعتم محمدا
 وفی کل این من سناہ اُنور
 وفوضنی ربی الی روض فیضہ
 وانی بہ اجنۃ الجنی وانصر
 ولدینہ فی جذر قلبی لوعة
 وان بیانی عن جنائی یخبر
 ورثت علوم المصطفی فاخذتھا
 وکیف ارد عطاء ربی وافجر
 وکیف وللاسلام قمت صبا
 وابکی لہا لیلانہارا واضجر
 وعندی دموع قد طلعت الما قیا
 وعندی صراخ مثل نار مسعر
 تضوۃ ایمانی کمساک خالص
 وقلبی من التوحید بیت معطر
 وفی کل این یاتین من خالق
 غدا انی نمیر الماء لا یتغیر

تم ہر قسم کے فخر کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ہی چھوڑ دو اپنی
 جلالت شان کے آگے سورج بھی حقیر ترین ہے۔
 اور اے لوگو! آپ پر درود و سلام بھیجو اور آپ کی
 خاطر جھگڑے چھوڑ دو۔ تمہیں اجر ملے گا۔
 اور اللہ کی قسم میں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی
 کی اور آپ کی روشنی سے متور ہوتا ہوں۔
 اور میرے رب نے مجھے آپ کے فیض کے باغ کے پسو در دیا ہے
 اور میں آپ کے ذریعے پھول چٹھتا ہوں اور تروتازہ ہوتا ہوں۔
 اور آپ کے دین کیلئے میرے دل میں ایک تڑپ ہے اور
 میرا بیان میرے دل کی حالت کو ظاہر کرتا ہے۔
 میں مصطفیٰ کے علوم کا وارث ہوا اور میں نے ان کو لے لیا
 اور میں اللہ تعالیٰ کی عطا کا کس طرح رد کر کے گنہگار بنوں۔
 اور کیونکر ہو سکتا ہے، حالانکہ میں اسلام کی تائید کیلئے سخت
 محنت کیوں کر کر رہا ہوں اور اس کیلئے دن رات روتا اور بے قرار رہتا ہوں
 اور میرے آنسو آنکھوں سے باہر آگئے ہیں اور
 میری پیچ بھڑکتی ہوئی آگ کی مانند ہے۔
 میرے ایمان کی خوشبو خالص مشک کی طرح پھیل
 گئی اور میرا دل توحید کی وجہ سے ایک معطر گھر ہے۔
 اور ہر آن میرے خالق کی طرف سے میرے لئے غذا آتی ہے
 جو خالص مصفا پانی ہے اور متغیر نہیں ہوتا۔

تَضَى الظلام معارفه عند منطق
 وقول بفضل الله در منور
 الى منطق يرنو الفهم تعشقا
 ويزعم نطقه كل وهم ويجذر
 سنا برق الهاشي يندلج ليا
 وكشفه كصبح ليس فيه تكدر
 وان كلامي مثل سيف قاطع
 وان بياني في الصّخور يؤثّر
 حفرت جبال النفس من قوّة العلة
 فنصار فوادى مثل نهريّ فيجّر
 وادعيتي عند الوغى تقتل العدا
 فطوبى لقلب يتقيها ويحذر
 واذ انى فتوى بسب و لعنة
 وكمر من لسان لا يضاهيه خنجر
 اذا ما تقامتنه مشاهير ملت
 فقلت احسأ وان الخفايا ستظهر
 فريق من الاخوان لا ينكر وني
 وحزب يكذب كل قولى ويزجر
 وقد زحوا في كل امراردته
 وكل يخوفنى ورتي يبشّر

جب میں برتا ہوں تو میرے معارف اندھیروں کو روشن کر
 دیتے ہیں اور میرا قول اللہ کے فضل سے ایک روشن موتی ہے
 ہر قسم شخص میرے کلام کی طرف عشق و محبت دیکھتا ہے اور
 میرا کلام ہر دہم کو جڑ سے اکھڑا کر کاٹ دیتا ہے۔
 میرے الفاظ کی روشنی راتوں کو روشن کرتی ہے اور میرا کشف صبح
 کی طرح صاف اور روشن ہے اس میں کدورت نہیں۔
 اور میرا کلام ایک کاٹنے والی تلوار کی مانند ہے اور
 میرا بیان پتھروں پر بھی اثر کرتا ہے۔
 میں نے اپنے نفس کے پہاڑوں کو آسمانی طاقت سے
 کھودا۔ پس میرا دل جاری نہر کی طرح ہو گیا۔
 اور لڑائی کی وقت میری دعائیں دشمنوں کو قتل کرتی ہیں پس
 مبارک ہے وہ شخص جو اس سے ڈرے اور بچے۔
 اور میری قوم نے گایاں دیکر اور عنت کر کے مجھے دکھ دیا اور کتنی
 زبانیں ہیں کہ ان سے خنجر بھی کوئی نسبت نہیں رکھتا۔
 جب میری قوم کے سرکردہ لوگوں نے مجھ سے اجتناب کیا تو میں
 نے کہا دُور ہو جاؤ یقیناً مخفی باتیں عنقریب ظاہر ہوں گی۔
 میرے بھائیوں میں سے ایک جھٹمیرا انکار نہیں کرتا اور
 ایک گروہ میری ہر بات کی تکذیب کرتا اور ڈانٹتا ہے۔
 انھوں نے ہر اس کام میں مزاحمت کی جسکامیں نے ارادہ کیا
 اور ہر ایک مجھے ڈراتا ہے اور میرا رب مجھے بشارت دیتا ہے۔

قاسمت بالله الذی جلّ شأنہ
 علیٰ انہ یخزی عدوہ و یشزّر
 وما انا عن عون المعین بمبعد
 اذا اللیل و اراخی فنور ینور
 وقد قادنی ربّی الی الرشید والہدی
 و وترنی من عندہ فاقرب
 وان کریمی یطلق الکف بالندی
 ولی من عطاء الرب رزق یوفی
 ولا زال ممدودا علی ظلالہ
 ونعماء کثرت علی وتکثر
 اکان لکرمعجا ببعث محمد
 ہلم انظروا فتن الزمان وفکروا
 اما ما یمغرور فتن محیطہ
 وانت تسب المؤمنین وتجر
 فہذا علی الاسلام یوم المصائب
 یکفر مثلی والریاض حبو کر
 ولکفر آثار وللدین مثلھا
 فقوموا لتفتیش العلامات والنظر
 اتحسب ان اللہ یخلف وعدہ
 اتنسی المواعید التی ہی اظهر

پس میں نے اللہ جلّ شأنہ کی قسم کھائی کہ وہ میرے دشمن کو ذلیل
 کرے گا اور اسے غضب کی نظر سے دیکھے گا۔
 میں خدائے معین کی مدد سے دور نہیں جب رات
 مجھے ڈھانپ لیتی ہے تو ایک نور مجھے متور کرتا ہے۔
 اور میرا خدا مجھے رشد و ہدایت کی طرف لے گیا اور
 اس نے اپنے پاس سے مجھے عزت بخشی پس میں عزت پاتا ہوں
 اور میرا خدا مجھ پر سخاوت کا ہاتھ کھوتا ہے اور مجھے
 اللہ تعالیٰ کی عطا سے دافر رزق ملا ہے۔
 اور اسکے سایہ پر ہمیشہ پھیلے رہتے ہیں اور اسکی نعمتیں
 مجھ پر بے شمار ہوتی ہیں اور بڑھتی جا رہی ہیں۔
 کیا تم ایک مجتہد کی بعثت پر تعجب کرتے ہو۔ ہر
 اور زمانہ کے فتنوں کو دیکھو اور غور کرو۔
 اے مغرور تیرے سامنے فتنے احاطہ کئے ہوئے ہیں اور تو
 مومنوں کو گالیاں دیتا اور کجوا اس کرتا ہے۔
 پس یہ اسلام پر مصیبتوں کا دن ہے کہ میرے جیسے انسان کی
 تکفیر کی جاتی ہے جبکہ باغات ریح کے میدانوں میں تبدیل ہو رہے ہیں۔
 کفر اور دین ہر دو کی کچھ نشانیاں ہیں۔ پس تم ان علامات
 کی تفتیش کے لیے کھڑے ہو سب اور غور کرو۔
 کیا تو خیال کرتا ہے کہ اللہ وعدہ خلافی کرے گا کیا تو ان
 وعدوں کو بھول گیا ہے جو اب ہر تر ہیں۔

وَبِأَتِيكَ وَعَدَ اللَّهُ مِنْ جِثِّ لَاقِتَرِ
 فَتَعْرِفُهُ عَيْنٌ تَحَدُّ وَتَبْصُرُ
 وَقَدْ عَلِمَ الْأَعْدَاءُ أَنَّ مَوْتَهُ
 وَالْكَنْهَمُ مِنْ حَقِّهِمْ قَدْ أَنْكَرُوا
 إِلَّا أَيُّهَا الْإِخْوَانُ لَبِثُوا وَابْتَشَرُوا
 هَذَا لَكُمْ عِيدٌ جَدِيدٌ أَكْبَرُ
 وَلَيْسَ لِعَضْبِ الْحَقِّ فِي الدَّهْرِ كَاسِرُ
 وَمَا يَضْعُونَ مِنَ الْحَدِيدِ فَيُكْسِرُ
 وَهَلْ جَائِزٌ سَبُّ الْمَوْتِ بَعْدَ مَا
 أَنْتَ آيَةُ الْمَوْلَى وَظَهَرَ الْمَضْمَرُ
 وَفِي يَدِ رَبِّي كُلُّ عِزٍّ وَسُودٍ
 وَعَزِيزَةٌ مِنْ كَيْدِ كَمَلٍ لَا يَحْقُرُ
 فَمَنْ ذَا يَعْادِيَنِي وَرَبِّي يَحِبُّنِي
 وَمَنْ ذَا يَرَادِيَنِي وَرَبِّي مَعِزُّ
 لَنَا كُلُّ يَوْمٍ نَصْرَةٌ بَعْدَ نَصْرَةٍ
 وَيَأْتِي الْحَبِيبُ مَقَامَنَا وَيَبْشُرُ
 وَمَا أَنَا مِنْ يَمْنَعِ السَّيْفِ قَصْدُهُ
 فَكَيْفَ يَخُوفُنِي شَتْمُ مَكْفَرٍ
 لَيْسَتْ وَلِيَعْلَمَ أَنَّهُ يَتْرَكَ الْتَقَهُ
 عَلَى مِثْلِهِ الْوَعَاظِ بِكَ الْمَنْبَرُ

اور خدا کے وعدے تیرے پاس اس طور سے آئینگے جسے تو نہیں
 جانتا۔ اس کو وہی آنکھ پہچانے گی جو تیز اور بینا ہے۔
 دشمنوں نے جان لیا کہ میں تائید یافتہ ہوں لیکن
 انھوں نے بغض و کینہ کی وجہ سے انکار کر دیا ہے۔
 سنو اے بھائیو! تم خوش ہو جاؤ اور خوشی مناؤ۔
 تمہیں نئی اور بڑی عید مبارک ہو۔
 اور زمانہ بھر میں حق کی تلوار کو کوئی نہیں توڑ سکتا مگر وہ
 تلوار بچے لوگ لوہے سے بناتے ہیں، ٹوٹ جاتی ہے۔
 کیا خدا کے تائید یافتہ کو گالی دینا جائز ہے جبکہ خدا کا
 نشان آپکا ہے اور مخفی بات ظاہر ہو چکی ہے۔
 اور میرے رب کے ہاتھیں ہر عزت اور سزائی ہے اور
 اس کی جناب میں محرز تمہاری تدبیروں سے ذلیل نہیں ہوتا۔
 پس کون ہے جو مجھ سے دشمنی کرے جبکہ میرا رب مجھ سے محبت
 کرتا ہے اور کون مجھ پر پتھر ڈال سکتا ہے جبکہ میرا رب میرا مددگار ہے
 ہمیں ہر روز نصرت پر نصرت ملتی ہے اور ہمارا حبیب
 خدا ہمارے پاس آتا ہے اور بشارت دیتا ہے۔
 اور میں ان لوگوں سے نہیں کہ جنہیں تلوار ان کے قصد سے رد
 کرے پھر کوئی تکبر کر نیوالا گالیاں دیکر مجھے کیسے ڈرا سکتا ہے؟
 وہ گالی دیتا ہے اور جانتا ہے کہ وہ تقویٰ کو پھوڑ رہا
 ہے اور ایسے ہی داغظوں پر منبر بھی روتا ہے۔

وما ان رأینا وعظۃ غیر فتنۃ
وما زالت المشحاء تنمو وتکثر
وکفر فی حثّ ظننا انہ
سیصلہ بحب الکفر نار الیسعز
عجبت له لا یترکن مشرورہ
و ذکرہ من کل نصیح مذکر
ومن عجب الایام انی کافر
باعین رجل حاسد بل اکفر
و کیف اخاف الحاسدین وسبہم
و یرحمنی ربّی ویؤدی وینصر
احب مصائب سبل ربّی وانہا
لا طیب لی من کل عیش واطھر
ایا ایہا الالوی کسب تغیظاً
فستعلمن فی اسی شکل تحشر
فلا تقف ما لا تعلمن اسرارہ
و کرم من علوم الحق تخفی وتستر
وجہلک اعجبنی وطول امتدادہ
وان الفتۃ بعد الجہالۃ یشعر
اتقبر حیا مثل میت خیانۃ
و یعلم ربّی کل ما انت تستر

کہ ہم نے اس کے وعظ کو بجز فتنہ کے کچھ نہ پایا اور دشمنی
بڑھتی گئی اور زیادہ ہوتی گئی -
اور اس نے میری تکفیر کی یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا کہ
جلد کفر کی محبت کیوجہ آگ میں داخل کیا جائے گا -
میں نے اس پر تعجب کیا کہ وہ اپنی شرارتوں کو نہیں چھوڑتا، حالانکہ
سمجھانے والے نے اسے ہر ماہ نصیحت کر کے سمجھایا۔
یہ زمانہ کے عجائبات سے ہے کہ میں ایسے شخص کی نظر
میں کافر ہوں جو حاسد ہے اور خود پر بے درجہ کا ناشکر ہے
اور میں حاسدوں اور ان کے گالی گلوچ سے کیسے ڈروں جبکہ
میرا رب مجھ پر رحم کرتا۔ مجھے پناہ دینا اور میری مدد کرتا ہے۔
میں اپنے رب کے رستوں کے مصائب کو پسند کرتا ہوں اور وہ
میرے لیے ہر قسم کی زندگی سے طیب اور پسندیدہ ہیں۔
اے بھگوان اگر نیوالے جو غیظ و غضب میں ایک زندہ کی مانند ہے
تو عنقریب جان لے گا کہ کس شکل میں تو اٹھایا جائیگا۔
تو اس چیز کے پیچھے نہ پڑ جس کے اسرار کو تو نہیں جانتا،
کیونکہ کتنے ہی علوم ہیں جو مخفی اور مستور رہتے ہیں۔
تیری جہالت اور اس کے بڑھ جانے نے مجھے تعجب میں ڈالا،
حالانکہ ایک نوجوان جہالت کے بعد علم حاصل کر لیتا ہے۔
کیا تو خیانت سے ایک زندہ کو مردہ کی طرح قبر میں داخل
کرتا ہے اور میرا رب جانتا ہے جو تو چھپاتا ہے۔

آلا مفساد القلب یا تارک الہد
 آلا مالى سبل الشقاوة تشفر
 ووالله انى مؤمن غید کافر
 واین التقى لو کان مثلى یفجر
 فیا سالى سبل الشیاطین اتقوا
 قدیرا علیما واحذر واذن کرا
 و طوبی الانسان تیقظ وانتھی
 وخاف ید المولی وسیفایث حذر
 ووالله انى جئت منه جردا
 بوقت اضل الناس غول مسخر
 وعلمنی ربی علوم کتابہ
 عطیت مما کان یخفی ویستر
 واسرار قدران مجید تبیت
 علی ویسری علیم میسر
 کان العذاری بالوجہ المنیر
 خرجن من الکھف الذی هو مقعر
 الا انما الایام رجعت الی الہد
 ہنیاکم بعث فبشوا والبشروا
 وقد اصطفانی خالقى واعزنی
 وایدنی واختارنی فتدبروا

اے تارک ہدایت تیرا دل کب تک بگڑا لیجے گا، اور کب
 تک تو بد بختی کے راہوں کی طرف سفر کرتا رہے گا۔
 اور اللہ کی قسم میں مومن ہوں کافر نہیں ہوں۔ اگر میرے
 جیسا بھی بدکار ہو، تو پھر تقویٰ کہاں ہے؟
 اے شیطان کے رستوں پر چلنے والو۔ خدائے تعالیٰ عظیم
 سے ڈرو اور بچو اور نصیحت حاصل کرو۔
 اور مبارک ہے وہ انسان جو بیدار ہو جائے اور شرارت سے
 ترک جائے اور خدا کے ہاتھ اور اس تلوار سے ڈر جو خون بہاتی
 اور اللہ کی قسم! میں اس کی طرف ایسے وقت میں مجتہد بن گیا ہوں جبکہ
 لوگوں کو ایک پھلنے والے نگرہ کر دیتا تھا جو اس کام پر لگا ہوا تھا۔
 اور میرے رب نے مجھے اپنی کتاب کے علوم سکھا دیے
 ہیں اور پوشیدہ اور مخفی باتیں مجھے عطا کی گئی ہیں۔
 اور قرآن مجید کے اسرار چھ پر کھل گئے ہیں اور خدائے عظیم
 سہولت پیدا کرنے والے خدائے میرے لیے سہولتیں پیدا کر رہے ہیں
 گویا کہ کنواری لڑکیاں روشن چہروں
 کے ساتھ گرمی غار سے نکلی ہیں۔
 سنو! زمانہ ہدایت کی طرف لوٹا ہے۔ میری بعثت
 تمہارے لیے مبارک ہو۔ پس تم خوش ہو جاؤ۔
 میرے خالق نے مجھے برگزیدہ بنایا اور عزت دی ہے اور
 میری تائید کی ہے اور مجھے چُن لیا ہے پس تم غور کرو۔

وَاللّٰهُ مَا اَمْرِيْ عَلٰى بَغْمَةٍ
وَاِنِّىْ لَاعْرِفُ نُوْرَهٗ لَا اُنْكِرُ
اِذَا قُتِلَ دِيْنُ الْمَرْءِ قُلُوبُ الْقَاءِ
وَيَسْعٰى اِلٰى طَرَقِ الْمَشَقِّ وَيَزُوْرُ
وَمِنْ ظَنِّ ظَنِّ السَّوْعِ بَخْلًا فَقَدْ هُوَ
وَكُلُّ حَسُوْدٍ عِنْدَ ظَنِّ يَتَبَرَّرُ
وَلَا يَعْلَمُنْ اَنْ الْمَنَآيَ قَرِيْبَةٌ
اِذَا مَا تَجٰى الْوَقْتُ فَالْمَوْتُ يَحْضُرُ
وَهَلْ نَافِعٌ وَّرَدُ التَّنَدُّمِ بَعْدَ مَا
دَنَا وَقْتُ قَارِعَةٍ وَجَاءَ الْمَقْدَرُ
اِلَّا اَيْهَا النَّاسِ اذْكَرُوا وَقْتُ مَوْتِكُمْ
فَلَا تُلْهِكُمْ غَوْلُ خَبِيْثٍ مَّخْسَرٍ
وَقَدْ ذَابَتِ الصَّفَوَاءُ مِنْ بَيْتِ عَمْرٍ
وَمَا بَقِيَ اِلَّا جَمْرَةٌ اَوْ اَصْغَرُ
وَمَسْحُ الْحَمَامِ سَيَعْمَلُنَا عَلَى الْمَطَا
وَاَنْتَ بِأَمْوَالٍ وَخَيْلٍ تَفْخَرُ
اِلَّا اَلَيْسَ غَيْرَ اللّٰهِ شَيْءٌ مَّدْوَمٌ
وَكُلُّ جَلِيْسٍ مَا خَلَا اللّٰهُ يَهْجُرُ
تَذَكَّرْ دَمْعَ الْعَارِفِيْنَ بِسُبُلِهِ
الْعَرِيَانِ اِنْ تَخْشٰى اَعْنَتَ مَحْدَرُ

اور اللہ کی قسم! میرا معاملہ مجھ پر شبہ نہیں اور میں اس
کے نور کو خوب پہچانتا ہوں اور اس سے انکار نہیں کرتا۔
جب انسان کا دین کم ہو تو اس کا تقویٰ بھی کم ہو جاتا ہے اور
وہ بچتی کے رستوں کی طرف دوڑتا ہے اور وہ جھوٹ بولتا
جس نے بخل کی وجہ سے بدظنی کی وہ گر گیا اور
ہر عاصد بدبختی کر کے ہلاک ہوتا ہے۔
اور وہ نہیں جانتا کہ موتیں قریب ہیں۔ جب
وقت آتا ہے تو موت حاضر ہو جاتی ہے۔
اور کیا ندامت کی سرخی موت کا وقت قریب
آنے اور مقدر پورا ہونے کے بعد نفع دے سکتی ہے؟
سُنو! اے لوگو! اپنی موت کا وقت یاد کرو۔ تمہیں
کوئی خبیث نقصان رساں پھیلا دے گا غافل نہ کرے۔
اور تمہاری عمر کے گھر کا (بنیادی) پتھر پگھل چکا ہے
اور اب صرف ایک انگارہ یا اس سے کم باقی رہ گیا ہے۔
اور موت کا تیز دھوڑا غنڈہ قریب تجھے پیٹھ پر صوار کر کے
لے جائیگا اور تو اپنے اموال اور گھوڑوں پر فخر کرتا ہے۔
سُنو اللہ کے سوا کوئی چیز ہمیشہ رہنے والی نہیں اور
اللہ کے سوا ہر ہم نشین جُدا ہو جائے گا۔
تو عارفوں کے خون کو یاد کرو جو اللہ کے راستوں میں بہے
ہیں۔ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تُو ڈسے کیا تو بالکل آنا ہے

وان المنايا ساجات قوية اور موتیں تیز زد اور مضبوط گھوڑے ہیں جو حکم
 اثرن غبارا عند حکم یصدُّ صادر ہونے پر غبار اُڑاتے ہیں -
 واخر دعوانا ان الحمد للّٰہی اور ہماری آخری بات یہی ہے کہ سب تعریفیں اس ذات
 ہدانا منا ہم دین حزبِ طہُّوا کیلئے ہیں جس نے پاکیزہ گروہ کے ستوں کی طرف ہماری پہنائی کی

فَد تَقَرَّبْ مِّنْہُ وَکَرَّمْہُ

اللہ کے احسان اور کرم سے پورا ہوا

الحاشیۃ المتعلقة بصفۃ سطر قدیر مع المتدبرین

جان لے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات نصوص قطعیہ یقینہ سے ثابت ہے اور اگر تو قرآن سے اس کا ثبوت طلب کرے تو اس میں یہ آیت پائیگا یا عیسیٰ انی متوفیک (اے عیسیٰ میں تجھے طبعی موت دینے والا ہوں۔

اعلم ان وفاة عيسى عليه السلام ثابت بالنصوص القطعية اليقينية وان تطلب الثبوت من القرآن فتجد فيه آية يا عيسى اني متوفيك

اگر وفات مسیح کا ثبوت احادیث نبویہ سے مطلوب ہو تو جب تو بخاری کی اس حدیث میں متدبر کرے گا جو اس نے آیت فلما توفيتنی کی تفسیر میں بیان کی ہے تو تجھ پر وہ مشکف ہو جائے گی۔ اور بخاری نے اس حدیث کو کتاب تفسیر میں اس لیے بیان کیا ہے تا وہ اشارہ کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول اور آپ کا آئینہ فلما توفيتنی کو اپنے لیے استعمال کرنا جیسا کہ حضرت عیسیٰؑ نے اسے اپنے لیے استعمال کیا ہے تفسیر کی ایک قسم ہے اور اسی لیے بخاریؒ نے اس تفسیر کی تائید ابن عباسؓ کے قول سے کی ہے یعنی متوفیک میتک اور بخاریؒ نے اس اجتہاد کے ساتھ اپنے

واما ثبوت وفاة عيسى عليه السلام من قول رسول الله فينكشف عليك اذا تدبرت في حديث البخاري الذي جاء في تفسير آية فلما توفيتني والبخاري ذكر هذا الحديث في كتاب التفسير ليشير الى ان قول رسول الله صلى الله عليه وسلم واستعماله آية فلما توفيتني لنفسه كما استعمل عيسى لنفسه نوع من التفسير ولاجل ذلك ايد البخاري هذا التفسير بقول ابن عباس ميتك والبخاري اشار الى

وَاٰیةٌ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي وَآیَةٌ كَانَا
یَا كِلَانِ الطَّعَامِ وَآیَةٌ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا
رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ
وَآیَةٌ فِیْهَا تَحِیُّوْنَ وَفِیْهَا تَمُوتُوْنَ
وَهَذِهِ الْآیَةُ الْاٰخِرَةُ تَدُلُّ بِمَنْطُوقِهَا
عَلٰی اَنْ بَنٰی اٰدَمَ یَحِیُّوْنَ فِی الْاَرْضِ

اور یہ آیت کہ ”فلما توفیتی“ پس جب تو نے مجھے وفات دیدی
اور آیت ”کانا یا کلان الطعام“ (دو دونوں کھانا کھایا کرتے تھے)
اور آیت ”وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل“ (اور محمد صرف
ایک رسول ہے اور اس سے پہلے تمام رسول وفات پا چکے ہیں) اور آیت
”قیسائحون و فیما تموتون“ (اسی میں تم زندہ رہو گے اور اسی میں تم وفات
پاؤ گے) اور یہ آخری آیت اپنے مفہوم سے اس بات پر دلالت

مذہبہ المختار بهذا الاجتهاد

فالحاصل ان لفظ توفی لیس

کلفظ یفسدہ احد برایہ بل

اول مفسر القرآن من حیث انه

ذکر هذا اللفظ فی کل مقامه بمعنی

الاماتة وقبض الروح والمفسر الثانی

رسول الله صلى الله علیه وسلم

والمفسر الثالث ابوبکر الصديق

رضی الله عنه والمفسر الرابع

ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما

والمفسر الخامس جماعة من

التابعین والمفسر السادس الامام

البخاری فی صحیحہ والمفسر

السابع امام المحدثین ابن القیم

پسندیدہ مذہب کی طرف اشارہ کیا ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ لفظ توفی ایسا لفظ نہیں

جس کی تفسیر کوئی اپنی رائے سے کر سکے۔ بلکہ اسکا

پہلا مفسر قرآن ہے۔ اس طرح کہ اس نے

اس لفظ کا استعمال ہر جگہ موت دینے اور قبض

روح کے معنوں میں کیا ہے اور مفسر ثانی رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور مفسر ثالث ابوبکر

صدیقؓ ہیں اور مفسر رابع ابن عباسؓ

ہیں اور پانچویں مفسر تابعین کی ایک بڑی

جماعت ہے اور چھٹے مفسر امام بخاریؒ

(اپنی مسیح میں) ہیں اور ساتویں مفسر

امام المحدثین ابن قیمؒ ہیں بلکہ انھوں نے

اپنی کتاب مدارج النبیؐ میں لکھی

ہے کہ اگر موسیٰؑ اور عیسیٰؑ دونوں

خاصة ولا يصعدون الى السماء
بجسمهم عنصرى لان لفظ فيها
الذى هو مقدم على لفظ تخيون يجب
تخصيص الحياة بالارض ويقيد بها

کرتی ہے کہ بنو آدم خاص کر زمین میں زندہ رہیں گے اور
وہ جسم عنصری کے ساتھ آسمان کی طرف صعود نہیں کریں گے کیونکہ
فیہا کا لفظ جو تخیون کے لفظ سے مقدم ہے۔ زمین پر
زندگی کی تخصیص کرتا ہے اور اسے اسی میں محدود قرار دیتا

بل انه كتب في كتابه مدارج
السالكين لو كان موسى وعيسى
حيين لكان من اتباع نبينا صلي
الله عليه وسلم وانشا الى الحديث
النبوي والمفسر الثامن محدث وقته
ولي الله الد هوى فانه فسر معنه
يا عيسى اتى متوفيك في كتابه الفوز
الكبير وقال متوفيك ميتك ومع
ذلك قد ذهب حزب كثير من
الاولين والآخرين الى هذا المعنى
وقد اتفقوا على ان معنه التوفى في
هذه الآية هو الاماتة لا غير ثم
الذين في قلوبهم مرض لا يبالون
قول الله ولا تفسير رسوله ولا ما
فسره صحابته ولا اقوال التابعين
والائمة والمحدثين فلا نعلم

زندہ ہوتے تو وہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کے پیروکاروں سے ہوتے۔
پس آپ نے حدیث نبوی کی طرف
اشارہ کیا ہے اور انھوں نے مفسر اپنے وقت
کے محدث سید ولی اللہ شاہ دہلوی ہیں۔
کیونکہ آپ نے یا عیسیٰ انی متوفیک کی تفسیر
اپنی کتاب الفوز الکبیر میں کی ہے اور کہا ہے
متوفیک میتک اور اس کے ساتھ
بہت سے لوگ سلف و خلف سے ان
معنوں کی طرف گئے ہیں اور وہ اس
بات پر متفق ہیں کہ توفی کا لفظ اس آیت
میں موت دینے کے معنی میں ہے نہ کہ کسی اور
معنی میں۔ پھر جن لوگوں کے دلوں میں بیماری
ہے وہ نہ اللہ کے قول اور اس کے رسول اور
اس کے صحابہ کی تفسیر کی اور نہ تابعین اور ائمہ
اور محدثین کے اقوال کی پروا کرتے ہیں۔

وفيه رد على الذين يقولون لم لا يجوز
ان يرفع احد بجسمه العنصرى
الى السماء ويحيى فيها الى مدّة ارادها
الله والعجب منهم انهم يفترون علينا
ويحسبون كانا تركنا النصوص القرآنية
فى رفع المسيح بجسمه العنصرى
فليتدبر العاقل ههنا انا تركنا القرآن
ونصوصه فى هذه العقيدة امرهم
كانوا تاركين - وقالوا ان الله عز وجل
قال بل رفعه الله ويحتجون بهذه
الاية على رفع جسم المسيح ولا
يتدبرون ان الامر لو كان كذلك
لتعارض الايتان اعنى اية بل رفعه
الله اليه واية فيها تحيون وانت تعلم
ان القرآن منزله عن التعارض

كيف نقبل معانهم الذى لا
دليل عليه من بيان الله وتفسير
رسوله واين نفر من الرشد الذى
قد تبين انترك الله ورسوله
لقول قوم ضالين - منه

ہے اور اس میں ان لوگوں کا بھی رد ہے جو یہ کہتے
ہیں کہ کسی شخص کا جسم عنصری کے ساتھ آسمان کی طرف
اُٹھایا جانا اور اس میں اللہ تعالیٰ کی منشاء کے
مطابق ایک مدت تک زندہ رہنا کیوں جائز نہیں۔
اور ان پر تعجب ہے کہ وہ ہم پر افتراء کرتے ہیں کہ گویا
ہم نے مسیح کے بجودہ العنصری اٹھائے جانے کے بارہ
میں نصوص قرآنیہ کو ترک کیا ہے۔ پس عاقل کو یہاں
غور کرنا چاہیے کہ آیا ہم نے نصوص قرآنیہ کو اس
عقیدہ میں چھوڑا ہے یا وہ خود انہیں ترک کر رہے ہیں
اور انھوں نے یہ بھی کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
”بل رفعہ اللہ الیہ“ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھایا، اور وہ اس
آیت سے مسیح کے جسم کے اٹھائے جانے پر رجحت پکڑتے ہیں
اور تدبر نہیں کرتے کہ اگر ایسا ہو تو دو آیتیں باہم متعارض
قرار پائیں گی یعنی آیت بل رفعہ اللہ الیہ اور یہ آیت فیما
تیحون اور تو جانا ہے کہ قرآن تعارض اور تنافی سے

پس ہم نہیں جانتے کہ ہم ان کے معنی کیسے قبول کریں
جن پر اللہ کے بیان اور اس کے رسول کی تفسیر سے کوئی
دلیل نہیں اور ہم اس ہدایت سے کہاں بھاگ سکتے ہیں
جو ظاہر ہو گئی ہے کیا ہم اللہ اور اس کے رسول کو گمراہ
لوگوں کے قول کی بنا پر چھوڑ سکتے ہیں؟ منہ

والتخالف وقال الله تعالى ولو كان من عند غير الله لوجدوا فيه اختلافاً كثيراً فإشارتي هذه الآية إلى الاختلاف لا يوجد في القرآن وهو كتاب الله وشأنه ارفع من هذا وإذا ثبت ان كتاب الله منزله عن الاختلافات فوجب علينا ان لا نختار في تفسيره طريقاً يوجب التعارض والتناقض وما كان لليهود غرض وبحث في رفع جسمه او عدم رفعه فلا بد من ان نفس الرفع في الآية بل رفعه الله بالرفع الروحاني كما هو مفهوم الآية أرجى الى ربك راضية مرضية فان الرجوع الى الله تعالى راضية مرضية والرفع اليه امر واحد لا فرق بينهما معنيهما نظر وتدبر وهبك الله من عنده قوة الفصلة ان النزاع كان في الرفع الروحاني لا في الرفع الجسماني فان اليهود كانوا منكبين من رفع عيسى الى الله كما يرفع المطهرون المقربون من النبيين

پاک ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ”ولو كان من عند غير الله لوجدوا فيه اختلافاً كثيراً“ (اور یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو تم اس میں اختلاف پاتے) پس اللہ نے اس آیت میں اس طرف اشارہ کیا ہے کہ اختلاف قرآن میں نہیں پایا جائیگا کیونکہ وہ اللہ کی کتاب ہے اور اس کی شان اس سے بہت بلند ہے اور جب یہ ثابت ہو گیا کہ قرآن اختلاف سے منزہ ہے تو ہم پر لازم ہے کہ ہم اس کی تفسیر میں کوئی ایسا طریق اختیار نہ کریں جس سے تعارض اور تناقض لازم آئے۔ اور یہودی غرض اور بحث رفع جسم اور عدم رفع جسم سے نہیں تھی۔ پس ضروری ہے کہ ہم آیت بل رفعہ اللہ میں رفع کے معنی رفع روحانی کے کریں جیسا کہ آیت ”ارجی الى ربك راضية مرضية“ کا مفہوم ہے؛ کیونکہ اللہ کی طرف رجوع اس حال میں کہ خدا بندہ سے راضی ہو اور بندہ اس سے۔ اور اس کی طرف رفع دونوں ایک ہیں۔ ان دونوں میں معنی کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں۔ پھر دیکھ اور تدبر کر۔ اللہ تجھے اپنے پاس سے قوت فیصلہ عطا کرے۔ یقیناً نزاع رفع روحانی کے بارہ میں تھا نہ کہ رفع جسمانی کے بارہ میں؛ کیونکہ یہودی عیسیٰ علیہ السلام کے اس رفع الى اللہ کے منکر تھے جو دوسرے پاک اور مقربوں یعنی انبیاء کا کیا جاتا ہے اور وہ (اللہ

وكانوا يُصْرَوْنَ (لعنهم الله) على ان
عيسى عليه السلام من الملعونين
لا من المرفوعين -

كما انهم يقولون الى هذه الايام
وكانوا يستدلون (غضب الله عليهم)
على ملعونيتهم عليه السلام من
مصلوبيتهم فان المصلوب ملعون
غير مرفوع في دينهم كما جاء في
التوراة في كتاب الاستثناء فاراد الله
تعالى ان يبرء نبيه عيسى عليه السلام
من هذا البهتان الذي بنى على آية
التوراة وواقعة الصلب فان التوراة
يجعل المصلوب ملعونا غير مرفوع
اذا كان يدعى النبوة ثم مع ذلك
كان قتل وصلب فقال عز وجل
لذنب بهتانهم عن عيسى ما قتلوه
وما صلبوه بل رفعه الله اليه يعني
الصلب الذي يستلزم الملعونية و
عدم الرفع من حكم التوراة ليس
بصحيح بل رفع الله عيسى اليه يعني
اذا لم يثبت الصلب والقتل لم

ان پر لعنت کرے) اس بات پر اصرار کرتے تھے کہ عیسیٰ
علیہ السلام ملعونوں سے تھے۔ ان لوگوں سے نہیں تھے جن
سے خدا راضی ہوتا ہے۔

جیسا کہ وہ اب تک کہتے ہیں اور وہ (اللہ
ان پر غضب کرے) آپ کی ملعونیت کا آپ کی
مصلوبیت سے استدلال کرتے تھے؛ کیونکہ ان
کے دین میں مصلوب ملعون ہوتا ہے، اس کا
رفع الی اللہ نہیں ہوتا جیسا کہ تورات کی کتاب
استثنا میں آیا ہے۔ پس اللہ نے ارادہ کیا کہ اپنے
نبی عیسیٰ کو اس بہتان سے بری قرار دے جو
تورات کی ایک آیت اور واقعہ صلیب کی بنا پر
لگایا گیا تھا۔ پس تورات مصلوب کو ملعون قرار دیتی
ہے اور جبکہ وہ نبوت کا مدعی ہو اور پھر اس کے
ساتھ وہ قتل کیا جائے اور صلیب دیا جائے تو
اس کا رفع الی اللہ نہیں ہوتا۔ پس اللہ تعالیٰ نے
عیسیٰ علیہ السلام سے بہتان دُور کرنے کے لیے فرمایا "وما
قتلوه وما صلبوه بل رفعه الله اليه" یعنی صلیب جو تورات
کے حکم کے مطابق ملعونیت اور عدم رفع کو مستلزم ہے
صحیح نہیں بلکہ اللہ نے عیسیٰ علیہ السلام کا رفع فرمایا
ہے یعنی جب صلیب دیا جانا اور قتل کیا جانا ثابت
نہ ہو تو ملعونیت اور عدم رفع بھی ثابت نہ ہوا اور

یثبت الملعونۃ وعدم الرفع فثبت
الرفع الروحانی کالانبیاء الصادقین
وهو المطلوب هذه حقيقة هذه
القصة وما كان ههنا جدال ونزاع
فی الرفع الجسمانی وما كان هذا الامر
تحت بحث اليهود اصلاً وما كان
غرضهم متعلقاً به بل علماء اليهود
کانوا یمکرون لتکذیب المسيح
وتکفییره ویفتشون لتکذیبه وتکفییره
حيلة شرعية فبذلک هم ان یصلبوه
لیثبتوا ملعونیتہ وعدم رفعه الروحانی
کالانبیاء الصادقین بنص التورۃ لئلا
یکون حجة لاحد بعد کتاب الله یصلبوه
بزعمهم وفرحوا بانهم اثبتوا ملعونۃ
وعدم رفعه بالتورۃ ولكن الله نجاه
من حیلهم وقتلهم فاخبر عن هذه
القصة فی کتابه الذی انزل بعد الانجیل
حکماً عادلاً ومبیناً لظلم کل قوم و
ایذا انهم وکیدهم ومکن بالکافرین
فکانه یقول یا حزب الماکرین
یا اعداء الصدق والصادقین لہ

دوسرے صادق انبیاء کی طرح رفع روحانی ثابت
ہو گیا اور وہی مطلوب ہے۔ اس قصہ کی حقیقت
یہ ہے کہ یہاں رفع جسمانی کے بارہ میں کوئی
جھگڑا اور لڑائی نہ تھی اور نہ یہ معاملہ اصلاً یہود
میں زیر بحث تھا اور نہ ہی ان کو کوئی غرض اس
سے متعلق تھی بلکہ یہود کے علماء مسیح کی تکفیر
اور تکذیب کے لیے تدبیریں کر رہے تھے اور
اسی کے لیے وہ کوئی شرعی حیلہ تلاش کر
رہے تھے۔ پس انھیں مناسب معلوم ہوا
کہ وہ آپ کو صلیب دیدیں تا آپ کی ملعونیت
ثابت کریں اور دیگر انبیاء صادقین کی طرح تورات کی نص
سے ان کا رفع روحانی نہ ہونا ثابت کریں۔ تا
کتاب اللہ کے بعد کسی کے لیے جت نہ رہے پس
انھوں نے اپنے زعم میں ان کو صلیب دیدیا اور وہ
اس بات پر خوش ہو گئے کہ انھوں نے آپ کی
ملعونیت اور عدم رفع کو تورات کے ذریعہ ثابت کر
دیا، لیکن اللہ نے آپ کو ایسے یسوعیوں اور قتل کرنے سے
بچا لیا۔ پس اس نے اس قصہ سے متعلق اس کتاب میں
خبر دی جو انجیل کے بعد حکم عدل ہو کر اور ہر قوم کے ظلم اور
ایذا دہی اور کمر کو بیان کرنیوالی اور کافروں کو جھٹلانے والی
نازل ہوئی۔ پس گویا کہ وہ کہتا ہے کہ اے مکر کرنے والوں کے گردہ

تَقُولُونَ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ
وَصَلَبْنَاهُ وَابْتِغْنَا لَهُ مَلْعُونَ غَيْرِ
مَرْفُوعٍ فَاخْبِرْ كَرَامِيهَا الْقَوْمَ
الْخَبِيثُونَ اَنَكُمْ مَا قَتَلْتُمُوهُ وَاَلَا
صَلَبْتُمُوهُ وَلٰكِنْ شَبَّهْ لَكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُونَ
فِي الْفَسْكَمِ اَنَكُمْ مَا قَتَلْتُمُوهُ يَقِينًا
بَلْ نَجَّاهُ اللَّهُ مِنْ مَكْرِكُمْ وَرَزَقَهُ الرُّوحَ
الرُّوحَانِي الَّذِي كُنْتُمْ لَا تَرِيدُونَ لَهُ
وَتَمْكُرُونَ لَعَلَّاهُ يَحْصِلُ لَهُ ذَلِكَ الْمَقَامُ
فَقَدْ حَصَلَ لَهُ وَرَفَعَهُ اللَّهُ وَكَانَ اللَّهُ
عَزِيزًا حَكِيمًا وَهَذَا الْقَوْلُ يَعْنِي
قَوْلَهُ تَعَالَى عَزِيزًا حَكِيمًا اِشَارَةً اِلَى
اَنَّ اللَّهَ يَعِزُّ مَنْ يَشَاءُ وَيَحْفَظُ عِزَّةَ
اصْفِيَاءِهِ بِحُكْمَتِهِ الدَّقِيقَةِ الْبَالِغَةِ
الطَّيِّفَةِ لَا يَضُرُّهَا مَكْرُكُمْ مَا اَضُرَّ
عِزَّةَ عِيسَى مَكْرَ الْيَهُودِ بَلْ اَعَزَّهُ وَ
رَفَعَهُ وَدَمَّرَ الْمَاكِرِينَ -

فَاعْلَمُوا اِنَّهَا الْعَزِيزُ هَذَا التَّفْسِيرُ
قَوْلَهُ تَعَالَى بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ اِلَيْهِ وَلٰكِنْ
لَا يَقْبَلُهُ قَوْمُنَا وَيَحْرِفُونَ كَلَامَ اللَّهِ وَ
لَا يَتَذَكَّرُونَ فِي شَأْنِ نَزْوِلِهِ وَيَمِشُّونَ

اسے پرجہ اور پتوں کے دشمنوں! تم کیوں کہتے ہو کہ ہم نے مسیح
ابن مریم کو قتل کیا اور صلیب دیدیا اور ثابت کر دیا ہے کہ
آپ ملعون ہیں، آپ کا رفع روحانی نہیں ہوا پس اے خبیث
لوگوں تمہیں خبر دیتا ہوں کہ نہ تو تم نے اسے قتل کیا اور نہ
صلیب پر مارا بلکہ وہ تمہارے لیے مشابہ بالصلوب بنا دیا
گیا اور تم اپنے دلوں میں جانتے ہو کہ تم نے یقیناً اُسے
قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اسے تمہارے کمرے نجات دی
اور اُنہیں وہ رفع روحانی عطا فرمایا جو تم اسکے لیے نہیں پتے
تھے اور تم تدبیر کر رہے تھے کہ اُنہیں یہ مقام حاصل نہ ہو لیکن
اُسے وہ مقام حاصل ہو گیا اور اللہ نے اس کا رفع روحانی کیا
اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے اور یہ قول یعنی غالب
اور حکمت والا ہے اس کی طرف اشارہ کرنے کے لیے ہے کہ
اللہ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور اپنے اصفیاء
کی عزت کی اپنی باریک اور لطیف حکمت کیساتھ حفاظت
کرتا ہے اور کسی تدبیر کر نیوالے کی تدبیر اسے نقصان نہیں پہنچا
سکتی جیسا کہ یہودی تدبیر نے علی علیہ السلام کی عزت کو نقصان
نہیں پہنچایا بلکہ آپ کو عزت دی آپ کا رفع روحانی کیا اور مکر کرنے والوں
کو تباہ کر دیا۔

پس اے عزیز! جان لے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے قول بل
رفعہ اللہ الیہ کی تفسیر ہے لیکن ہماری قوم اسے تسلیم
نہیں کرتی اور وہ لوگ اس کے کلام میں تحریف کرتے ہیں
اور اس کی شان نزول میں تدبیر نہیں کرتے اور وہ زمین پر

على الارض مستكبرين واذا قيل لهم ان الله ورسوله قد شهدا على وفاة المسيح وكن لك شهد واعليه اكابرا المؤمنين من الصحابة والتابعين واسمة المحدثين فكان اخرجوا بهم ان الله قادر على ان يحييه بعد وفاته مرة اخرى ولا يتفكرون ان قدرة الله تعالى لا تتعلق بما يخالف مواعيد الصادقة وقد قال ويمسك التي قضى عليها الموت وقال وما هم منها بمخرجين وقال دلائل وقون فيها الموت الا الموتة الاولى ولا شك انه من مات من الصلحاء فانه نال حظا من الجنة وحرم عليه الموتة الثانية فكيف يجوز ان يرده عيسى الى الدنيا ويخرج من حظ الجنة ونعيمها وليس عليه غرفتها ثمرتي توفي مرة ثانية مع ان الآية المتقدمة اعني الايد وقون فيها الموت الا الموتة الاولى تدل على دوام الحيات وعدم ذوق الموت

شکبرانہ چلتے ہیں اور جب اُنھیں کہا جاتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول نے وفاتِ مسیح پر شہادت دی ہے اور اسی طرح اس پر صحابہ اور تابعین اور ائمہ محدثین میں سے اکابر مومنوں نے شہادت دی ہے تو ان کا آخری جواب یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی وفات کے بعد اسے دوسری بار زندہ کرنے پر قادر ہے اور وہ غور نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ان باتوں سے متعلق نہیں جو اس کے پچھے وعدوں کے خلاف ہوں اور اللہ نے فرمایا ہے: "فيمسك التي قضى عليها الموت" اور فرمایا: "وما هم منها بمخرجين" اور فرمایا: "لا يذوقون فيها الموت، الا الموتة الاولى" ان کو ان جنوں میں کوئی موت نہیں آئیگی سوائے پہلی موت کے، اس میں شک نہیں کہ جس نے صلحاء میں سے وفات پائی اس نے جنت سے ایک حصہ پایا اور اس پر دوسری موت حرام ہو گئی۔ پس یہ کس طرح جائز ہو سکتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام دنیا کی طرف لوٹائے جائیں اور جنت کی لذات اور نعمتوں سے نکالے جائیں اور بالا خانہ جنت کو ان پر بند کر دیا جائے۔ پھر وہ دوسری بار وفات پائیں باوجود اس کے کہ پہلی آیت یعنی "لا يذوقون فيها الموت الا الموتة الاولى" ہمیشہ کی زندگی اور موت کا مزہ نہ چکھنے پر دلالت کرتی ہے اور اس کی طرف

والیٰ ہذا یشیر الاستثناء المنقطع
فانہ جزای مجری التکید والتخصیص
علیٰ حفظ العموم وجعل النفي الاول
العام بمنزلة النص الذی لا یتطرق
الیہ استثناء ابته اذ لو تطرق
الیہ استثناء فرد من افراد لکان
اولیٰ بذکرہ من العدول عنہ الی
الاستثناء المنقطع فاحفظہ فی
من اسرار مفیدۃ لمحققین -

من

استثناء منقطع اشارہ کرتا ہے، کیونکہ وہ عموم کی
حفاظت کے لئے تاکید اور نص کی طور پر استعمال
ہوا ہے اور اس نے نفی اول عام کو بمنزلہ ایسی نص
کے قرار دیا ہے جس میں کسی قسم کا استثناء نہیں ہوتا۔ کیونکہ
اگر افراد میں سے کسی فرد کا استثناء اس
طرف راہ پا جائے تو اس سے استثناء منقطع
کی طرف عدول کرنے سے اس کا ذکر کرنا زیادہ
مناسب ہوگا۔ پس اسے یاد رکھو کہ یہ ان اسرار میں
سے ہے جو تحقیق کرنیوالوں کے لیے مفید ہوتے ہیں۔

من

انڈکس

(۱)

ابن جریر (تفسیر) میں ابویسرہ غفاری کی روایت
(شکر کے لیے اطہار کی شرط) ص ۳۳۳

ابن طاب: کشف المستحضر صلی اللہ علیہ وسلم

ردین کے طیب اور دنیا و آخرت میں رفعت

عافیت ہونے سے متعلق ص ۵۳ حاشیہ

ابوموسیٰ: روایا آنحضرت صلم ینگ احد کے

بارے میں اور اسکی تعبیر ص ۵۳ حاشیہ

ابوبکر: جمع قرآن ص ۱۲۲

— کا اَلَا مَوْتَنَا اَلْ وَّلٰی (۳۷: ۸۰ تا ۶۰)

سے وفات پر استدلال ص ۱۸۱

ابوہریرہ: دیکھئے منظر ص ۱۶۲

— کا آل عمران ص ۳۵ سے حدیث میں شیطان

کی صحت کا غلط استدلال ص ۱۴۳

— علامہ زمخشری کا حدیث میں شیطان کے

بارے میں توقف ص ۱۴۳

التبلیغ: تصنیف حضرت مسیح موعود، آپ کے

نکاح کے موقع پر اللہ کی قدرت کا اظہار ص ۱۱۲

احادیث: دو سو سال بعد جمع کی گئیں۔ ان کو

قرآن پر مقدم کرنا ترک قرآن کے مترادف

ہے۔ ص ۹۱ حاشیہ

— میں اختلاف اور تضاد کا پایا جانا ص ۱۲۵

— ہمدی کی آمد سے متعلق تمام احادیث

معارضات اور تناقضات سے خالی نہیں ص ۳۲

— کو قرآن کے معارض ہونے کے باوجود

ظاہری معنوں پر محمول کرنا غلطی ہے ص ۸۹

احیاء موتی - اعتراض: جنت میں داخل ہونے

سے قبل واپس آنے میں کیا حرج ہے ص ۱۸۶

— کے بارہ میں حقیقی زندگی یا حقیقی موت کی

تخصیص درست نہیں۔ ص ۱۸۶

— جنت و جہنم میں بلا توقف داخلہ ص ۱۹۲

— ہر مومن اور کافر کو موت کے بعد جسم کا

دیا جانا ص ۱۹۵

— قرآن مجید اہل جنت اور اہل جہنم کو دنیا کی

طرف رجوع کرنے سے روکتا ہے ص ۲

ادریس: حضرت ادریس کے قصہ میں علماء متفق

ہیں کہ بیمار، رفع سے مراد عزّت کے ساتھ
موت دینا ہیں۔ ص ۱۲۹

ازالہ اوہام: تصنیف حضرت مسیح موعود میں
اختلافات احادیث کا ذکر مکہ حاشیہ
اعتراضات:

(۱) فرشتوں کا انسانوں کی طرح نیچے اترنا اور
اپنے فرار گاہ سے دور ہو جانا۔ ص ۲۳۱

(۲) توضیح مرام (تصنیف حضرت مسیح موعود)

میں سورج، چاند اور ستاروں کے لیے
تاثیرات کے ذکر کو فاسد عقیدہ قرار دینا ص ۲۵۹
(۳) مسیح علیہ السلام کے معجزات کی تحقیر کرنے
کا الرام ص ۲۷۹، ۲۷۷

(۴) فرشتوں کو سورج، چاند اور ستاروں
کی طرح ارواح خیال کرنا۔ ص ۲۸۱

(۵) اس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے ص ۲۸۲

(۶) اس اُمت پر الہام کا دروازہ بند ہے ص ۲۸۳

(۷) مسیح موعود قرب قیامت اور علامات کبریٰ
کے ظہور کے وقت آئینگا۔ ص ۲۹۴

(۸) سندھ کے حضرت پیر جھنڈے والا کو خواب

میں حضرت مسیح موعود کے صادق ہونے کی

اطلاع، خدا نے گویا یخوش طبعی کی ص ۳۰۹

(۹) قرآن کریم سے ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام
کا بغیر مقتول اور مصلوب ہونے کے آسمان

کی طرف رفع ہوا۔ ص ۳۱۲

(۱۰) یہ شخص مسیح کے خالق طیور اور اُن کے

محی الاموات ہونے پر ایمان نہیں لانا ص ۳۲۱

(۱۱) یہ کہ اللہ تعالیٰ نے قرب قیامت کے وقت

مسیح کے نزول، کی تشریحات، لَعْلَمُ السَّاعَةِ

میں دی ہے۔ ص ۳۲۲

(۱۲) گیارہ سالوں میں مسیح موعود نے کون سی

صلیب توڑی اور کونسا سور قتل کیا ص ۳۲۴

(۱۳) اولیاء دعویٰ نہیں کرتے ص ۳۳۲

الوہیت مسیح: دمشق میں الوہیت مسیح کا بیج بویا

گیا۔ ص ۱۴۳

_____ سے متعلق نصاریٰ کے عقاید ص ۲۲

اقلام کے مفاسد کا علاج تلواروں اور نیزوں

سے کیوں ہو؟ ص ۱۶۲

الہامات: حضرت مسیح موعود کو عرب کے متعلق

بشارت۔ ص ۳۲

تو منظور ہے، اے احمد! اللہ نے تجھ

میں برکت رکھ دی ہے۔ ص ۳۳

انانیا: پولوس بعض نصرانی رؤساء میں سے

فساد پیدا کیا۔ ص ۱۴۱

ت

تحفہ گولڑویہ: تصنیف حضرت مسیح موعود ص ۱۱۲
تاثرات نجوم: آسمان اور زمین کو نور و مادہ کی
مانند پیدا کیا۔ ص ۲۶۷

— تولد اور تکوین کی علامتوں میں سے علت
اولی تاثرات فلکیہ، شمسیہ، قمریہ اور
نجومیہ ہیں۔ ص ۲۶۷

— بعض ستارے صرف کسی نبی کے ظہور کے
وقت ہی طلوع ہوتے ہیں ص ۲۶۸

— امام رازی نے تفسیر کبیر میں سورج، چاند
اور ستاروں میں تاثرات کو مانا ہے ص ۲۶۹
توضیح مرام: تصنیف حضرت مسیح موعود ص ۲۵۹
تونی: کے معنی ہر ایک نے موت دینے اور
قبض روح کے لیے ہیں:۔

(۱) قرآن مجید۔ (۲) رسول اکرم صلعم۔
(۳) حضرت ابو بکر رض۔ (۴) حضرت ابن عباس رض
(۵) تابعین کی کثیر تعداد (۶) امام بخاری رض۔
(۷) امام الحدیث ابن تیمیہ نے مدارج السالکین
میں (۸) سید ولی اللہ شاہ محدث دہلوی
نے الفوز الکبیر میں۔ ۲۲۵، ۳۴۳،
۳۴۴، ۳۴۵

ایک شخص اناتیا کو دمشق میں ملا۔ ص ۱۴۱، ۱۴۲

اوقات: بعض اوقات مبارک ہوتے ہیں،
جن میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ ص ۲۶۵
اولیاء اللہ: کو خدا اپنی کتاب کے معارف اور
اپنے نبی کے علوم سے اطلاع دیتا ہے ص ۱۷۷
— ان کی محبت، معرفت، الہی کے پھل حاصل
کرنا ہے۔ ص ۱۷۷

ایفاظ الناس: شام کے سید محمد سعید الطرابلسی
کا حضرت مسیح موعود کی تائید میں رسالہ
ص ۳۱ حاشیہ

ب

برطانیہ: ملکہ برطانیہ اپنے علاقوں میں
اشاعت اسلام کو پسند کرتی ہیں ص ۱۵۱
— نے ہندوستان میں مسلمانوں کو مذہبی
آزادی دے رکھی ہے ص ۱۵۳

بحیرہ طبریہ: بعض احادیث کی رو سے یا جوج
ما جوج کا ہر اول دستہ اس کے پاس سے
گذرے گا۔ ص ۱۷۷ حاشیہ

— علامات و احوال حدیث تیمیم داری ص ۱۷۷ حاشیہ

ب

پولوس: پہلا آدمی جس نے دین نصاریٰ میں

— جب اس کا فاعل اللہ ہو اور لوگوں میں سے کوئی مفعول بہ ہو تو اس کے معنی صرف امانت

اور قبض روح کے ہوتے ہیں۔ ص ۲۲۹

— اگر کوئی توفی کی اس تحقیق کے خلاف ثابت

کرے تو ایک ہزار درہم انعام ص ۲۲۹

— قرآن مجید میں لفظ توفی ص ۲۲۵، ص ۳۶۳

ص ۳۶۴، اُن مُردوں کے لیے

استعمال کیا گیا ہے جو اس سے پہلے گذر

گئے یا اس کے بعد وفات پا گئے ص ۱۷۶

ج

جبلِ خمر: بعض احادیث کی رو سے وہ بیت

المقدس کا ایک پہاڑ ہے جہاں یا جوج

ما جوج پیہج جائیں گے۔ ص ۴ حاشیہ

بحساسہ: علاماتِ دجال حدیث تمیمی داری

ص ۴۶ حاشیہ ص ۴۸ حاشیہ

ح

حالات: حضرت مرزا غلام احمد مجدد زمان کی

بعثت کے وقت حالات ص ۲

حجة اللہ البالغہ: تصنیف حضرت ولی اللہ

المحدث دہلوی۔ اس میں تاثیراتِ نجوم کی

تفصیل بیان کی گئی ہے ص ۲۶۰، ص ۲۶۱

حسام الدین حکیم: ص ۱۶

حسانات: اللہ تعالیٰ جب کسی کی بہتری

چاہتا ہے تو اسے اپنی طرف سے خیرات

حسانات کی قوت بخشتا ہے ص ۱۸

حیاتِ مسیح: اس عقیدہ کے رکھنے والے

قرآن مجید کی رکیک تاویلیں کرتے ہیں۔

ص ۶۸، ص ۶۷

— یہ خیال کہ حضرت مسیح حضرت عیسیٰ کے

ساتھ دوسرے آسمان پر زندہ بیٹھے

ہیں (صحیح نہیں) ص ۱۱۹

— ”حیاتِ عیسیٰ“ کے بارے میں مفسرین کے

اقوال متفق نہیں۔ ص ۱۲

— کا استدلال سورۃ نساء آیت ۱۵۹

سے ص ۱۶۸

— ان من اهل الکتاب الا لیؤمنن بہ

قبل موتہ میں ابی بن کعب کی قرأت کے

مطابق ضمیر اہل کتاب کی طرف راجع

ہوتی ہے۔ ص ۱۴۴

خ

خاتم النبیین: ”محمد تمہارے رسول ہیں سے کسی کے

باپ نہیں۔ ہاں وہ اللہ کے رسول اور

نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں۔ ص ۸۱

— بنی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بغیر کسی استثناء

کے خاتم النبیین رکھا۔ ص ۸۲

— اگر ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد

کسی نبی کے طور کو جائز قرار دیں تو ہم وحی

نبوت کے دروازہ کے بند ہونے کے بعد

اس کا کھلنا جائز قرار دیں جو بالبدلت

باطل ہے۔ ص ۸۲

— اللہ نے آپ کے ذریعہ نبیوں کا سلسلہ ختم

کر دیا ہے۔ ص ۸۳

— پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور

نبی کی ضرورت نہیں، کیونکہ آپ کی برکت

نے ہر زمانہ کا احاطہ کر لیا ہے۔ ص ۸۴

— رسول اکرم صلعم کے بعد کوئی نبی بھی نہیں

آ سکتا، کیونکہ آپ خاتم الانبیاء ہیں اور

کوئی قرآن کو اس کی تکمیل کے بعد منسوخ

نہیں کر سکتا۔ ص ۸۵ حاشیہ

— ”تو یہ خیال نہ کر کہ میں نے کوئی ایسی بات

بھی کی ہے، جس میں دعویٰ نبوت کی بوجھی

پائی جاتی ہو جیسا کہ میرے ایمان اور میری

عزت پر حملہ کرنے والوں نے سمجھا، ص ۸۶

د

داتہ الارض: کے نکلنے کے بارہ میں احادیث

میں اختلاف پایا جاتا ہے ص ۸۱

دجال: صحاح ستہ میں دجال کا ذکر اور

علامات ص ۳۶ تا ۳۹ حاشیہ

— دجال شام میں ہلاک ہوگا ص ۴۲ حاشیہ

— خروج دجال کی علامات حدیث تمیم داری

میں۔ ص ۴۶ حاشیہ، ص ۵۱ حاشیہ

— حضرت جابرؓ کا رسول اکرم صلعم سے

قیامت کے بارہ میں سوال اور دجال

کا فوت ہونا۔ ص ۵۱ حاشیہ

— وفات دجال کے متعلق ابن مسعود کی روایت

مسلم اور بخاری میں۔ ص ۵۵ حاشیہ

— خروج دجال والی حدیث آخری زمانہ

میں نصاریٰ کے ایک چھوٹے گروہ کے

نکلنے پر دلالت کرتی ہے ص ۵۸ حاشیہ

— حدیث تمیم داری میں خروج دجال کی علامات

عالم مثال کی قسم سے ہیں۔ ص ۵۹ حاشیہ

— خروج دجال سے متعلق احادیث کے

ظاہری معنی قرآن مجید کے خلاف ہیں

ص ۶۱ حاشیہ۔

چالیس دن تک مُردہ نہیں رہونگا، بلکہ زندہ
کیا جاؤں گا اور آسمان کی طرف اٹھایا
جاؤں گا۔ ص ۱۳۰-۱۳۱

ز

زخمشری: دیکھیے ابو ہریرہؓ ص ۱۴۳

— مسیح ابن مریم اور اس کی ماں سے عام
معنی مراد لیں جن کی رُو سے ہر وہ متقی اور
برگزیدہ انسان ہے جو ان جیسی صفات
سے متصف ہو۔ ابن مریم اور اس کی
ماں ہے۔ ص ۱۴۲

س

سلب ایمان کا موجب بغض اولیاء ہے ص ۳
— کے اسباب ص ۲

— امام وقت اور خلیفہ زماں کے قول اور عقیدہ

کی مخالفت سے ہوتا ہے ص ۷

— کے خارجی اسباب ص ۷

ش

شرح المواقف: اللہ پر اتفاقی جھوٹ کی نسبت
بھی ممتنع ہے ص ۳۱۲

ص

صالحین: اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرتا اور ان پر

— یہودی قوم میں سے ہوگا، قرآن اس کی
تردید کرتا ہے (۶۱: ۲) ص ۶۵ حاشیہ
— نصاریٰ کے علماء میں۔ ص ۸۲ حاشیہ
— بعض احادیث کی رُو سے نوع انسان سے
نہ ہوگا۔ ص ۱۳۸ حاشیہ۔

— اور مسیح موعود بعض احادیث کی رُو سے
کسی مشرقی ملک یعنی ملک ہند میں ظاہر
ہونگے۔ ص ۱۲

— لغت کے لحاظ سے وہ ایک بڑا گروہ ہے
جو زمین کے کناروں تک سفر کریگا ص ۱۴۲

— قرآن شریف میں دجال کا تفصیلی ذکر تو درکنہ
اجمالی ذکر بھی نہیں ہے بلکہ بالصرحت دین
میں فساد کرنے والے ایک گروہ کا ذکر ہے ص ۱۴۵

د

دمشق: نصاریٰ کے فتنوں کا مرکز۔ ص ۱۴۲

س

رفع: قرآن مجید میں پچیس جگہ آیا ہے اور
ہر جگہ قبض روح کے معنوں میں استعمال
ہوا ہے۔ ص ۲۲۶

— کا تعلق روح سے ہے جسم سے نہیں ص ۲۲۵
— قول آنحضرت صلعم کہ میں اپنی قبر میں تین یا

عقیدہ: ”میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں نبوت کا دعویٰ کروں۔“ (صبح موعود) ص ۲۹۴
 — ”میرے لیے جائز نہیں کہ میں نبوت کا دعویٰ کروں اور اسلام سے نکل جاؤں اور کافروں سے مل جاؤں۔“ ص ۲۸۲

— ”ہر وہ بات جو مخالفِ قرآن ہے وہ جھوٹ الحاد اور بے دینی ہے۔ پھر میں کس طرح نبوت کا دعویٰ کر سکتا ہوں، جبکہ میں مسلمان ہوں۔“ ص ۲۸۲

— ”محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الرسل اور خاتم النبیین ہیں اور ان لوگوں نے مجھ پر افترا کیا اور کہا کہ یہ شخص نبی ہونے کا داعی ہے۔“ ص ۳۶

— ”اور ہمارا دین احمد کی ہدایت کے سوا کچھ نہیں، پس نہ معلوم میرا مکفر کیا خیال کرتا ہے۔“ ص ۳۵۱

— ”بیشک احادیث کی بلند شان ہے..... لیکن ہم انہیں قرآنِ کریم پر مقدم قرار نہیں دیتے۔“ ص ۱۲۶، ۱۲۵

— ”بیشک ہمارے امام رسولوں کے سزاوار احمد ہیں۔“ ص ۳۵۳

عجائبات ظاہر کرتا ہے۔ ص ۹
 صدیقِ محسن خان صاحب (نواب) نے اپنی کتاب حج الکرامہ میں لکھا ہے کہ ہمدانی بعض انبیاء سے بھی افضل ہیں۔ ص ۲۹۳

ع

عبد اللہ الصمد محمد بن احمد مرید حضرت مسیح موعود۔ ص ۱۶

عبد اللہ، خلیفہ عرب: جو حضرت پیر چھنڈے والا کا کشف حضرت مسیح موعود کو سناتے فیروز پور تشریف لائے۔ ص ۳۰۹، ۳۱۰

عبد اللطیف، خلیفہ: مرید حضرت پیر چھنڈے والا جو حضرت مسیح موعود کی خدمت میں فیروز پور حاضر ہوئے۔ ص ۳۰۹

عبد القادر جیلانی، شیخ: دعویٰ مجذبت کیا۔ ص ۳۳۳

عقبہ بن رافع: روایت کشف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی تعبیر ص ۵۳ حاشیہ عبد الکریم، مولانا: بھانجہ مولانا فضل دین عربی رسائل: کی تالیف کی وجہ ص ۳۲

عمر بن خطابؓ: ”اگر میری امت میں کوئی محمد ہے تو وہ عمر بن خطابؓ ہیں ص ۲۸۹

”آپ کو تمام درجات سے بلند درجات حاصل ہیں۔ ۳۵۳

آپ کے انوار ایسے ہیں جنہیں تصور بھی نہیں پہنچ سکتا۔ ۳۵۳

”میں نے امام الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کی ہے لیکن آپ میری تعریف سے زیادہ بلند اور اعلیٰ اور بڑے ہیں۔ ۳۵۳

ہر قسم کا فخر محمد رسول اللہ صلعم کے لیے ہے۔ ۳۵۴

علی طالع : مکہ مکرمہ میں حضرت مسیح موعود کے ایک مرید کا نام۔ ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸

عیسیٰ علیہ السلام : معتزلہ اور فہمیہ کا خیال کہ مسیح کا جسم عنصری کے ساتھ رفع نہیں ہوا، بلکہ آپ وفات پا گئے۔ ۳۱۵

رنج روحانی ہوا اور آپ کا نزول بھی روحانی ہوگا۔ ۳۱۵

نزاع رفع روحانی کے بارہ میں نہ کہ رفع جسمانی کے، یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی اللہ کے منکر ہیں۔ ۳۶۶

عیسیٰ کے حقیقی اور ادعائی پیروکاروں کا قیامت تک منکروں پر غلبہ ۱۲۷ حاشیہ

عیسیٰ کے حقیقی متبع مسلمان ہیں۔ ۱۲۷ حاشیہ

یہ کہنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے کہ سب یہودی عیسیٰ پر ان کی موت سے پہلے ایمان لائیں گے۔ ص ۱۶۹

تفسیر کی کتب کی رو سے عیسیٰ کی دو موتیں ثابت ہوتی ہیں، جو قرآن کے خلاف ہے۔ ص ۱۷۷

عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں استخفاف کے کلمات افتراء ہیں ص ۳۶

کے بعض معجزات سے ہماری کراہیت حقیقی بات ہے ہم کیسے ان امور کو ناپسند نہ کریں، جن کا جواز ہماری شریعت میں نہیں۔ ص ۲۸

ف

فتح البیان : تصنیف نواب سید صدیق حسن خاں صاحب ص ۲۹۳

فیض الحرمین : تصنیف حضرت ولی اللہ شاہ محدث دہلوی۔ نیز دیکھیں تاثرات نجوم ص ۲۷۳-۲۷۴

ففضل ربنا، مولانا - ١٦

ق

قرآن مجيد :

اهدنا الصراط المستقيم.... انعمت

عليهم فاتحه ١: ٦، ٢٤٨، ص ٢٨٤

ضربت عليهم الذلة والمسكنة

بقره ٢: ٦١ ص ٦٥ حاشية

ان الذين كفروا.... خالدين فيها

بقره ٢: ١٦١، ١٦٢ ص ١٨٨

وقال الذين اتبعوا..... بخارجين

من النار بقره ٢: ١٦٤ ص ٢

ربنا افرغ علينا... توفنا مسكينين

بقره ٢: ١٥٠ ص ٢٢٦

ثعرت في كل نفس بقره ٢: ٢٨١ ص ٢٣٢

هل ينظرون الا ان ياتيهم.....

ترجع الامور بقره ٢: ٢١ ص ٢٥٢

لنجد اية للناس بقره ٢: ٢٥٩

٣٢٣

مرحبتكم ان تدخلوا الجنة.... متى

نصر الله بقره ٢: ٢١٢ ص ٣٢٥

واستوان الله واعلموا ان الله مع

المتقين بقره ٢: ١٩٢ ص ٣٣٤

ولولا دفع الله الناس بعضهم.....

على العالمين بقره ٢: ٢٥١ ص ٣٣٨

وجاعل الذين اتبعوك.... يوم

القيامة ال عمران ٣: ٥٢ ص ٧٤

حاشية، ص ٦٣ حاشية، ص ١٠٥ حاشية، ص ١٠٤

٢٠٦، ص ٢٠٤

يعيسى اني متوفيك.... يوم القيامة

ال عمران ٣: ٥٢، ص ٦٢، ٦٨، ٩١ حاشية

١٠٢ حاشية، ص ٢٦٢

وما محمد الا رسول قد خلت

.... الرسل ال عمران ٣: ١٢٣

ص ٩١ حاشية، ١٢١، ١٨٣، ٣٦٣،

واي اعينها.... الشيطان الرجيم

ال عمران ٣: ٣٥ ص ١٤٣

وجيها في الدنيا والاخرة.....

ال عمران ٣: ٢٢ ص ٢٠٦

ان في خلق السموات والارض...

لأولى الالباب ال عمران ٣: ١٨٩

ص ٢٦٣

فيكون طيراً بأذن الله أن عمران
٣٨: ٣ ص ٣٢١

وما فتئوا وما صلبوه ولكن شبه
لهم نساء: ٢ ص ١٥٤، ٣ ص ٣٦٤، ٢ ص ٣٦٤
أن من أهل الكتب.... قبل موته
نساء: ٢ ص ١٥٩، ١ ص ١٥٩
حتى يتوفاهن الموت نساء: ٢ ص ١٥
٢ ص ٢٢٤

ولا تقولوا لمن القى اليكم السلام
لست مومنا نساء: ٢ ص ٩٢، ٣ ص ٣٣٤
بل رفعه الله اليه نساء: ٢ ص ١٥٨
ص ٣٦٤، ٢ ص ٣٦٤

ولو كان من عند غير الله.....
اختلافاً كثيراً نساء: ٢ ص ٨٢، ٣ ص ٣٦٤
فلما توفيتني... الرقيب عليهم
مائدة: ٥ ص ١١٤، ٤ ص ٩١، حاشية: ٩ ص ٩٢
١ ص ١٢١، ٢ ص ١٢١، ٣ ص ٣٦٣

اليوم اكملت لكم دينكم مائدة
٥: ٣ ص ٨٥، حاشية: ٨٨

فاغرينا بينهم العروة والبغضاء الى
يوم القيامة مائدة: ٥ ص ١٢، ١ ص ١٢

والقينا بينهم العداوة والبغضاء الى
يوم القيامة مائدة: ٥ ص ١٢، ١ ص ١٢

يريدون ان يخرجوا.... بخرجين
منها مائدة: ٥ ص ٣٤، ٢ ص ٢٠

ما المسيح ابن مريم الا رسول....
امه صديقة مائدة: ٥ ص ٤٥، ٢ ص ٢٠
كانا ياكلان الطعام مائدة
٥: ٤ ص ٣٦٣

ما فرطنا في الكتب من شيء انعام
٣٨: ٢ ص ١٢٥، ١ ص ١٩٦

وهو الذي يتوفكم.... اجل مسمى
انعام ٢: ٢ ص ٢١١

وانزلنا عليك لباساً اعراف: ٤ ص ٢٦
ص ٦٤ حاشية

اذا جاءتهم رسلنا يتوفونهم اعراف
٤: ٤ ص ٣٤، ٢ ص ٢٢٤

ولا تفسدوا في الارض.... قريب

من المحسنين اعراف: ٤ ص ٥٦، ٣ ص ٣٣٤
وهو الذي يرسل الريح.... لا يخرج

الا نكل اعراف: ٤ ص ٥٨، ٥ ص ٢٣٨
يسئلونك عن الساعة..... لا

يعلمون اعراف ٤: ١٨٤ ص ٢١٥

فيها تحيون وفيها تموتون

اعراف ٤: ٢٥ ص ٣٩٣

يجعل لكم فرقانا انفال ٨: ٢٩: ص ٢٨٥

اذيوحى ربك الى الملائكة... فثبتوا

الذين امنوا انفال ٨: ١٢: ص ٢٨٦، ٣٣،

يعطوا الجزية عن يدين... صغرون

توبه ٩: ٢٩ ص ٨٤

وهو الذى ارسل رسوله... على الدين

كله توبه ٩: ٣٣ ص ٨٤، ٣٣٨

ولكن اعبد الله الذى يتوفىكم

يونس ١٠: ١٠ ص ٢٢٤

لهم البشرى في حيوة الدنيا يونس

١٠: ٦٢ ص ٢٨٢

نحن نقص عليك احسن القصص

يوسف ١٢: ٣ ص ١١٢

تفصيل كل شئ يوسف ١٢: ١١١

ص ١٩٦

توفنى مسلماً والحقنى بالصلحين

يوسف ١٢: ١٠١ ص ٢٢٦

اذا امنوا ان تاتيهم غاشية... انا

ومن اتبعنى يوسف ١٢: ١٠١، ١٠٢

٢٩٦

لئن شكرتم لازيدنكم... عابى

لشديد ابراهيم ٢: ٤ ص ٢٢٢

وان من شئ... بقى معه

حجر ١٥: ٢١ ص ٦٥ حاشية

انا نحن نزلنا الذكر... لحافظون

حجر ١٥: ٩ ص ١١١، ٢٢٠

ان عبادى ليس لك عليهم سلطان

حجر ١٥: ٢٢ ص ١٤٣

الاعبادك منهم المخلصين حجر

١٥: ٢٠ ص ١٤٣

وما هم منها بمخرجين حجر

١٥: ٢٨ ص ١٨٦، ٣٤٠

وما هم منها بمخرجين حجر ١٥: ٢٨

ص ١٩٠

فاستلوا اهل الذكر ان كنتم

لا تعلمون نمل ١٤: ٢٣ ص ٢٢٢

سبحان ربى هل كنت الا بشراً رسول

بني اسرائيل ١٤: ٩٣ ص ١٢

لا يبغون عنها حولا كهف ١٨: ١٠٨

ص ٢٠

رفعته مكانا عليا مريم ١٩: ٥٤

ص ١٢٩

سار علي يوم ولد ويوم يموت ويوم

يبعث حيا مريم ١٩: ١٥ ص ١٤٣

وفيها نعيدكم طه ٢٠: ٥٥ ص ١٢٩

من كل حذب ينسلون انبياء ٢١:

٩٤ ص ٩٤ حاشية

حرام على قرية لا يرجعون

انبياء ٢١: ٩٥ ص ٩٤، ١٣٦، ١٨٦،

بل تاتيهم بغتة ولا لهم ينظرون

انبياء ٢١: ٢٠ ص ٢٩٩

ان السموات والارض كانتا رتقا

ففتقناهما انبياء ٢١: ٣٠ ص ٣٣١

وما ارسلنا من قبلك من رسول

.... اذ اتمني حج ٢٢: ٥٢ ص ٢٨٩

ولا يزال الذين كفروا يوم عقيم

حج ٢٢: ٥٥ ص ٢٩٦

وعد الله الذين امنوا من

قبلهم نور ٢٢: ٥٥ ص ١١

كذلك سلكنه في قلوب وهم

لا يشعرون شعراء ٢٦: ٢٠٠ تا ٢٠٣،

ص ٢٩٤

لا تخافي ولا تحزني جاعلوه

من المرسلين قصص ٢٨: ٤

ص ٢٨٣

فلا تكن في مرية من لقاءه سحرة

٣٢: ٢٣ ص ١٣٢

ما كان محمد ابا احد خاتم النبيين

احزاب ٣٣: ٢٠ ص ١٤٩،

اليه يصعد الكلم الطيب هو

يبور فاطر ٣٥: ١٠ ص ٣٣٨

يحسرة على العباد يستهزون

ليس ٣٦: ٣٠ ص ١٦٤

يل ادخل الجنة ليس ٣٦: ٢٤

ص ١٩١

فلا يستطيعون توصية يرجعون

ليس ٣٦: ٥٠ ص ٢

فما نحن بميتين الاموتتنا الاولى

.... الفوز العظيم صفات ٣٤:

٥٨ ت ٦٠ ص ١٤٤، ١٨٢

هل انتم مطعون من

المحضرين صافات ٣٤: ٥٢ ت ٥٤

ص ١٩٢

وما من الاله مقام معلوم صافات

٣٤: ١٦٢ ص ٢٣٢

انزل لكم من الانعام زمر ٣٩: ٦

ص ٦٤ حاشية، ٢٦٤

فيمسك التي قضى عليها الموت

.... لا يرجعون زمر ٣٩: ٢٢ ص ٩٩

١٨٦، ص ١٩، ٣٤٠

الله يتوفى الانفس حين موتها... في

منامها زمر ٣٩: ٢٢ ص ١١

لا يذوقون فيها الموت الا الموتة

الاولى دخان ٢٢: ٥٦ ص ٣٤

ارجع الى ربك راضية مرضية

فجر ٨٩: ٢٨ ص ٣٩٩

فاما نرينك بعض الذي نعدهم

اونتوفينك مومن ٢٠: ٤٤ ص ٢٢٦

يلقى الروح من امره.... يوم التلاق

مومن ٢٠: ١٥ ص ٢٨٥

الذين يجادلون في آيات الله بغير

سلطان لا يعلمون مومن

٢٠: ٥٦، ٥٤، ص ٣٣٨

ما يستوى الاعلى والبصير مومن

٢٠: ٥٨ ص ٣٣٨

فقل لها وللارض واذى في كل

انساء امرها حو سجدة ٢١: ١٢٠،

ص ٢٦٦

يدبر الامر من السماء الى الارض

سجدة ٣٢: ٥ ص ٢٦٤

هل ينظرون الا الساعة.... لا يشعرون

زخرف ٢٣: ٦٦ ص ٢٩٦

وانه لعل للساعة زخرف ٢٣: ٦١

ص ٣٢٣، ٣٢٢

فلما تمرن بها زخرف ٢٣: ٦١ ص ٣٢٢

فاصبرهم وعنى ابصارهم محمد

٢٤: ٢٣ ص ٢١٣

ان جاءكم فاسق ما فعلكم

نذمين حجات ٢٩: ٦ ص ٣٣٦

انما المومنون اخوة.... يحب

المقسطين حجات ٢٩: ١٠ ص ٣٣٤

ومن یتق الله يجعل له فخرًا ویرزقه
 ۳۰۰۰۰ یحسب طلاق ۲: ۶۵، ۲۸۵، ۲۸۶،
 مما خطیئتهم اغرقوا فادخلوا ناراً
 نوح ۴۱: ۲۵ ص ۱۹۲

فالمدبرات امرًا الذنعات ۴۹: ۵ ص ۲۸۱
 ان کل نفس لما علیها حافظ طارِق
 ۸۶: ۲ ص ۲۲۲، ۲۸۱

یا ایها النفس المطمئنة فجر
 ۸۹ ص ۲۴، ۱۰۵، ۱۳۱، ۱۹۱
 وجاء ربك والملك صفا صفا
 فجر ۸۹: ۲۲ ص ۲۳۲

ان الذين قالوا ربنا الله..... ما
 تدعون حنم ۴۱: ۳۰، ۳۱ ص ۲۸۲
 واما ربك فحدث ضحی
 ۹۳: ۱۱ ص ۳۳۳

الذي علم بالقلم.. لم يعلم علق
 ۹۶: ۴، ۵ ص ۱۲

انا انزلنه فی لیلة القدر.... مطلع
 الفجر قدر ۹۷: ۹ ص ۳۲۹

قرآن مجید: انسب اور اولی یہ ہے کہ غیر قرآن
 کو قرآن پریش کیا جاتا چاہیے ص ۱۲

یا ایها الذین امنوا لا یسخر.... هم
 الظالمون حجات ۴۹: ۱۱ ص ۳۳۷
 یا ایها الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من
 الظن.... ثواب رحیم حجات
 ۴۹: ۱۲ ص ۳۳۷

ففر والی الله.... نذیر مبین
 ذریت ۵۱: ۵۰ ص ۳۳۹

فلا تزکوا انفسکم نجوس ۵۳: ۳۲ ص ۳۳۳
 کل من علیها فان رحمن ۵۵: ۲۶ ص ۱۲۹
 ثلثة من الاولین.... من الاخرین
 واقعة ۵۶: ۳۹، ۴۰ ص ۱۱۱

انزلنا الحديد حديد ۵۷: ۲۵ ص ۲۶
 اعلمو ان الله یحیی الارض بعد موتها
 حديد ۵۷: ۲۱ ص ۲۶۷

فلا اقسیم بواقع النجوم واقعة ۵۶: ۵۷
 ص ۲۶۸

یجعل لکونورا تمشون حديد
 ۵۷: ۲۸ ص ۲۸۵

وأخیرین منهم لما یدلحقوبهم جمعة
 ۶۲: ۳ ص ۱۸۰

یتنزل الامر ینهن طلاق ۶۵: ۱۲ ص ۲۶۶

— زمانہ اور اہل زمین کے مفاسد کی کیفیات
کے تقاضہ کے مطابق اصلاح کا کام
کرتا ہے۔ ص ۱۵۲

— کسی ایسے نبی کے قدم پر آتا ہے کہ جس
کے زمانہ سے اس کا زمانہ مشابہ ہو ص ۱۱۸

— قوم کے مناسب حال اللہ کی طرف
سے حجت پوری کرنے آتا ہے ص ۱۱۸

— ایک بندہ کو مبعوث فرمایا تا وہ اس کے
دین کی تائید و تجدید کرے۔ ص ۲۳

— سلف صالحین اجمالی طور پر متفق ہیں
کہ نصاریٰ کے غلبہ کے وقت جو مجدد

مبعوث ہوگا اس کا نام عیسیٰ ابن مریم
ہوگا۔ ص ۴۵

— نزول مسیح سے متعلق احادیث میں جو
الفاظ آئے ہیں ان سے مراد ایک عظیم

الشان مجدد دہے جو مسیح کے قدموں
پر آئے گا۔ ص ۱۱۶

— چونکہ دشمن قوم نصاریٰ تھی اسی نسبت
سے اس مجدد کا نام مسیح رکھا گیا ص ۱۱۸

— مجھے آخری زمانہ کے لیے مجدد اور
محدث بنا کر بھیجا گیا۔ ص ۱۵۹

— حضرت عثمانؓ نے بعثت قریش کے مطابق
قرآن مجید کو ایک ہی قرأت پر جمع کیا۔ ص ۱۲۳

قصیدہ لطیفہ: اس نظم میں مفاسد زمانہ،
بعثت مجدد و وقت کی حقانیت اور

اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت
کا ذکر ہے۔ ص ۳۲۲ تا ص ۳۶۱

قیامت: قول رسول اکرم ص ۴۰۰ ”جو مر گیا اس کی
قیامت قائم ہو گئی۔ ص ۲۰۱

— کی چھوٹی اور بڑی علامات ص ۲۲۵
— سے متعلق قطعہ اور ظاہری ناطق علامات ص ۲۹۷

ل

کلام الہی: قرآن مجید میں ایسے لوگوں کا ذکر
جن سے خدا نے کلام کیا جو نبی اور رسول

نہ تھے۔ (۲۰: ۷۰) ص ۲۸۳
— اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء سے کلام کرتا

ہے۔ ص ۲۸۶
— بنی اسرائیل کے بعض لوگوں سے جو نبی نہ

تھے اللہ تعالیٰ انہیں کلام ہوتا تھا۔ ص ۲۸۸

م

مجدد: بعثت مجدد دین سے متعلق
سنت اللہ۔ ص ۳۳۰

— مجدد کی یقینی علامات ص ۳۲۹

— وقت کی بعثت ص ۳۵۶

— حضرت شیخ احمد سرمدؒ نے اپنی کتب میں متعدد جگہ دعویٰ مجددیت کا اظہار کیا ہے ص ۳۳۳

— ”مجدد بنکر آیا ہوں“ ص ۳۵۹

— محدث: حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ اور محدث ہیں ص ۱۸۶
— ”میں ایک محدث ہوں اور محمدؐ سے اللہ کلام کرتا ہے“ ص ۲۸۲

— فتح الباری میں ابن عباسؓ کی تفسیر آیت
وما ارسلنا من رسول الا اذا

تمنی میں ولا محدث کے الفاظ ص ۲۸۹
— قبول حق اور مصائب کو برداشت کرنے کی قوت محدث کے ظہور کے وقت ہی ظاہر ہوتی ہے ص ۳۲۸

— محدثیت: وہ نور جو اللہ تعالیٰ کے خاصوں میں اور دوسروں میں فرق کرتا ہے ہی الہام کشف اور محدثیت ہے ص ۲۸۵

— کشف، الہام، رویا صالحہ، مکالمات مخاطبات محدثیت ہی کی اقسام ہیں ص ۲۸۵

— مقام محدثیت مقام نبوت کے ساتھ

گہری مشابہت رکھتا ہے ص ۲۸۹

— اجزائے نبوت محدثیت میں پائے جاتے

ہیں، لیکن بالقوہ نہ کہ بالفعل ص ۲۹

— شان نبوت کی طرح مجرد موصوبت الہی

ہے جسے کوشش سے حاصل نہیں کیا

جاسکتا۔ ص ۲۹۱

— نبوت کے تمام کمالات محدثیت میں مخفی

اور پوشیدہ ہیں اور ان کے بالفعل ظہور

اور خرد ج کو نبوت کے دروازہ کے بند

ہونے نے روک رکھا ہے۔ ص ۲۹

— محمد احسن سید مولوی: جلیل القدر فقیہ و

محدث ہیں۔ ص ۲۶

— منظرہ: صاحب تفسیر منظرہ نے لکھا ہے

کہ حضرت ابوہریرہؓ نے ملتوں کے ہلاک

ہونے والی حدیث کے سمجھنے میں غلطی

کھائی۔ ص ۱۷۲

— مسیح موعود: الہام عیسیٰ ابن مریم نام رکھا

گیا۔ ص ۳۵

— کی بعثت اور نشانیوں کا احادیث

میں ذکر۔ ص ۳۸ حاشیہ

— (دین کے لیے) جنگ کو ختم کر دینا ص ۹۹

— جملہ یضیع الجزیۃ جو بخاری کے بعض نسخوں میں آیا ہے صحیح نہیں۔ ص ۹۹ حاشیہ

— تمام امام قریش سے ہونگے اس لیے عیسیٰ علیہ السلام اس امت کے امام نہیں ہو سکتے۔ ص ۸۴ حاشیہ

— یا اس کے جانشینوں میں سے کوئی دمشق کی سرزمین کی طرف سفر کریگا ص ۱۴

— بعض علماء کا یہ کہنا کہ مسیح موعود

نصارائی سے لڑائی کرے گا اللہ کی

کتاب اور رسول صلعم پر اقرار ہے ص ۱۴۹

— اللہ نے مجھے امام بنایا ہے ص ۲۵۸

— ابن ماجہ اور مستدرک میں حدیث لا

مہدی إلا عیسیٰ۔ ص ۱۶۳

معراج: بعض کے نزدیک بیداری میں

ہوا تھا اور بعض کے نزدیک یہ ایک

رویہ صالحہ تھی ص ۱۲۴

— ایک اعجازی امر تھا جو کامل لطیف

روحانی بیداری میں ہوا۔ ص ۱۲۸

— کی رات نبی کریم صلعم اپنے سے پہلے

گذرے ہوئے ہر نبی سے ملے ص ۱۳۱

— کی رات رسول اللہ صلعم نے جنت اور

دوزخ کو دیکھا۔ ص ۱۶۳

ملائکہ: کسی صفت میں بھی انسانوں سے قطعاً

مشابہ نہیں۔ ص ۲۳۲

— فرشتے خدا تعالیٰ کی صفات سے مشابہت

رکھتے ہیں۔ ص ۲۳۲

— اپنے مقامات معلومہ میں مستقل قرار

کے باوجود زمین کی طرف نازل ہوتے

ہیں۔ ص ۲۳۲

— کو اللہ نے اپنے جوارح کی طرح بنایا

ہے اور مختلف امور میں انہیں اپنی قضا

و قدر کا وسیلہ بنایا ہے ص ۲۳۵

— بلا توقف کام کرتے ہیں اور بلا تفاوت

ان کا فعل اللہ کا فعل ہوتا ہے ص ۱۳۷

— کا نزول نمشی نزول ہوتا ہے اور ان

کے اصل اجسام آسمانوں سے نہیں

اُترتے۔ ص ۲۳۹

— حضرت عائشہ رضی کی روایت کہ آسمان

میں ایک قدم بھی جگہ ایسی نہیں جس پر

ایک فرشتہ سجدہ نہ کر رہا ہو ص ۲۴۱

— اور ارواح، لیلۃ القدر میں اپنے رب

کے اذن سے نازل ہوتے ہیں ص ۲۴۲

— روایت ابن سیرین کہ وہ بعض انبیاء سے
بھی افضل ہوگا۔ ص ۲۷۹

— ابن ماجہ اور دوسری کتب احادیث میں
کہ ہمدی عیسیٰ ہی ہوگا ص ۳۲۰
— کے طور سے متعلق تمام احادیث ضعیف
اور مجروح ہیں بلکہ ان میں سے بعض
موضوع ہیں۔ ص ۱۶۳

موتنا الاولیٰ - ہر شے کے لیے ایک موت
لیکن مسیح کے لیے کیوں دو موتیں - یہ
نصوص قرآنیہ کے خلاف ہے ص ۱۸۵
موسیٰ حضرت موسیٰ کا زندہ ہونا قرآن مجید
سے ثابت ہے (سجۃ ۳۳: ۲۳) ص ۱۳۲
لکہ : مکہ مکرمہ سے ایک خط ص ۱۲

ن

نبی : ”اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمرض
ہوتا“ اور آپ نے یہ بات اس بنا پر
کہی ہے کہ حضرت عمرض محدث تھے ص ۲۹۱
نزول عیسیٰ : قرآن مجید میں لفظ نزول کا استعمال
اور اس کے معانی - ص ۶۸ حاشیہ
— احادیث میں آسمان کا لفظ کہیں بھی
موجود نہیں۔ ص ۶۹ حاشیہ

— ہر اس چیز پر جو آسمان اور زمین میں ہے
محافظ ہیں۔ ص ۲۷۴

— کما تشیی وجود اللہ تعالیٰ زمین میں پیدا
کرتا ہے۔ ص ۲۷۵
— کما نزول وصعود اللہ کے نزول و صعود
کی مانند ہے۔ ص ۲۵

— کے لیے آسمانوں میں مقررہ مقامات ہیں ص ۲۵۳
— آسمان میں ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے
اذن سے زمین میں تصرف کرتے ہیں ص ۲۵۴
ہمدی مسیح اور ہمدی ایک ہی زمانہ میں
آئیں گے۔ ص ۷۷ حاشیہ
— عیسیٰ کے سوا اور کوئی ہمدی نہیں۔

ص ۷۷ حاشیہ

— حدیث میں آیا ہے کہ مسیح اور ہمدی دونوں
ملاقات کریں گے۔ ص ۷۷ حاشیہ
— مسیح دجال کے غلبہ کے وقت آئے گا
ص ۷۸ حاشیہ

— صلیب کی شوکت کو توڑ دینا اور نصارے
کے خنزیروں کو قتل کر دینا۔ ص ۷۸ حاشیہ
— اور مسیح دونوں آخری زمانہ میں ظاہر ہونگے
ص ۱۶۵

— سے متعلق احادیث میں علامات اور
ان کی تاویل ص ۱۷ حاشیہ

— صحاح ستہ میں ہے کہ مسیح موعود اسی
امت سے ہوگا۔ ص ۱۷ حاشیہ

نزول مسیح: قرآن مجید اور احادیث نبویہ
مسیح کا نزول آسمان سے ثابت نہیں ۱۱۹

— نزول صعود کی فرع ہے ص ۱۱۲

— قرآن مجید واضح طور پر نزول کے قصہ
کا مخالف ہے ص ۱۲۷

— مسیح کے دوبارہ آنے کے ذکر کے وقت
ہر جگہ نزول کا لفظ کیوں استعمال کیا گیا ۱۳۵

— نورات میں نزول جسمانی نہیں بلکہ نزول
روحانی کی مثال پائی جاتی ہے جیسے
حضرت ایلیا۔ ص ۱۶

— حدیث میں آنے والے مسیح کے لیے
تین واضح علامات۔ ص ۱۱۱ تا ۱۱۳

— اکثر علماء کا یہ ایمان کہ اللہ تعالیٰ نزول
ثانی کے بعد مسیح علیہ السلام پر چالیس
سال تک وحی نازل کرتا رہے گا ص ۸۵ حاشیہ

— احادیث میں اس بارہ میں اختلافات اور
قرآن مجید سے تعارض ص ۸۴، ۸۵ حاشیہ

— پس جب عیسیٰ دوسری بار دنیا میں آنے
والے ہیں تو نبی کریم صلعم کے دنیا میں
دوبارہ آنے میں کیا حرج اور مضائقہ
ہے۔ ص ۱۸۲

نور الدین حضرت مولانا کا حسب نسب،
عظیم شخصیت اور تبحر علمی ص ۲۷

— کی اعلائے کلمہ اسلام کے لیے مالی
قربانیاں اور تائید خاتم النبیین کے
مذہب کے لیے جان دینے کی تمنا ص ۲۸

و

وحی: انبیاء کی رو یا وحی ہوتی ہے کیجھی مجاہد
اور استعارہ کی قسم سے ہوتی ہے اور
آنحضرت صلعم نے اس قسم کی وحی کی
تاویل کی ہے ص ۵۲ حاشیہ

وفات مسیح: بخاری، طبرانی اور دوسری کتب
میں مسیح کی وفات کا ذکر۔ ص ۸

— حدیث میں مسیح کے بجد عنصری زندہ
اٹھائے جانے کا ذکر نہیں ص ۸، ص ۲۰

— مستدرک میں حضرت عائشہ رضی کی روایت
کہ ہر ایک نبی اپنے پیچھے نبی کی نصف عمر

پاتا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام

— قرآن مجید کی رو سے نصاریٰ مسیح
کی وفات کے بعد ہی مشرک بنے ہیں۔

ص ۷۶

— کبھی اللہ تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت
اس بات کا تفاصا کرتے ہیں کہ وہ اپنے
نبی کو اس کی فتح اور اقبال کے دن
آنے سے پہلے وفات دیدیتا ہے۔

ولی اللہ المحدث و ہدی :

ہند کے علماء میں ایک عالم ربانی جو
اپنے وقت کا محمد دٹھا ص ۲۷۲

ی

یاجوج ماجوج : کا رعب ندینہ پر نہیں
پڑے گا۔ ص ۷۴ حاشیہ

— نصاریٰ ہیں جو روس اور برطانیہ
اقوام سے ہیں۔ ص ۹۷ حاشیہ

— پیدائش میں انسان کے مشابہ ہیں
ص ۹۷ حاشیہ در حاشیہ

ایک سو بیس سال زندہ رہے ص ۹۳ حاشیہ
— بعض علماء کا خیال کہ معنی کرتے ہوئے
انی متوفیک کا جملہ رافعت الی سے

مؤخر ہونا چاہیئے۔ ص ۷۳ حاشیہ
— بعض علماء کا خیال کہ ترجمہ کرتے ہوئے
جملہ وجاعل الذین اتبعوک فوق
الذین کفروا الی یوم القیامۃ سے

مقدم رکھنا چاہیئے۔ ص ۷۲ حاشیہ
— رسول اکرم صلعم نے جملہ فلما توفیتی کو
بغیر تفسیر و تبدل اپنے لیے استعمال
کیا ہے۔ ص ۲۰۹

— بخاری میں ابن عباس نے آیت فلما
توفیتی کی تفسیر میں مہینتک لکھا
ہے ص ۲۰۴، ص ۲۱۰

— آیت فلما توفیتی میں توفی کا وعدہ
باقی وعدوں پر مقدم ہے ص ۲۰۵

— اعتراض کہ لفظ توفی قرآن مجید میں
ہسلانے کے معنوں میں آیا ہے ص ۲۱۱
— سونے والوں کے لیے لفظ بعثت کی
بجائے ایفاظ استعمال کیا جاتا ہے

ص ۲۱۲